کسی کو خدا کا شریک نہ بناؤ حضرت محمد ﷺ کی سنت ضائع نہ کرو
یہ دو ستون قائم اور روشن رکھو تو گمراہ نہ ہو گے (وصیت علیؓ)

تلخیص نہج البلاغہ

خطبات

مکتوبات

ارشادات

از

محبوب المسلمین و امیر المومنین

حضرۃ عِلی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

مرتبہ

خاکپائے اہل بیت مولانا مہر محمد مدظلہ العالی

مرحبا اکیڈمی

یااللہ مدد

پیغمبر ﷺ کے بعد جو والی بنے وہ دین حق پر قائم رہے رعایا کو بھی حق پر قائم رکھا حتی کہ دین اسلام سینہ ٹیک کر بیٹھ گیا (قول ۲۶۷)

تلخیص نہج البلاغہ

خطبات

مکتوبات

ارشادات

از

محبوب المسلمین و امیر المومنین

حضرۃ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مرتبہ

خاکپائے اہل بیت مولانا مہر محمد مدظلہ العالی

مرحبا اکیڈمی

نام کتاب .... تلخیص نہج البلاغہ (خطبات، مکتوبات، ارشادات)
(از) محبوب المسلمین وامیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مرتبہ .... خاکپائے اہل بیت مولانا مہر محمد اعلی اللہ مقامہ

طبعِ اول .... نومبر 2012ء

تعداد .... 1000 صفحات ۴۹۶

ہدیہ مجلد ۴۵۰

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ اسلامیہ حنفیہ بمقام بن حافظ جی ضلع میانوالی 0321-5470972
☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ ☆ بخاری کتاب گھر نزد گھنٹہ گھر چوک سکھر ☆ مکتبہ عمر فاروق کراچی
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار، راولپنڈی ☆ کتب خانہ مجیدیہ ملتان ☆ دفتر خدام اہلسنت والجماعت مدنی مسجد چکوال ☆ مرکز اتحاد اہلسنت والجماعت ۸۷ چک جنوبی سرگودھا
☆ تالیفات ختم نبوت اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ قاسمیہ ۱۷، اردو بازار لاہور
☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵ ☆ مکتبہ رشیدیہ جی ٹی روڈ ساہیوال
☆ مکتبہ اہلسنت دکان نمبر 12 رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد ☆ مکتبہ حنفیہ جہلم
☆ اسلامی کتاب گھر نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر ☆ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
☆ مکتبہ شہید اسلام متصل لال مسجد اسلام آباد ☆ مکتبہ امدادیہ شیرانوالہ گیٹ ہری پور
☆ مکتبہ عثمانیہ اقبال مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی ☆ دار الکتاب اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ قرآن محل کمیٹی چوک راولپنڈی ☆ مکتبہ سراجیہ لکڑ منڈی جی ٹی روڈ ساہیوال

انتساب

خوشبوئے مصطفیٰ فرزند مرتضیٰ دلبند فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما

نوجوانان جنت کے سردار حضرت سیدنا **حسن** المجتبیٰ ؓ کے...... **نام**

جن کے متعلق خاتم المرسلین والمعصومین ھادی و معلم جمیع العالمین (علیہ الصلوٰۃ السلام) نے فرمایا ''یہ ہے میرا بیٹا سردار جس کے ذریعے اللہ مسلمانوں کے دو بڑے لشکروں میں صلح کرا دے گا۔

(کہ امت کو ایک نیک اور متحد بنا دے گا) بخاری، ترمذی، حیات القلوب وغیرہ

--- جن کے سبق اتحاد کو آج پاکستانی صحافت --- فریقین کے عوام وعلماء دین بھلا چکے ہیں اور ''عام الجماعۃ'' ۵ ربیع الاول ۴۱ھ کے کارنامہ پر کوئی خراج تحسین پیش نہیں کیا جاتا نہ اخبارات ومجلات کوئی میگزین وایڈیشن شائع کرتے ہیں نہ فریقین کے سیرت ومیلاد پر جلسے اور جلوس نذرانہ عقیدت وتبریک سناتے ہیں جس کی اس فرقہ وارانہ دور میں انتہائی ضرورت ہے کہ پھر سب مسلمان سنتِ حسنی اپنا کر متحدہ پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں گے جس امام حسنؓ نے اپنے والد ماجد کو بھی مدینہ چھوڑنے اور عراق جانے سے اسی اتحاد کے لئے روکا تھا۔ (طبری وغیرہ ہر تاریخ)

(کہ قاتلین عثمانؓ سبائیوں کی جنگ وفساد سے امت بکھر جائے گی) جس کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا...... اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی محبت کر اور ان سے بھی جو اس سے محبت کریں۔ (مشکوٰۃ)

اللہ سب مسلمانوں سے جنتی جوانوں کے دو سرداروں کے عقیدہ وکردار پر عمل کرائے اور پابند شرع حاکم کو بنانے ماننے اور فاسق کو نہ بنانے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین......از مؤلف

گر قبول افتد........... زہے عز وشرف

محقق اہلسنت مولانا مہر محمد مدظلہٗ اور آپ کی تصانیف پر علماء کرام کی آراء گرامی

(۱) مولانا کو علمی مقالات پر مضامین لکھنے اور تصنیف و تالیف کا خاص ذوق حاصل ہے......نہایت ملنسار اور صلح پسند عالم ہیں تقریر و تحریر دونوں پر اچھی دسترس حاصل ہے۔

(علامہ محمد یوسف بنوریؒ کراچی) ۲۶ شعبان ۱۳۹۱ھ

(۲) مولانا موصوف کے علمی استدلالات حوالہ جات اور معتدل طرز بیان سے پوری طرح مطمئن ہوں۔(علامہ مفتی محمودؒ ملتان) ۹ رمضان ۱۳۹۱ھ

(۳) بہر حال کتاب (عدالت حضرات صحابہ کرامؓ) مفید اور اپنے موضوع میں کامیاب ہے۔(علامہ شمس الحق افغانیؒ جامعہ بہاولپور)

(۴) صحابہ کرامؓ کی جانب سے دفاع اور ان کی عظمت کا اظہار دین کی بہت بڑی خدمت ہے اللہ تعالیٰ نے مولوی مہر محمد صاحب کو اس کی توفیق عنایت فرمائی۔

(مولانا محمد اسحاق صدیقی لکھنویؒ)

(۵) ہمارے بڑے بڑے علماء نے اب تک یہی سمجھا کہ شیعہ مسئلہ معمولی مسئلہ ہے اب ساری عمر جو تفسیر و حدیث اور فقہ پڑھاتے رہے ان کو شیعہ مذہب سے واقفیت نہیں حالانکہ شیعہ مذہب ہی اسلام کے نام پر اسلام کے مقابلہ میں مذہب کفر و الحاد ہے۔

(مولانا قاضی مظہر حسینؒ چکوال) ۱۸ رجب ۱۳۹۹ھ

(۶) علماء کرام اور طلبہ عظام کے لئے یہ (کتابیں) ایک بیش بہا نادر تحفہ اور انمول موتی ہیں۔ان میں بہت زیادہ علمی سرمایہ موجود ہے۔(امام اہلسنت علامہ محمد سرفراز خان صفدرؒ)

(۷) آپ بڑے عمدہ لائق نوجوان ہیں اور اس میدان مدح صحابہ میں خوب کام کر رہے ہیں۔اور بڑی قیمتی تصانیف کے آپ مصنف ہیں۔

(مولانا محمد نافع صاحب مدظلہٗ جامعہ محمدی جھنگ) ۱۹۸۲/۶/۲ء

مقبول ترین قومی ایوارڈ یافتہ کثیر الاشاعت میگزین
ماہنامہ آبِ حیات لاہور
مدیر اعلیٰ
محمود الرشید حدوٹی
حوالہ .... تاریخ ۱۲ نومبر ۲۰۱۲ء، ۲۶ ذوالحج ۱۴۳۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الدین۔

محقق اہل سنت والجماعت، مناظرِ اسلام، استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ مہر محمد صاحب مدظلہ العالی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں عہد شباب سے تاہنوز مسلک حق کی ترجمانی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ سبائی ذریت کی طرف سے اکابرین اہل سنت والجماعت پر چلائے جانے والے مسموم تیروں کے سامنے ڈھال کے طور پر کھڑے ہیں، علماء اور طلباء ہی نہیں عوام وخواص میں ان کا احترام موجود ہے، زمانہ اُن کی شاندار خدمات کا معترف ہے۔

حضرت مولانا مہر محمد صاحب نے سبائی ذریت کے پروپیگنڈوں کا دندان شکن جواب دیا، ان کی طرف سے اٹھائے جانے والے جا و بے جا اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیا، پیروکارانِ مسلک کے لیے ان کی تحریروں میں راہنما مواد موجود ہے۔ ان کی تحریروں میں قرآن وسنت کے مضبوط حوالے موجود ہوتے ہیں جو اطمینانِ خاطر کا ذریعہ بنتے ہیں، مولانا مہر محمد صاحب کی نگاہ کیمیا اثر ہی دشمن کی چالوں کو بھانپتی ہے۔ ان کی دور بینی، عقابی نگاہ سے دشمن کے درون خانہ پلنے والے جراثیم کسی طور بچ نہیں سکتے۔ وہ ان کے مکر ودجل اور فریب کو طشت ازبام کرکے امت مسلمہ کو حقائق سے آگاہ کرتے ہیں۔

حضرت مولانا مہر محمد صاحب نے حضرت علی شیر خدا کی طرف منسوب نہج البلاغہ کی تلخیص کی ہے، جس کے مطالعہ سے خوشی ہوتی ہے کہ حضرت علیؓ اور اہل سنت والجماعت تو ایک ہی شجرہ طیبہ کی کڑیاں ہیں، جب کہ سبائی ذریت ان دونوں میں تفریق ڈال رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ حضرت مولانا کی اس کاوش کو اپنی عالی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

[signature]

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(سورۃ الحشر)

”اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس سے روکے رک جاؤ۔“

فہرست مضامین

باب دوم

باب سوم ۱۱۰

دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا فکر وایمان ۱۱۰

باب چھارم ۱۲۹

خدا کے عدل وانصاف کا بیان ۱۲۹

باب یازدھم ۳۶۵

خاتمہ

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اہل بیتہ و جمیع امتہ اجمعین

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا پھر مسلمان کیا اور پھر حضرت خاتم المرسلین محمد آخر المعصومین کی امت سے ہونے کا شرف بخشا۔

پھر خدا کی تمام رحمتیں برکتیں اس سب سے آخری ہادی اعظم اور دائمی حجت احمد مجتبیٰ پر ہوں جو تمام دنیا کے معلم اور ہیں کہ ایک بڑی دنیا کو قرآن و حکمت کی تعلیم دی اور شرک بدعت دشمنی حسد حرص نفاق خودغرضی اور بے ایمانی سے اپنے شاگردوں مریدوں دوستوں تابعداروں اور گھر والوں کا تزکیہ نفس کر کے ان کو پاک کیا۔

پہلے پیغمبروں کے برعکس گو آپ کو عمر کم ملی مگر آپ تبلیغ قرآن، ہدایت و ایمان اور صفائی حضرت انسان میں سب سے زیادہ کامیاب ہو کر رخصت ہوئے اور آپ کے صحابہ شاگردوں اور خلفاء راشدین وملوک عادلین نے اس وقت آدھی معلوم دنیا فتح کر کے ۵ درجن ممالک اسلامیہ پر دین وایمان کا پرچم لہرادیا جو آج تک جگمگا رہا ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

ختم نبوت کا تقاضا:

آپ کے منصب ختم نبوت کا حق اور تقاضا تو یہ تھا۔ کہ پھر ہم سب مشرق و مغرب شمال وجنوب یورپ چین روس وامریکہ بڑی دنیا پر چھا جاتے جیسے پہلی صدی ہی میں فتوحات ہم نے کر دکھائی تھیں۔ بقول اقبال:

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

مگر وائے بدقسمتی کہ بنوعباس نے فارس کے مجوسی ابو مسلم خراسانی اور اس کی قوم کو ساتھ ملا کر لاکھوں عربوں اور فاتح امویوں کا قتل عام کیا۔ امامت و خلافت کے جھگڑوں میں ایسے پھنسایا کہ ہم ابھی تک دست بگریباں ہیں فتوحات ۱۳۰۰ سال سے بند ہیں۔ اور دنیا کے سات ارب انسانوں میں سے صرف ۱/۵ ڈیڑھ ارب ہم مسلمانوں کی اقلیتی آبادی ہے۔ اور جہاد کا فریضہ عرصہ سے چھوڑے ہوئے ہے۔

قیامت کے دن نذیراً للعالمین کی امت سے خدا اور رسول اگر پوچھ لیں کہ تم نے کیوں تبلیغ ایمان اور فتوحات اسلام غیروں کی سازش اور شرکت سے چھوڑ دی تھیں تو دین کے علماء و صوفیاء دنیا کے دانشور عقلاء اور سیاست کے ملوک و امراء اور موجودہ دور میں امریکہ اور نیٹو افواج کے غلام حکمران کوئی جواب نہ دے سکیں گے اللہ ہماری زبوں حالی پر رحم فرمائے خدا نے خیر القرون سے پہلی صدی میں جو یہ خدمات لیں ان کی ثقاہت و صفائی پہلے بیان فرما دی تھی۔

﴿۱﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور جو کچھ محمد (مصطفیٰ) پر نازل کیا گیا اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اس پر بھی ایمان لائے ان سے ان کی بدیاں دور کر دیں اور ان کی حالت درست کر دی۔ (مقبول ص ۶۰۷ پ ۲۶ ع ۵)

﴿۲﴾ ان کے اقتدار اور نفاذ اسلام کی یہ بشارت دی'' (مہاجرین) وہ لوگ ہیں جن کو اگر ہم زمین میں تمکن دیں گے وہ (باقاعدہ) نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ دینگے اور نیک کاموں کا حکم کریں گے اور بدی سے مانع ہونگے اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ (پ ۱۷ ع ۱۳ مقبول ص ۴۰۳)

﴿۳﴾ ان کے دنیا پر چھا جانے کی شرط یہ لگائی'' اور ہمت نہ ہارو اور رنجیدہ نہ ہو حالانکہ اگر مومن ہو تو تم ہی غالب آؤ گے۔ (پ ۴ ع ۵ ص ۸۰)

﴿۴﴾ اسلام کے اس پھیلاؤ اور ترقیات کو خدا نے رسول کا غلبہ بتایا۔

''وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے اپنے منہ سے (پھونک مار مار کر) بجھا

دیں اور اللہ کو اور کچھ منظور نہیں سوائے اس کے کہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گو کافروں کو برا لگے وہ خدا وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے گو مشرکوں کو برا لگے۔

(ص ۱۲۹ پ ۱۰ ع ۱۱)

بالکل اس طرح کی آیت سورت صف ع ا ص ۶۶۱ پر بھی ہے۔

﴿۵﴾ بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرتے ہیں سب سے زیادہ ذلیل وہی ہیں یہ تو اللہ لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے رسول (جماعت صحابہ کے ذریعے) ضرور بالضرور غالب رہینگے یقیناً اللہ قوت والا اور زبردست ہے۔

﴿۶﴾ (ان (صفات والوں) سے خدا راضی وہ اس سے راضی۔ یہی حزب اللہ ہیں اور یہ اللہ کا گروہ ہی غالب آئے گا۔ (پ ۲۸ ع ۳)

مسلمانوں کا باہمی اتحاد و اتفاق:

حضور علیہ السلام کے غلبہ، اسلام کی ترقی اور صحابہ خلفاء راشدینؓ کے جہاد و اقتدار کی کامیابی کی دسیوں میں سے یہ چند آیات بطور نمونہ ہیں۔ اب ''حق چار یار'' ''خلفاء راشدین'' کے باہمی اتفاق و اتحاد پر توجہ فرمائیں۔

مگر اس سے پہلے حضرت علی و اہلبیت کی مسلمانوں میں مقبولیت ملاحظہ فرمائیں۔

چونکہ ہم اس سے پہلے فضائل اہل بیت عظام کی ضخیم کتاب میں تقریباً ۵۰۰ احادیث۔ حضور علیہ السلام خلفاء راشدین حضرت فاطمہ و بنات طاہرات اور حسنین کریمینؓ و دیگر نواسوں اور اقرباء نبوی کی تعریف میں پیش کر چکے ہیں یہاں صرف حضرت علی کی شان میں احادیث مرفوعہ اور روایات موقوفہ کے رواۃ کے نام پڑھ لیں۔

''حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن عمر جابر بن عبداللہ ابو سعید خدری ابو ہریرہ انس بن مالک خود حضرت علی المرتضیٰؓ طلحہ زبیرؓ۔ سعد بن ابی وقاص۔

عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعید بن زید۔ سہل بن سعد۔ عمران بن حصین زید بن ارقم۔ حبشی بن جنادہ۔ براء بن عازب عبداللہ بن عباس بریدۃ اسلمی ام سلمہ۔ حضرت عائشہ مسور بن مخرمہ ابوبکرہ اسامہ بن زید عباس بن عبدالمطلب۔ یعلیٰ بن مرہ۔ حذیفہ بن یمان جبلہ بن حارثہ۔ زید متنبیٰ رسول کے بڑے بھائی۔ عقبہ بن حارثہ ام الفضل بنت الحارث (حضرت نبی وعلی کی چچی عباس کی بیوی۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم۔ صرف مشکوٰۃ شریف کی روایات سے ہم نے علی واہلبیت کی شان اور روایات کے ۳۴ راوی لکھے ہیں۔ ان لوگوں کو خدا ہدایت دے جو اپنے عقیدہ میں صرف ابوذر غفاری کو محبّ علی جانتے اوران کی روایت مانتے ہیں باقی سب صحابہ کو علیؓ کے دشمن سمجھتے ہیں۔

حضرت علیؓ کا تعارف وخدمات:

آپ حضور علیہ السلام کے چچازاد بھائی۔ ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ بعثت نبوت سے پہلے پیدا ہوئے والد نادار تھے حضور علیہ السلام اور چچا عباس نے ابوطالب سے کہا کچھ اولاد ہماری پرورش مں دیدو اس نے کہا عقیل وطالب میرے پاس رہنے دو چھوٹے تم لے لو۔ حضور علیہ السلام نے سب سے چھوٹے علی کو لیا۔ محبت سے پالا۔ اپنی پرورش کا بدلہ دیا اور آپ بچپن ہی میں علی اختلاف الروایات۔ ۵۔ ۷۔ ۱۰ سال میں مشرف باسلام ہوگئے حضرت عباس کے پروردہ جعفر طیار جوان تھے وہ بھی شروع میں دولت ایمان سے منور ہوگئے۔ بڑے عقیل اور طالب باپ کے مذہب پر رہے۔ طالب تو وفات پاگئے مگر حضرت عقیل اور دو بہنیں ام ہانی (فاختہ وجمانہ) فتح مکہ کے موقع پر چچا عباسؓ کی طرح علانیہ مسلمان ہوئیں۔ رضی اللہ عنہم

مسلمانوں کو اذیت دینے والے کفار سے آپ کی کوئی اذیت وتکلیف سیرت میں منقول نہیں جیسے دیگر صحابہ کی زدوکوب پھران کی ہجرتیں مذکور ہیں۔ شاید اس کی وجہ صغر سنی ہو۔ ہاں شعب ابی طالب کی قید میں آپ شریک رہے۔ پھر شب

ہجرت آپ کے بستر پر سونے کا شرف پایا۔ پھر ہجرت مدینہ کی۔ بدر۔ احد۔ خندق خیبر وغیرہ میں بڑے سورماؤں کو قتل کیا اور سپاہیانہ بہادری میں بڑی شہرت پائی اس سے ایک گروہ نے ناجائز فائدہ اٹھایا کہ صرف آپ کو مانا باقی تمام صحابہ کو بزدل کہہ کر برا بھلا کہنا جاننا مذہب بنالیا تو حضرت نبی وعلی (علیھما السلام) کا یہ فرمان سچا ہو کر رہا۔

''بروایت علی آپ نے فرمایا تیرے اندر حضرت عیسیٰ کی مثل اور مشابہت ہے یہودیوں نے ان سے بغض کیا حتی کہ ان کی ماں پر تہمت لگادی اور نصاریٰ نے آپ سے اتنی زیادہ محبت کی کہ اس (خدائی) مرتبے تک جا پہنچایا جوان کا نہ تھا (خدا کا بیٹا۔نور۔ عالم الغیب مختار کل ہر جگہ موجود اور کائنات کے خدائی کام کر سکنے والا مان لیا) پھر علی نے فرمایا میرے بارے دو فرقے ہلاک (اور دوزخی) ہونگے۔ حد سے زیادہ (عیسائیوں کی طرح خدائی صفات والا مان کر آپ کو مصائب میں پکارنے والا) محبت کرنے والا کہ اسے محبت ان باتوں پر ابھاریگی جو مجھ میں نہیں ہیں اور دوسرا مجھ سے دشمنی رکھنے والا (خارجی) کہ اسے میری دشمنی بہتان پر ابھارے گی رواہ احمد مشکوۃ ص ۵۶۵) نہج البلاغہ میں یہ حدیث بار بار آئی ہے۔ تیسرے اکثریتی سواد اعظم اہل السنۃ والجماعت کو برحق اور ان کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ تو خوارج اور امامیہ کا گمراہ ہونا واضح ہو گیا جو آئمہ کو پیغمبروں سے افضل خدائی صفات والا مانتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے آپ کو دامادی کا شرف بخشا۔ ساری عمر آپ کی محبت اور اتباع میں گزاری۔ عہد نبوت میں دو عورتوں سے شادی کرنا چاہی آپ نے روکا تو فوراً رک گئے آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے سب سے بڑے قاضی فرمایا ہے۔ یمن کے گورنر بن کر گئے تو کہا میں فیصلہ کرنا نہیں جانتا آپ نے دعا دیدی فرماتے ہیں کہ پھر کسی فیصلے میں مجھے تردد نہ ہوا بطور ولیعہد ۹ھ میں پہلا فرض حج پڑھانے کے لئے آپ نے ابوبکر صدیقؓ کو امیر بنا کر بھیجا پھر سورت برات نازل ہوئی کہ مشرکین کو یہ اعلان سنادو کہ ''۴ ماہ بعد کوئی کافر مشرک بیت اللہ نہ آنے پائے۔'' تو آپ نے فرمایا یہ اعلان میں یا میرا نمائندہ جا کر کرے گا۔ چنانچہ حضرت علی یہ اعلان کرنے لگے پھر یہ اعلان براءت حضرت علی

ابو ہریرہ ابوبکر اور دیگر صحابہ نے جگہ جگہ کیا اور سب نے ابوبکر کے ساتھ حج ادا کیا تبوک میں آپ حضرت علیؓ کو گھر والوں پر جانشین بنا کر گئے حضرت علی کو یہ بات پسند نہ آئی تو فرمایا ''کیا تو اس پر خوش نہیں کہ تیرا مجھ سے وہی تعلق ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا مگر میرے بعد نبی کوئی نہ ہوگا۔''

حجۃ الوادع کے بعد مدینہ کے قریب ایک تالاب خم پر آپ ٹھہرے تھے ایک شخص نے حضرت علی پر اعتراض کیا آپ نے ناراض ہو کر فرمایا۔ ''جس کا محبوب میں ہوں۔ علی بھی اس کے محبوب میں اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمن رکھ۔'' تو تمام مسلمان خوش ہو گئے۔ اور عمر نے علی کو آ کر مبارک دی کہ تمام مسلمانوں کے محبوب ہو گئے ہو۔ مرض وفات میں آپ نے ابوبکر کو امام نماز بنا تو علیؓ نے قبول کر کے فرمایا ہم کو بھی حضور خوب جانتے ہیں اگر ہم حقدار ہوتے تو ہم کو بناتے تو یہ علی کی ساری زندگی اتباع رسول میں گزری۔ نہ آپ نے امامت و خلافت کی تمنا کی نہ ابوبکر کی کسی فضلیت کا انکار کیا۔ نہ مسلمانوں کے دلوں میں محبت علی میں کچھ کمی آئی کہ آپ کا حق ادا نہ کیا ہو جیسے اعداء صحابہ اب یہ اتہام لگا کر مسلمانوں سے الگ ہو چکے ہیں کیونکہ وہ بھی رحماء بینھم 'اشداء علی الکفار۔'' ''باہم مہربان کافروں پر سخت گیر'' کا مجسمہ تھے رضی اللہ عنھم

حضرت علیؓ کا خلفاء ثلاثہ اور مسلمانوں سے محبانہ تعلق:

حضرت علی محبوب المسلمین ہونے کی طرح محبّ المسلمین بھی تھے کسی بات میں تفرد اور علیحدگی روا نہ رکھتے تھے چند باتوں سے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ بالاتفاق جب سب لوگوں مہاجرین و انصار۔ نے ابوبکر صدیق کی بیعت فرمائی تو علیؓ نے بھی بخوشی بیعت فرمائی۔

حضرت ابوبکر نے پہلے خطبہ میں فرمایا میں نے اللہ کی قسم ایک دن رات بھی امیر بننے کی لالچ نہ کی نہ خدا سے اعلانیہ اور پوشیدہ وایسی دعا مانگی تو مہاجرین نے آپ

کی وہ بات قبول کی حضرت علی وزبیرؓ نے اتنا کہا کہ چونکہ ہم کو مشورہ سے لیٹ کیا گیا تو ہم ناخوش تھے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ ابوبکر اس کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ وہ صاحب غار۔ ثانی اثنین ہیں ہم ان کی شرافت اور بہتری خوب جانتے ہیں حضور علیہ السلام نے آپ کو اپنی زندگی میں امام نماز بنایا تھا۔ اس کی سند جید ہے (چونکہ انصار خلافت کے لئے جمع ہو گئے ان کے دو آدمی حضرت ابوبکر وعمر ہی کو جدا بلا کر لے گئے۔ کہ یہی مسئلہ سلجھا سکیں گے۔ چنانچہ ابوبکر نے انصار کی خوب تعریف کی ''آئمہ قریش سے ہونگے'' فرمان نبوی سنایا تو سب نے ابوبکر کو خلیفہ چن لیا تو ابوبکر نے ہنگامی حالت بتا کر سب کو مطمئن کر دیا۔)

۱۔ مستدرک حاکم کتاب معرفۃ الصحابہ ج ۳ ص ۶۶ ۔ ۲۔ سنن الکبریٰ بیہقی ج ۸ ص ۱۵۲۔ ۳۔ اعتقاد علی مذہب السلف للبیہقی ص ۱۷۹ ۔ ۴ البدایہ لابن کثیر ج ۵ ص ۲۵۰

پھر ابن کثیر نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے شایان شان یہی ہے کیونکہ آپ تمام نمازیں ابوبکر صدیق کے پیچھے پڑھتے تھے۔ جب ابوبکر مرتدوں سے لڑنے نکلے تو علی نے ہاتھ پکڑ کر کہا ہم کو اپنی جان سے نفع پہنچاؤ جیسے حضور نے احد کے موقع پر آپ سے یہی فرمایا تھا۔ اور حضرت علی ابوبکر کے حق میں ہمیشہ خیر خواہی اور نصیحت کے ساتھ پیش آتے رہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۰۲)

بلاذری المتوفی ۲۷۹ھ نے بھی فتوح البلدان میں اور دوسرے مورخین نے بیعت پھر ان محبانہ باتوں کی صراحت کی ہے۔

ان سنی روایات کے بعد شیعہ روایات بھی حضرت علیؓ کا بیعت کرنا بتاتی ہیں۔

﴿۱﴾ امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے تین ساتھیوں۔ ابوذر مقداد سلمانؓ نے بیعت نہ کی جب لوگ امیر المومنین علیہ السلام کو ناپسند کرتے ہوئے لے آئے تو آپ نے بیعت کی پھر انہوں نے بھی کر لی (فروع کافی ج ۳ ص ۱۱۵ کتاب الروضہ۔ ۲۔ رجال کشی ص ۴ تذکرہ سلمان۔

﴿۲﴾ فروع کافی کتاب الروضہ ج ۳ ص ۱۳۹ میں ہے۔ ''اس لئے حضرت علیؓ

نے اپنی بات کو چھپایا اور مجبوراً بیعت کی جب اپنے معاون نہ پائے۔''
ہم حضرت علیؓ جیسے بہادر حق گو پر یہ مجبوری راوی کی تہمت بتاتے ہیں۔ جیسے دیگر کتابوں میں یہ تہمت نہیں ہے۔
''سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کتاب شرح الکافی میں فرماتے ہیں ثم مدیدہ فبایعہ ص ۳۹۸۔۳۹۹۔ حضرت علیؓ نے ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر کی بیعت کی۔

﴿۳﴾ شیعہ کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی میں امام باقر کی روایت ہے۔'' کہ جب اسامہ بن زید کو (آپ کی وفات کا) خط پہنچا۔ مدینہ واپس آ گئے تو دیکھا کہ بیعت ابوبکر پر سب لوگ جمع ہیں تو اسامہ نے علی کے پاس جا کر پوچھا کیا آپ نے ابوبکر کی بیعت کر لی ہے تو علیؓ نے فرمایا ہاں کر لی ہے۔ (تم بھی کرلو) احتجاج طبرسی ص ۵۰ مطبوعہ مشہد عراق ۱۳۰۲)

﴿۴﴾ یہ حضرت علی کی بیعت برضا۔ شیعہ کی ناسخ التواریخ ج ۳ کتاب دوم ص ۵۳۲ میں بھی واضح ہے ''حضرت علی فرماتے ہیں میں نے ابوبکر کے پاس جا کر بیعت کر لی اور حوادثات کو دفع کرنے کی خاطر ان کے ساتھ اٹھا۔ نصرت کی حتی کہ باطل مٹ گیا۔ اللہ کا کلمہ بلند ہو گیا اگر چہ یہ کفار کو ناپسند تھا پس ابوبکر خلیفہ نے حالات کو درست کیا ان کو آسان بنایا حق کو قریب کیا میانہ روی اختیار کی پس میں ابوبکر کا (ان مسائل میں) مصاحب وہمنشین رہا خیر خواہ رہا ہر بات میں ان کی اطاعت کی جس میں اس نے اللہ کی خوب محنت سے اطاعت کی۔''

﴿۵﴾ نہج البلاغہ خطبہ ۵۔ ط مصر میں ہے ''ہم اللہ کے فیصلہ پر راضی ہیں اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا ہے پہلا تصدیق کرنے والا اب اس کے فیصلہ کی تکذیب پہلے نہیں کرتا ہے میں نے اپنے معاملے کو دیکھا تو یہ ہوا کہ میری (ابوبکر کی اطاعت) اپنے لئے بیعت لینے پر آگے بڑھ گئی ہے۔ میری گردن میں دوسروں کی بیعت وعہد پڑ گئی ہے'' (گو بظاہر ناپسندی کا اظہار ہے مگر جب

اسے خدا کا فیصلہ بتا رہے ہیں تو دل سے نہ ماننا ایمان کے منافی ہوتا ہے۔تو ابوبکر کی بیعت وخلافت پر آپ خوش رہے۔)

خلفاء ثلاثہ کی بیعت:

حضرت علی نے حضرت عمر کی بھی خوشی سے بیعت کی۔''ا۔حضرت ابوبکر نے وفات کے وقت کھڑکی سے جھانک کر لوگوں کو کہا میں نے خلافت کے لئے ایک عہد کیا ہے تم اس پر رضا مند ہو سب نے کہا اے خلیفۃ الرسول ہم اس بات پر راضی ہیں۔ حضرت علیؓ نے تو یہ فرمایا ''کہ عمر بن خطاب کے سوا ہم کسی کے خلیفہ ہونے پر راضی نہ ہونگے (اسد الغابہ ج۴ص ۷ للجزری۔ ریاض النضرہ ج۲ص ۸۸ تاریخ الخلفاء ص ۶۱ طدہلی)

﴿۲﴾ حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے دوران خلفاء راشدین کی تصدیق بیعت اور جہادوں کا یوں ذکر خیر فرمایا۔

''حضور علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو مسلمانوں نے غور وفکر سے کہا کہ آپؐ نے ابوبکر کو امر دین نماز میں امام بنایا ہے تو دنیوی معاملات میں بھی ان کو والی وخلیفہ ہونا چاہئے تو میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ بیعت کی جب وہ مجھے کہتے میں جہاد میں شریک ہوتا وہ مجھے ہدایا عطیات دیتے تو میں قبول کرتا پھر میں نے مسلمانوں کے ساتھ عمر کی بیعت کی وہ بھی مجھے غزوات میں بلاتے شریک ہوتا عطیات وظائف دیتے میں قبول کرتا پھر جب (لوگوں کے ووٹ سے) عبدالرحمٰن بن عوف نے عثان کی بیعت کی تو میں نے سوچا کہ میرا عہد میری بیعت (لینے میں) سبقت کر چکا ہے تو میں نے عثمان کی بیعت کی اور معاملہ ان کے سپرد کر دیا جب وہ جنگی ضرورتوں میں مجھے طلب کرتے تو شریک ہوتا اور ان کے غنائم وعطیات وصول کرتا (کنز العمال ج۶ص ۸۲ بحوالہ ابن مردویہ طبع دکن)

﴿۳﴾ محدث ابی عوانہ کی روایت ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام

نے وفات پائی تو لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی تو میں نے بھی خوشی سے بیعت کی پھر ابوبکر کی وفات ہوئی اور عمر خلیفہ چنے گئے تو میں نے بیعت کی اور خوش رہا پھر عمر نے وفات سے پہلے شوریٰ بنائی اور لوگوں نے عثمان کی بیعت کی تو میں نے بھی کی اور خوش رہا۔ (فضائل ابی بکر لابی طالب العشاری ص ۵ مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۴۷۷)

عمر وعثمان کی بیعت پر شیعہ روایات:

ا۔امالی شیخ ابو جعفر طوسی ج ۲ ص ۱۲۱ میں ہے۔

مسلمانو! تم نے ابوبکر کی بیعت کی میری نہ کی تو جیسے تم نے ابوبکر کی بیعت کی میں نے بھی کر لی پھر میں نے عمر کی بیعت کی جسے تم نے کی میں اس کی بیعت کے بعد پورا وفادار رہا جب وہ شہید ہوئے تو چھ عدد کمیٹی کا رکن مجھے بھی بنایا میں ان میں شامل رہا پھر تمہیں نے عثمان کی بیعت کی تو میں نے بھی کی۔'' گو ایسی شیعہ روایات ناپسندگی کا عیب آپ پر لگاتی ہیں مگر ہم یہ تسلیم نہیں کرتے آج بھی کوئی ورد یہ اقرار پسند نہیں کرتا کہ میں نے سب کو دیکھ کی اپنی خوشی سے نہیں کی۔ نہ کرتے تو کیا فرق پڑتا۔ آخر عثمان وعلیؓ کی جنہوں نے بیعت نہ کی ان کو حکومت نے کچھ کہا نہ ان پر حرف آیا۔ الیکشن میں غیر جانبدار ہوتے ہی ہیں۔ جب سب نے شیخین کی اور بڑی اکثریت سے عثمان وعلیؓ کی بیعت کر لی تو وہ برحق خلیفے بن گئے اب حضرت علی پر ناراضگی کی تہمت یا خلفاء کو برحق نہ ماننا۔ قرآن وسنت۔ اتفاق امت جمہوریت اور دنیا کے کسی اصول سے جائز نہیں غیر قانونی جھگڑا ہے۔

۲۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۷۶ اور ج ۳ ص ۵۰۷ ط بیروت۔ تحت نزول امیر المومنین ذا قار میں ہے۔

''اللہ نے محمد رسول اللہ سے اسلام پھیلا کر ہم پر احسان فرمایا پھر حضرت ابوبکر، عمر، عثمان کی بیعت خلافت سب لوگوں نے خوشی سے کی پھر حسد کرنے والی اور عناد رکھنے والی ٹولی نے عثمان کو شہید کر کے اختلاف کا فتنہ کھڑا کیا ہے۔'' سنو میں کل مدینہ

واپس جا رہا ہوں۔ میرے ساتھ وہ لوگ ہرگز نہ چلیں جنہوں نے عثمان کے قتل میں کسی قسم کی شرکت کی ہے (پھر انہی قاتلوں نے غداری سے جنگ جمل بھڑکا دی) البدایہ ج ۷ ص ۲۳۷۔

۲۵ لاکھ کے قتل عام کے بعد آج خمینی کی حکومت بھی اسی جمہوریت پر عمل پیرا ہے ہر ۵ سال بعد سات حکومتیں ایران میں آ چکی ہیں مگر صحابہ کا اتفاق منظور نہیں ہے۔ معاذ اللہ۔

سب تاریخیں اس پر متفق ہیں۔ کہ حضرت علی ابوبکر کے مشیر معاون مجاہد غازی پھر عمر کے قاضی القضاۃ۔ مشیر وزیر اور خلیفہ بیت المقدس بنے۔ پھر عثمان کے بھی مشیر وزیر محافظ اور خیر خواہ بن کر رہے قاتلوں پر لعنت کی ان کی سازش میں شریک نہ تھے یہی بات سب مسلمانوں کو ایک اور متحدہ قوم بنا سکتی ہے۔ اس کے برعکس علی کو سب مسلمانوں سے علیحدہ ماننا اور ان کو آپ کا دشمن ماننا یہود و مجوس کا پروپیگنڈہ ہے۔ (معاذ اللہ)

خلفاء ثلاثہؓ نے اہل بیت کو مالی حقوق پورے دیئے:

مسلمانوں میں منافرت اور دشمنی برقرار رکھنے کے لئے۔ خون حسین کے کروڑ پتی تاجر یہ جھوٹا الزام مشہور کرتے ہیں۔ کہ سیدہ بتول اور دیگر اہل بیتؓ کو فدک وغیرہ مالی حقوق سے محروم کر دیا گیا تو مختصراً ایمانی صفائی کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فدک اموال فے اور خمس وغیرہ اس طرح اہل بیتؓ کو دیتے تھے جیسے حضور دیتے تھے۔ بخاری ج ۲ ص ۵۸۶ کتاب المغازی میں ہے۔

"کہ حضرت فاطمہ اور عباس ابوبکر کے پاس زمین فدک اور خیبر کا کچھ حصہ بطور وراثت مانگنے آئے تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہمارا وارث کوئی نہیں بنتا جو ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے ہاں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے کھاتے رہینگے خدا کی قسم حضور علیہ السلام کی

رشتہ داری مجھے اپنی رشتہ داری سے زیادہ پسند ہے۔" پتہ چلا کہ فرمان نبوی کے مطابق وراثت بنا کر تو تقسیم نہ کی۔ البتہ حقوق دیتے رہے۔"

﴿۲﴾ دوسری روایت میں بھی ہے۔ "کہ حضرت فاطمہ کے جواب میں فرمایا ہم وارث نہیں چھوڑتے ہمارا چھوڑا ہوا مال صدقہ ہوتا ہے آل محمد اس مال سے کھائینگے ...... اللہ کی قسم زمانہ نبوی میں جیسے صدقات تھے میں ان میں کسی قسم کا تغیر نہ کروں گا اور ان میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے حضرت علی نے اس پر گواہی دی۔ پھر فرمایا اے ابوبکر ہم تیری فضلیت پہنچانتے ہیں۔ پھر ان کی حضور علیہ السلام سے رشتہ داری اور حق کا ذکر کیا تو ابوبکر نے فرمایا (ان کا حق ضرور دوں گا) خدا کی قسم حضور علیہ السلام کی رشتہ داری مجھے اپنی رشتہ داری میں صلہ رحمی سے زیادہ پسند ہے۔" بخاری ج اص ۵۲۶ باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

حضور علیہ السلام کا یہ فرمان سن کر "ناناپر ناراض ہونا بات چیت چھوڑ دینا" راوی کا کلام اور بتول پر الزام ہے نانا کو بددعائیں دیتی رہیں معاذ اللہ روافض کا بہتان ہے جب تسبیح فاطمہ والی حدیث سنی شیعہ کی متفقہ ہے۔ کہ آپ نے فاطمہ وحسنین وغیرہ کو کچھ نہ دیا اور فرمایا۔ یہ دنیا محمد اور آل محمد کے لئے نہیں ہے تو آپ کبھی ناراض نہ ہوئیں تو اب آپ نانا پر ناراض کیوں ہوگئیں؟ خلفاء کے دور میں عہد نبوت کی طرح سہم ذوی القربیٰ اور حق خمس بھی ملتا رہا ہے۔ بقیہ مال بیت المال اور فقیروں کو دینا کیا۔ یہ اعتراض دنیاداروں کی بات ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں، میں فاطمہ عباس اور زید بن حارثہ حضور کے پاس گئے اور کہا کہ آپ ہمیں حق اللہ میں سے اپنا حق دیں کہ میں اسے آپ کی زندگی میں تقسیم کروں اور کوئی ہم سے نہ جھگڑے آپ نے دیدیا تو میں نے اسے حضور علیہ السلام کی زندگی میں تقسیم کیا پھر مجھے ابوبکر نے والی بنایا (تو میں نے تقسیم کیا) پھر عمر کے دور میں تقسیم کرتا رہا ان کے آخری سال میں مال بہت آ گیا اس نے ہمارا حق جدا کر رکھا اور پھر ہم کو بلایا میں نے کہا اس سال ہم مالدار ہیں۔ مسلمانوں ضرورت مند ہیں

ان کو دیدیں تو حضرت عمر نے مسلمانوں کو تقسیم کر دیا۔ (ابو داؤد کتاب الخراج ج ۲ ص ۶۱) مسند احمد ج ا ص ۸۴۔۸۵) ۲۔ کتاب الخراج لابی یوسف میں ہے کہ میں نے خمس کا مال حضور سے مانگا آپ نے مجھے والی بنا دیا میں تقسیم کرتا رہا پھر ابو بکر نے مجھے والی بنایا میں تقسیم کرتا رہا پھر عمرؓ نے مجھے والی بنایا میں تقسیم کرتا رہا جب عمر کی خلافت کا آخری سال تھا تو بہت زیادہ مال آیا۔ عمر نے ہمارا حصہ الگ نکالا پھر میری طرف بھیجا کہ لے لو تقسیم کر دو میں نے کہا امیر المومنین ہم مالدار ہو چکے ہیں مسلمان ضرورت مند ہیں۔ تو حضرت عمر نے وہ مال مسلمانوں کو واپس کر دیئے۔ (کتاب الخراج باب قسمة الغنائم ص ۲۰ ط مصر) دیگر کتابوں میں صراحت ہے کہ حضرت عمر نے حسنینؓ کے وظائف بدر والوں کے برابر رکھے۔ کہ یہ حضور علیہ السلام کو پیارے تھے اور اسامہ بن زید کا وظیفہ اپنے مجاہد ابن عمر سے زیادہ رکھا اور فرمایا کہ اسامہ حضور علیہ السلام کو تجھ سے زیادہ پیارا تھا۔"

﴿۳﴾ شیعہ کتابوں میں صراحت ہے کہ خلفاء نے اہل بیت کی کسی قسم کی حق تلفی نہیں کی۔ امام باقر فرماتے ہیں "کہ حضرت ابو بکر و عمر نے ہمارا کوئی حق ضائع نہیں کیا اللہ کی قسم جس نے اپنا قرآن اپنے بندے پر اتارا تا کہ وہ سب جہانوں والوں کے لئے ڈرانے والا بن جائے ہم کو انہوں نے رائی کے دانے کے برابر بھی حق سے محروم نہ کیا۔ میں نے کہا کیا انہوں نے تم کو سرپرست بنایا آپؑ نے کہا ہاں۔ دنیا و آخرت میں ہم کو سرپرست بنایا اور جو تجھے نہ ملے وہ میری گردن میں ہے۔ (شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید شیعی ج ۴ ص ۱۱۳)

بھائیو! پتہ چل گیا کہ اہل بیت کا حق کسی نے نہ کھایا ہاں وہ مالدار بنے تو دوسروں کو کھلا دیا یہ مواد سیرت المرتضیٰؓ از مولانا محمد نافع سے لیا گیا۔

وجہ تالیف:

محترم قارئین! ہم نے مختصر مقدمہ میں حضرت علی کی مسلمانوں میں محبوبیت

پھر ان کی تا شہادتِ عثمان اسلامی خدمات اور مسلمانوں سے محبانہ تعلقات اشارات سے واضح کر دیئے۔ نہج البلاغہ ادبی تاریخی مشہور کتاب (کچھ غیر معتبر) سے میں نے آپ کے ہزاروں ارشادات وہدایات بھی۔ اس لئے جمع کئے ہیں کہ صرف سڑکوں پر ناچنے والی نام کی مومن مسلم مگر بدعمل بے نماز شرک و بدعت اور مسلم دشمنی کی رسیا قوم ہدایت پر آ جائے اور مسلم ومومن نام کے الگ الگ گروہ ایک ہو جائیں۔ اور پاکستان امن وامان اور نفاذ اسلام کا گہوارہ بن جائے۔ اگر قانون دان اور انتظامی اعلیٰ افسران یہ ملاحظہ فرمائیں اور اسے قانونی شکل دے کر فرقہ واریت کا بت توڑیں قرآن وسنت اور خلافت راشدہ کا عدل وانصاف جاری کریں۔ ۹۵ ٪ تمام مسلمانوں کو پورے اسلام کا اور حیدار طبقہ کو صرف چوتھی خلافت میں نافذ اسلام کا۔ اور عقائد اعمال واخلاق میں نہج البلاغہ کی ان تعلیمات مرتضوی کا بطور قانون پابند بنائیں۔ سنت نبوی والی اذان اور پانچ وقتوں کی باجماعت نماز سے ان کی مساجد بھی آباد کرائیں۔ سڑکوں پر آوارہ جلوسیوں کو عبادتگاہ میں ہی جمع کریں۔ فقہ جعفریہ میں جو بات قرآن وسنت کے صریح مطابق ہو اس پر ان سے عمل کرائیں اور جو بات بھی شرک و بدعت اور مسلم دشمنی رکھوانے والی اور کسی امام آخر الزمان کی آمد سے پہلے۔ تقیہ کرانے خاص مذہب چھپانے اور مسلمانوں سے محبت رکھنے کا ہی درس دینے والی ہو اس فقہ جعفریہ کا ضرور ان کو پابند کریں مہربانی ہوگی۔

وحدت کی اپیل:

شیعہ مجتہدوں مقرروں اور مجلّات کے صحافیوں سے بھی اس خادم المسلمین کی یہی گزارش ہے کہ وہ اس تلخیص نہج البلاغہ پر بہترین تبصرے کر کے شیعہ قوم سے پڑھوائیں۔ ان کو مسلمانوں سے ملوائیں۔ کیا یہ مسلمانوں کا شیعہ دوستوں پر احسان نہیں کہ وہ ان کے ہاں معتبر کتاب سے۔ جسے وہ قرآن سے بھی زیادہ مقدس الہامی۔ کمی بیشی اور تبدیلی سے محفوظ اور واجب العمل۔ کتاب جانتے ہیں۔ قرآن وسنت

کے مطابق اعلیٰ باتیں پیش کر رہے ہیں۔ پہلے بزرگوں کی شروح کے علاوہ گزشتہ صدی میں علامہ مفتی محمد عبدہ مصری نے مختصر شرح لکھی۔ ابھی دو علماء اہلسنت نے ان کا مختصر ترجمہ کر دیا راقم نے بھی تقریباً آدھی کتاب کا بغرض ہدایت واصلاح واتفاق گلدستہ ایمان پیش کر دیا ہے۔ قدر دانی اور عمل کرانا شیعہ علماء کا کام ہے جبکہ ہمارے اندر تعصب بالکل نہیں۔ مولا علی کا فرمان ہے۔

''حکمت مومن کی گمشدہ متاع ہے گو وہ منافق سے ملے''

کتاب پر تبصرہ:

اکثر نہج البلاغہ حضرت علی کے ایمان علم تقویٰ اور نیک اعمال کی تصویر ہے چونکہ ۹۰٪ آج آپ کے نام لیوا اس کے خلاف مذہب رکھتے ہیں تو ہم نے مثبت روایات سے اس کا خلاصہ جمع کر دیا ہے ہر طبقہ کا عالم افسر صحافی عامی بنظر انصاف پڑھے اور اس پر عمل کرے کرائے۔ یہ شکایت نامناسب نہیں کہ افسوس کتاب کے ۱/۵ حصہ میں علامہ شریف رضی نے بغض اصحاب رسول کا اپنا عقیدہ کلام مرتضیٰ میں ٹھونس دیا ہے پھر بھی ہم نے اسے جانچا چھانا۔ دریا کو کوزہ میں ہی بند نہ کیا بلکہ پھولوں کو کانٹوں سے، پاک وطیب کو گندگی سے اور سونے کے ٹکڑوں کو ریت کے ذرات سے الگ کر دیا ہے۔ الحمد للہ۔ ہر دور میں علماء اسلام نے ان کے مطاعن کے جوابات تو لکھے مگر اہل بیت آل رسول اور ان کے تابعداروں پر آنچ نہ آنے دی۔ حال ہی میں مولانا محمد نافع کی کتاب رحماء بینھم ۴ جلدوں میں صحابہ واہلبیت کو جگری یار اور ایک ہی محمدی اسلام کا پابند بتاتی ہے۔ بریلوی عالم مولانا محمد علی مرحوم کی کئی جلدوں میں تحفہ جعفریہ اور مولانا احسان الٰہی مرحوم کی تصانیف بھی صحابہ واہلبیت کو محمدی اسلام کا معلم کہتی ہیں۔ راقم کی دو درجن کتابیں بھی اسی محبت واتفاق کے موضوع پر ہیں۔ ۸۰۰ صفحہ کی ضخیم کتاب ''ایمانی دستاویز میں''۔ ۱۰۰ ارشادات اہلبیت اسی وحدت امت پر ہیں۔ ابھی نہج البلاغہ سے حضرت علی کا۔ یہی پیغام سرمایہ ایمان آپ کو ہدیہ دے دیا

ہے مٹھائی کی طرح ہنس ہنس کر کھائیے اور عمل کر کے جنت کی ٹکٹ پائیے۔

تلخ حقائق:

بھائیو! محبت مسلمین اور مودت مومنین سے لبریز پوری دنیا میں پھیلے ہوئے محمدی اسلام کا ان مجوسی نظریات سے کوئی تعلق نہیں۔

﴿۱﴾ ہادی اسلام مشن ہدایت میں ناکام ہو کر گئے۔ ۴+۴ کے سوا کسی کو ایمان و ہدایت کی دولت حاصل ہی نہیں ہوئی۔

﴿۲﴾ جن دو لاکھ صحابہ و صحابیات نے توحید و رسالت کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پیغمبر کے دست حق پرست پر پڑھا تھا وہ اس لئے مرتد ہو گئے کہ انہوں نے حضرت علی کو نیا ہادی مان کر ولایت علی کا کلمہ کیوں نہ پڑھا تھا۔ یہ تو ایک یا بارہ کو ایسے ہادی امام ماننا ختم نبوت کا انکار ہو گیا۔

﴿۳﴾ صرف علی فاطمہ حسنینؓ کو اور ان کی سینکڑوں اولاد میں سے صرف اور ۹ کو یا نو۔ ان کے حبدار صرف حضرت مقداد سلمان ابوذر اور عمارؓ کو مانو باقی سب صحابہ کرام سے بغض رکھو۔ ۴۔ چونکہ حضرت ابوبکر عمر عثمان قدیم کی مسلمان سب مسلمانوں کے محبوب اور متفقہ خلفاء راشدین تھے۔ وہ اور ان کے ماننے والے سب مسلمان معاذ اللہ کافر ہیں۔ حضور کے ۸ خاص سسرالی رشتہ داروں...... دو خسروں بیویوں دامادوں سالوں خوشدامنوں پر تبرا پڑھنا ہی شرط ایمان ہے۔ (کافی حق الیقین وغیرہ)

﴿۵﴾ یہ گھر گھر پڑھا جانے والا قرآن تو صحیفہ عثمانی ہے جسے مسیلمہ کذاب سے جنگ میں ۱۰۰۰ تقریباً حفاظ و قراء کی شہادت کے بعد ابوبکر و عمر نے زید بن ثابت کاتب و قاری کی کمیٹی سے جمع کروایا تھا۔ گو حضرت علیؓ بھی اس کتابت و اشاعت میں خلفاء ثلاثہؓ کے ساتھ تھے۔ مگر ہم شیعہ قرآن کو نہیں مانتے ہمارے لئے حجت تو وہ قرآن ہے جو حضرت علی عالم لدنی کو تورات انجیل زبور کی طرح۔ حضور سے پڑھے بغیر پیدا ہوتے ہی یاد تھا۔ (جلاء العیون) بعد وفات نبوی علی نے یہی قرآن جمع کر کے لکھا۔ ابوبکر و عمر

کو پیش کیا انہوں نے قبول نہ کیا کہ ہم تو حضور علیہ السلام کا پڑھایا ہوا قرآن لکھیں اور پھیلائیں گے حضرت علیؓ نے غصہ سے فرمایا اب تم یہ قرآن تا ظہور مہدی نہ دیکھو گے چنانچہ یہی۔ علی کو پیدائش یاد۔ قرآن آئمہ سے ہوتا ہوا امام مہدی کے پاس محفوظ ہے قریب قیامت وہ آ کر یہ اصلی قرآن اپنے شیعوں کو پڑھائیں گے۔ محمد پر اتارا ہوا قرآن پڑھنے والے اربوں مسلمانوں کو وہ فنا کر دیں گے حضرت داؤد کے مذہب پر اسرائیلی حکومت کریں گے۔ (اصول کافی) بھائیو! اب آپ کو پتہ چل گیا۔ کہ ابن سبا نے کیسے اپنا مذہب چلایا خلفاء ثلاثہ کا انکار پڑھایا تو خلفاء راشدینؓ کو نہ ماننے کا نتیجہ کیا ہوا۔ کہ خیر سے ان کی اور امویوں کے ۷۰ لاکھ مربع میل کی فتوحات اور اسلام کی اشاعت کا انکار تو کیا ہی تھا۔ اب جمع قرآن اور اس کے دنیا بھر میں پھیلاؤ کو جرم بتا قرآن کا بھی انکار کر دیا۔ ۴/۵ افراد کے سوا اولین و آخرین تمام شیعہ اس قرآن کو بر غلط بدلا ہوا امام کے بغیر نا قابل عمل مانتے ہیں پھر بھی ہمارے نا سمجھ افسروں کے ہاں سکہ بند مومن یہی ہیں۔

﴿۶﴾ آج ہر امامی کا یہ عقیدہ ہے "کہ تمام غیر امامی مسلمان حضرت علی کے دشمن اور رسالت نبوی کی طرح منکر ہیں وہ بھی "نیک سے نیک اور قرابت دار پیغمبر مسلمانوں کے دشمن تھے صرف اپنے شیعوں اور متعہ والوں کے دوست تھے۔"

گو یہ عقل و نقل کے خلاف قرآن و نبوتؐ کا خاتمہ کر دینے والے عقائد حضرت علی اور آئمہ اہل بیت کے ہرگز نہ تھے نہ نہج البلاغہ میں مذکور ہیں۔ مگر ہر اثنا عشری کا عقیدہ ہیں ان کی نجی محفل میں ان سے قسم دلا کر پوچھ لیجئے ہمارے اور افسروں کے سامنے تو قسمیں اٹھا کر اسلام کی بات کرینگے ان گندے عقائد کا انکار کر دیں گے۔ جیسے خدا فرماتا ہے۔ "اللہ گواہ ہے کہ یہ نام کا کلمہ رسول پڑھنے والے منافق جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا اور خدا کی راہ سے روک دیا یہ برے عمال کر رہے ہیں۔ (سورت منافقون پ ۲۸ ع ۱۳)

اپنی معتبر ترین کتاب "کافی وغیرہ میں لکھے ہوئے ان عقائد کا کوئی شیعہ اگر منکر ہو تو

بسم اللہ یہ لکھ کر عدالت اور ذرائع ابلاغ میں دیدے۔

کہ جو" بھی ان (کفریہ شرکیہ مسلم دشمنی والے) عقائد کا قائل ہو وہ شیعہ اور مومن مسلمان نہیں۔ بدترین کافر ہے جن کو علیؑ نے زندہ جلایا تھا۔" ہم مسلمان فتویٰ کفر واپس لے لینگے۔

کچھ مترجم کے بارے میں:

ہم نے کلام مرتضیٰ (علی نبینا و علیہ السلام) کا ترجمہ مفتی جعفر حسین گوجرانوالوی رئیس تحریک فقہ جعفریہ پاکستان سے لیا۔ کہیں مختصر بھی کیا۔ مفتی صاحب ہمارے زمانہ طالب علمی سے جانے پہچانے سفید پوش بھاری بدن سنجیدہ بزرگ تھے۔ اصحاب رسول کے بغض میں منجھے ہوئے تھے۔ میری ان کے گھر میں نوک جھونک بھی ہوگئی تھی۔ ان کا بغض خلفاء کتاب کے "حرف اول" صفحہ اول پر بھی ۵ سطروں میں موجود ہے۔ ص ۲۸ پر فرماتے ہیں "کہ جب آپ ظاہری خلافت پر ایک دن بھی اطمینان و دلجمعی سے نہ بیٹھ سکے تھے۔" سوال یہ ہے کہ جب سب اہل مدینہ نے بخوشی آپ کی بیعت کر لی تھی تو ان کے مشوروں سے پہلے خلفاء کی طرح اطمینان سے حکومت کرتے اور فتوحات کر کے کافروں کو مسلمان کرتے جاتے سوچئے یہ بے اطمینان کرنے والے اور لاکھ بھر مسلمانوں کی خون کی ندیاں بہانے والے وہی قاتلان عثمان نہیں۔ کہ اپنے سے تو بدلہ نہ لینے دیا۔ مگر مسلمانوں سے لڑا دیا۔ ورنہ امیر معاویہ بھی بیعت کرنا اور آپ کی مرضی سے امیر شام رہنا چاہتا تھا۔ (حق الیقین مجلسی ص ۵۰۲) طلحہ زبیر تو بیعت کرنے والے جگری یار تھے اُنہوں نے احنف بن قیس کو شہادت عثمان سے پہلے کہا تھا علی کی بیعت کرنا۔ (طبری ج ۳ ص ۵۱۰) ام المومنین عائشہ بھی آپ کی ماں تھیں حیدری حکومت پسند کرتی تھیں۔ بدیل بن ورقاء سردار سے مکہ میں کہا علی سے وابستہ ہو جاؤ۔ (طبری ج ۳ ص ۵۱۰) یہ سب حضرات قاتلوں سے بدلہ چاہتے تھے جو خدائی حکم ہے "کہ بدلہ لینا تم پر فرض ہے بدلے میں تمہاری زندگی

ہے۔(پ۲ع۶)

خود پہل کر کے ان قاتلوں نے ان ۴ صحابہ کرامؓ سے خوفناک جنگیں لڑیں انہوں نے مجبوراً دفاع کیا۔مگر قاتلوں کا حامی آج بھی یہ پروپگینڈہ کرتا ہے کہ یہ ''علی کے دشمن تھے علی سے لڑے تھے۔'' (معاذ اللہ)

اپنی ماں عائشہ صدیقہ کے دشمن۔مفتی نے حضرت علی کو بھی اپنی ماں کا دشمن بنا دیا خدا کی قسم علی پر اس کی تہمت سے ہم کو بہت دکھ پہنچا۔''واقعہ افک کے سلسلہ میں امیر المومنین کا پیغمبر سے یہ کہنا کہ ان ھی الا شسع نعلک یہ تو آپ کی جوتی کا تسمہ ہے اسے چھوڑیئے اور طلاق دے کر الگ کیجئے حضرت عائشہ نے یہ سنا ہوگا تو یقیناً بے قراری کے بستر پر کروٹیں بدلی ہونگی۔(مترجم نہج البلاغہ ص ۴۲۴ ط لاہور) بھائیو؟ ہمیں معلوم نہیں کہ عائشہ کو تڑپانے والا یہ سخت جملہ کس کتاب میں ہے؟ مگر مفتی نے تو اپنا بغض، علی کا بھی عقیدہ بنا دیا۔(معاذ اللہ)

اے امی عائشہؓ! تیری براءت اور پاکدامنی قرآن نے عرش معلیٰ سے اتاری ہر مرد و عورت مسلمان نے صفائی دی تجھے لاکھوں مبارکیں اور سلام مگر آج بھی حضرت عثمان کو طلحہ و زبیر کو ہزاروں مسلمانوں سمیت غدر کر کے شہید کرنے والا۔نواسہ رسول سردار حسنؓ پر قاتلانہ حملے کرنے والا دوسرے نواسے حضرت امام حسینؓ کو بڑی دور اندیشی سے بلا کر واپسی کی ۳ شرطیں نامنظور کر کے تکہ بوٹی کر دینے والا پھر بد دعائیں کھا کر آج ماتمی مذہب اور فخریہ جلوس نکالنے والا کالا سانپ تجھے تہمتوں سے ڈستا تو ہے۔مگر صفائی کا سانس بھی نہیں لیتا الٹا علی پر یہ تہمت لگاتا ہے۔(معاذ اللہ)

اے مومنوں کی ماں عائشہ! خدا کے محبوب کی پیاری حبیبہ! تیرے حوصلہ وصبر اور ایمان پر کروڑوں۔اربوں۔کھربوں سلام! کہ کالے سانپوں سے اتنے ڈنگ کھا کر سبائیوں کے کمانڈر انچیف اشتر نخعی کے ہاتھوں اپنی مہار پکڑنے والے بنوضبہ کے ہزاروں بصری نوجوان شہید پا کر۔جن کو پاکستان کا بدھو صحافی خراج تحسین پیش نہیں کرتا صرف ان ہی کوفی منافقوں کے ہاتھوں۔شہادت پانے والے امام حسینؓ پر

فخر و ناز کرتا اور خوشی مناتا ہے۔ پھر بھی تو حضرت علیؓ کی مداح ہے۔ اور علی فاطمہ حسنینؓ کی تعریف میں جتنی احادیث تو نے سنائیں کسی نے نہ سنائیں دیکھئے راقم کی خوشبوئے نبوت واہلبیتؓ وایمانی دستاویز۔

اے خدا اور رسول اور مسلمانوں کے محبوب علی! تجھے بھی لاکھوں سلام تو نے اپنی ماں کو باعزت مدینہ رخصت کیا۔ (اور امی عائشہ کو دنیا اور آخرت میں حضور کی بیوی کہا طبری ج ۳ ص ۵۴۷ ط بیروت) اور آپ پر تنقید کرنے والے دو سبائی جبداروں کو ۱۰۰/۱۰۰ درے لگوا کر قتل کرا دیا۔ (طبری ج ۳ ص ۵۴۴ حالات ۳۶ھ) کاش کہ علی و عائشہؓ سے محبت کرنے والا کوئی غیرت مند افسر حاکم قانون بنوا کر حضرت عائشہؓ کے دشمنوں کو یہ سزا دیتا۔ تو کراچی لاہور گلگت میں کبھی فرقہ وارانہ فسادات نہ ہوتے۔

بھائیو! تلخ گوئی اور اپنی عقیدت کے اظہار پر معذرت خواہ ہوں۔ اب حضرت علیؓ کے ارشادات پڑھئے ایمان کو جلا بخشئے ہر قسم کے کفر و شرک اور مسلم دشمن نظریات سے توبہ کیجئے۔ صرف امام حسینؓ کی مظلومی اور شہادت پر خوشیاں منانے والے قاتلوں سے دشمنی رکھیئے۔ خود بلا کر قتل حسین کرنے والوں سے دشمنی بھی ایمان ہے۔

مذہب علیؓ کا ایک نقشہ:

﴿۱﴾ ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

﴿۲﴾ خدا نے وہ کتاب نازل فرمائی جس میں ہر برائی اور اچھائی واضح ہے تم بھلائی کی راہ چلو ہدایت پاؤ گے برائی سے منہ پھیر لو۔ (نہج ص ۱۰۶)

﴿۳﴾ حضور علیہ السلام کی ذات تمہاری راہنما ہے پس تم اپنے نبی ہادی طیب و طاہر کی راہ پر چلو۔ (نہج ص ۴۵۹)

﴿۴﴾ سب سے افضل کام وہ ہیں جو شریعت سے ثابت ہیں اور سب سے برے وہ کام ہیں جو دین میں نئی ایجاد اور بدعت ہوں (ایضاً) آج انہی پر لڑائی رہتی ہے۔

﴿۵﴾ جو بدعت نکلے سنت چھڑا دیتی ہے لہٰذا بدعت سے بچو روشن سنت پر چلو۔ (نہج البلاغہ ص ۴۵۹)

﴿۶﴾ تم بدعتوں کے نشان نہ بنو اور جماعت مومنین (شاگردان نبوت) کی اطاعت کے پابند رہو۔ (ص ۴۵۹)

﴿۷﴾ قرآن وسنت کی آواز سے اب بہرا اور اندھا ہی محروم رہے گا۔

﴿۸﴾ خدا کا کسی کو شریک نہ کرو اور حضرت محمد کی سنت وطریقہ کو ضائع نہ کرو۔

﴿۹﴾ توحید وسنت کے ستون قائم رکھو اور روشن کرو جب تک ان پر متحد رہو گے تم میں برائی نہ آئے گی۔ (ص ۴۵۵)

﴿۱۰﴾ آدمی دو قسم ہیں ایک شریعت وسنت کے پابند دوسرے بدعتی (تم بدعتی نہ ہو) (نہج البلاغہ ص ۵۲۶)

﴿۱۱﴾ آنحضرتؐ کے نور ہدایت سے شہر کے شہر جگمگا اُٹھے۔

﴿۱۲﴾ آپ نے صحابہ کرام کو نجات کی منزل تک پہنچا دیا ان کی چکی گھومنے لگی کجی دور ہو گئی (کہ فتوحات سے ایران وروم کو بھی دار الاسلام بنا دیا۔) (ص ۳۷۵)

﴿۱۳﴾ امام باقر وجعفر نے بھی فرمایا جس نے اللہ کی کتاب اور نبی کا فرمان چھوڑ دیا وہ کافر ہو گیا۔ (اصول کافی ص ۶۷ ط تہران)

﴿۱۴﴾ حضرت علی نے حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں فرمایا۔" پیغمبر کے بعد ان کے والی وہ بنے جو راہ حق پر قائم رہے اور رعایا کو بھی حق پر قائم رکھا۔ حق یہ کہ دین اسلام سینہ ٹیک کر بیٹھ گیا (خوب مستحکم ومضبوط ہو گیا) اقوال۔ قول ص ۴۶۷ (مترجم نہج البلاغہ ص ۹۵۲)

اے اللہ ہم سب مسلمانوں کو قرآن وسنت نبی والے علیؓ کے مذہب اسلام وایمان پر چلا۔ پنجوقتہ نماز کے تارک فاسقوں پیغمبر پاک کو مشن ہدایت وتبلیغ میں ناکام کہنے والوں۔ حضور کے تمام صحابہ اور مسلمان رشتہ داروں اور گھر والوں سے بھی دشمنی رکھنے والوں اور حضرت حسین کو بلا کر غدر سے شہید کر کے اس پر آج خوش اور فخر کرنے والوں۔ بدترین کفار کے مذہب سے ہر مسلمان کو بچا۔ آمین۔

آغاز کتاب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین و علی آلہ و اصحابہ و جمیع امتہ اجمعین

بروایت حضرت علیؓ نہج البلاغہ میں مرفوع احادیث:

﴿۱﴾ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

﴿۲﴾ مجھ سے حضور علیہ السلام نے فرمایا پیغمبر کا دوست اور پیغمبر کا دشمن برابر نہیں ہو سکتے نیز فرمایا مجھے اپنی امت کے بارے میں نہ مومن سے کھٹکا ہے اور نہ مشرک سے کیونکہ مومن کی اللہ اس کے ایمان کی وجہ سے حفاظت کرے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی وجہ سے ذلیل وخوار کرے گا (کہ کوئی اس کی بات پر کان نہ دھرے گا) بلکہ مجھے تمہارے لئے اس شخص سے اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق اور زبان سے عالم ہے کہتا وہ ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو۔ (نہج البلاغہ مترجم ص ۶۰۱)

﴿۳﴾ نام کے حبدار مومن ابن ملجم بد بخت کے حملہ کے وقت وصیت فرمائی۔ دیکھو میرے بدلے صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے اور جب میں اس کی ضرب سے مر جاؤں تو اس ایک ضرب کے بدلے میں اسے ایک ضرب سے مارنا اور اس شخص کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خبردار کسی کا مثلہ نہ کرو (ہاتھ پیر نہ کاٹو) اگرچہ وہ کاٹنے والا کتا ہی ہو (نہج البلاغہ ص ۷۹۴ مکتوب ۴۷)

﴿۴﴾ (حسنینؓ کو وصیت میں فرمایا) میں نے تمہارے نانا جی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا (باہمی معاملات درست اور

تعلقات سلجھائے رکھنا) نماز روزے سے افضل ہے۔ دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا۔ ان کو فاقہ کی نوبت نہ آئے اور ہمسایوں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرنا کیونکہ ان کے متعلق پیغمبرؐ نے برابر ہدایت کی ہے اور اس حد تک سفارش فرمائی کہ ہمیں خدشہ ہونے لگا کہ آپ انہیں بھی ورثہ دلائینگے قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس پر عمل کر کے تم پر سبقت لے جائیں نماز کے بارے بھی اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے اپنے پروردگار کے گھر (مسجد) کے بارے اللہ سے ڈرنا اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا ورنہ عذاب سے مہلت نہ ملے گی اپنی جان مال زبان سے جہاد فی سبیل اللہ کرنے میں خدا سے ڈرنا آپس میں میل میلاپ رکھنا ایک دوسرے پر خرچ کرنا ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرنا اور تعلقات نہ توڑنا۔ نیکی کا حکم دیتے رہنا برائی سے روکتے رہنا ورنہ برے لوگ تم پر مسلط ہو جائینگے اور تمہاری دعائیں بھی قبول نہ ہوں گی۔

(نہج البلاغہ مترجم ص ۴۷۸)

﴿۵﴾ (تاجروں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا) کہ بہت سے لوگ کھلی تنگی اور بڑی کنجوسی کرتے ہیں مال کی فروخت روک دیتے ہیں کہ پھر مہنگا ہو کر بیچیں گے اس میں عام لوگوں کو نقصان ہوتا ہے۔ حاکموں پر عیب لگتا ہے تو احتکار سے رک جاؤ کیونکہ حضور علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ہے تجارتی سودے عام کھلے مناسب بھاؤ اور انصاف سے کرو۔ (نہج البلاغہ ص ۷۶۹)

﴿۶﴾ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جنت ناگواریوں میں گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشوں میں گھرا ہوا ہے یاد رکھو کہ اللہ کی ہر اطاعت ناگوار صورت میں اور اس کی ہر معصیت عین خواہش پر سامنے آتی ہیں۔''

(خطبہ نمبر ۱۷۲ انتخاب ص ۱۳۱)

﴿۷﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نمازوں کو اس گرم چشمہ سے تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے گھر کے دروازہ پر ہو اور اس میں دن رات ۵ مرتبہ غسل کرے کیا امید کیا جا سکتی ہے۔ کہ اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائیگا۔" (انتخاب نہج البلاغہ ص ۱۶۸)

﴿۸﴾ (حملہ کے بعد وصیت میں یہ بھی فرمایا) میری تم کو وصیت یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ضائع نہ کرنا ان دو ستونوں، توحید رسالت کے کلمہ طیبہ کو قائم کئے رکھنا اور ان دو چراغوں کو روشن رکھنا۔ بس پھر برائیوں کو تم سے واسطہ نہ رہے گا میں کل تک تمہارا ساتھی تھا آج تمہارے لیئے سراپا عبرت ہوں کل وفات پا کر تم سے جدا ہو جاؤنگا۔ (نہج البلاغہ ص ۶۸۱)

﴿۹﴾ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اے فرزند آدم اچھا کام کر اور برائیوں کو چھوڑ دے اگر تو نے ایسا کیا تو تو نیک چلن اور راست رو ہے دیکھو ظلم تین طرح کا ہوتا ہے ایک وہ ظلم جو نہ بخشا جائے گا۔ دوسرا وہ ظلم جس کا مواخذہ چھوڑا نہ جائے گا تیسرا وہ ظلم جو بخش دیا جائیگا باز پرس نہ ہوگی۔ جو ظلم نہ بخشا جائے گا وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے (جیسے سبائیوں نے حضرت علیؓ کو رب کارساز مشکل کشا حاجت روا مانا اور مصائب میں یا علی مدد کہہ کر غائبانہ پکارا تو حضرت علی نے مرتد کہہ کر زندہ جلا دیا۔ (اصلاح عقائد الشیعہ از ڈھکو) جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔" خدا اس گناہ کو نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اس کے علاوہ جس کا جو گناہ چاہے بخش دے پ ۵ ع ۱۵) اور جو ظلم بخشا جائے گا وہ یہ ہے کہ بندہ چھوٹے چھوٹے گناہ کر کے اپنے اوپر جو ظلم کرتا ہے (تو معافی مانگ کر بخشوا لیتا ہے) اور جو ظلم معاف نہیں کیا جاتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنا ہے جس کا آخرت میں سخت بدلہ لیا جائے گا (مگر یہ کہ بندہ اس دنیا

میں دوسرے کو معاف کر دے۔ (نہج البلاغہ ص ۴۷۷)

﴿۱۰﴾ حضور علیہ السلام کے مشن ہدایت اور اسلام کی کامیابی اور صحابہ کرام کے جنتی ہونے کے متعلق حضرت علیؓ نے فرمایا: ''دیکھو کہ اللہ نے ان پر کتنے احسانات کئے کہ ان میں اپنا رسول بھیجا جس نے اپنی اطاعت کا انہیں پابند بنایا۔ اور انہیں ایک مرکز وحدت پر جمع کر دیا اور خوشحالی نے ان پر اپنے پروبال پھیلا دیئے اور ان کے لئے بخشش و فیضان کی نہریں بہا دیں اور شریعت نے ان کو اپنی برکت کے لئے بے بہا فائدوں میں لپیٹ لیا چنانچہ وہ اس کی نعمتوں میں شرابور اور زندگی کی تروتازگیوں میں خوشحال اور اپنے اوپر کامیاب فرمانرواؤں (خلفاء راشدینؓ) کے زیر سایہ ہیں ان کی زندگی کے تمام شعبے (نظم و ترتیب سے) سے قائم ہو گئے اور ان کے حالات کی درستی نے انہیں غلبہ و بزرگی کے پہلو میں جگہ دی اور ایک مضبوط سلطنت کی سربلند چوٹیوں میں (دین دنیا کی) سعادتیں ان پر جھک پڑیں اور وہ تمام جہان پر حکمران اور زمین کی پہنائیوں سے تخت و تاج کے مالک بن گئے اور جن پابندیوں کی بنا پر وہ دوسروں کے زیر دست تھے اب یہ انہیں پابند بنا کر ان پر مسلط ہو گئے اب نہ ان کا دم خم ہی نکالا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کا کس بل توڑا جا سکتا ہے (حضرت علیؓ خلفاء ثلاثہؓ کی فتوحات اور کامرانیوں کی شہادت کے بعد اپنے زمانہ خلافت کے لوگوں پر تنقیدیوں فرماتے ہیں) دیکھو تم نے اطاعت کے بندھنوں سے اپنے ہاتھوں کو چھڑا لیا اور زمانہ جاہلیت کے طور طریقوں سے (اپنے گرد کھچے ہوئے اسلام کے حصار میں) رخنہ ڈال دیا خدا نے اس امت کے لوگوں پر اسلام کی نعمت بے بہا سے اتنا لطف و احسان فرمایا ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی اس کی قدر نہیں پہچان سکتا وہ ہر قیمت سے بھاری اور شرف و بلندی میں بالاتر ہے کہ ان کے درمیان اسلام نے انس و یکجہتی کا رابطہ قائم کیا جس

کے سائے میں وہ منزل کرتے اور پناہ لیتے ہیں۔

(پھر اپنے خلافت کے زمانے میں لوگوں کی شکایت کر کے فرماتے ہیں) یہ جانے رہو کہ تم (اتباع) اسلام کو خیر باد کہہ دینے کے بعد پھر صحرائی بدو بن گئے ہو اور باہمی دوستی کے بعد پھر مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہو اسلام سے تمہارا واسطہ نام کا رہ گیا ہے اور ایمان سے چند ظاہری لکیروں کے علاوہ تمہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا تمہارا قول یہ ہے کہ آگ میں کود پڑیں گے مگر عار قبول نہ کرینگے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اسلام کی ہتک حرمت اور اس کا عہد توڑ کر اسے منہ کے بل اوندھا گرادو۔ وہ عہد جسے اللہ نے زمین میں پناہ اور مخلوقات میں امن قرار دیا ہے اگر تم نے اسلام کے علاوہ کہیں اور کارخ کیا تو کفار تم سے جنگ کے لئے اُٹھ کھڑے ہونگے پھر نہ جبریل و میکائیل ہیں۔ اور نہ انصار و مہاجرینؓ ہیں کہ تمہاری مدد کریں سوا اس کے کہ تلواروں کو خود کھٹکھٹاؤ یہاں تک کہ اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے خدا کا سخت عذاب جھنجوڑنے والا، ابتلاؤں کے دن، تعزیر و ہلاکت کے حادثے تمہارے سامنے ہیں۔ الخ (نہج البلاغہ ص ۵۴۲۔۵۴۳ مترجم مفتی حسین خطبہ ۱۹۰ جس کا نام قاصعہ (توڑنے والا) ہے۔

مفتی جعفر اُسی خطبہ کی شرح میں ص ۵۵۲ میں پر لکھتے ہیں۔ آخر قدرت نے سرور کائنات کو مبعوث فرما کر انہیں (عربوں کو) ذلت سے عروج و رفعت کی بلند منزل پر پہنچا دیا۔“

بھائیو! دیکھیں۔ کہ جبرئیل و میکائیل کو اور مہاجرین و انصار کو دین کے مددگار کون کہہ رہا ہے؟ ان کی عظمت کا جھنڈا کون لہرا رہا ہے؟ مہاجرین و انصار صحابہ کرامؓ کی محبت اور ان کی فتوحات پر ناز ہی حضرت علیؓ کا مذہب ہے آپ اسے ہی اپنائیں۔ ان مہاجرین و انصار نے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عثمان غنیؓ علی المرتضیٰؓ حسن المجتبیٰؓ اور پھر امیر معاویہؓ کی بھی

بیعت حسن کے بعد بالا تفاق بیعت کی تھی اور سب مسلمان ون یونٹ بن کر آدھی معلوم دنیا پر قابض ہو گئے تھے اور آج کے ۵۸ ممالک کو مسلمان بنا دیا تھا آپ بھی علیحدہ فرقہ نہ بنیں حضرت علیؓ کو مان کر سب مسلمانوں سے وابستہ ہو جائیں اللہ ہم سب کو ایک اور نیک بنائے۔ حضور علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے، اے اللہ میں سفر کی مشقت واپسی کے اندوہ اور اہل و مال کی بدحالی کے منظر سے پناہ مانگتا ہوں۔

﴿۱۱﴾ اے اللہ تو ہی سفر میں میرا رفیق اور بال بچوں کا محافظ ہے۔ سفر و حضر کو تیرے سوا کوئی جمع نہیں کر سکتا۔ (خطبہ ۴۶ ص ۲۰۲)

﴿۱۲﴾ بروایت اہل بیت حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے لوگو! مجھے اپنا مرتبہ (رسالت و عبدیت) سے اونچا نہ بڑھانا جیسے مشرک عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھا کر ابن اللہ نور خدا اور مستعان و کارساز (خدائی صفات والا) بنالیا (الفقیہ نوادر)

بھائیو! کتاب کا آغاز تو میں نے اس مبارک عنوان سے کیا کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کی روایت سے احادیث نبویہ پیش کروں مگر افسوس کہ ۹۵۷ صفحہ کی اس ضخیم کتاب میں چند احادیث ہی ملیں تاہم جو یندہ یا بندہ (کہ ڈھونڈنے والا کچھ پا ہی لیتا ہے) کے تحت حضرت علیؓ کی وصایا، اسلام نبوی کی تصدیق اور خلفاء راشدین کی عظمت و سربلندی، فتوحات و ترقیات ان کے دور میں مسلمانوں کا اتفاق و اتحاد اور خدائی انعامات سامنے آ گئے۔ پھر اپنے دور میں قاتلان عثمان سبائیوں کی سازش سے مسلمانوں کی نااتفاقی اور فرقہ بندی کی شکایات بھی سامنے ہیں افسوس کہ آج ایک حبدار طبقہ انہی کو اپنے مذہب کا ہیرو بانی و قائد جانتا ہے۔ اگر سب مسلمان ان کو ہی پہچان کر اپنے سے الگ کر لیں تو ایک مسلم قوم بن جائیں۔

﴿۱۳﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے نماز کو اس گرم چشمہ سے تشبیہ دی

ہے جو کسی شخص کے دروازہ پر ہو اور وہ اس میں دن رات ۵ مرتبہ غسل کرے تو کیا امید کی جاسکتی ہے کہ اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گا۔

(خطبہ ۱۹۷ ص ۵۷۲)

﴿۱۴﴾ بروایت علی حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اپنی امت پر (نقصان سے) مومن اور مشرک سے نہیں ڈرتا مومن کو خدا ایمان کی وجہ سے بچائے گا۔ مشرک کو خدا شرک کی وجہ ذلیل کرے گا (اس سے کوئی نقصان نہیں اُٹھائے گا) لیکن میں تم پر (نقصان میں) ہر اس دو غلے (دل میں منافق) اور زبان میں عالم سے ڈرتا ہوں کہ کہتا وہ ہے جو تم اچھا جانتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو۔ (نہج البلاغہ ص ۶۹۱ مترجم عہد نامہ ۲۷)

﴿۱۵﴾ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علیؑ کوئی مومن قرآن وسنت کو ماننے والا۔ تم سے دشمنی نہ رکھے گا اور کوئی منافق۔ قرآن وسنت سے دشمنی رکھنے والا بظاہر حبدار۔ تم سے محبت نہ کرے گا۔ (قول ۴۵ ص ۸۲۲)

اس منافق ٹولہ نے آپ کی حبدار پارٹی کہلا کر پوری خلافت میں آپ کی نافرمانی کی اور پریشان کئے رکھا دیکھئے باب ہفتم ردمنافقین۔

﴿۱۶﴾ آپؑ نے فرمایا قیامت کے دن ظالم کو اس طرح اُٹھایا جائے گا کہ اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا نہ عذر خواہ پھر جہنم میں ڈالا جائیگا۔ (ص ۴۴۲ خطبہ ۱۶۲)

﴿۱۷﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم فرماتے تھے جنت ناپسند اعمال میں گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشوں میں گھرا ہوا ہے (خطبہ نمبر ۱۷۴)

﴿۱۸﴾ آپ نے فرمایا کسی بندے کا ایمان اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا دل مستحکم (یقین رکھنے والا) نہ ہو اور دل اِس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک زبان مستحکم نہ ہو۔" (ص ۴۵۶ خطبہ نمبر ۱۷۴)

﴿۱۹﴾ حضور علیہ السلام فرماتے تھے اے آدم کے بیٹے نیک اعمال کر اور برائیوں کو چھوڑ دے اگر تو نے ایسا کیا تو نیک چلن اور درست ہے۔

﴿۲۰﴾ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علی تیری مثال حضرت عیسیٰ جیسی ہے۔ کہ یہودیوں نے ان سے اتنی دشمنی رکھی کہ ماں پر بھی تہمت لگا دی اور عیسائیوں نے آپ سے حد سے زیادہ محبت کی کہ مرتبہ (عبدیت) سے بڑھا کر خدائی صفات والا بنا دیا۔ تو ایک گروہ (خارجی) تجھ سے بہت دشمنی رکھے گا دوسرا گروہ رافضی تجھے پیغمبروں سے بھی افضل خدائی صفات والا مانے گا۔ (یہ دونوں دوزخی ہیں) تیرے بارے معتدل رائے رکھنے والے وہ اکثریتی (پابند سنت و جماعت) مسلمان ہیں جو آپ کو خدا کا نیک بندہ صحابی شاگرد اور خلیفہ راشد مانتے ہیں۔) تم ان کی پیروی کرو۔"

(نہج البلاغہ و مشکواۃ)

بھائیو! نہج البلاغہ ضخیم کتاب سے یہی احادیث نبوی اور اس سے کچھ زائد آیات قرآنی ملی ہیں دراصل اتنی بڑی عالم شخصیت کی یہ کتاب مذہبی نہیں ہے بلکہ ادب۔ علم معانی تمثیلات و استعارات تاریخ سیاست، فلسفہ، معاصروں سے شکایات وغیرہا سے لبریز ہے۔ ہم نے دیانۃً بار بار پڑھ کر صرف وہ آپ کے ہزاروں ارشادات خاص ترتیب اور ابواب بنا کر نقل کر دیئے ہیں جو سب مسلمانوں کو ایک۔ نیک موحد باہم محبت کرنے والے متبع سنت اور آخرت سے ڈرنے والا بنا دیتے ہیں اللہ سب مسلمانوں کو ایسا بنا دے۔ ورنہ فی نفسہ یہ کتاب چوتھی صدی کے ادب و بلاغت میں مقامات حریری۔ کلیلہ دمنہ اور جاحظ معتزلی کی کتاب جیسی ہے جو اس کے ادیب مرتب کی عکاس ہے۔

(محتاج مغفرت مؤلف مہر محمد عفی عنہ)

☆☆☆

باب اوّل:

اللہ وحدہ لاشریک لہ کی صفات توحید

﴿۱﴾ اللہ دانائے راز اور نظر نہ آنے والا ہے:

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائیوں میں اترا ہوا ہے اس کے ظاہر و ہویدا ہونے کی نشانیاں اس کے وجود کا پتہ دیتی ہیں گو دیکھنے والے کی آنکھ سے وہ نظر نہیں آتا پھر بھی نہ دیکھنے والی آنکھ اس کا انکار نہیں کر سکتی اور جس نے اس کا اقرار کیا اس کا دل اس کی حقیقت کو پا نہیں سکتا وہ اتنا بلند و برتر ہے کہ کوئی چیز اس سے بلند تر نہیں ہو سکتی اور اتنا قریب تر ہے کہ کوئی چیز اس سے قریب تر نہیں ہے نہ اس کی بلندی نے اسے مخلوقات سے دور کر دیا ہے اور نہ اس کے قرب نے اسے دوسروں کی سطح پر رکھ کر ان کے برابر کر دیا ہے اس نے عقلوں کو اپنی صفتوں کی حدو نہایت پر پر مطلع نہیں کیا اور ضروری مقدار میں معرفت حاصل کرنے کے لئے ان کے آگے پردے بھی نہیں ڈالے وہ ذات ایسی ہے کہ جس کے وجود کے نشانات اس طرح اس کی شہادت دیتے ہیں کہ زبان سے انکار کرنے والے کا دل بھی اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا اللہ ان لوگوں کی باتوں سے بہت برتر ہے جو مخلوقات سے اس کی تشبیہ دیتے ہیں۔ اور اس کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ (خطبہ نمبر ۴۹ ص ۲۰۵ مترجم)

﴿۲﴾ اللہ ہر چیز کا خالق ہے:

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پا سکتی ہیں۔ نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تہ تک پہنچ سکتی ہیں اس کے کمال ذات کی کوئی حد معین نہیں نہ اس کے لئے توصیفی الفاظ ہیں نہ اس (کی ابتدا) کے لئے کوئی وقت ہے جسے شمار میں لایا جا سکے نہ اس کی کوئی مدت ہے جو

کہیں پر ختم ہو جائے اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اپنی رحمت سے ہواؤں کو چلایا تھرتھراتی ہوئی زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑیں دین کی ابتداء اس کی معرفت ہے کمال معرفت اس کی تصدیق ہے۔ کمال تصدیق توحید ہے کمال توحید تنزیہہ واخلاص ہے (نہ وہ کسی جیسا ہے نہ کوئی اس جیسا ہے) خطبہ (۱) ص ۸۳

﴿۳﴾ اللہ ہی مصائب ٹالنے والا ہے:

تمام حمد اس کے لئے ہے جو اپنی طاقت کے لحاظ سے بلند اور اپنی بخشش کے لحاظ سے قریب ہے ہر نفع وفضل کا عطا کرنے والا اور ہر مصیبت وابتلاء کا دور کرنے والا ہے میں اس کے کرم کی نوازشوں اور نعمتوں کی فراوانیوں کی بنا پر اس کی حمد وثنا کرتا ہوں میں اس پر ایمان رکھتا ہوں چونکہ وہ اول وظاہر ہے تو اس سے ہدایت چاہتا ہوں چونکہ وہ قریب تر اور ہادی ہے تو اس سے مدد چاہتا ہوں چونکہ وہ قادر وتوانا ہے تو اس پر بھروسہ کرتا ہوں چونکہ وہ ہر طرح کی کفایت و اعانت کرنے والا ہے (تو اسی سے استعانت کرتا ہوں۔)

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (خطبہ غرّا ص ۱۸۱ نمبر ۱۴۱ ۷)

ف۔ مسلمان کا عقیدہ توحید یہ ہے کہ وہ اللہ کو ہی عالم الغیب خالق کل اور مصیبتیں ٹالنے والا اور مشکل کشا جانتا ہے۔ خطبہ ۸۸ ص ۲۶۶ پر ہے" اس نے سب کی روزی بانٹ رکھی ہے وہ سب کے عمل وکردار اور سانسوں کے شمار تک کو جانتا ہے وہ چوری چھپی نظروں۔ سینے کی مخفی نیتوں اور صلب میں ان کے ٹھکانوں اور شکم میں ان کے سونپے جانے کی جگہوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔...... وہ ایسی ذات ہے کہ رحمتوں کی وسعتوں کے باوجود اس کا عذاب دشمنوں پر سخت ہے۔ اس کے باوجود دوستوں پر اس کی رحمت ہی

ہے۔ جو اسے دبائے وہ اس پر قابو پاتا ہے جو ٹکر لے اسے تباہ کر دیتا ہے جو مخالفت کرے اسے رسوا کرتا ہے جو اس پر بھروسہ کرے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ جو کوئی اُس سے مانگے اسے دیتا ہے جو اسے قرض دے وہ اسے ادا کرتا ہے جو شکر کرے اسے بدلہ دیتا ہے۔ ص ۲۹۷

﴿۴﴾ اللہ ہی وحدہ لاشریک ہے:

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں وہی پہلا ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں وہی آخر ہے جس کی کوئی نہایت نہیں اس کی کسی صفت سے وہم وگمان باخبر نہیں ہو سکتے نہ اس کی کسی کیفیت پر دلوں کا عقیدہ جم سکتا ہے۔ نہ اس کے اجزاء ہیں کہ اس کا تجزیہ کیا جا سکے اور نہ آنکھیں اور دل اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔ (خطبہ ص ۸۳ ص ۲۵۴)

اور خطبہ نمبر ۸۴ میں ہے'' کہ وہ خدا دل کی نیتوں اور اندر کے بھیدوں کو جانتا پہچانتا ہے وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور ہر شے پر چھایا ہوا ہے اور ہر چیز پر اس کا زور چلتا ہے تم میں سے جسے کچھ کرنا ہو تو وہ موت آنے سے پہلے۔ مصروفیت سے پہلے اور دم گھٹنے سے پہلے۔ اعمال صالحہ کرے اور اپنی منزل تک پہنچنے سے پہلے سامان مہیا کرے اور اس گزرگاہ سے منزل اقامت سے پہلے زادراہ تیار کرے۔

﴿۵﴾ اللہ ہی مختار کل ہے:

ہر چیز اس کے سامنے عاجز وسرنگوں اور ہر شے اس کے سہارے وابستہ ہے وہ ہر فقیر کا سرمایہ ہر ذلیل کی آبرو، ہر کمزور کی توانائی اور ہر مظلوم کی پناہ گاہ ہے۔ جو کہے وہ اس کی بات سنتا ہے جو چپ رہے اس کے راز سے بھی وہ آگاہ ہے جو زندہ ہے اس کا رزق اس کے ذمہ ہے جو مر جائے اس کا پلٹ جانا بھی اس کی طرف ہے۔ اسے اللہ آنکھوں نے تجھے دیکھا نہیں کہ اس کی خبر دے سکیں کیونکہ تو اس وصف کرنے والی مخلوق سے پہلے تھا۔ تو نے مخلوق اپنی تنہائی میں اُنس کے لئے پیدا نہیں کی نہ اپنے

فائدے کے لئے ان سے اعمال کرائے۔ جسے تو طلب کرے وہ بھاگ نہیں سکتا جسے تو پکڑے اسے کوئی چھڑا نہیں سکتا جو تیرا نافرمان ہو وہ تیری بادشاہی کو کم نہیں کرسکتا۔ جو تیرا فرماں بردار ہو وہ تیری حکومت بڑھا نہیں سکتا جو تیری قضاء وقدر پر بگڑے وہ تیرا فیصلہ رد نہیں کرسکتا جو تیرے حکم سے منہ موڑے وہ تجھ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ ہر راز تیرے سامنے علانیہ ہے ہر پوشیدہ تیرے سامنے موجود ہے تو ابدی ہے جس کی کوئی حد نہیں تو ہی سب کی منزل کی منتہا ہے جس سے کوئی گریز نہیں کرسکتا تو ہی وعدہ گاہ ہے جس سے کوئی تیرے سوا چھٹکارا پانے والا نہیں۔ ہر راہ چلنے والا تیرے قبضے میں ہے ہر ذی روح کی بازگشت تیری ہی طرف ہے ہمارے سامنے تیری یہ کائنات کتنی عظیم الشان ہے۔ تیری قدرت کے سامنے اس کی عظمت کتنی کم ہے۔ (خطبہ ۱۰۷ص ۳۲۱۔۳۲۲)

﴿۶﴾ اللہ ہی ہر چیز پر محیط ہے:

تمام حمد اس کے لئے ہے جس کی ایک صفت دوسری سے پہلے نہیں وہ آخر ہونے سے پہلے اول ہے اور باطن ہونے سے پہلے ظاہر ہے اس کے سوا جسے بھی ایک کہا جائے گا وہ قلت وکمی میں ہوگا اس کے سوا ہر باعزت ذلیل اور ہر قوی کمزور و عاجز ہر مالک مملوک اور ہر جاننے والا سیکھنے والا ہے اس کے علاوہ ہر قدرت وتسلط والا کبھی قادر ہوتا ہے کبھی عاجز۔ اس کے سوا ہر سننے والا ضعیف آوازوں کے سننے سے قاصر ہوتا ہے اور بڑی آوازیں اپنی گونج سے اسے بہرہ کردیتی ہیں۔ دور کی آواز اس تک نہیں پہنچتی اس کے سوا ہر دیکھنے والا مخفی رنگوں اور لطیف جسموں کو نہیں دیکھ سکتا کوئی ظاہر اس کے علاوہ باطن نہیں ہوسکتا۔ اس نے کسی مخلوق کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ اپنی سلطنت کو مستحکم کرے یا زمانے کے عواقب ونتائج سے اسے کوئی خطرہ تھا یا کسی برابر والے کے حملے سے یا کثرت پر اترانے والے سے یا بلندی میں ٹکرانے والے کے بالمقابل اسے مدد حاصل کرنا تھی۔ نہیں۔ بلکہ یہ ساری مخلوق اس کے قبضے میں ہے وہ سب اس کے عاجز اور ناتواں بندے ہیں وہ دوسری چیزوں میں سمایا ہوا نہیں کہ وہ ان

کے اندر ہونا ان چیزوں سے اتنا دور ہے کہ ان سے اسے الگ کیا جائے۔ ایجادِ خلق اور تدبیر عالم نے اسے خستہ اور عاجز و درماندہ نہیں کیا اور نہ حسب منشاء چیزوں کے پیدا کرنے میں وہ عاجز رہا اور نہ اسے اپنے فیصلوں اور اندازوں میں کوئی شبہ لاحق ہوا ہے بلکہ اس کے فیصلے مضبوط علم محکم اور احکام قطعی ہیں مصیبت کے وقت بھی اس سے آس رہتی ہے اور نعمت کے وقت بھی چھیننے کا اس سے ڈر لگا رہتا ہے۔

(خطبہ ۶۳ ص ۲۲۰۔۲۲۱ مترجم)

خطبہ ۴۹ ص ۲۰۵ میں ہے تمام حمد اس اللہ کی ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائی میں اترا ہوا ہے اس کے ظاہر و ہویدا ہونے کی نشانیاں اس کے وجود کا پتہ دیتی ہیں گو دیکھنے والوں کو وہ آنکھوں سے نظر نہیں آتا پھر بھی نہ دیکھنے والی آنکھ اس کا انکار نہیں کرسکتی اور جس نے اس کا اقرار کیا۔ اس کا دل اس کی حقیقت کو پا نہیں سکتا وہ سب سے بلند تر ہے اور سب سے قریب تر بھی ہے عقلیں اس کی صفات کی حد نہیں پا سکتیں۔

﴿۷﴾ اللہ ہی سب کچھ دینے والا ہے:

شام کو جاتے ہوئے خدا کی تعریف میں فرمایا:

اللہ کے لئے حمد و ثناء ہے جب بھی رات آئے اور اندھیرا پھیلے اور اللہ کی ہی توفیق و تحمید ہے جب بھی ستارہ نکلے اور ڈوبے اور اللہ کے لئے ہی حمد و ثنا ہے جس کے احسانات کبھی ختم نہیں ہوتے اور اس کے احسانات کا بدلہ نہیں اتارا جا سکتا خطبہ ۴۸ تمام حمد اس کے لئے ہے جس کی رحمت سے مایوسی نہیں جس کی نعمتوں سے کسی کا دامن خالی نہیں نہ اس کی مغفرت سے کوئی ناامید ہے نہ اس کی عبادت سے کسی کو عار ہو سکتی ہے نہ اس کی رحمتوں کا سلسلہ ٹوٹتا ہے نہ اس کی نعمتوں کا فیضان ٹوٹتا ہے۔ دنیا فنا کا گھر ہے اس کے رہنے والوں کو بہر صورت جانا ہے یہ شیرین و شاداب تو ہے کہ دیکھنے والے کا دل لبھاتی ہے لوگو جتنا بہترین توشہ ہو سکے دنیا سے چل جانے کو تیار ہو جاؤ۔ دنیا میں ضرورت سے زیادہ نہ چاہو نہ زائد کی خواہش کرو۔ (خطبہ ۴۵)

﴿۸﴾ صرف خدا سے ہی مدد دیں اور سب حاجات مانگو:

اللہ کے بندو یہ جان لو کہ اس نے تم کو پیدا نہیں کیا اور تمہیں کھلا نہیں چھوڑا جو اس نے تم پر نعمتیں کیں ان کی مقدار وہ جانے اور تمہارے اوپر احسانات کو وہ گنے، تو تم اسی سے فتح و کامرانی اور حاجت روائی چاہو اس کے سامنے دست طلب پھیلاؤ اسی سے بخشش و عطا کی بھیک مانگو تمہارے اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے نہ تمہارے لئے اس کا دروازہ بند ہے وہ ہر جگہ ہر آن اور ہر ساعت اور ہر جن و انسان کے ساتھ موجود ہے نہ جود و سخا سے اس کے خزانہ میں رخنہ پڑتا ہے نہ داد و دہش سے اس کے ہاں کمی ہوتی ہے۔ نہ مانگنے والے اس کا خزانہ ختم کر سکتے ہیں۔ نہ بخشش و فیضان اس کی نعمتوں کو انتہاء تک پہنچا سکتے ہیں نہ ایک طرف توجہ دوسروں سے اس کی توجہات کو روکتی ہے نہ ایک آواز اسے دوسری آوازوں سے بے خبر کرتی ہے نہ ایک نعمت کی عطاء دوسری نعمتوں سے روکتی ہے۔ نہ غضب کے شرارے رحمت کے فیضان سے اسے روکتے ہیں۔ (خطبہ ۱۹۳ ص ۵۶۱)

☆ حضرت امام حسنؑ کے نام وصیت ۳۱ سے آپ لکھتے ہیں اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے جب بھی اسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے اور راز و نیاز کی باتیں جانتا ہے تم اسی سے مرادیں مانگتے رہو دل کے بھید کھولتے رہو اسی سے دکھ درد کا رونا روتے رہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے رہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے رہو اس کے رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے رہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا جیسے عمروں میں درازی جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت وغیرہ۔'' اور محمد بن ابی بکر کے نام خط ۳۴ ص ۷۲۵ میں ہے اللہ سے بہت مدد مانگو وہ تیری پریشانیوں کو کافی اور مصائب پر امدادی ہے۔''

﴿۹﴾ علم غیب خاصہ خداوندی ہے:

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ:

علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے کہ جنہیں اللہ سبحانہ نے ان اللہ عندہ علم الساعۃ والی آیت میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے نر ہے یا مادہ بدصورت ہے یا خوبصورت سخی ہے یا بخیل بدبخت ہے یا خوش نصیب اور کون جہنم کا ایندھن ہوگا اور کون جنت میں نبیوں کا رفیق ہوگا یہ وہ علم غیب ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رہا دوسری چیزوں (شریعت و فتن) تو وہ اللہ نے اپنے نبی کو دیا اور نبی نے مجھے بتایا اور میرے لئے دعا فرمائی کہ میرا سینہ انہیں محفوظ رکھے اور میری پسلیاں انہیں سمیٹے رہیں۔ (خطبہ ۱۲۶ ص ۳۶۹)

مفتی جعفر اس پر حاشیہ لکھتے ہیں۔ ''ذاتی طور پر عالم الغیب ہونا اور چیز ہے اور اللہ کی طرف سے کسی امر پر مطلع ہو کر خبر دینا دوسری چیز ہے انبیاء و اولیاء کو جو مستقبل کا علم ہوتا ہے وہ اللہ ہی کے سکھانے اور بتانے سے ہوتا ہے اگر کوئی ذاتی طور پر مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والی چیزوں سے آگاہ ہے تو وہ صرف اللہ سبحانہ ہے''

فائدہ:

ذاتی اور عطائی کی اس تفریق میں کائنات کے تمام غیبی امور اور پورے احاطہ کی باتیں شامل نہیں۔ کیونکہ اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ۔ پ۲۵ ع اسنو ہی ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے جیسی آیات کے مخالف ہے۔ جو فرقے محبت کے غلو میں آ کر آئمہ و اولیاء کو کلی غیبدان اور ہر چیز پر محیط مانتے ہیں وہ سینکڑوں آیات کے مخالف ہیں جبکہ ذاتی عطائی کی تفریق مشرکین مکہ بھی کرتے تھے۔ وہ تلبیہ حج میں یہ اضافہ کرتے تھے۔ لاشریک لک الاشریکا تملکہ انت و ماملک۔ تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ (عطائی شریک) جس کا تو مالک ہے اور وہ کسی چیز کا ذاتی مالک نہیں (بخاری و مسلم) ہاں کچھ تکوینی امور کا اللہ انبیاء اور اولیاء کو علم بتا دے وہ معجزہ اور کرامت کہلائے گا ان کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔

﴿۱۰﴾ خدائی صفات کو بندوں میں مت بانٹو:

☆ حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا دوسرا خدا نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں جب تک کہ وہ ہمیں زندہ رکھے یہی ایمان کی محکم بنیاد پہلا عمل خیر رضائے الٰہی کا ذریعہ اور شیطان سے دوری کا سبب ہے۔

☆ ہر راز تیرے لئے آشکارا ہے اور ہر غیب تیرے سامنے ہے تو قدیم ازلی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ (نہج البلاغہ ۴۸۳)

☆ میں اس کا بے اختیار بندہ اور اپنے نفس پر ظلم و جور کا خوگر ہوں...... خداوندا مجھے کوئی طاقت نہیں کہ کوئی شے حاصل کروں ہاں جو تو عطا کرے کسی چیز سے بچنے کی طاقت نہیں ہاں جس سے تو بچائے خداوندا تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ (نہج البلاغہ)

☆ اے بیٹو! یقین رکھو کہ مدد و فتح خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۲۱۰)

☆ خدا کے بندو! اسی سے فتح و کامیابی اور حاجت روائی چاہو اس سے سوال کرو اسی سے بخشش کی بھیک مانگو۔ (ایضاً)

☆ میرا ایمان ہے کہ وہی اول و آخر ہے میں اس سے مدد چاہتا ہوں اس پر توکل کرتا ہوں وہی مجھے کافی ہے اور میرا مددگار ہے۔ (ایضاً)

تبصرہ:

افسوس کہ آج فریقین کے جاہل ضدی حبدار خدا اور رسول اور حضرت علیؓ کی ان باتوں کو نہیں مانتے الٹا ان کو گستاخ مقصر اور وہابی کہہ کر برا جانتے ہیں اور خود علانیہ اماموں ولیوں کو ان صفات میں خدا کا شریک بناتے مصائب میں مدد مانگتے غائبانہ پکارتے اور حاجت آری کے لئے نذر و نیاز مانتے بانٹتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ یہودی اور مجوسی عقیدہ ہے جن کے ایسے عقائد والے اپنے حبدار ۷۰ افراد کو حضرت علیؓ

نے مرتد کہہ کر زندہ جلا دیا تھا۔ علامہ محمد حسین ڈھکو فرماتے ہیں۔'' متعدد اخبار و آثار میں مذکور ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے متعلق غلو کرنے والوں کو زندہ نذر آتش کر دیا تھا۔ (ہفتم بحار الانوار ص ۳۴۹ اصول شریعت ص ۲۷ وغیرہ)

﴿۱۱﴾ ہر کوئی اس کا محتاج ہے:

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کی رحمت سے ناامیدی نہیں اور جس کی نعمتوں سے کسی کا دامن خالی نہیں نہ اس کی مغفرت سے کوئی مایوس ہے نہ اس کی عبادت سے کسی کو عار ہے اور نہ اس کی رحمتوں کا سلسلہ ٹوٹتا ہے نہ اس کی نعمتوں کا فیضان کبھی رکتا ہے دنیا ایک فانی گھر ہے۔ (خطبہ ۴۵ ص ۲۰۲)

خطبہ ۸۱ غرّا ص ۲۴۱ پر ہے۔ تمام حمد اس اللہ کی ہے جو اپنی طاقت میں بلند اور بخشش کے لئے قریب ہے۔ ہر نفع و زیادتی کا عطا کرنے والا ہر مصیبت و ابتلاء کو دور کرنے والا ہے میں اس کے کرم کی نوازشوں اور نعمتوں کی فراوانیوں کی بنا پر اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ وہ اول و ظاہر ہے اور اس سے ہدایت چاہتا ہوں کہ وہ قریب تر اور ہادی ہے۔''

اللہ کے علم و قدرت کا بیان

وہ ان چیزوں کو ان کے وجود میں آنے سے پہلے جانتا تھا ان کی حد و نہایت پر احاطہ کئے ہوئے تھا اور ان کے نفوس و اجزاء اور اعضاء کو پہچانتا تھا پھر یہ کہ اس نے کشادہ فضا وسیع اطراف و اکناف اور خلاء کی وسعتیں خلق کیں اور ان میں ایسا پانی بہایا جس کے دریائے امواج کی موجیں طوفانی اور بحر ذخائر کی موجیں تہ بتہ تھیں اسے تیز ہوا اور تند آندھی کی پشت پر لادا پھر اسے پانی کے پلٹانے کا حکم دیا اور اسے اس کے پابند رکھنے پر قابو دیا اور اسے پانی کی سرحد سے ملا دیا اس کے نیچے ہوا دور تک پھیلی ہوئی تھی اور اوپر پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا پھر اللہ سبحانہ نے اس پانی کے اندر ہوا خلق کی جس کا چلنا بانجھ و بے ثمر تھا اور اسے اس کے مرکز پر برقرار رکھا اس کے جھونکے تیز کر

دیئے اور اس کے چلنے کی جگہ دور دراز تک پھیلا دی پھر اس ہوا کو مامور کیا کہ وہ پانی کے ذخیرے کو تھپیڑ دے اور بحر بے کراں کی موجوں کو اچھالے اس ہوا نے پانی کو یوں متھ دیا جس طرح دہی کے مشکیزے کو متھا جاتا ہے اور اسے دھکیلتے ہوئے تیزی سے چلی جس طرح خالی فضا میں چلتی ہے اور پانی کے ابتدائی حصے کو آخری حصے پر اور ٹھہرے ہوئے کو چلتے ہوئے پر پلٹانے لگی یہاں تک کہ اس متلاطم پانی کی سطح بلند ہوگئی اور وہ تہ بتہ پانی جھاگ دینے لگا اللہ نے وہ جھاگ کھلی ہوا اور کشادہ فضاء کی طرف اُٹھائی اور اور اس سے ساتوں آسمان پیدا کئے۔ نیچے والے آسمان کو رکی ہوئی موج کی طرح بنایا اوپر والے آسمان کو محفوظ چھت اور بلند عمارت کی صورت میں اس طرح قائم کیا کہ نہ ستونوں کے سہارے کی حاجت تھی نہ بندھنوں سے جوڑنے کی ضرورت پھر ان کو ستاروں کی سج دھج اور روشن تاروں کی چمک دمک سے آراستہ کیا اور ان میں ضوء پاش چراغ اور جگمگاتا چاند رواں کیا جو گھومنے والے فلک چلتی پھرتی چھت اور جنبش کھانے والی لوح میں ہے۔ (انتخاب نہج البلاغہ ص ١٩۔٢٠ مطبوعہ یو پبلشر غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور) وخطبہ ا ص ٨٥ مترجم مفتی جعفر)

فرشتوں کے اوصاف

پھر خداوند عالم نے بلند آسمانوں کے درمیان شگاف پیدا کئے اور ان کی وسعتوں کو طرح طرح کے فرشتوں سے بھر دیا کچھ ان میں سے سر بسجود ہیں جو رکوع نہیں کرتے کچھ رکوع میں ہیں جو سیدھے نہیں ہوتے کچھ صفیں باندھے ہوئے ہیں جو اپنی جگہ نہیں چھوڑتے اور کچھ پاکیزگی بیان کر رہے ہیں جو اکتاتے نہیں نہ ان کی آنکھوں میں نیند آتی ہے نہ ان کی عقلوں میں بھول چوک پیدا ہوتی ہے نہ ان کے بدنوں میں سستی و کاہلی آتی ہے نہ ان پر نسیان و غفلت طاری ہوتی ہے ان میں کچھ تو وحی الٰہی کے امین اس کے رسولوں کی طرف پیغام رسانی کے لئے زبان حق اور اس کے قطعی فیصلوں اور فرمانوں کو لے کر آنے جانے والے ہیں کچھ اس کے بندوں کے

نگہبان اور جنت کے دروازوں کے پاسبان ہیں کچھ وہ ہیں جن کے قدم زمین کی تہ میں جمے ہوئے ہیں اور ان کے پہلو اطراف عالم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں ان کے شانے عرش کے پایوں سے میل کھاتے ہیں عرش کے سامنے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں اور اس کے نیچے اپنے پروں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ ان میں اور دوسری مخلوق میں عزت کے حجاب اور قدرت کے سراپردے حائل ہیں وہ شکل وصورت کے ساتھ اپنے رب کا تصور نہیں کرتے نہ اس پر مخلوق کی صفتیں طاری کرتے ہیں۔ نہ اسے مکان ومحل میں گھرا ہوا سمجھتے ہیں نہ اشباہ ونظائر سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ص ۲۱

اللہ کے کلی علم غیب کا بیان:

وہ بھید چھپانے والوں کی نیتوں کھسر پُسر کرنے والوں کی سرگوشیوں مظنون اور بے بنیاد خیالوں دل میں جمے ہوئے یقینی ارادوں پلکوں (کے نیچے) کنکھیوں کے اشاروں دل کی تہوں اور غیب کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے اور (ان آوازوں کو سننے والا ہے) جن کو کان لگا کر سننے کے لئے کانوں کے سوراخوں کو جھکنا پڑتا ہے اور چیونٹیوں کے موسم گرما کے مسکنوں اور حشرات الارض کے موسم سرما بسر کرنے کے مقاموں سے آگاہ ہے اور پسر مردہ عورتوں کے (درد بھرے) نالوں کی گونج اور قدموں کی چاپ کا سننے والا ہے اور سبز پتیوں کے غلافوں کے اندرونی خولوں میں پھلوں کے کے نشوونما پانے کی جگہوں اور پہاڑوں کے کھوؤں اور ان کے نشیبوں میں وحشی جانوروں کی پناہگاہوں اور درختوں کے تنوں اور ان کے چھلکوں میں مچھروں کے سر چھپانے کے سوراخوں اور شاخوں میں پتیوں کے پھوٹنے کی جگہوں اور صلب کی گزرگاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں اور زمین سے اُٹھنے والے ابر کے ملکوں اور آپس میں جڑے ہوئے بادلوں اور تہ بتہ جمے ہوئے ابروں۔ سے چمکنے والے بارش کے قطروں سے باخبر ہے اور ریگ (بیابان) کے ذرے جنہیں باد بگولوں نے اپنے دامنوں سے اڑایا ہے اور وہ نشانات جنہیں بارشوں کے سیلابوں نے مٹا ڈالا ہے اس

کے علم میں ہیں اور ریت کے ٹیلوں پر زمین کے کیڑوں کے چلنے پھرنے اور سر بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر بال و پر رکھنے والے طائروں کے نشیمنوں اور گھونسلوں کی اندھیاریوں میں چہچہانے والے پرندوں کے نغموں کو جانتا ہے اور جن چیزوں کو سیپوں نے سمیٹ رکھا ہے اور جن چیزوں کو دریا کی موجیں اپنے پہلوؤں کے نیچے دبائے ہوئے ہیں اور جن کو رات (کی چادروں) نے ڈھانپ رکھا ہے اور جن پر دن کے سورج نے اپنی کرنوں سے نور بکھیرا ہے اور جن پر کبھی ظلمت کی تہیں جم جاتی ہیں اور کبھی نور کے دھارے بہ نکلتے ہیں پہچانتا ہے وہ تو ہر دم کا نشان ہر چیز کی حس و حرکت ہر لفظ کی گونج ہر ہونٹ کی جنبش ہر جاندار کا ٹھکانہ ہر ذرے کا وزن اور ہر جی دار کی سسکیوں کی آواز اور جو کچھ بھی اس زمین پر ہے سب اس کے علم میں ہے وہ درختوں کا پھل ہو یا ٹوٹ کر گرنے کا پتہ۔ یا نطفے یا منجمد خون کا ٹھکانہ اور لوتھڑا اس کے بعد بننے والی مخلوق اور پیدا ہونے والا بچہ (ان چیزوں کے جاننے میں اسے کلفت و تعب اُٹھانی نہیں پڑی اور نہ اسے اپنی مخلوق کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ درپیش ہوئی اور نہ اسے اپنے احکام کے چلانے اور مخلوقات کا انتظام کرنے سے سستی اور تھکن لاحق ہوئی بلکہ اس کا علم تو ان چیزوں کے اندر تک اترا ہوا ہے اور ایک ایک چیز اس کے شمار میں ہے اس کا عدل ہمہ گیر اور اس کا فضل سب کے شامل حال ہے اور اس کے ساتھ وہ اس کے شایان شان حق کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔

اے خدا تو ہی توصیف و ثنا اور انتہائی درجہ تک سراہے جانے کا مستحق ہے اگر تجھ سے آس لگائی جائے تو تو دلوں کی بہترین ڈھارس ہے اور اگر تجھ سے امیدیں باندھی جائیں تو تو بہترین سر چشمہ امید ہے تو نے مجھے ایسی قوت بیان بخشی ہے کہ جس سے میں تیرے علاوہ کسی کی مدح و ستائش نہیں کرتا اور میں اپنی مدح کا رخ کبھی ان لوگوں کی طرف نہیں موڑتا جو نا امیدوں کا مرکز اور بدگمانیوں کے مقامات ہیں تو نے میری زبان کو انسانوں کی مدح اور پروردہ مخلوق کی تعریف و ثنا سے ہٹا لیا ہے۔ بار الٰہا ہر ثنا گستر کے لئے اپنے ممدوح پر انعام و اکرام اور عطاء و بخشش پانے کا حق ہوتا ہے

اور میں تجھ سے امید لگائے بیٹھا ہوں کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کا پتہ دینے والا ہے خدایا تیرے سامنے یہ وہ شخص کھڑا ہے جس نے تیری توحید اور یکتائی میں تجھے منفرد مانا ہے اور ان ستائشوں اور تعریفوں کا تیرے علاوہ کسی کو اہل نہیں سمجھا میری احتیاج تجھ سے وابستہ ہے تیری ہی بخشش اور کامرانیوں سے اس کی بے نوائی کا علاج ہوسکتا ہے اور اس کے فقر و فاقہ کو تیرا ہی وجود و احسان سہارا دے سکتا ہے ہمیں تو اسی جگہ پر اپنی خوشنودیاں بخش دے اور دوسروں کی طرف دست طلب بڑھانے سے بے نیاز کر دے تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (خطبہ ۱۸۹ انتخاب نہج البلاغہ ص ۴۵ تا ۴۷)

خطبہ ۱۰۷ ص ۳۲۲ پر حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ (اے اللہ!) ہر چھپی ہوئی چیز تیرے لئے ظاہر اور ہر غیب تیرے سامنے بے نقاب ہے تو ابدی ہے جس کی کوئی حد نہیں تو ہی سب کی منزل منتہا ہے کہ جس سے کوئی گریز کی راہ نہیں اور تو ہی وعدہ گاہ ہے کہ تجھ سے چھٹکارہ پانے کی جگہ نہیں مگر تیری ہی ذات۔ ہر راہ پر چلنے والا تیرے قبضہ میں ہے ہر کسی کی تیری طرف بازگشت ہے سبحان اللہ تیری کائنات کتنی عظیم الشان ہے۔"

آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں:

پھر اللہ نے سخت و نرم اور شیریں و شوریٰ زار زمین سے مٹی جمع کی اسے پانی سے اتنا بھگویا کہ وہ صاف ہو کر نتھر گئی اور تری سے اتنا گوندھا کہ اس میں لیس (چکناہٹ) پیدا ہوگئی اس سے ایک ایسی صورت بنائی جس میں موڑ ہیں جوڑ اور اعضاء ہیں اور مختلف حصے اسے یہاں تک سکھایا کہ وہ خود تھم گئی اور اتنا سخت کیا کہ وہ کھنکھنانے لگی ایک وقت معین اور مدت معلوم تک اسے یونہی رہنے دیا پھر اس میں روح پھونکی تو وہ ایسے انسان کی شکل میں کھڑی ہوگئی جو قوائے ذہنی کو حرکت دینے والا فکری حرکات سے تصرف کرنے والا اعضاء و جوارح سے خدمت لینے والا اور ہاتھ

پیروں کو چلانے والا ہے اور ایسی شناخت کا مالک ہے جس سے حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے اور مختلف مزوں بوؤں رنگوں اور جنسوں میں فرق کرتا ہے خود رنگا رنگ کی مٹی اور ملتی جلتی ہوئی موافق چیزوں اور مخالف ضدوں اور متضاد خلطوں سے اس کا خمیر تیار ہوا ہے یعنی گرمی سردی تری خشکی کا پیکر ہے۔ ص ۲۱

ابلیس کی بدبختی:

پھر اللہ نے فرشتوں سے چاہا کہ وہ اس کی سونپی ہوئی ودیعت ادا کریں اور اس کے پیمان وصیت کو پورا کریں جو سجدہ آدم کے حکم کو تسلیم کرنے اس کی بزرگی کے سامنے تواضع و فروتنی کے لئے تھا اللہ نے ان سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اسے عصبیت نے گھیر لیا بدبختی اس پر چھا گئی آگ سے پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے کو بزرگ و برتر سمجھا اور کھنکھاتی ہوئی مٹی کو ذلیل جانا اللہ نے اسے مہلت دی تا کہ وہ پورے طور پر غضب کا مستحق ہو جائے اور نبی آدم کی آزمائش پایہ تکمیل تک پہنچے اور وعدہ پورا ہو جائے چنانچہ اللہ نے اس سے کہا کہ تجھے وقت معین کے دن تک کی مہلت ہے پھر اللہ نے آدم کو ایسے گھر میں ٹھہرایا جہاں ان کی زندگی کو خوشگوار رکھا اور انہیں شیطان اور اس کی عداوت سے بھی ہوشیار کر دیا لیکن ان کے دشمن (شیطان) نے ان کے جنت میں ٹھہرنے اور نیکوکاروں میں مل جل کر رہنے پر حسد کیا اور آخرکار انہیں فریب دے دیا آدم نے یقین کو شک اور ارادے کے استحکام کو کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا مسرت کو خوف سے بدل دیا اور فریب خوردگی کی وجہ سے ندامت اُٹھائی پھر اللہ نے آدم کے لئے توبہ کی گنجائش رکھی انہیں رحمت کے کلمے سکھائے جنت میں دوبارہ پہنچانے کا ان سے وعدہ کیا اور انہیں دار ابتلاء محل افزائش نسل میں اتار دیا اللہ سبحانہ نے ان کی اولاد سے انبیاء چنے وحی ماننے پر ان سے عہد و پیمان لیا تبلیغ رسالت کا انہیں امین بنایا جبکہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا تھا چنانچہ وہ اس کے حق سے بے خبر ہو گئے اور ان کو اس کا شریک بنا ڈالا شیاطین نے اس کی معرفت سے انہیں

روگردان اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا۔ (انتخاب نہج البلاغہ ص ۴۲)

انسان اپنی پیدائش سے انجام تک:

یا پھر اسے دیکھو جسے اللہ نے ماں کے پیٹ کے اندھیروں اور پردے کی اندرونی تہوں میں بنایا جو ایک (جرثومہ حیات) سے چھلکتا ہوا نطفہ اور بے شکل و صورت منجمد خون تھا پھر انسانی خط وخال کے سانچوں میں ڈھل کر جنین بنا پھر طفل شیر خوار (پھر حد رضاعت سے نکل کر طفل نوخیز اور پھر پورا پورا جوان ہوا اللہ نے اسے نگہداشت کرنے والا دل بولنے والی زبان اور دیکھنے والی آنکھیں دیں تا کہ عبرت حاصل کرتے ہوئے کچھ سمجھے بوجھے اور نصیحت کا اثر حاصل کرتے ہوئے برائیوں سے باز رہے مگر ہوا یہ کہ جب اس کے (اعضا) میں توازن اور اعتدال پیدا ہو گیا اور اس کا قد وقامت اپنی بلندی کو پہنچ گیا تو غرور و سرمستی میں آ کر (ہدایت سے) بھڑک اُٹھا اور اندھا دھند بھٹکنے لگا اس طرح کہ راندی اور ہوسنا کی کے ڈول بھر بھر کے کھینچ رہا تھا اور نشاط مطرب کی کیفیتوں اور ہوس بازی کی تمناؤں کو پورا کرنے میں جان کھپائے ہوئے تھا نہ کسی مصیبت کو خاطر میں لاتا تھا نہ کسی ڈر اندیشے کا اثر لیتا تھا آخر اپنی شوریدگیوں میں غافل و مدہوش حالت میں مر گیا جو تھوڑی بہت زندگی تھی اسے بے ہودگیوں میں گزار گیا نہ ثواب کمایا نہ کوئی فریضہ پورا کیا ابھی وہ باقی ماندہ سرکشیوں کی راہوں میں تھا کہ موت لانے والی بیماریاں اس پر ٹوٹ پڑیں کہ وہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا اور اس نے رات اندوہ و مصیبت کی کلفتوں اور درد و آلام کی سختیوں میں جاگتے ہوئے اس طرح گزار دی کہ وہ حقیقی بھائی مہربان باپ بے چینی سے فریاد کرنے والی ماں اور بے قراری سے سینہ کوٹنے والی بہن کے سامنے سکرات موت کی مدہوشیوں اور سخت بد حواسیوں اور دردناک چیخوں اور سانس اکھڑنے کی بے چینیوں اور نزع کی درماندہ کر دینے والی شدتوں میں پڑا ہوا تھا پھر اسے کفن میں نامرادی کے عالم میں لپیٹ دیا گیا اور وہ بڑے چپکے سے بلا مزاحمت دوسروں کی نقل و حرکت کا پابند رہا پھر اسے تختے پر

ڈالا گیا اس حالت میں کہ وہ محنت ومشقت سے خستہ حال اور بیماریوں کے سبب سے نڈھال ہو چکا تھا اسے سہارا دینے والے نوجوانوں اور تعاون کرنے والے بھائیوں نے کاندھا دے کر پردیس سے گھر تک پہنچا دیا کہ جہاں میل ملاقات کے سارے سلسلے ٹوٹ جاتے ہیں اور جب مشایعت کرنے والے اور مصیبت زدہ (عزیز و اقارب) پلٹ آئے تو اسے قبر کے گڑھے میں اُٹھا کر بٹھا دیا گیا فرشتوں کے سوال و جواب کے واسطے سوال کی دہشتوں اور امتحان کی ٹھوکریں کھانے کے لئے اور پھر وہاں کی سب سے بڑی آفت کے کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی اور جہنم میں داخل ہونا ہے اور دوزخ کی لپٹیں اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کی تیزیاں ہیں نہ اس میں راحت کے لئے کوئی وقفہ ہے اور نہ سکون وراحت کے ساتھ کچھ دیر بچاؤ ہے نہ رکوانے والی کوئی قوت ہے اور نہ اب سکون دینے والی موت نہ تکلیف کو بھلا دینے کے لئے نیند بلکہ وہ ہر وقت قسم قسم کی مدتوں اور گھڑی گھڑی کے (نت نئے) عذابوں میں ہوگا ہم اللہ سے ہی پناہ کے خواستگار ہیں۔ (انتخاب نہج البلاغہ ص۳۲ خطبہ۸۱)

چیونٹی کی تخلیق:

ذرا اس چیونٹی کی طرف نظر کرو جس کی جسامت مختصر اور شکل وصورت اتنی باریک ہے کہ گوشہ چشم سے بمشکل دیکھی جا سکتی ہے پھر وہ کیونکر زمین پر رینگتی پھرتی ہے اور اپنے رزق کی طرف لپکتی ہے اور دانے کو بل کی طرف کھینچ لے جاتی ہے اور قیام گاہ میں جاڑے کے لئے موسم گرما میں رکھتی ہے اور عجز ودرماندگی کے دنوں کے لئے طاقت کے زمانے میں ذخیرہ جمع کرتی ہے حالانکہ اس کی روزی کا ذمہ لیا جا چکا اور وہ اس کے مناسب حال اسے رزق پہنچتا رہتا ہے خدائے کریم اُس سے غافل نہیں اور عطیہ دینے والا (رب) اسے محروم نہیں رکھتا اگرچہ وہ خشک پتھر اور جمے ہوئے سنگ خارا کے اندر کیوں نہ ہو اگر تم اس کی غذا کی نالیوں اور اس کے بلند وپست حصوں اور اس کے خون میں پیٹ کی طرف جھکے ہوئے پسلیوں کے کناروں اور اس کے سر میں

(چھوٹی چھوٹی) آنکھوں اور کانوں میں غور کرو گے تو اس کی آفرینش پر تمہیں تعجب ہوگا اور اس کے بیان کرنے میں تمہیں تعب اُٹھانا پڑے گا پس بلند و برتر ہے وہ ذات جس نے اسے پیدا کیا پاؤں پر کھڑا کیا اور ستونوں (اعضاء) پر اس کی بنیاد رکھی ہے کوئی اور اس کے بنانے میں خدا کا شریک نہیں ہوا نہ کسی توانا و قادر نے اس کا ہاتھ بٹایا ہے اگر تم سوچ بچار کی راہوں کو طے کرتے ہوئے آخری حد تک پہنچ جاؤ تو عقل تمہیں اس نتیجہ پر پہنچائیگی کہ چیونٹی کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے جو کھجور کے (سب سے اونچے) درخت کا پیدا کرنے والا ہے۔ (خطبہ ص ۱۸۳۳ ۱انتخاب نہج البلاغہ ص ۵۴)

توحید باری تعالیٰ:

وہ فاعل ہے بغیر آلات کو حرکت میں لائے وہ ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے۔ (اسے ہی مسلمان عقیدہ تقدیر کہتے ہیں) بغیر فکر کی جولانی کے وہ تونگر و غنی ہے بغیر دوسروں سے استفادہ کئے نہ زمانہ اس کا ہمنشیں نہ آلات اس کے معاون و معین ہیں اس کا وجود عدم سے سابق ہے۔ اس کی ہمیشگی نقطۂ آغاز سے بھی پہلے ہے اس نے جو احساس و شعور کی قوتوں کو ایجاد کیا اسی سے معلوم ہوا کہ وہ خود (ہمارے جیسے) حواس و آلات شعور نہیں رکھتا اور چیزوں میں ضدیت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ اس کی ضد نہیں ہو سکتی اور چیزوں کو جو اس نے ایک دوسرے کے ساتھ رکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کا کوئی ساتھی نہیں؟ اس نے نور کو ظلمت کی خشکی کو تری کی، گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے وہ ایک دوسرے کی دشمن چیزوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے والا متضاد چیزوں کو باہم قریب لانے والا اور باہم پیوستہ چیزوں کو الگ الگ کرنے والا ہے وہ کسی حد میں محدود نہیں اور نہ گننے سے شمار میں آتا ہے جسمانی قویٰ تو جسمانی چیزوں کو گھیرا کرتے ہیں اور اپنے ہی جیسوں کی طرف اشارے کرتے ہیں انہیں لفظ منذ (فلاں وقت سے) نے قدیم ہونے سے روک دیا ہے اور لفظ قد (کبھی) نے ہمیشگی سے منع کر دیا ہے اور لفظ لولا (اگر یہ نہ ہوتا) نے کمال سے ہٹا دیا ہے (انسانوں

میں) اپنی اعضاو جوارح اور حواس ومشاعر کے ذریعہ ان کا موجد (اللہ تعالیٰ) عقلوں کے سامنے جلوہ گر ہوا ہے اور انہی کے تقاضوں کے سبب سے آنکھوں کے مشاہدہ سے وہ بری ہوگیا ہے حرکت وسکون اس پر طاری نہیں ہو سکتے...... اگر اس کے لئے سامنے کی جہت ہوتی تو پیچھے کی بھی سمت ہوتی اور اگر اس میں کمی آتی تو وہ اس کی تکمیل کا محتاج ہوتا...... یہ امر مسلم ہے کہ اس میں مخلوق کی صفتیں ممنوع ہیں وہ اس سے بری ہے کہ کوئی چیز اس پر اثر انداز ہو جو ممکنات میں اثر انداز ہوتی ہے وہ ادلتا بدلتا نہیں نہ زوال پذیر ہوتا ہے نہ غروب ہونا اس کے لئے روا ہے اس کی کوئی اولاد نہیں نہ وہ کسی کی اولاد ہے ورنہ محدود ہو کر رہ جائیگا عقلیں اس کا تصور نہیں کر سکتیں نہ حواس ادراک کر سکتے ہیں۔ الخ (خطبہ نمبر ۱۸۴ خلاصہ نہج البلاغہ ص ۵۸-۵۹)

ہم اللہ کی عظمت اور بزرگی کی حقیقت کو نہیں جانتے:

اللہ کا حکم فیصلہ کن اور حکمت آمیز ہے اس کی خوشنودی امان اور رحمت ہے وہ اپنے علم سے فیصلہ کرتا اور علم سے عفو کرتا ہے بارالہٰ تو جو کچھ (دے کر) لے لیتا ہے اور جو کچھ عطا کرتا ہے اور جن (مریضوں) کو شفا دیتا ہے اور جن آزمائشوں میں ڈالتا ہے (سب پر) تیرے لئے حمد وثنا ہے ایسی انتہائی حمد جو تجھے پسند آئے اور تجھے انتہائی محبوب ہو اور تیرے نزدیک ہر ستائش سے بڑھ چڑھ کر ہو ایسی حمد جو کائنات کو تیری چاہت تک بھر دے۔ ایسی حمد جسے تیری بارگاہ تک پہنچنے سے نہ کوئی حجاب ہے اور نہ اس کے لئے کوئی بندش۔ ایسی حمد جس کی گنتی نہ کہیں ٹوٹے نہ اس کا سلسلہ ختم ہو ہم تیری عظمت و بزرگی کی حقیقت نہیں جانتے کہ تو زندہ اور جہان کی ہر چیز اور فرد کا کارساز ہے نہ تجھے غنودگی ہوئی نہ نیند آئی ہے۔ نہ سوچ کا تار تجھ تک پہنچتا ہے نہ نگاہیں تجھے دیکھ سکتی ہیں ہاں تو نے نظروں کو پالیا اور عمروں کا احاطہ کر لیا ہے۔ پیشانی کے بالوں سے پیروں تک کو گرفت میں لے لیا ہے یہ تیری مخلوق کو ہم دیکھتے اور اس میں تیری قدرت کی کارسازیوں پر تعجب کرتے ہیں اور اس پر تیری عظیم فرمانروائی کی توصیف

کرتے ہیں حالانکہ تیری وہ مخلوقات جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور جس تک پہنچنے سے ہماری نظریں عاجز اور عقلیں درماندہ ہیں ہمارے اور ان کے درمیان غیب کے پردے حائل ہیں اس (دیکھی ہوئی مخلوق) سے زیادہ باعظمت ہے جو شخص اپنے دل کو خالی کر کے اور نمود وفکر سے کام لے کر یہ جاننا چاہے کہ تو نے کیونکر عرش قائم کیا ہے اور کس طرح مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور کیسے آسمانوں کو فضا میں لٹکایا ہے اور کس طرح پانی کی تھپیڑوں پر زمین کو بچھایا ہے (کہ اندر پانی اور تیل ہی ہے) تو اس کی آنکھیں تھک کر عقل مغلوب ہو کر کان حیران وسراسیمہ اور فکر گم گشتہ راہ ہو کر پلٹ آئیگی۔ (از خطبہ ۱۵۸ وانتخاب ص ۶۶)

مشرکین کے شرک کی پہچان:

خطبہ نمبر ۱۸۰۔ کے آخر میں ایرانیوں کی نوروز عید (جو آج بھی شیعہ مناتے ہیں) اور شرکیہ افعال ملے تو مفتی جعفر کی اس تحقیق کا ردشرک وتشیع میں یہاں لکھنا مناسب ہے۔" یہ (پارسی) لوگ ہر مہینے ایک بستی میں جمع ہوتے اور اس صنوبر کے درخت کی پرستش کرتے اور سال میں ایک مرتبہ نوروز کے موقعہ پر اسفندیار (ایرانی بادشاہ اور اس کا شہر) میں ان کا اجتماع ہوتا تھا اور اس اصل درخت کی خاص اہتمام سے پوجا کرتے قربانیاں چڑھاتے اور منتیں مانتے تھے۔" (ص ۴۹۴ نہج البلاغہ مترجم)

نوروز منانے والے آج بھی۔ تعزیہ ذوالجناح، علم پالکی وغیرہ کے سامنے اپنی حاجات برآری کے لئے یہی مشرکانہ اعمال بجالاتے ہیں جو مذہب اہل بیت میں بدعت وحرام ہیں۔

حضرت علیؓ کے توحیدی مذہب سے حبداروں کا انحراف:

محترم قارئین! موحد اعظم خدا اور رسول کے محب ومحبوب حضرت علی المرتضیٰؓ کے بیسوں ارشادات پھر سے پڑھیئے کہ آپ نے خدا کو کیسے وحدہ لاشریک واحد مختارِ کل عالم الغیب ہر چیز پر قادر مشکل کشا حاجت روا کارساز ہر چیز کا خالق مالک رزاق

مہربان توانا منتقم رحمان ورحیم اور مالک یوم الدین باور کرایا ہے پھر آج آپ کے نام لیوا ۹۸٪ ذاکروں کے تابعداروں کا مذہب اور ضدی جاہلوں کے عہد نبوت کے صحابہ کرامؓ سے تا ہنوز امت کے پابند سنت و شرع مسلمانوں کے مخالفوں کا مذہب ان ارشادات حیدری پر پرکھیں اور جانچیں کہ کیا یہ حضرت علیؓ کو خدا کا نور، مختار کل اپنا کار ساز حاجت روا مشکل کشا اور عالم الغیب جان کر ہر مصیبت اور آفت میں امداد کے لئے نہیں پکارتے یا علی مدد کے نعرے نہیں لگاتے؟ اور کائنات کے تمام خدائی حقوق۔ صفات اور کمالات حضرت علی اور آئمہ کے سپرد نہیں مانتے؟ جن کو شیخی اور مفوضہ۔ تفویضی مذہب والے کہا جاتا ہے۔ ان پر آئمہ نے پھٹکار کی ہے انہی کو حضرت علیؓ نے مرتد کہہ کر زندہ جلایا ہے اصولی اور خالصی موحد وہابی شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو سرگودھوی نے انہیں کافر قرار دے کر ان کے رد میں مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

اور پھر لطف اور تعجب یہ ہے کہ تمام قدرتوں کے مالک اسی علی مشکل کشا کو اور ان کی آئمہ اولاد کو تمام امامیہ فرقے مذہبی وسیاسی ہر بات میں ناکام مظلوم ومقہور۔ تقیہ کر کے اپنا اصل مذہب چھپانے والے۔ مانتے ہیں حتی کہ امام مہدی ۳۱۳ امداد کرنے والے مومنوں کی انتظار میں ۱۲۰۰ سال سے اصلی قرآن بھی چھپا کر عراق کی غار سرمن رای میں غائب ہیں حالانکہ قرآن اور دین چھپانے والوں پر خدا کا سخت فتویٰ یہ ہے۔

جو لوگ اس (قرآن) کو چھپاتے ہیں جو کھلی دلیلیں اور ہدایت ہم (اس میں) نازل کر چکے بعد اس کے کہ ہم نے کل آدمیوں کے لئے کتاب میں اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے یقیناً انہی پر اللہ لعنت کرتا ہے اور انہی پر لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں مگر جنہوں نے توبہ کی اور (بگاڑ کی) اصلاح کی اور جو چھپایا تھا اس کو صاف بیان کر دیا۔ ان کی توبہ میں قبول کروں گا اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہوں۔" (پ۲ ع۳ ترجمہ مقبول ص ۲۸)

الٰہیات میں شیعہ کے ۲۱ غلط عقیدے:

یہ تو ہر دور میں ان کے ان پڑھ عوام کی شرکیہ عالت کی عکاسی ہے مگر علماء بھی خدا کی ان توحیدی صفات سے عوام کو روشناس نہیں کرتے بلکہ ان سے اعراض کر کے ''الٰہیات'' کی فضول بحث چھیڑ کر اہلسنت مسلمانوں نے بحثیں کرتے ہیں ان کا نمونہ ۲۱ عقائد تحفہ اثنا عشریہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ خدا کی پہچان کو عقلاً واجب کہتے ہیں شرعاً نہیں حالانکہ مسلمان قرآن وسنت اور شرع کے پابند ہیں۔ محض عقل کے نہیں کیونکہ اس عقلی سوچ سے تو شیعوں نے آئمہ کو خدا کا شریک بنادیا۔ مسلمان پیغمبروں کی بات نہ مان کر عذاب کے حقدار ہوتے ہیں۔ ارشاد قدرت ہے۔ ''ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے جبتک پیغمبر نہ بھیجیں۔'' (پ۱۵ع۲)

امام جعفر صادقؒ بھی فرماتے ہیں۔ ''مخلوق پر اللہ کو پہچاننا لازم نہیں ہاں اللہ پر لازم ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو پہچانے (کافی)

﴿۲﴾ قرآن وسنت اور مذہب علی میں خدا موجود یگانہ زندہ سنتا دیکھتا توانا اور دانا ہے۔ مگر اسماعیلیہ، گلگت اور کراچی کے آغا خانی کھوجے...... منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ''خدا موجود یا معدوم زندہ یا مردہ سننے والا یا بہرا۔ دیکھنے والا یا نابینا، عالم یا جاہل قادر یا عاجز ایک یا کئی۔ کسی صفت والا نہیں ہے۔'' یہ ہزاروں آیات کا انکار ہے۔

﴿۳﴾ اللہ صرف ایک ہے۔ مگر امامیہ کے خطابیہ خمسیہ اثنینیہ مقنعیہ متعدد خداؤں کے قائل ہیں۔

﴿۴﴾ خدا قدیم اور ہمیشہ سے ہے۔ باقی سب مخلوق حادث اور نو پیدا شدہ ہے۔ مگر امامیہ کے کاملیہ زرامیہ عجلیہ قرامطہ نزاریہ کہتے ہیں کہ آسمان وزمین بھی قدیم اور ہمیشہ سے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ان کی تردید کی اور قرآن آسمان وزمین

کو مخلوق کہتا ہے۔

﴿۵﴾ اللہ اپنی صفات کے ساتھ موصوف ہے وہ زندہ بحیات عالم بعلم قادر بقدرت صفات والا ہے اور یہ صفاتی نام اس کی ذات پر بولے جاتے ہیں لیکن امامیہ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ خدا کوئی صفات نہیں رکھتا البتہ یہ اسماء مشتقہ اس پر بولے جا سکتے ہیں کہ وہ حی سمیع بصیر قدیر قوی تو ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کو حیات۔ علم قدرت اور سمع و بصر ہے۔ یہ عقیدہ مذہب علی کے خلاف ہے۔ مثلاً پہلے خطبہ ہی میں ہے کہ اللہ نے مخلوق پیدا کی اپنی قدرت کے ساتھ اور ہوائیں پھیلا دیں اپنی رحمت کے ساتھ۔'' الخ ص ۸۳ مترجم) اور آیۃ الکرسی میں ہے ولا یحیطون بشئی من علمہ۔ کہ سب مخلوقات کسی چیز کے ساتھ اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتی؟

﴿۶﴾ خدا کی صفات ذاتیہ بھی اس کے ساتھ قدیم ہیں وہ ہمیشہ ان صفتوں سے موصوف ہے کبھی ان سے جاہل اور عاجز نہ ہوگا۔ مگر اثنا عشریہ کے مرکزی راوی زرارہ اور بکیر اعین کے دو بیٹے، سلیمان بن جعفری اور محمد بن مسلم ان صفات کو قدیم نہیں مانتے بلکہ وہ ان چیزوں کو پیدا کر کے۔ دیکھنے سننے اور جاننے والا ہوا۔ یہ عقیدہ لاتعداد آیات کان اللہ علیما حکیما وغیرہ کے خلاف ہے کافی میں امام باقر وغیرہ فرماتے ہیں کہ اللہ ہمیشہ سے ہی عالم سمیع بصیر توانا ہے اور ہوگا۔''

﴿۷﴾ اللہ خود قادر و مختار ہے جو کچھ کرتا ہے اپنے اختیار و ارادہ سے کرتا ہے مگر اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر و مختار نہیں ہے جو چیز اسے عزیز و مرغوب ہو وہ بے اختیار پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے سورج سے روشنی نکلتی ہے۔ یہ عقیدہ بھی خلاف ثقلین ہے قرآن میں ہے۔ اللہ جسے پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے اسے پیدا فرما دیتا ہے۔ اوروں کو ایسا اختیار نہیں ہے خدا شریک سے پاک ہے جو وہ بتاتے ہیں۔ (پ ۲۰ ع ۱۰)

حضرت علیؓ نے فرمایا خدا نے تم پر نعمتیں بہائیں اور آزمائشیں ڈالیں کتنی نعمتیں تم سے خاص کیں اور رحمت سے ڈھانپا ص۵۱۴ خطبہ ۱۸۶)

﴿۸﴾ حق تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے مگر شیخ ابو جعفر طوسی اور شریف مرتضیٰ (مرتب نہج البلاغہ علامہ رضی کے بھائی) اس کے منکر ہیں۔ بندہ کے مقدور خدا کو قادر نہیں مانتے۔

﴿۹﴾ حق تعالیٰ عالم ہے ہر ہر چیز کا اس کے وجود وظہور سے پہلے یعنی وہ تقدیر کو بھی جانتا ہے کہ ہر چیز کو ہم نے اندازہ سے پیدا کیا۔ (پ ۲۷ ع ۱۰) مگر امامیہ کے شیطانیہ۔ احول طاق الشیطان کا تابع۔ اور حکمیہ اور مقداد صاحب کنز العرفان اس کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا جزئیات کو واقع کرنے سے پہلے نہیں جانتا۔''

﴿۱۰﴾ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس میں کمی بیشی نہ ہوئی نہ ہوگی۔ شیعہ کے ۴ علماء کے سوا سینکڑوں مجتہد تحریف کے قائل ہیں۔ یہ عقیدہ ان کی ہر کتاب میں ہے۔

﴿۱۱﴾ خدا صاحب ارادہ ہے اس کا ارادہ بھی قدیم ہے۔ مگر تمام امامیہ اور زیدیہ کے ۸ فرقے کہتے ہیں کہ خدا کا ارادہ حادث ومخلوق ہے بغیر ارادے کے چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ قرآن کی لاتعداد آیات کے خلاف ہے مثلاً اللہ نے ان کے دلوں کو پاک کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔ (پ ۶ ص ۱۰۶)

﴿۱۲﴾ باری تعالیٰ جسم اور اس کے لوازم سے پاک ہے۔ نہ شکل وصورت رکھتا ہے۔ حضرت علیؓ کے خطبات اور قرآن وسنت یہی بتاتے ہیں مگر امامیہ میں سے حکمیہ سالمیہ شیطانیہ اور میثمیہ کا عقیدہ ہے کہ باری تعالیٰ جسم اور طول وعرض والا ہے۔

﴿۱۳﴾ اللہ کا کوئی مکان نہیں نہ کوئی اوپر نیچے دائیں بائیں رہنے کی سمت ہے وہ تو ہر جگہ اپنی شان کے ساتھ ہے یہی اہل سنت اور ان کے قائد علی المرتضیٰ کا

مذہب ہے خطبات پھر پڑھیئے مگر امامیہ سے یونسیہ حکمیہ مکان سے چمٹ کر رہنے اور عرش پر اٹھنے بیٹھنے کے قائل ہیں۔ سالمیہ شیطانیہ اور میثمیہ اس کا مکان آسمان بتاتے اور اترنے چڑھنے کے قائل ہیں۔ اثنا عشریہ ان باتوں کو خرافات اور مردود کہتے ہیں۔ ہماری گذارش یہ ہے۔ کہ یہ ہیں تو آپ کے امامیہ فرقے! آپ ان کو محبّ علی پھر آخر کار ناجی مانتے ہیں۔ اور ان کے مطاعن صحابہ کو بدل و جان قبول کر کے ہم مسلمانوں پر برساتے ہیں۔ تو ان کے ایسے عقائد کفریہ کی طرح ان کے مطاعن سے بھی توبہ اور تبری کیجئے اور مسلمانوں کو خوش رکھیئے حضرت علیؓ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔ وہ مکان میں نہیں کہ اسے منتقل ہونا جائز ہو نیز فرمایا اسے کوئی مکان نہیں گھیرتا۔''

﴿۱۴﴾ وہ کسی چیز میں نزول نہیں کرتا نہ بدن میں گھستا اور حلول کرتا ہے۔ مگر سارے غالی شیعہ آئمہ میں حلول کے قائل ہیں۔ بعض غالی فرقے بنانیہ نصیریہ اسحاقیہ بجائے حلول کے وحدت کے قائل ہیں۔ یہ سب کچھ خلاف شرع ہے۔

﴿۱۵﴾ خدا تعالیٰ میں اعراض محسوسہ کی صفتیں نہیں کہ رنگ بو اور مثل ان کیفیتوں کے رکھتا ہو۔ غالی شیعہ جو اللہ تعالیٰ کو آئمہ کے بدنوں میں مانتے ہیں وہ ان کے ساتھ بھوک پیاس اور حاجت پیشاب وغیرہ بھی تجویز کرتے ہیں حالانکہ حضرت علی فرماتے ہیں ''کہ وہ کسی عرض از اعراض میں سے موصوف نہیں ہوتا۔''

﴿۱۶﴾ ذات باری تعالیٰ کسی چیز میں منعکس نہیں ہوتی اور کسی پر اس کا سایہ نہیں پڑتا تمام غلاۃ شیعہ کہتے ہیں کہ پانی اور آئینہ میں اس کا سایہ پڑتا ہے فرقہ مغیرہ کے بانی مغیر عجلی نے یہ کہا ہے۔ راقم عرض کرتا ہے کہ جو چہاردہ معصومین کے سایہ کے قائل نہیں۔ وہ گویا خدا کو ان میں منعکس مانتے ہیں۔ کہ وہ انسانی خاصہ سایہ سے نکل گئے۔

﴿۱۷﴾ حق تعالیٰ کے لئے بدا جائز نہیں۔ کہ ایک شے کا علم پہلے نہ ہو۔ پھر ہو

جائے۔ اس بدا کے اثنا عشری قائل ہیں۔ کہ خدا نے پہلے اسمٰعیل بن جعفر کو اور دسویں امام کے بڑے بیٹے۔ حسن بن علی نقی کو امام بنایا تھا۔ جب وہ دونوں اپنے اپنے باپ کے سامنے فوت ہو گئے تو ان کے باپوں نے کہا کہ خدا کو بدا ہو گیا تھا۔ اب دوسرے بیٹے امام ہونگے۔ (کافی ج۱)

﴿۱۸﴾ حق تعالیٰ کے ذمے کوئی چیز واجب نہیں وہ جو کچھ کرے اس کی مہربانی ہے یہی اہلسنت مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ حضرت علی ایک خطبہ میں فرماتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اپنا یہ حق رکھا ہے کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اپنے ذمے ان کو دوگنا چوگنا ثواب دینا محض اپنے فضل اور وسعت سے کیا ہے؟ جو اس کی مزید شان ہے۔ سب شیعہ ''یہ چیزیں خدا پر واجب اور لازم ہیں'' اپنا عقیدہ بتاتے ہیں اور اسے پابند و مکلّف کہتے ہیں۔ بھلا بندے کو کیا حق ہے کہ وہ خدا پر کچھ لازم کرے۔ ''جو وہ کرے اس سے پوچھ نہیں۔ مگر بندوں سے پوچھ گوچھ ہوگی۔'' پ۱۷ع۲ اس کی شان ہے۔

﴿۱۹﴾ جو کچھ بندوں سے خیر و شر ہوتا ہے وہ خدا کے علم اور اختیار سے ہے۔ بندے کا کسب ضرور ہے کہ اس کو جزا سزا ملے گی مگر اس کا فعل خدا پیدا کرتا ہے۔ ارشاد ہے کہ اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بھی۔ (پ۲۳ ع ۷) جیسے بچھو سانپ اسی کے پیدا کردہ اور اس کے حکم سے ڈستے ہیں۔ امامیہ منکر ہیں۔ مجوسیوں کی طرح وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ خالق خیر صرف خدا ہے اور دوسرا خالق شر شیطان اور خود انسان ہے۔ یہ واللہ خالق کل شئی کے خلاف ہے۔

﴿۲۰﴾ بندے کا خدا سے قرب مکانی اور اتصال بدنی جائز نہیں۔ اس قرب و اتصال سے مراد خدا کے ہاں اعلیٰ مرتبہ اور مقبولیت ہے۔ مگر شیعہ معراج میں بدنی قرب و اتصال مراد لیتے ہیں پھر علی کے ہاتھ سے مصافحہ کراتے ہیں۔ گویا حضور علی خدا کو ملنے گئے تھے۔ ۲۱۔ اس دنیا میں تو خدا کی زیارت

ممکن نہیں۔ مگر قیامت کے دن ممکن ہوگی ارشاد ہے کچھ چہرے اس دن تر د تازہ اور اپنے رب کو دیکھتے ہونگے۔ شیعہ منکر ہیں ارشاد ہے ''سنو کفار اس دن خدا سے پردے میں ہونگے۔۔(پ ۳۰ ع ۷)

خدا کی صفات بے مثال ہیں:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدائی صفات والا نہیں جو یکتا، اور لا شریک ہے وہ اول ہے کہ اس سے پہلے کوئی نہیں وہ آخر ہے کہ اس کی کوئی انتہاء نہیں اس کی کسی صفت سے وہم و گمان باخبر نہیں ہو سکتے نہ اس کی کیفیت پر دلوں کا عقیدہ جم سکتا ہے نہ اس کے اجزاء ہیں کہ اس کا تجزیہ کیا جا سکے اور نہ قلب و چشم اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔ (خطبہ ۸۳ ص ۲۵۴)

''اور خطبہ ۱۵۰ میں ہے'' نہ حواس اسے چھو سکتے ہیں نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں چونکہ بنانے والے اور بننے والے گھیرنے والے اور گھرنے والے پالنے والے اور پلنے والے میں فرق ہوتا ہے وہ ایک ہے کہ جو شمار میں آئے وہ پیدا کرنے والا ہے مگر اس نے حرکت نہ کی نہ مشقت اُٹھائی وہ سننے والا ہے بغیر کان کے وہ دیکھنے والا ہے بغیر آنکھ کے وہ حاضر ہے مگر چھوا نہیں جا سکتا وہ جدا ہے مگر فاصلہ میں جدائی نہیں وہ ظاہر بظاہر ہے مگر دکھائی نہیں دیتا وہ ذاتاً دکھائی نہیں دیتا مگر لطیف جسم سے نہیں وہ سب چیزوں سے ایسا علیحدہ ہے کہ ان پر چھایا ہوا ہے اور ان پر اقتدار رکھتا ہے۔ تمام چیزیں اس سے جدا ہیں مگر اس کے سامنے جھکی ہیں اور اس کی طرف پلٹنے والی ہیں جس نے ذات سے علیحدہ اس کی صفات تجویز کیں اس نے اسے محدود مان لیا جس نے محدود مانا وہ اسے شمار میں لے آیا جس نے اسے گنتی کے قابل مانا اس نے اس کے قدیم ہونے کا انکار کر دیا (تو مسلمان اہلسنت بھی اس کی صفات کو ازلی ابدی نہ عین ذات نہ ذات سے جدا مانتے ہیں) وہ معلوم اشیاء سے پہلے عالم تھا پرورش کرنے سے پہلے رب تھا مخلوق سے پہلے خالق و قادر تھا۔ (نہج البلاغہ ص ۴۰۹)

باب دوم:

خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ورسالت

آپ سے پہلے عربوں کی گمراہی:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کی طرف ان کی بداعمالیوں پر متنبہ کرنے والا اور اپنی وحی کا امین بنا کر بھیجا۔ اے گروہ عرب تم اس وقت بدترین دین پر اور بدترین گھروں میں تھے گھر والے پتھروں اور زہریلے سانپوں میں تم بود وباش رکھتے تھے تم گدلا پانی پیتے اور جھوٹا موٹا کھاتے تھے ایک دوسرے کا خون بہاتے اور رشتہ وقرابت قطع کرتے تھے ہر قسم کے گناہ تمہارے ساتھ چمٹے ہوئے اور بت تم میں گڑھے ہوئے تھے۔ (خطبہ نمبر ۲۶ ص ۱۶۴)

انقلاب ہدایت نبوی:

اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت بھیجا کہ جب عربوں میں نہ کوئی آسمانی کتاب پڑھنے والا تھا نہ کوئی نبوت کا دعویدار آپ نے ان لوگوں کو ان کے (صحیح ہدایت) کے مقام پر اتارا اور نجات کی منزل تک پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ ان کے سارے خم جاتے رہے اور حالات محکم واستوار ہو گئے خدا کی قسم میں بھی ان لوگوں میں تھا جو اس صورت حال میں انقلاب برپا کر رہے تھے یہاں تک کہ انقلاب مکمل ہو گیا (اس کام میں) میں نے نہ کمزوری دکھائی نہ بزدلی سے کام لیا۔ (خطبہ ۳۳ ص ۱۸۴ مترجم)

ف۔ اس خطبہ سے پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام مشن ہدایت میں کامیاب ہوئے صحابہ کرام اور عرب معاشرہ میں ایمان وہدایت کا انقلاب آیا۔ حضرت علی سب صحابہ کے ساتھ تھے۔ اب ان میں نفاق گمراہی پھر ارتداد کی باتیں مشہور کرنا اور پھیلانا حضور علیہ السلام کی ناکامی کا اعلان کرنا ہے جو یہود ومجوس کا پروپیگنڈہ ہے حضرت علی کو ماننے والے مسلمانوں کا مذہب نہیں ہے اللہ ہر مسلمان کو حضرت نبی وعلی کے مذہب پر

چلائے اور کفر و شرک مسلم دشمنی سے بچائے۔

حضور نے کتاب اللہ اور جامع شریعت خلیفہ بنا کر چھوڑی:

پہلے خطبہ میں ہی یہ جامع بیان ہے۔ اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اپنا وعدہ پورا کرنے اور نبوت ختم کرنے اپنا میثاق لینے کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ جبکہ آپ کی خوبیاں مشہور اور پیدائش شریف تھی اس وقت اہل زمین متفرق قوموں بکھری خواہشوں اور بگڑے راستوں پر پڑے ہوئے تھے کچھ خدا کو مخلوقات سے تشبیہ دینے والے ناموں کو بگاڑنے والے اور کچھ اسے چھوڑ کر دوسروں کی (عبادت کی) طرف اشارے کرتے تھے۔ تب اللہ نے آپ کے ذریعے ان کو گمراہی سے ہدایت دی اور علم کے مقام پر پہنچا کر جہالت سے بچایا۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اپنی ملاقات پسند کی اور اپنی نعمتوں سے ان کو خوش کر دیا دنیا کے گھر سے زیادہ عزت دی اور زحمتوں کے مقام سے اٹھا کر اپنے ہاں بلا لیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم و **خلف فیکم ما خلفت الانبیاء فی اممها...... کتاب ربکم**) کہ پیغمبر نے اور انبیاء علیہم السلام کی امتوں کی طرح تمہارے رب کی کتاب قرآن تم میں خلیفہ چھوڑی اس لئے کہ وہ پیغمبر بھی اپنی امتوں کو واضح راستے۔ محکم نشان بتائے بغیر بے قید و بند نہیں چھوڑتے تھے تو حضور علیہ السلام نے کتاب اللہ خلیفہ چھوڑی پھر اس کے حلال و حرام واجبات مستحبات ناسخ و منسوخ رخصتیں اور پختگیاں (عزیمتیں) خاص و عام۔ عبرتیں اور مثالیں۔ مقید و مطلق۔ محکم و متشابہہ باتیں واضح طور پر بیان کر دیں اور مجمل آیتوں کی تفسیر کر دی ان کی گتھیوں کو سلجھا دیا۔ الخ ص ۹۰۔ ۹۱

نوٹ: مرض وفات نبوی کی شدت میں حضرت عمرؓ نے اور حضرت علیؓ نے بار بار نہج البلاغہ میں قرآن کے ہادی اور امام ہونے کا یہی عقیدۂ اسلام بتایا ہے۔ اس سے حدیث کا انکار نہیں ہوتا قرآن کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

فائدہ: اس خطبہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام نے سابقہ انبیاء علیہم السلام کی طرح اپنی امت میں بھی کتاب اللہ کو امام و خلیفہ اپنی شریعت کو جانشین اور واجب العمل بنا کر چھوڑا۔ خلفاء راشدین یا آئمہ دین مفسرین اس کے مُبیّن اور امت کے منتظم تھے۔ ان کی اطاعت اپنے اپنے دور میں ضروری تھی۔

چار یار خلفاء راشدینؓ ہوں یا نیک عادل بادشاہ و حکمران ہوں۔ بیسوں فقہا مجتہدین میں سے مشہور ترین چاروں امام اعظم ابو حنیفہ مالک شافعی احمد بن حنبلؒ ہوں یا سینکڑوں محدثین میں سے مستند ترین اصحاب صحاح ستہ ہوں اولاد علیؓ میں سے ۷۰ امامیہ فرقوں کے ۱۰۰ سے زائد آئمہ اہل بیتؒ ہوں۔ جن میں اثنا عشری فرقہ کے ۱۲ امام بھی ہمارے محترم ہیں۔ یا دیگر امت کے ہزاروں اولیاء کرام اور علماء دینؒ ہوں۔" قرآن کے خلیفہ ہونے کی طرح ان کی حیثیت نہیں کہ جو مسلمان کسی کو نہ جانتا پہچانتا مانتا ہو یا کوئی شرعی مجتہد ایسے اولی الامر فقیہ سے اختلاف کرے وہ ایمان سے خارج گویا کافر قرار پائے۔ یہ صرف اثنا عشری فرقہ کا غلو ہے کہ وہ اپنے سوا ۶۹ امامیوں اور مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں جیسے خمینی کے ممدوح ملا باقر علی مجلسی ان کے اجل خاتم المحدثین کی کتابوں میں بار بار یہ عقیدہ لکھا ہے صرف سیاہ صحابہ مجرم نہیں ہیں ہاں کسی صحابی خلیفہ مستند امام دین اور ولی کو جان بوجھ کر اس سے دشمنی رکھنا برا کہنا اور غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

☆ حضور علیہ السلام نے تم میں وہی کچھ چھوڑا جو اور انبیاء اپنی اپنی امتوں میں چھوڑ گئے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تم میں یادگار رب کی کتاب خلیفہ چھوڑی ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۱۷۶۔۱۷۷) (حسبنا کتاب اللہ عمر کا فرمان اسی کا ترجمان ہے)

☆ آپ کی جائے ولادت مکہ معظمہ اور جائے ہجرت مدینہ منورہ ہے وہاں سے آپ کی شہرت ہوئی اور دین کی اشاعت ہر طرف ہوگئی خدا نے آپ پر پیغام (قرآن) کے ذریعے جہالت کو دور نامعلوم راہوں کو ظاہر کیا اور بدعتوں کا قلع قمع کر دیا۔ (نہج البلاغہ ص ۴۸۸...... بدعت خدا اور رسول کی ناپسند مگر اپنی بناوٹی پسندیدہ بات

کو خود کار ثواب سمجھ کر پھر اس پر رسوم و اعمال بجالانے کو کہتے ہیں جو شرک کے بعد بڑا گناہ ہے اس تعریف پر سنی و شیعہ کا اتفاق ہے (مستقل باب آنے والا ہے۔)

حضرت علیؓ کے مذہب میں قرآن آمر اور خلیفہ حکمران ہے:

قرآن کو آمر اور خلیفہ مانتے ہوئے پھر علیؓ نے یہ فرمایا: قرآن حکم دینے والا برائیوں سے روکنے والا اور بظاہر خاموش اور بباطن گویا اور مخلوقات پر اللہ کی حجت ہے کہ جس پر (عمل کرنے کا) اس نے بندوں سے عہد لیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنایا ہے اس کے نور کو کامل اور اس کے ذریعے دین کو مکمل کیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حالت میں دنیا سے اُٹھایا ہے کہ وہ لوگوں کو ایسے قرآنی احکام کی تبلیغ کر کے فارغ ہو چکے تھے کہ جو ہدایت و رستگاری کا سبب ہیں لہٰذا خدا کو اس کی عظمت کے ساتھ یاد کرو جیسے خود اس نے اپنی عظمت بیان کی ہے۔ اس نے دین کی کوئی بات تم سے نہیں چھپائی الخ خطبہ ۱۸۱ ص ۴۹۵۔

بھائیو اس سے پتہ چلا کہ قرآن بھی امام خلیفہ آمر اور ناطق ہے حضور خاتم المرسلین علیہ السلام نے بھی نہ تقیہ کیا نہ کوئی بات چھپائی نور ایمان اور دین اسلام آپ سے مکمل پھیلا آپ کے دست حق پرست پر اور آپ کے تلامذہ فاتح دنیا کے ذریعے جو لاکھوں لوگ مسلمان ہوئے وہ مومن ہی تھے۔ امام نہ ماننے کا مسئلہ کھڑا کر کے ان کو غیر مومن اور مرتد کافر جاننا خدا رسول قرآن اور امام علی کو معاذ اللہ جھوٹا کہنا ہے قرآن و سنت اور علیؓ کے مذہب پر آئیں سب مسلمانوں کو بے ایمان نہ بنائیں۔ حضرت عمرؓ نے بھی آپ کی شدید بیماری میں حسبنا کتاب اللہ فرما کر مذہب علی کو سچا بتایا ورنہ دونوں منکر حدیث نہ تھے۔ حارث ہمدانی کے نام خط ۶۹ ص ۷۹۹ میں لکھا ہے قرآن کی رسی کو مضبوط تھام لو اس سے پند و نصیحت حاصل کر و اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔

خطبہ اشباح ۸۹ ص ۲۶۹ میں ہے۔ ''جن صفتوں کا تم کو قرآن نے پتہ دیا

ہے تم ان کی پیروی کرو اور قرآن کے ہدایت سے کسب فیض کرو اور جو چیزیں کہ قرآن میں واجب (ومذکور) نہیں اور نہ سنت پیغمبر و آئمہ ہدیٰ میں ان کا نام ونشان ہے اور صرف شیطان نے (بدعت وکارثواب بنا کر) تمہیں بتایا اور کرایا ہے اس کا علم اللہ کے حوالے کرو۔ یہ تم پر اللہ کے حق کی آخری حد ہے۔''

حضور نے لوگوں کو ہدایت کی طرف جھکا دیا:

اس خطبہ ۹۴ کے ذیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ خیریوں ہے۔

☆ بزرگی اور شرافت کی کانوں اور پاکیزگی کی جگہوں میں ان کا مقام بہترین، اگنے کی جگہ بہترین کہ آپ کی طرف نیک لوگوں (صحابہ کرامؓ) کے دل جھکا دیئے گئے خدا نے ان کی نگاہوں کے رخ (اسلام کی طرف) موڑ دیئے اور ان کی وجہ سے فتنے دبا دیئے اور عداوتوں کے شعلے بجھا دیئے بھائیوں میں الفت پیدا کی اور جو کفر میں اکٹھے تھے ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیا اسلام کی پستی اور کمزوری کو عزت بخشی اور کفر کی عزت و بلندی کو ذلیل کر دیا ان کا کلام شریعت کا بیان اور سکوت احکام کی زبان تھی۔ (خطبہ ۹۴ ص ۲۸۹)

☆ خدا نے پیغمبر کو اس وقت بھیجا کہ جب لوگ حیرت و پریشانی کے عالم میں گم کردہ راہ تھے اور فتنوں میں ہاتھ پر مار رہے تھے نفسانی خواہشوں نے انہیں بھٹکا دیا تھا اور غرور نے بہکا دیا تھا اور بھرپور جاہلیت نے ان کی عقلیں کھودی تھیں اور حالات کے ڈانواں ڈول ہونے جہالت کی بلاؤں کی وجہ سے حیران و پریشان تھے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سمجھانے بجھانے کا پورا حق ادا کیا۔ (کہ سب مخلص مومن بن گئے) آپ خود سیدھے راستہ پر جمے رہے اور حکمت و دانائی اور اچھی نصیحتوں کی طرف انہیں بلاتے رہے۔ (خطبہ ص ۹۳ ص ۲۹۷)

اتنا بڑا انقلاب ہدایت آیا کہ مسلمان اپنے کافر باپوں بیٹوں چچوں بھائیوں

کو جہاد میں قتل کرنے لگے چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ہم مسلمان رسول اللہ کے ساتھ ہو کر اپنے باپ بیٹوں بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے اس سے ہمارا ایمان بڑھتا تھا اطاعت اور راہ حق کی پیروی میں اضافہ ہوتا تھا اور کرب والم کی سوزشوں پر صبر میں زیادتی ہوتی تھی اور دشمنوں سے جہاد کرنے کی کوششیں بڑھ جاتی تھیں۔ (خطبہ ۵۶ ص ۲۱۰)

بھائیو! سوچیئے تو کہ حضرت علی تمام صحابہ کرام کی تعریف و مدح کرتے تھے ورنہ خود آپ کو اپنے بھائیوں چچوں بیٹوں رشتہ داروں کو قتل کرنے کی نوبت نہ آئی۔

☆ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا تو عربوں میں نہ کوئی آسمانی کتاب پڑھنے والا تھا اور نہ کوئی نبوت اور وحی کا دعویدار تھا آپ نے اطاعت کرنے والوں کو ساتھ لے کر کافروں سے جنگ کی اس حالت میں کہ آپ ان لوگوں کو نجات کی طرف بلا رہے تھے اور قبل اس کے کہ موت ان پر آ پڑے ان کی ہدایت کی طرف بڑھ رہے تھے جب کوئی تھکا ماندہ رک جاتا۔ شکستہ ٹھہر جاتا تو آپ ہدایت دینے اس کے سر پر کھڑے ہو جاتے اور اسے اس کی منزل مقصود (جنت) تک پہنچا دیتے سوائے اس تباہ حال کے جس کے مقدر میں بھلائی (ایمان) نہ ہی ہو یہاں تک کہ آپ نے ان مسلمانوں کو نجات کی منزل دکھا دی اور انہیں ان کے مرتبہ کمال تک پہنچا دیا۔ چنانچہ ان کی چکی گھومنے لگی۔ ان کے نیزے کا خم جاتا رہا خدا کی قسم میں بھی ان کو ہنکانے والوں میں سے تھا۔ (خطبہ ۱۰۲ ص ۳۱۲)

بھائیو! آپ نے دیکھ لیا۔ کہ حضور کی تعریف میں حضرت علی مسلمان صحابہ کی تعریف کر رہے ہیں کہ دھوپ آفتاب کی نشانی ہوتی ہے۔

تلامذہ نبوت کے کمالات:

میں (علیؓ) تو اس جماعت سے ہوں کہ جن پر اللہ کے (دین کی تبلیغ کے)

بارے میں کوئی ملامت اثر انداز نہیں ہوتی وہ ایسی جماعت ہیں جن کے چہرے سچوں کی تصویر اور جن کا کلام نیکوں کے کلام کا آئینہ دار ہے۔ وہ شب زندہ دار دین کے روشن مینار اور خدا کی رسی سے وابستہ ہیں یہ لوگ اللہ کے فرمانوں اور پیغمبر کی سنتوں کو زندگی بخشتے ہیں نہ سر بلندی (اپنی تعریف آپ اور تکبر) دکھاتے ہیں نہ خیانت کرتے ہیں نہ فساد پھیلاتے ہیں۔ (اپنے دور کے فسادی سبائیوں کی طرف اشارے ہیں) ان کے دل جنت میں اٹکے ہوئے اور جسم اعمال میں لگے ہوئے ہیں۔ (خطبہ قاصعہ ۱۹ ص ۵۴۷ کا آخر)

خلفاء راشدینؓ کا اقتدار و غلبہ بھی اسلام اور حضور علیہ السلام کا اقتدار ہے:

''مسلمانو! دیکھو کہ اللہ نے ان پر کتنے انعامات کئے کہ ان میں اپنا رسول بھیجا جس نے اپنی اطاعت کا انہیں پابند بنایا اور انہیں ایک مرکز وحدت پر جمع کیا...... پھر وہ مضبوط بادشاہی میں جہانوں پر حکمران ہیں زمین کے اطراف میں بادشاہ ہیں اور تمام امور کے مالک ہیں...... اللہ نے اس امت پر احسان کیا کہ ان کو محبت کی رسی سے اتفاق میں باندھ دیا کہ وہ اس کے سامنے میں زندگی گزارتے رہے۔ خطبہ ۱۹۰ قاصعہ پہلے گزر چکا ہے۔

مشن نبوت کی کامیابی کا اعلان:

میں اس کے انعامات کے شکریہ میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے حق سے عہدہ برآ ہونے کیلئے اس سے مدد چاہتا ہوں وہ بڑے لاؤ لشکر اور بڑی شان والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہوں نے خدا کی اطاعت کی طرف لوگوں کو بلایا اور دین کی راہ میں جہاد کر کے اس کے دشمنوں پر غلبہ پایا۔ ان کے جھٹلانے پر کافر لوگوں کا ایکا کر لینا اور ان کے نور کو بجھانے کی کوشش میں لگا رہنا ان کو اس راہ تبلیغ و جہاد سے نہ ہٹا سکا اب تم کو لازم ہے کہ خوف الٰہی سے لپٹے رہو اس لئے کہ اس کی ریسمان کے بندھن مضبوط اور اس کی پناہ کی چوٹی ہر طرح محفوظ

ہے اور تم موت کی سختی آنے سے پہلے اپنے فرائض واعمال پورے کرو اپنا سروسامان تیار کرو کیونکہ آخری منزل قیامت قریب ہے۔" (خطبہ ۱۸۸ص ۵۲۰)

حضرت محمد ہی سب سے افضل ہیں:

انبیاء کو بہترین سونپے جانے کی جگہوں میں رکھا اور بہترین ٹھکانوں میں ٹھہرایا وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے جب ان میں سے کوئی گزر گیا تو دوسرا دین خدا کو لے کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ یہ الٰہی شرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا انہیں پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین اور نشوونما کے لحاظ سے باوقار خاندان سے پیدا کیا اس شجرہ سے جس سے بہت سے انبیاء پیدا کئے تھے اور جس میں سے اپنے امین منتخب فرمائے۔ اس کی نسل بہترین خاندان سب سے اعلیٰ درخت سب سے عمدہ سرزمین حرم پر اگا اور بزرگی کے سایہ میں بڑھا جس کی شاخیں دور دراز اور پھل (دین کی ترقی پھیلاؤ) دسترس سے باہر ہیں۔

(اس کے ماننے والے) پرہیزگاروں کے امام اور ہادیوں کے لئے بصیرت ہیں وہ ایسا چراغ ہیں جن کی روشنی لو دیتی ہے وہ روشن ستارہ ہیں جس کا نور ضیا پاش ہے۔ اس چقماق کی ضوء شعلہ فشاں ہے ان کی سیرت سیدھی راہ پر چلنا اور سنت کی ہدایت کرنا ہے ان کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا اور حکم عین عدل ہے اللہ نے انہیں اس وقت بھیجا جب رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا۔ بد عملی پھیلی ہوئی اور امتوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی اللہ تم پر رحم کرے ان روشن نشانوں پر جم کر عمل کرو راہ بالکل سیدھا ہے وہ تمہیں جنت کی طرف بلا رہا ہے۔" (خطبہ ۹۲ص ۲۹۶۔۲۹۷ مترجم)

ف۔ گو مفتی صاحب نے عترت کا ترجمہ نہیں کیا مگر ہم نے حضور علیہ السلام کی اصل انبیاء اور خاندان نبوت کے درخت کی وسیع شاخوں کو۔ آل اصحاب اور تابعدار مومنین سے تعبیر کر کے امت کو جنت کی راہ مستقیم پر آمادہ کیا ہے۔ جس پر حضور اہل بیت اور سب مومنین صحابہ کرام چلے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے سب گمراہیاں ختم کردیں:

خطبہ ۲۱۱۔ ص ۶۰۰ میں ہے۔

''اللہ نے انہیں روشنی کے ساتھ بھیجا اور انتخاب کی منزل میں سب سے آگے رکھا تو ان کے ذریعے سے تمام پراگندگیوں اور پریشانیوں کو دور رکھا اور غلبہ پانے والوں (کافروں) پر (صحابہؓ کا) تسلط جمالیا پھر مشکلوں کو سھل اور دشواریوں کو آسان بنادیا یہاں تک کہ دائیں بائیں (افراط وتفریط) کی سمتوں سے گمراہی کو دور ہٹادیا۔''

(اب حضور کے اس انقلاب ہدایت کو نہ ماننا چند کے سوا تمام صحابہ کو منافق یا مرتد بتانا حضور کی رسالت اور کامیابی کو نہ ماننا خود کافر بننا ہے۔)

ہدایت نبوی سے سرشار مہاجرین وانصار حضرت علیؓ کی نظر میں:

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کے بندوں کو محکم وواضح قرآن کے ذریعے بتوں کی پرستش سے خداپرستی کی طرف اور شیطان کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت کی طرف نکال لے جائیں تاکہ بندے اپنے پروردگار سے جاہل وبے خبر رہنے کے بعد اسے جان لیں ہٹ دھرمی اور انکار کے بعد اس کے وجود کا یقین واقرار کرلیں (خدا نے اپنے پیغمبر کو مشن ہدایت میں کامیاب کردیا) کہ خدا کو دیکھے بغیر اس نے اپنی قدرت کی نشانیاں ان کو دکھائی ہیں جو قرآن میں تھیں اس کی شوکت وسطوت نمایاں ہے کہ جن کفار کو (اللہ نے صحابہ کرامؓ کے ذریعے) مٹانا تھا (بدر وخندق اور فتح مکہ کے بعد) مٹادیا اور جنہیں تہس نہس کرنا تھا انہیں کس طرح اپنی عقوبتوں سے اور عذابوں سے تہس نہس کردیا...... (اب میرے دور میں) لوگوں نے تفرقہ بازی پر تو اتفاق کردیا کتاب کے پیشوا ہیں کتاب ان کی پیشوا نہیں ان کے پاس تو صرف قرآن کا نام رہ گیا ہے اور صرف اس کے خطوط ونقوش کو پہچان سکتے ہیں (ان تفرقہ باز سبائیوں کے رد میں مستقل باب آنے والا ہے) خطبہ ۱۴۵ ص ۴۰۰)

فتح مکہ والوں کا ایمان:

☆ مکتوب نمبر ۱۷ میں حضرت علیؓ معاویہؓ پر اپنی فضیلت یوں جتلاتے ہیں۔

''پھر اس کے بعد ہمیں نبوت کا بھی شرف حاصل ہے کہ جس کے ذریعے ہم نے طاقتور کو کمزور اور پست کو بلند و بالا کر دیا اور جب اللہ نے عرب کو اپنے دین میں جوق در جوق حاصل کیا اور امت اپنی خوشی یا ناخوشی سے اسلام لے آئی۔'' ص ۶۷۳

قرآن میں یدخلون فی دین اللہ افواجاً فرما کر حضور کو شکریہ میں تسبیح و استغفار کا حکم ہے۔ (ناخوشی اور مجبوری سے اسلام لانے کا ذکر نہیں نہ ایسے اسلام پر شکریہ ہوگا پھر وکلا وعد اللہ الحسنیٰ۔ (فتح مکہ سے پہلے اور بعد کے) سب مومنین سے اللہ نے بھلائی (جنت) کا وعدہ فرمایا ہے۔ پ ۲۷ حدید ع ۱) تو یہ افضل کی مفضول پر اپنی تعبیر ہے آیات اس کی تائید نہیں کرتیں۔

☆ پھر حضرت علیؓ بھی فرماتے ہیں کہ تم شوق سے یا ڈر سے اسلام میں داخل ہوئے۔ فضیلت والے مہاجرین وانصار پہل کر کے (تم سے) سبقت لے گئے۔''
اب جو طبقہ مہاجرین وانصار کی خلفاء راشدین میں سبقت اور فیصلے کو نہیں مانتا وہ غلطی پر ہے۔

☆ ایک اور مکتوب میں اسی سلسلہ میں آپ دھمکی دے کر فرماتے ہیں۔ ''میں تمہاری طرف مہاجرین اور انصار اور اچھے طریقے سے ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین کا لشکر جرار لے کر عنقریب اڑتا ہوا آ رہا ہوں۔'' ص ۶۹۶ مکتوب نمبر ۲۸

پتہ چلا کہ حضرت معاویہؓ نے کوفہ پر چڑھائی اور بغاوت نہیں کی وہ تو اپنے صوبہ شام میں دفاع پر مجبور ہوئے۔ جبکہ طاقت کے ساتھ ان کے مطالبے۔ ''کہ قاتلانِ عثمان کو اپنے لشکر سے نکال کر بدلہ لو یا پھر ہمارے حوالے کرو پھر ہم سے بیعت لے لو۔'' (ہر تاریخ) کو بغاوت جانا گیا یہاں ہمارا مقصد صرف مہاجرین وانصار کی بزبان علی تعریف کرنا اور آج بھی ان کے دشمنوں، فیصلہ بیعت کے منکروں کو مخالف علی

کہنا ہے۔

☆ خطبہ ۱۲۰ص ۳۵۲ میں ہے ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو کر جنگ لڑتے تھے قتل ہونے والے وہی تھے جو ایک دوسرے کے باپ، بھائی اور رشتہ دار ہوتے تھے لیکن ہر مصیبت اور سختی میں ہمارا ایمان بڑھتا تھا حق کی اور دین کی اطاعت زیادہ ہوتی تھی مگر اب ہم کو اپنے مسلمان بھائیوں سے لڑنا پڑا ہے کہ ان میں کچھ کجی غلط روی شبہ اور تاویل پیدا ہوگئی ہے۔'' علیؓ کا مذھب مخالفوں کو بھی مسلمان جاننا تھا

پیغمبر نے مشن ہدایت پورا کیا:

اللہ نے پیغمبر کو اس وقت بھیجا جب لوگ حیران و پریشان اور گمراہ تھے اور فتنوں میں ہاتھ پیر مار رہے تھے نفسانی خواہشوں نے ان کو بھٹکا دیا تھا اور غرور نے بہکا دیا تھا اور بھرپور جاہلیت نے ان کی عقلیں کھو دی تھیں اور حالات کے ڈانواں ڈول ہونے اور جہالت کی بلاؤں کی وجہ سے حیران و پریشان تھے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سمجھانے بجھانے کا پورا حق ادا کیا خود سیدھے راہ پر جمے رہے اور حکمت و دانائی اور اچھی نصیحتوں کی طرف بلاتے رہے۔'' خطبہ نمبر ۹۳ و ۲۹۷

(پہلے لوگوں کی گمراہی اور پھر حضور علیہ السلام کی ہدایت و تبلیغ کی تعریف کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ کے صحابہ کرام کو مومن اور ہدایت یافتہ مانا جائے۔) کنزا ج ۸۴

حضور علیہ السلام کا نور ہدایت شریعت وشہرت دنیا بھر میں پھیلی:

اللہ نے اپنے رسول کو چمکتے ہوئے نور روشن دلیل کھلی ہوئی شریعت اور ہدایت دینے والی کتاب کے ساتھ بھیجا ان کا قوم وقبیلہ بہترین اور شجرہ بہترین شجرہ ہے جس کی شاخیں سیدھی اور پھل جھکے ہوئے ہیں ان کا مولد مکہ اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے کہ جہاں سے آپ کے نام کا بول بالا ہوا اور آپ کا آوازہ (چارسو) پھیلا اللہ نے آپ کو مکمل دلیل شفا بخش نصیحت اور (پہلی جہالتوں کی) تلافی کرنے والا پیغام دے کر بھیجا اور ان کے ذریعہ سے (شریعت کی) نامعلوم راہیں آشکارا کیں اور غلط سلط

بدعتوں کا قلع قمع کیا اور (قران وسنت میں) بیان کئے احکام واضح کئے تو اب جو شخص بھی اسلام کے علاوہ (یہودی مجوسی وغیرہ) کوئی اور دین چاہے تو اس کی بدبختی مسلّم اس کا شیرازہ درہم برہم اور اس کا منہ کے بل گرنا سخت ناگزیر اور انجام طویل حزن اور مہلک عذاب ہے میں اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں ایسا بھروسہ کہ ہمہ تن میری توجہ اس کی طرف ہے۔ اور اس راستے کی ہدایت چاہتا ہوں جو جنت تک پہنچائے اور منزل مقصود تک بڑھائے۔ (خطبہ ۱۵۹ ص ۴۳۴۔۴۳۵)

''اللہ نے آپ کے ذریعے بکھرے ہوئے افراد کی شیرازہ بندی کی سینوں میں بھری ہوئی سخت عداوتوں اور دلوں میں بھڑک اُٹھنے والے کینوں کے بعد خویش و اقارب کو آپس میں شیر و شکر کر دیا۔ (خطبہ ۲۲۹ ص ۶۳۷) (ایسوں کو مومن نہ ماننا کفر ہے)

حضور علیہ السلام کی درویشی زندگی اور دنیا سے نفرت:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات و خصائل ایسے ہیں کہ دنیا کے عیوب اور قبائح کا پتہ دیتے ہیں جبکہ آپ اس دنیا میں اپنے خاص افراد سمیت بھوکے رہا کرتے تھے باوجود خدا سے قرب کے آرائشوں سے دور تھے...... آپ کے پیروکار حضور کی پیروی کریں ان کی پیروی کر کے آپ کی منزل پر آئیں ورنہ وہ ہلاکت سے محفوظ نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ کو اللہ نے قیامت کی نشانی جنت کی خوشخبری سنانے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بتایا ہے دنیا سے آپ بھوکے نکل کھڑے ہوئے اور آخرت میں سلامتیوں کے ساتھ پہنچ گئے۔...... یہ اللہ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک پیشرو اور پیشوا جیسی نعمت بخشی جن کی ہم پیروی کرتے ہیں اور نقش قدم پر چلتے ہیں خدا کی قسم میں نے اپنی اس قمیض میں اتنے پیوند لگائے ہیں کہ مجھے پیوند لگانے سے شرم آنے لگی ہے۔ (خطبہ ۴۲۴ ص ۱۵۸)

ایک آدمی نے مجھے کہا آپ یہ قمیض اتار دیں میں نے کہا دفع ہو جا صبح کے وقت رات کی قدر ہوتی ہے لوگ اس کی مدح کرتے ہیں۔

بھائیو! سوچیں ہم جو مجلس پڑھنے کی لاکھوں روپے فیس مقرر کر کے لیتے ہیں کم ملے تو بگڑ جاتے ہیں۔ فدک کا بہت بڑا باغ حضور کی ذاتی ملکیت بتاتے ہیں پھر وراثت یا عطیہ کا مسئلہ بنا کر زاہد خلیفہ اول پر برستے ہیں کہ اس نے نص قرآنی کے مطابق ۸ حصہ داروں کا مالِ فَیٔ جو یتامیٰ مساکین مسافروں وغیرہم کے لئے ہے بیت المال کا حق کیوں قرار دیا پھر حضرت زاہدہ بتول سلام اللہ علیہا کو ناراض بتا کر ان سے خوب گالیاں اور تبرے دلاتے ہیں۔ اس کردار سے کیا ہم پیغمبر اسلام اور اہل بیت عظام کو ماننے والے کہلا سکتے ہیں؟ جبکہ اصول کافی میں امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام دراہم و دیناروں (اور جائیدادوں) کا وارث کسی کو نہیں بناتے وہ تو صرف علم و احادیث کی وراثت چھوڑتے ہیں۔ جس نے یہ وراثت لی اس نے بہت بڑا حصہ پا لیا (کافی باب علم میراث انبیاء ہے) جبکہ عورتوں کو تو شیعہ مذہب میں وراثت جائیداد اپنی کتب سے ملتی ہی نہیں۔ کیا میں کروڑ پتی مجتہدوں سے پوچھ سکتا ہوں۔ کہ حضرت علیؓ فاطمہ و حسنینؓ سے احادیث نبوی کی کتنی وراثت آپ کو ملی ہے؟

ہادی برحق محمد رسول اللہ کو حضرت علیؓ کا خراج تحسین:

اس میں آپ نے لوگوں کو پیغمبر پاک علیہ الصلوۃ والسلام پر صلوٰۃ بھیجنے کا طریقہ بتایا ہے۔

اے اللہ! اے فرش زمین کو بچھانے والے اور بلند آسمانوں کو سہارے کے بغیر) روکنے والے، دلوں کو اچھی اور بری فطرت پر پیدا کرنے والے اپنی پاکیزہ رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں اپنے عبد اور رسول محمد پر نازل فرما جو خاتم النبیین ہیں۔ اور بند (دلوں کے) کھولنے والے حق کے زور سے اعلان حق کرنے والے باطل کی طغیانیوں کو دبانے والے اور ضلالت کے حملوں کو کچلنے والے تھے۔ جیسا ان پر ذمہ داری کا بوجھ ڈالا گیا تھا اس کو انہوں نے اُٹھایا اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کے لئے مضبوطی سے جم کر کھڑے ہو گئے نہ آگے بڑھنے سے منہ موڑا نہ ارادے میں

کمزوری کو راہ دی وہ تیری وحی کے حافظ اور تیرے پیمان کے محافظ تھے تیرے حکموں کے پھیلانے کی دھن میں لگے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے روشنی ڈھونڈنے والوں کے شعلے بھڑکا دیئے اور اندھیروں میں بھٹکنے والوں کا راستہ روشن کر دیا۔ فتنوں فسادوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپ کی وجہ سے ہدایت پائی انہوں نے وہ دکھانے والے نشانات قائم کئے اور روشن وتابندہ احکام جاری کئے وہ تیرے امین معتمد اور تیرے علم کے مخفی خزینہ دار تھے اور قیامت کے دن تیرے گواہ اور تیرے برحق اور خلق کی طرف فرستادہ رسول تھے۔

خدایا ان کی منزل کو اپنے زیر سایہ وسیع و کشادہ بنا اور اپنے فضل سے انہیں دوہرے احسانات عطا فرما خداوندا تمام انبیاء (ہدایت) کی عمارتیں کھڑی کرنے والوں پر ان کی عمارات (اسلام) کو فوقیت عطا فرما اور انہیں باعزت مرتبے سے سرفراز کر اور ان کے نور کو پورا پورا فروغ دے اور انہیں رسالت کے صلہ میں مقبولیت کی شہادت اور قول وسخن کی پسندیدگی عطا کر جبکہ ان کی باتیں سراپا عدل اور فیصلے برحق ہیں۔ اے اللہ ہمیں بھی ان کے ساتھ خوشگوار پاکیزہ زندگی اور منزل نعمات میں یکجا کر اور مرغوب دل پسند خواہشوں لذتوں آسائش و فارغ البالی اور شرف و کرامت کے تحفوں میں شریک بنا دے۔ خطبہ نمبر ۷۰ ص ۲۲۹۔۲۳۰ مترجم مفتی جعفر)

تبصرہ:

بھائیو! حضرت علی کی ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ۲۰ کامیاب اوصاف عالیہ سے ان کے مشن تبلیغ وہدایت میں کامیابی کی گواہی تمام پیغمبروں سے زیادہ ان کے نور ایمان کے پھیلاؤ تمام انبیاء اسلام کی بلڈنگوں سے ان کی اسلامی کوٹھی کی سربلندی اور سب دنیا پر نور قرآن کے تفوق کا بار بار یہ خطبہ پڑھ کر دیکھئے پھر اپنے دلوں کو ٹٹولیئے اور سوچیئے کہ غیر مسلموں کے ہمارے اندر پھیلائے ہوئے درج ذیل یہ خیالات اور جعلی عقائد پیغمبر برحق کے اسلام ہدایت اور حضرت علی کی ایمانی شہادت

سے کچھ بھی میل کھاتے ہیں؟ کہ (۱) صرف چند دوستانِ علی تھے۔ حضور اپنے مشن میں ناکام ہو کر گئے۔ ۲۔ قصہ قرطاس اور لشکر اسامہ نہ جانے پر آپ اس صدمہ سے دنیا سے رخصت ہوئے کہ علی کو خلیفہ نہ بنایا جائے گا۔ معاذ اللہ۔ ۳۔ تمام صحابہ منافق تھے۔ ۴۔ وہ جنگوں میں بھاگ جاتے تھے۔ ۵۔ حضرت علی کی ولایت کے دشمن تھے توحید و رسالت کا ادھورا کلمہ پڑھتے تھے۔ ۶۔ وفات نبوی کے بعد تو کھلے مرتد ہو گئے کہ حضرت ابوبکر۔ عمر عثمان اور پھر علی کو بالترتیب خلفاء راشدین مانا اور ان کی بیعت امامت کی اور ہمارے کسریٰ و قیصر کی حکومتیں ختم کر دیں۔ ۷۔ قرآن کو بدل دیا۔ شان اہل بیت کی آیات اور ان کے نام بھی نکال دیئے ۸۔ اس لئے ہمارے سارے امام مظلوم۔ مقہور اور ڈر کر تقیہ کرنے والے تھے اسلام برحق شائع نہیں کیا۔ ۹۔ اصلی قرآن بھی امام غار میں چھپا کر لے گئے۔ ۱۰۔ اگر کوفی مومنوں کا کارنامہ اور امام حسین کی اولاد سمیت شہادت نہ ہوتی۔ تو مومنین شیعہ کا کہیں وجود نہ ہوتا۔

بھائیو! ان جعلی عقائد سے توبہ کریں قرآن و سنت اور علی کا مذہب قبول کریں۔

آپ نے لوگوں کو راہ حق پر لگا دیا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے عبد برگزیدہ رسول اور پسندیدہ امین ہیں خدا ان پر اور ان کی آل پر رحمت نازل کرے اللہ نے انہیں ناقابل انکار دلیلوں واضح کامیابیوں اور راہ شریعت کی راہنمائیوں کے ساتھ بھیجا چنانچہ آپ نے حق کو باطل سے چھانٹ کر اس کا پیغام پہنچایا راہ حق دکھا کر لوگوں کو اس پر لگایا ہدایت کے نشان اور روشنی کے مینار قائم کئے اسلام کی رسیوں اور ایمان کے بندھنوں کو مستحکم کیا۔" (خطبہ ۱۸۳ ص ۵۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ آپ مشن ہدایت و ایمان میں کامران ہو کر گئے۔ نئی حجت کو نہ ماننے اور مرتد ہو جانے کا عقیدہ یہود و مجوس کی ایجاد ہے۔ ۲۔

آپ کے نور ہدایت سے دنیا روشن ہو گئی:

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے۔ رسول منتخب اور برگزیدہ اس کے پیغمبر ہیں۔ نہ ان کے فضل وکمال کی برابری ہے نہ ان کے اُٹھ جانے سے نقصانات کی تلافی ہوسکتی ہے۔ تاریک گمراہیوں اور بھرپور جہالتوں اور سخت و درشت خصلتوں کی درستی کے بعد شہروں کے شہر ان کی وجہ سے روشن ومنور ہو گئے۔ جبکہ لوگ حلال کو حرام اور مرد زیرک اور دانا کو ذلیل سمجھتے تھے۔ نبیوں سے خالی زمانہ میں جیتے تھے اور گمراہی کی حالت میں مرجاتے تھے۔ (اب انقلاب اسلام کے بعد ہدایت پر جیتے اور ہدایت پر مرتے ہیں۔)

توحید ورسالت کی گواہی ہی پورا ایمان واسلام ہے:

☆ ایسا ایمان (ہم لاتے ہیں) جس کے خلوص نے شرک کو اور یقین نے شک کو دور پھینک دیا ہے۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں جو وحدہ لا شریک ہے اور یہ گواہی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں اچھی باتوں کو اونچا اور نیک اعمال کو بلند کرتی ہیں جس ترازو میں انہیں رکھ دیا جائیگا اس کا پلہ ہلکا نہیں ہوگا اور جس میزان سے انہیں الگ کر دیا جائے گا اس کا پلہ بھاری نہیں ہوسکتا۔ (خطبہ ۱۱۲ ص ۲۳۷)

پتہ چلا کہ آج کلمہ اذان خطبات وغیرہ میں تیسری شہادت امام کا اضافہ صدیوں بعد کی بدعت ہے۔ حضرت علی اس مذہب سے پاک تھے۔ ان کے مذہب میں توحید ورسالت کی گواہی ہی پورا کلمہ پوری اذان پورا ایمان واسلام اور پورا جنتی ترازو تھا جس میں شک کرنے والا کافر ہے۔

حضور نے مسلمانوں کو بھائی بھائی بنادیا:

رسول کو جو حکم تھا اسے آپ نے کھول کر بیان کر دیا اور اللہ کے پیغامات پہنچا دیئے اللہ نے آپ کے ذریعہ بکھرے ہوئے افراد کی شیرازی بندی کی سینوں میں بھری ہوئی سخت عداوتوں اور دلوں میں بھڑک اُٹھنے والے کنیوں کے بعد خویش

واقارب کو آپس میں شیر و شکر کر دیا۔ خطبہ ۲۲۸ ص ۶۳۷

☆ آپ ان صحابہ وامت کے پاس پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب (قرآن) اور ایسا نور لے کر آئے جس کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ قرآن ہے اس کی خبر میں دیتا ہوں کہ اس میں آئندہ کی معلومات گزشتہ واقعات اور تمہاری بیماریوں کا علاج اور تمہارے باہمی تعلقات کی شیرازہ بندی ہے۔ خطبہ ۱۹۶ ص ۴۲۷ (واقعی حضور اور قرآن نے اپنا اثر ثابت کر دکھایا ہے کہ عہد نبوت اور عہد صحابہ میں فتوحات پر فتوحات ہوئیں اسلام وایمان چارسو پھیل کر رہا۔)

قرآن وسنت کی اتباع ضروری ہے:

(میرے زمانہ کے لوگ) چاہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کے امور لوٹا دیں مگر تمہارے لئے مجھ پر لازم ہے کہ کتاب اللہ پر اور سنت نبوی پر عمل کروں ان کا حق برپا کروں اور سنت کو بلند کروں ص ۴۵۸ خطبہ ۱۶۷ وصیت نمبر ۲۵ ایک افسر کے نام ہے۔ مال صحیح پورا بھیج دو تا کہ ہم اسے کتاب اللہ اور سنت نبی کے مطابق تقسیم کریں۔ مکتوب نمبر ۱۸۷

☆ جان لو کہ قرآن ایسا ناصح ہے جو فریب نہیں دیتا ایسا محدث ہے کہ جھوٹ نہیں بولتا ایسا ہدایت دینے والا ہے کہ بھٹکاتا نہیں ہے جو قرآن کا ہمنشین بنا تو وہ ہدایت پا کر اور گمراہی چھوڑ کر اس سے اُٹھا۔ قرآن کے بعد کسی کو اور لائحہ عمل کی احتیاج نہیں ہوتی۔ (حضرت عمرؓ کے مقولہ حسبنا کتاب اللہ کی ہی تشریح ہے)

﴿۲﴾ "جن صفتوں کا تم کو قرآن نے پتہ دیا ہے (ان میں) تم اس کی پیروی کرو اور اس کے نور ہدایت سے کسب ضیاء کرتے ہو اور جو چیزیں کہ قرآن میں واجب نہیں نہ سنت پیغمبر و آئمہ ہدیٰ میں ان کا نام ونشان ہے اور صرف شیطان نے اس کے جاننے کی زحمت دی ہے (جیسے عشرہ محرم کی سب بدعات رسوم) اس کا علم اللہ ہی کے پاس رہنے دو اور یہی تم پر اللہ کے حق کی آخری حد ہے۔ اور یاد رکھو کہ علم میں راسخ و پختہ لوگ

کہتے ہیں کہ ہمارا ان پر ایمان ہے اگرچہ ان کی تفسیر و تاویل نہیں جانتے اور یہی اقرار انہیں غیب میں پڑے ہوئے پردوں میں ذرا نہ گھسنے سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے اور اللہ نے اس بات پر ان کی مدح کی ہے کہ جو چیز ان کے احاطہ علم سے باہر ہوتی ہے اس تک رسائی نہ ہونے سے اپنے عجز کا اعتراف کر لیتے ہیں۔'' (خطبہ ص ۸۹ ص ۲۶۹)

قرآن ہی ناصح ہادی اور شفیع ہے:

قرآن وہ ناصح ہے جو فریب نہیں دیتا...... اس سے اپنی بیماریوں کی شفا چاہو اور اپنی مصیبتوں پر اس سے مدد مانگو اس میں کفر و نفاق اور ہلاکت و گمراہی جیسی بڑی بڑی مرضوں کی شفا پائی جاتی ہے اس کے وسیلہ سے اللہ سے مانگو اور اس سے دوستی رکھ کر منہ اس کی طرف پھیر لو اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ یقیناً اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے لئے اس سے بڑا ذریعہ کوئی نہیں۔ جان لو کہ قرآن ایسی شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول اور ایسا کلام کرنے والا ہے جس کی ہر بات تصدیق شدہ ہے قیامت کے دن اس کی شفاعت منظور ہوگی جس (اپنے مخالف) کے یہ عیوب بتائے تو اس کے قول کی تصدیق ہوگی مجرم گرفتار ہو جائے گا۔ (ص ۴۷۳ خطبہ ۱۷۴)

قرآن ہی آمر زاجر اور مخلوق پر اللہ کی حجت ہے:

قرآن اچھائیوں کا حکم دینے والا برائیوں سے روکنے والا بظاہر خاموش بباطن گویا اور مخلوقات پر اللہ کی حجت ہے کہ جس پر عمل کرنے کا اس نے بندوں سے عہد لیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنایا ہے اس کے نور کو کامل اور اس کے ذریعے دین کو مکمل کیا ہے اور نبی علیہ السلام کو اس حالت میں دنیا سے اُٹھایا ہے کہ وہ لوگوں کو احکام قرآن کی تبلیغ سے فارغ ہو چکے تھے کہ جو ہدایت و راستگاری کا سبب ہیں لہٰذا اللہ سبحانہ کو ایسی بزرگی اور عظمت کے ساتھ یاد کرو جیسی خود اس نے اپنی بزرگی بیان کی ہے اور اس نے دین کی کوئی بات تم سے نہیں چھپائی اور کسی شی کو خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند

بغیر کسی واضح علامت اور محکم نشان کے نہیں چھوڑا۔ جو خدا ناپسند باتوں (گناہوں) سے رد کے اور پسندیدہ باتوں کی دعوت دے ان میں اس کی خوشی اور ناراضگی کا معیار ایک ہے۔''

قرآن ہی میں گذشتہ اور آئندہ کی معلومات ہیں:

اللہ نے آپ کو اس وقت رسول بنا کر بھیجا جبکہ رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور امتیں مدت سے پڑی سو رہی تھیں اور (دین کی مضبوط رسی کے بل کھل چکے تھے چنانچہ آپ ان کے پاس پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب اللہ اور ایک ایسا نور لے کر آئے جس کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ قرآن ہے اس کی طرف سے خبر دیتا ہوں کہ اس میں آئندہ کے معلومات گذشتہ واقعات اور تمہاری بیماریوں کا علاج اور تمہارے باہمی تعلقات کی شیرازہ بندی ہے۔ (خطبہ ۱۵۶ص ۴۲۷)

☆ حارث ہمدانی کو مکتوب ۶۹ میں فرماتے ہیں قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اس سے پند و نصیحت حاصل کرو اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو اور گزشتہ حق کی باتوں کی تصدیق کرو اور گزری ہوئی دنیا سے باقی دنیا کے بارے میں عبرت حاصل کرو کیونکہ اس کا ہر دور دوسرے سے ملنے والا ہے اور اس کا آخر بھی اپنے اول سے جا ملنے والا ہے اور یہ دنیا سب فنا ہونے والی اور بچھڑ جانے والی ہے۔ ص ۷۹۹

عہد نبوت کا اسلام سب نے سچا تسلیم کر لیا:

خطبہ ۵۶ ص ۲۱۱ میں ہے ''جب خدا نے ہماری نیتوں کی سچائی دیکھ لی تو اس نے ہمارے دشمنوں کو رسوا و ذلیل کیا اور ہماری نصرت و تائید فرمائی یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ پر جم گیا اور اپنی منزل پر برقرار ہو گیا خدا کی قسم اگر ہم بھی تمہاری طرح کرتے تو نہ کبھی دین کا ستون گڑتا اور نہ ایمان کا تنا برگ و بار لاتا''

آپ نے یہی اسلام کا استحکام حضور کے خلفاء راشدینؓ کے دور کا بھی بتایا ہے۔ اب جو لوگ ان کو منافق جانیں یا بعد میں مرتد کہیں وہ منکر علی خود ایسے ہیں۔

کلمہ توحید ورسالت کی گواہی ہی اصل ایمان ونجات ہے:

خطبہ نمبر۱۱۳ ص ۳۳۷ پر ہے۔

اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ وحدہ لا شریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کے (آخری) رسول اور بندے ہیں یہ دو گواہیاں بات کو چڑھاتی اور عمل کو اُٹھاتی ہیں وہ ترازو ہلکا نہیں ہوتا جس میں یہ رکھی جائیں اور وہ میزان بھاری نہیں رہتا جس سے یہ اُٹھائی جائیں۔"

محترم بھائیو! توحید کے بعد اسلام کے متفقہ دوسرے اصول اور رکن ختم نبوت کے متعلق بھی امیر المومنین حضرت علیؓ کا ایمان و مذہب آپ نے پڑھ لیا۔ بیسیوں ارشادات پھر پڑھئے اور ایمان و دیانت سے پھر سوچئے کہ حضرت علیؓ نے خاتم النبیین کی کیسی عظیم تعریف کی ہے آپ کے پھیلائے ہوئے اسلام کو نور ہدایت ضامن جنت دنیا بھر پر چھا جانے والا ایمان اور معجزہ قرآن بتایا ہے۔ پھر آپ کے بعد برسر اقتدار آنے والے خلیفوں اور حکمرانوں کو بھی اسی نور قرآن وایمان کا تتمہ اور کامیاب ہادیان اسلام جان کر خوب تعریف کی ہے عہد نبوت کے تمام برحق مسلمانوں پر فخر کیا ہے۔

منافقوں کا تعارف اوران کی مذمت:

گو یہودیوں کی سازش سے مدینہ اور اس کے آس پاس کچھ بدو منافق تھے مگر وہ خدا اور رسول کا مقابلہ اور بہت بڑی تعداد مومنین صحابہ کرام کا کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے۔ کیونکہ ان کی ناکامی پر اللہ کے ارشادات یہ ہیں۔

﴿۱﴾ اللہ چاہے تو منافقوں کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے اللہ بڑے بخشنے والے اور مہربان ہیں۔ (پ۲۱ احزاب ع۳)

﴿۲﴾ ان (منافقوں) سے جب کہا گیا ایسے ایمان لاؤ جیسے سب لوگ ایمان لائے ہیں۔ وہ بولے کیا ہم بیوقوفوں جیسا ایمان لائیں۔ سنو بے وقوف یہی

ہیں مگر یہ جانتے نہیں۔(پ ۱ ع ۲)(معلوم ہوا منافق کم اور مومنین مسلمان بہت زیادہ تھے۔)

﴿۳﴾ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو ان کے درپے کردیں گے پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہینگے مگر بہت ہی کم اور ہر طرف سے ان پر لعنت ہوتی رہے گی وہ جہاں کہیں پائے جائینگے پکڑے جائینگے اور ایسے قتل کئے جائینگے جیسے قتل کئے جانے کا حق ہے۔" (پ ۲۲ ع ۵ مقبول ص ۵۱۰) (چنانچہ وہ منکر زکواۃ یا مرتد ہوئے حضرت ابوبکرؓ نے صفایا کردیا حضرت علیؓ ابوبکر کے ساتھ تھے منافقوں کے ساتھ نہ تھے)

﴿۴﴾ یہ وہی تو ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ رسول خدا کے پاس جو لوگ ہیں ان پر اپنا پیسا خرچ نہ کرو تا کہ وہ بھاگ جائیں حالانکہ آسمانوں کے اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں لیکن منافق (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔

﴿۵﴾ وہ یہ کہتے ہیں اگر ہم مدینہ پلٹ کر گئے تو جو زیادہ عزت دار ہے وہ مدینہ سے زیادہ ذلیل کو ضرور بالضرور نکال دے گا حالانکہ حقیقی عزت (غلبہ وطاقت) اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنین کی لیکن منافق (اتنا بھی) نہیں جانتے۔ (منافقون اپ ۲۸ ترجمہ مقبول ص ۶۶۴)

بطور نمونہ ان ۵ آیات میں منافقین کا ذلیل انجام واضح ہے حضرت علیؓ ان کی تباہی جانتے تھے اس لئے مسلمانوں کے غلبہ اور ترقی میں اور خلفاء اسلام کی شان و شوکت میں ان کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا۔ نہ استثناء کیا۔ بلکہ خاتم النبیین (علیہم السلام) کی ترقی اور کامیابی کے ہی گن گائے اب آپ کے جو نام لیوا حضور علیہ السلام کی بے مثال کامیابی اور دین کے پھیلاؤ پر تو کچھ مجلس نہیں پڑھتے الثانیہ آیات منافقین پڑھ کر سب کو منافق اور دشمن علی باور کراتے ہیں حالانکہ فریقین کی تفسیروں میں ان منافقوں کے نام شان نزول میں بتائے گئے ہیں مگر وہ ان کا نام لے کر ہرگز مذمت نہیں کرتے

بلکہ مبہم (نام خاص بتائے بغیر) وہ سب مسلمانوں کو منافق جانتے ہیں جو حضور علیہ السلام کے سسروں دامادوں بیٹیوں بیویوں خوشدامنوں نسبتی بہن بھائیوں سے عقیدت رکھتے ہیں اور اپنے اپنے دور میں ان کی بیعت خلافت خوشی سے کی ہے۔ پھر ان حبداروں نے خلافت راشدہ کے بالمقابل عقیدہ امامت بنالیا ہے۔ مگر حضرت علیؓ نے تو نہج البلاغہ میں اپنی اس خلافت منصوصہ کا پھر اپنی اولاد میں سے ۱۱ کا یا اور ۱۰۰ سے زائد امام ہونے کا ذکر نہیں کیا نہ ان کے منکر کو کافر بتایا ہے۔ قرآن کی طرح ان کی مقدس کتاب نہج البلاغہ پھر پڑھ لیں۔ دراصل قرآن وسنت بدل کر پوری امت کو غیر مومن جان کر نئے کلمے نئی وحی وملت کے اضافے کرنے والے ختم نبوت کے منکر ہیں۔ تو ایسے لوگ خود منافق ہیں۔ مذہب علی پر ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ زبانی کلمہ توحید ورسالت جسے وہ کلمہ ایمان ونجات ہرگز نہیں مانتے۔ پڑھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ صحابہ کرام کو بے وقوف جان کر ان کا چندہ بند کراتے ہیں کہ وہ بھاگ جائیں اور مدرسہ رسول ختم ہو جائے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے تابعدار آج بھی ان کو مرتد اور برغلط کہتے ہیں سرکار مدینہ طیبہ کے مذہب سے بے دخل کرتے۔ اور خدا اور رسول اور مومنین کے غلبہ سے فتوحات اسلام پر جلتے ہیں۔ مدینہ کے منافقوں اور ابن سبا یہودی کی طرح یہ صحابہ کرامؓ کے علانیہ منکر اور دشمن ہیں۔ اللہ ان سے بچائے۔

اور انتہائی تعجب کی بات یہ ہے کہ اہل بیت کرام کے صرف جن چند بزرگوں کے نام لیوا ہیں ان سے بھی تو کوئی وفا نہیں کی ہے جماعت رسول کے منکروں اور حضرت عثمان کے ان قاتلوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کر کے پھر آپ پر سوار رہ کر تا وفات آپ کو ستائے رکھا۔ خارجی بن کر لڑے قتل عثمان میں اپنے بھائی خالد کی طرح شریک بد بخت ابن ملجم نے آپ کو۔ حب علی کی قسمیں کھا کر۔ بیدردی سے شہید کیا (ان کی غداری پر مستقل باب نہج البلاغہ سے آرہا ہے) ناصر آل حسین مختار ثقفی نے امام حسنؓ پر حملہ کیا ران کاٹی کہ اس نے معاویہؓ سے صلح کر کے ہمارا منہ کیوں کالا کیا مگر وہ بچ گئے تو کوفی مومنوں سے امام حسینؓ کو بلا کر اولاد سمیت غداری سے شہید کیا اب بنام

ماتم فخریہ جلوس نکالتے ہیں کہ ہم اس ظلم اور امام حسین کی مظلومیت سے زندہ ہو گئے۔
پھر کسی امام نے ان کو گھاس بھی نہ ڈالی۔ زہد وتقویٰ اور خاموشی سے پر تقیہ ۱۹ اماموں
نے زندگی گزاردی (رحمہم اللہ)

ختم نبوت کے خلاف روافض کے عقائد:

حضرت محمد رسول اللہ کی ذات مشن آپ کے گھرانہ دربار اور تلامذہ و
مریدین کے متعلق ان کے ناگفتہ بہ اعمال وعقائد کی جھلک آپ کے سامنے آئی ہے
اب نبوت، ختم نبوت اور انبیاء علیہم السلام کی بے عزتی کے نمونے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

امامیہ کا عقیدہ یہ ہے:

﴿۱﴾ خدا پر واجب ہے کہ وہ بندوں کی ہدایت کے لئے ان کی طرف پیغمبر بھیجے۔"
ہم مسلمان کہتے ہیں۔ کہ یہ خدا پر واجب نہیں محض اس کا فضل واحسان
ہے۔ حضرت علیؓ نے ان خطبات میں کہیں واجب نہیں کہا، خدا نے بھی ۴
جگہ بعثت پیغمبر کی یہ آیات اتاریں مثلاً پ ۴ ع ۸ آل عمران میں ہے۔
"یقیناً اللہ نے مومنین پر یہ احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے ایک شان
والا پیغمبر بھیجا جو ان کو خدا کی آیات پڑھ کر سناتا۔ ان کو (عیوب سے) پاک
کرتا اور کتاب وسنت کی تعلیم دیتا ہے اگر چہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں
تھے۔ شیعہ پر کتنا افسوس ہے۔ کہ ایک طرف خدا پر بعثت پیغمبر واجب کہتے
ہیں۔ پھر دونوں کو اس مشن وپروگرام میں ناکام بھی کہتے ہیں۔ کہ ان صحابہ
مومنین کو ہدایت تزکیہ اور کتاب وحکمت کی دولت نہ ملی وہ گمراہ کے گمراہ ہی
رہے۔ (عقیدہ شیعہ)

﴿۲﴾ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔ "مگر امامیہ
حضرات آئمہ کو پیغمبروں سے افضل کہتے ہیں کچھ حضرت علیؓ کو صرف حضور
کے برابر یا کم کہتے ہیں۔ یہ ان کا غلو اور جعلی عقیدہ ہے۔ علی کا کوئی خطبہ یہ

نہیں بتاتا قرآن بھی اس کے خلاف ہے۔ پ ۷ ع ۱۶ میں وکلا فضلنا علی العالمین فرمایا ہے کہ ہم نے ہر پیغمبر کو تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ پ ۳ کی پہلی آیت ہے کہ ان پیغمبروں کو ہم نے (سب پر) فضیلت بخشی بعض کو بعض پر (بھی) کچھ سے اللہ ہم کلام ہوا اور کچھ کے درجات (اور) بڑھائے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلے دلائل دیئے اور روح القدس سے تائید کی۔"

امامیہ خود بھی ایک دوسرے کے خلاف ہیں زیدیہ کی متواتر روایات ہیں کہ جو کہے ایک امام بھی انبیاء سے افضل ہے وہ تباہ ہو گیا۔" حضرت زید بن علیؒ بن حسین نے کلینی نے نقل کیا ہے کہ جو پیغمبروں پر آئمہ کو افضل کہے وہ گمراہ ہے۔ مجلسی نے حق الیقین میں گمراہ شیعوں کی ایک وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ وہ اماموں کو پیغمبروں سے افضل کہتے ہیں اور ابن بابویہ نے صدوقؒ سے نقل کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام خدا کو حضرت علی سے زیادہ پیارے تھے۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۳۰ باب نبوت)

(۳) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء گناہوں سے معصوم ہیں مگر امامیہ کا فرقہ یعفوریہ اس کے خلاف ہے۔ رہے اثنا عشریہ تو وہ اماموں پر انبیاء کے حسد کرنے کی۔ ان کی امامت نہ ماننے کی پھر دنیا میں عذاب پانے اور توبہ کرنے کی کافی میں روایات کرتے ہیں۔

(۴) انبیاء دیگر گناہوں کی طرح جھوٹ سے بھی پاک ہیں۔ مگر شیعہ نے باب التقیہ کافی میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر تہمت لگائی ہے۔ کہ انہوں نے کفار کے ساتھ میلہ میں نہ جانے پر یہ جھوٹ بولا کہ میں بیمار ہوں حالانکہ وہ بیمار نہ تھے۔" کتب اہل سنت میں جو یہ تین لفظ آئے ہیں۔ وہ جھوٹ صریح نہیں بلکہ تعریضیں کنایہ اور توریہ ہیں۔ کہ دوسرا کچھ اور معنیٰ سمجھے) یعنی میرا دل دکھی ہے کہ تمہارے ساتھ جانا تکلیف دہ ہے۔" بتوں کو کسی نے تو

توڑا ہے۔ بڑا یہ ہے اس سے پوچھو۔“ ”تو میری اسلامی بہن ہے۔“

﴿۵﴾ انبیاء علیہم السلام نبوت ملنے سے پہلے بھی ہدایت پر ہوتے اور واجبات ایمان کو جانتے ہیں تا کہ لوگ ان کو غلط روی کا طعنہ نہ دیں امامیہ اس کے منکر ہیں کہ وہ نبوت ملنے اور ملاقات فرشتہ کے وقت ہی یہ واجبات ایمانی پہچانتے ہیں۔

ہماری دلیل یہ آیت ہے کہ ہم نے ابراہیم کو رشد و ہدایت پہلے سے دیدی تھی اور ہم اسے خوب جاننے والے تھے۔ (پ ۱۷ ع ۵)

﴿۶﴾ انبیاء معصوم ہیں۔ ایسا گناہ ان سے نہیں ہوتا کہ مرنے پر وہ ہلاکت میں ہوں۔ مگر امامیہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت یونس ابن متی سے ایسا گناہ ہوا کہ اگر وہ (توبہ سے پہلے) مرتے تو ہلاک ہونے والے تھے (کافی) ہمارے یہاں قوم پر عذاب نہ دیکھ کر وحی سے پہلے علاقہ چھوڑنا۔ کہ قوم عذاب نہ آنے کا طعنہ نہ دے۔ لغزش تھی گناہ نہ تھا جبکہ آپ کو قوم کے ایمان لے آنے کا پتہ نہ تھا۔ پھر اللہ نے آزمائش ڈالی تو آپ نے دعاء **لا الـــہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین** (آیت کریمہ) مانگی۔ جو منظور ہو گئی پھر بخوشی قوم کے پاس آ کر فرائض تبلیغ بجالانے لگے۔

﴿۷﴾ حضرت آدم صفی اللہ آل رسول پر حسد کرنے اور بغض سے پاک تھے۔ ان کی توبہ و دعا گندم کا دانہ کھا لینے پر تھی جیسے فرمایا پھر اللہ نے ان کو چنا توبہ فرمائی اور ہدایت دیدی (طہ پ ۱۶ ع ۱۶)

جبکہ امامیہ اہل بیت پر حسد کرنے کی یہ سزا بتاتے ہیں۔ (کافی) حالانکہ اپنی اولاد پر نہ حسد آتا ہے نہ کوئی بغض رکھتا ہے۔

﴿۸﴾ کسی نبی نے اپنی نبوت سے استعفا نہیں دیا نہ مستعفی ہوا۔

امامیہ کا یہ موسیٰ علیہ السلام پر بہتان ہے کہ وہ فرماتے تھے۔ کہ میں عہدہ نہیں لیتا۔ زبان میں لکنت ہے ان کے آدمی کا قاتل ہوں۔ حالانکہ یہ عہدہ قبول

کرنے کے بعد اپنی کمزوری کو دور کرانا ہے چنانچہ فصیح اللسان بھائی پیغمبر مددگار بنائے گئے زبان کی لکنت جاتی رہی اور قتل کے بدلہ کا فرعون کو خیال بھی نہ آیا۔

﴿۹﴾ آپ سب کائنات کی طرف مبعوث سید المرسلین تھے حضرت علیؓ نہ تھے مگر غرابیہ فرقہ امامیہ حضرت علی کو نبی مانتا اور کہتا ہے کہ جبریل وحی علی پر لائے تھے مگر بھول کر محمد کو دیدی اس کا کفر واضح ہے تردید کی ضرورت نہیں۔

﴿۱۰﴾ حضور نبی خاتم النبیین ہیں لا نبی بعدی آپ کی شان ہے لیکن شیعہ کے فرقے خطابیہ معمریہ منصوریہ اسحاقیہ، منفضلیہ، سبیعہ آپ کو برملا خاتم النبیین نہیں مانتے۔ علی کو اور ۱۲ اماموں کو نبی مانتے ہیں۔ امامیہ بظاہر اقراری ہیں مگر دور پردہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ کہ انبیاء سے افضل آئمہ کو مانتے ہیں ان پر وحی کے آنے کے قائل۔ معصوم صاحب کلمہ اور صاحب ملت وامت (جعفریہ) مانتے ہیں تحریم و تحلیل مسائل کا اختیار دیتے ہیں۔ جبکہ ان کی روایتیں متعارض بھی ہیں حق الیقین میں گمراہ شیعوں کی تین وجوہ کفر بتائی ہیں۔ ا۔ وہ آئمہ کو نور من نور اللہ جانتے ہیں (جو آج نام کے سنیوں کو بھی تحفہ مل گیا ہے۔) ۲۔ آئمہ کو پیغمبروں سے افضل مانتے ہیں۔ ۳۔ کائنات کے خدائی امور آئمہ کے سپرد مانتے ہیں وغیرہ''

﴿۱۱﴾ معراج برحق ہے اور آپ کے ہی ساتھ خاص ہے۔ کوئی آپ کا شریک نہ تھا مگر اسماعیلیہ معمریہ ذمیہ آج کے مرزائیوں کی طرح منکر ہیں۔ کہ خلاف عقل وفطرت ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور کئی حضرت علی کو بھی شریک اور عرش پر ملاقاتی بتاتے ہیں۔

﴿۱۲﴾ قرآن وحدیث متشابہات کے سوا ظاہری معنی پر محمول ہیں۔ مگر اسماعیلیہ سبعیہ خطابیہ منصوریہ معمریہ باطنیہ قرامطیہ زرامیہ شیعوں کے فرقے کہتے ہیں کہ جو کچھ قرآن وسنت میں وضو نماز تیمّم اور صوم وصلوٰۃ زکوٰۃ حج بہشت

دوزخ اور قیامت وحشر کا ذکر ہے یہ ظاہر مراد نہیں ہے بلکہ دوسری چیزیں ہیں جن کو امام کے سوا کوئی نہیں جانتا۔" تو قرآن حجت نہ رہا وہ کہتے ہیں کہ وضو سے مراد امام سے دوستی اور محبت ہے تیمم امام غائب کو ماننا ہے۔ نماز سے رسول کی ذات مراد ہے۔ کعبہ نبی۔ باب علی اور صفا مروہ سے مراد حسنینؓ ہیں۔ وغیرہ (تحفہ اثنا عشریہ ۱۴۱،۳۴ اردو)

﴿۱۳﴾ حضور علیہ السلام کے بعد کسی پر جبریل وحی نہیں لائے۔ مگر امامیہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ پر وحی آتی تھی وہ بھی پیغمبر تھے آپ صورت فرشتہ دیکھتے تو علی نہ دیکھتے تھے۔

﴿۱۴﴾ تمام شرعی احکام اور پابندیاں حضور کی امت پر رہینگی کوئی امام ان کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ مگر معموریہ منصوریہ، محمدیہ اسماعیلی فرقے اپنے سے سب شریعت ساقط مانتے ہیں۔ کہ جنت سے مراد امام ہے جس نے جو امام مان لیا تو وہ جنت پہنچ گیا اسے اب نماز روزہ کرنے اور حرام سے بچنے کی کیا ضرورت ہے۔

﴿۱۵﴾ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی امام احکام شرعیہ میں ردوبدل نہیں کرسکتا۔ مگر اثنا عشریہ اور تمام امامیہ کا مذہب یہ ہے کہ امام جو چاہے کرے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرسکتا ہے (کافی امام کے حلال وحرام کرنے کا باب) مسلمان بھائیو! اب سوچئے کہ نبوت کے بعد ایجاد امامت نے قرآن و سنت اور شریعت کی کوئی بات باقی چھوڑی؟ کیا سب کا خاتمہ نہ کردیا خدارا امامی مذہب سے توبہ کیجئے۔ اور حضرت علی کے تابعدار رہئے۔

حضرت علی کی قرآن سے محبت:

قرآن سے کوئی بے نیاز نہیں۔ بیماریوں کی شفا اس سے چاہو مصیبتوں پر مدد اسی سے مانگو اس میں کفر ونفاق اور ہلاکت وگمراہی جیسی بڑی بڑی بیماریوں کی شفا

ہے اس کے وسیلہ سے اللہ سے مانگو۔ اس سے محبت کر کے خدا کا رخ کرو اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ خدا کی طرف توجہ کا بڑا ذریعہ۔ یہی ہے یہ مقبول سفارشی ہے۔ خود سچا اور خدا سے تصدیق شدہ ہے۔ قیامت کے دن یہ جس کی شفارس کرے گا وہ مقبول ہوگا وہ جس کے عیب بتائے گا (پکڑا جائے گا) قیامت کے دن ایک ندا دینے والا کہے گا کہ قرآن کے سوا سب کھیتی باڑی کرنے والے اپنے اعمال میں گرفتار ہیں تو تم قرآن کے تابعدار بنو رب تک اسے دلیل راہ بناؤ۔ الخ (ص ۴۷۴ خطبہ ۱۷۴)

بھائیو! سوچئے اب جو قرآن کو بدلا ہوا مانے اس کا تابعدار نہ ہو تو شرک و بدعت اور رسوم کا پابند حضرت علیؓ کے مذہب پر ہرگز نہیں ہے۔

☆☆☆

باب سوم:

دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا فکر و ایمان

خدا خوفی پیدا کرو:

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور موت سے پہلے اپنے اعمال کا ذخیرہ فراہم کر لو اور دنیا کی فانی چیزیں دے کر باقی رہنے الی چیزیں خرید لو چلنے کا سامان کرو کیونکہ تمہیں تیزی سے لے جایا جا رہا ہے اور موت کے لئے آمادہ ہو جاؤ جو تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے تمہیں ایسے لوگ بن جانا چاہیئے جنہیں پکارا گیا تو جاگ اُٹھے اور یہ جان لیا کہ دنیا ان کا گھر نہیں ہے اسے آخرت سے بدلا گیا ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا اور نہ تمہیں اس نے بے قید و بند چھوڑ دیا ہے موت تمہاری راہ میں حائل ہے اس کے آتے ہوئے تمہارے لئے جنت ہے یا دوزخ ہے وہ مدت حیات جسے ہر گزرنے والا ہر گھڑی کم کر رہا ہو اور ہر ساعت اس کی عمارت کو ڈھا رہی ہو وہ کم ہی سمجھے جانے کے لائق ہے اور وہ مسافر جسے ہر نیا دن اور نئی رات کھینچے لے جا رہی ہو اسے اپنی منزل تک پہنچنا جلدی سمجھنا چاہیئے وہ عازم سفر جس کے سامنے ہمیشہ کی کامیابی یا ناکامی کا سوال ہو اسے اچھے سے اچھا زادراہ اور تحفہ مہیا کرنے کی ضرورت ہے لہٰذا اس دنیا سے اتنا توشہ آخرت لے لو جس کے ذریعے کل اپنے نفسوں کو بچا سکو جس کی صورت یہ ہے کہ بندہ اپنے اللہ سے ڈرے اپنے نفس کے ساتھ خیر خواہی کرے (مرنے سے پہلے) توبہ کرے اپنی خواہشوں پر قابو رکھے چونکہ موت اس کی نگاہ سے اوجھل ہے فریب دینے والی امیدیں اور شیطان اس پر چھایا ہوا ہے جو گناہوں کو سجا کر اس کے سامنے لاتا ہے کہ وہ اس میں مبتلا ہو پھر توبہ کی ڈھارس اسے بندھاتا رہتا ہے کہ وہ اس میں پھنسا رہے یہاں تک کہ موت اچانک بے خبری کی حالت میں اس پر ٹوٹ پڑتی ہے وا حسرتاہ کہ اس غافل و بےخبر کی مدت حیات ہی اس کے خلاف ایک

حجت بن جائے اوراس کی زندگی کا انجام بدبختی سے ہو ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں تمہیں ایسا نہ کرے کہ دنیا کی نعمتیں ہم کو سرکش اور متمرد بنادیں اور ہم کسی منزل پر اطاعت پروردگار سے درماندہ اور عاجز ہوں اور مرنے کے بعد شرمساری اُٹھانا اور رنج وغم سہنا پڑے۔ (خطبہ ۶۲ ص ۲۱۹ ۔ ۲۲۰)

دنیا بے وفا ہے:

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا ایسا گھر ہے کہ اس کے انجام سے بچاؤ کا ساز وسامان اسی میں رہ کر کیا جاتا ہے کیونکہ کسی ایسے کام سے جو صرف دنیا کے لئے کیا جائے نجات نہیں مل سکتی لوگ اس دنیا میں آزمائش میں ڈالے گئے ہیں لوگوں نے اس دنیا سے جو دنیا کے لئے کمایا ہوگا اس سے الگ کردیئے جائینگے اور اس پر ان کا حساب لیا جائے گا اور جو اس دنیا سے آخرت کے لئے کمایا ہوگا اسے آگے پہنچ کر وہ پالیں گے اور اسی میں رہیں سہیں گے دنیا عقلمندوں کے لئے ایک بڑھتا ہوا سایہ ہے جسے ابھی بڑھا اور پھیلا ہوا دیکھ رہے تھے وہ دیکھتے ہی دیکھتے گھٹ کر اور سمٹ کر رہ گیا۔

(خطبہ نمبر ۶۱ ص ۲۲۸)

جنگ صفین کے دنوں میں فرمایا اے گروہ مسلمین خوف خدا کو اپنا شعار بناؤ اطمینان وقار کی چادر اوڑھ لو...... بار بار حملہ کرو اور بھاگنے سے شرم کرو اس لئے کہ یہ پشتوں تک کے لئے ننگ وعار ہے اور روز محشر جہنم کی آگ کا باعث ہے۔ خوشی سے اپنی جانیں اللہ کو دیدو اور پُر اطمینان رفتار سے موت کی پیش قدمی کرو۔ (تاریخ کا بیان ہے کہ لشکر علی سے ۵۰ ہزار شہید ہوئے۔) (خطبہ ۶۴ ص ۲۲۱)

دنیا کی مذمت:

میں اس دار دنیا کی حالت کیا بیان کروں کہ جس کی ابتداء رنج اور انتہا فنا ہو جس کے حلال میں حساب اور حرام میں سزا وعتاب ہو یہاں کوئی غنی ہو تو فتنوں سے واسطہ اور فقیر ہو تو حزن وملال سے سابقہ رہے جو دنیا کے لئے سعی وکوشش میں لگا رہتا

ہواس کی دنیوی آرزوئیں بڑھتی ہی رہتی ہیں اور جو کوششوں سے ہاتھ اُٹھالیتا ہے دنیا خود ہی اس سے سازگار ہو جاتی ہے۔ جو شخص دنیا کو عبرتوں کا آئینہ سمجھ کر دیکھتا ہے تو وہ اس کی آنکھوں کو روشن بنا کر دیتی ہے اور جو صرف دنیا پر ہی نظر رکھتا ہے۔ تو وہ اسے کور اور نابینا بنا دیتی ہے۔ (خطبہ ۸۰ ص ۲۳۹)

(آخرت کے لئے) کچھ کرلو نوجوانوں اُٹھتی جوانیاں ہیں:

☆ دنیا نے پیٹھ پھیر کر اپنے رخصت ہونے کا اعلان اور منزل عقبیٰ نے سامنے آ کر اپنی آمد سے آگاہ کر دیا ہے آج کا دن تیاری کا ہے اور کل دوڑ کا ہوگا جس طرف آگے بڑھنا ہے وہ تو جنت ہے اور جہاں کچھ اشخاص تو (اپنے اعمال کی بدولت) بلا اختیار پہنچ جائینگے وہ دوزخ ہے کیا موت سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا کوئی نہیں اور کیا اس روز مصیبت کے آنے سے پہلے عمل خیر کرنے والا ایک بھی نہیں تم امیدوں کے دور میں ہو جس کے پیچھے موت کا ہنگامہ ہے تو جو شخص موت سے پہلے ان امیدوں کے دنوں میں عمل کر لیتا ہے تو یہ عمل اس کے لئے سودمند ثابت ہوتا ہے اور موت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور جو شخص موت سے قبل زمانہ امیدوں آرزو میں کوتاہیاں کرتا ہے تو وہ عمل کے اعتبار سے نقصان رسیدہ رہتا ہے اور موت اس کے لئے پیغام ضرر لے کر آتی ہے لہذا جس طرح جب ناگوار حالات کا اندیشہ ہو نیک اعمال میں منہمک ہو جاؤ ہوا ایسا ہی اس وقت بھی نیک اعمال کرو جب کہ مستقبل کے آثار مسرت افزا محسوس ہو رہے ہیں۔ مجھے جنت ہی ایسی چیز نظر آتی ہے جس کا طلب گار سویا پڑا ہو اور جہنم ہی ایسی چیز نظر آتی ہے جس سے دور بھاگنے والا خواب غفلت میں محو ہو جو حق سے فائدہ نہیں اُٹھاتا اسے باطل کا نقصان ضرور اُٹھانا پڑے گا جس کو ہدایت ثابت قدم نہ رکھے اسے گمراہی ہلاکت کی طرف کھینچ لے جائیگی تمہیں کوچ

کا حکم مل چکا ہے اور زادراہ کا پتہ دیا جا چکا ہے مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ دو چیزوں کا ہی خطرہ ہے ایک خواہشوں کی پیروی اور دوسری امیدوں کا پھیلاؤ اس دنیا میں رہتے ہوئے اس سے اتنا زادراہ لو جس سے کل اپنے نفسوں کو بچا سکو۔ سید رضی کہتے ہیں کہ اگر کوئی کلام گردن پکڑ کر زہد دنیوی کی طرف لانے والا اور عمل اخروی کے لئے مجبور و مضطر کرنے والا ہو سکتا ہے تو وہ یہی کلام ہے۔ (خطبہ ص ۲۸ ص ۱۷۰)

☆ خبردار ہو جاؤ کہ بداعمالیوں کے ارتکاب کے وقت ذرا موت کو بھی یاد کر لیا کرو کہ جو تمام لذتوں کو مٹا دینے والی اور تمام نفسانی مزوں کو گرا دینے والی ہے اور ان امیدوں کو ختم کر دیتی ہے جو قبیح گناہوں سے آدمی رکھتا ہے۔ اللہ سے واجب الادا حقوق ادا کرنے اور اس کی ان گنت نعمتوں اور لاتعداد احسانوں کا شکر بجالانے کے لیے اسی سے مدد مانگتے رہو۔ (خطبہ ۹۷ ص ۳۰۵)

☆ قیامت کا دن ایسا ہو گا کہ اللہ حساب کی چھان بین اور عملوں کی جزا کے لئے سب اگلوں پچھلوں کو جمع کرے گا وہ جھک کر اس کے آگے کھڑے ہونگے پسینہ منہ تک پہنچ کر ان کے منہ میں لگام ڈال دے گا زمین ان لوگوں سمیت لرزتی اور تھرتھراتی ہو گی اس وقت سب سے بڑا خوشحال وہ ہو گا جسے قدم ٹکنے کی جگہ اور سانس لینے کی فضا مل جائے۔ اسی خطبے کا ایک جز یہ ہے کہ (میرے دور میں مسلمانوں کے باہمی تصادم کے) ایسے فتنے ہونگے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے جن میں نہ گھوڑوں کے پاؤں جم سکیں گے نہ جھنڈے پلٹائے جائینگے۔ (خطبہ ۱۰۰ ص ۳۰۸)

☆ ۱۔ خطبہ ۴۲ ص ۱۹۸ پر ہے "اے لوگو! مجھے تمہارے بارے دو قسم کا ڈر ہے۔ ۱ اپنی خواہشوں کی پیروی۔ ۲۔ امیدوں کا پھیلاؤ خواہشوں کی پیروی حق سے روکتی ہے اور امیدوں کا پھیلاؤ آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ دنیا صرف

تلچھٹ کی طرح رہ گئی اور آخرت ادھر منہ کر کے آ رہی ہے۔ تم فرزند آخرت بنو اور ابناء دنیا نہ بنو اس لئے کہ ہر بیٹا روز قیامت اپنی ماں سے منسلک ہوگا آج عمل کا دن ہے اور حساب نہیں ہے اور کل حساب کا دن ہوگا عمل نہ ہو سکے گا۔''

قیامت کے عذاب سے ڈرو:

ہم اہل بیت کے پاس حکمت کے دروازے اور امر خدا کی روشنی ہے جس نے ان کو اختیار کیا تو کامیابی سے حق تک پہنچ گیا جو ان کو چھوڑ کر رک گیا تو گمراہ اور پریشان ہوا (اہل بیت کے نافرمان عبرت پکڑیں) سنو دین کے قوانین ایک ہیں یعنی منزل تو حید و سنت ہے اور راہیں سیدھی ہیں۔

اس دن کے لئے عمل کرلو جس کے لئے نیک کاموں کے ذخیرے جمع کئے جاتے ہیں اور راز فاش کئے جائینگے اس آگ سے بچو جس کی حرارت سخت ہے اور گہرائی بہت ہے جس کا زیور لوہا اور کھانے پینے کے لئے خون آلود پیپ ہے۔

☆ اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو اور موت سے پہلے اپنا ذخیرہ فراہم کرلو۔ (نہج البلاغہ ص ۶۲ خطبہ ۱۱۸ ص ۳۴۸) مترجم

☆ یاد رکھو تمہیں پل صراط سے گزرنا ہے جہاں پاؤں پھسل جاتے ہیں اور قدم قدم پر خوف و دہشت کے خطرات ہیں مرد دانا کی طرح اللہ سے ڈرو۔ (نہج البلاغہ ۸۱ تین حوالے نہج البلاغہ عربی سے ماخوذ ہیں)

آخرت سے ڈرنے والا مرد دانا کون ہے:

لوگو! اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح وہ مرد عقلمند ڈرتا ہے جس کے دل کو (آخرت کی) سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کر دیا ہو اور خوف نے اس کے بدن کو تھکا دیا ہو اور نماز شب نے اس کی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو اور ثواب کی امیدیں دن کی تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزرتی ہوں اور زہد و ورع

نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو ذکر الٰہی میں ہر وقت اس کی زبان چلتی ہو خطروں کے آنے سے پہلے اس نے خوف کھایا ہو اور کٹی پھٹی راہوں سے بچتا ہوا سیدھی راہ پر ہولیا ہو اور راہ مقصود پر آنے کے لئے سیدھا راستہ اختیار کیا ہو نہ خوش فریبیوں نے اس پر پیچ وتاب پیدا کیا ہو نہ مشتبہ باتوں نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ہو وہ بشارت کی خوشیوں اور نعمت کی آسائشوں کو پا کر میٹھی نیند سوتا ہے اور امن چین سے دن گزارتا ہے وہ دنیا کی عبور گاہ سے قابل تعریف مسرت کے ساتھ گزر گیا اور آخرت کی منزل کی طرف سعادتوں کے ساتھ جا پہنچا۔ خطروں کے پیش نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اچھائیوں کے لئے اس وقفہ حیات میں تیز گام چلا طلب آخرت میں دلجمعی و رغبت سے بڑھتا گیا اور برائیوں سے بھاگتا رہا اور آج کے دن کل کا خیال رکھا اور پہلے سے اپنے آگے کی ضرورتوں پر نگاہ رکھی بخشش وعطاء کے لئے جنت اور عقاب و عذاب کے لئے دوزخ سے بڑھ کر اس کے لئے کیا ہوگا اور انتقام لینے اور مدد کے لئے اللہ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے نیک اعمال میں اپنے لئے سند وحجت بن کر اور بداعمال میں سزا دلانے والا دشمن بن کر قرآن سے بڑھا ہوا کون ہوسکتا ہے۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے ڈرنے والی چیزوں کے ذریعے عذر تراشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی اور سیدھا راہ دکھا کر حجت تمام کردی ہے اور تمہیں اس دشمن سے ہوشیار کر دیا ہے جو چپکے سے سینوں میں نفوذ کر جاتا ہے اور کانا پھوسی کرتے ہوئے کانوں میں پھونک دیتا ہے چنانچہ وہ گمراہ کر کے اسے تباہ وبرباد کر دیتا ہے اور وعدے کر کے طفل تسلیوں سے ڈھارس بندھاتا ہے پہلے تو بڑے بڑے جرموں کو سنوار کر لاتا ہے اور بڑے بڑے مہلک گناہوں کو ہلکا اور سبک کر کے دکھاتا ہے اور جب بہکائے ہوئے نفس کو گمراہی کے راستے پر لگا دیتا ہے اور پھندوں میں جکڑ لیتا ہے تو جسے سجایا تھا اسے برا کہنے لگ جاتا ہے اور جسے ہلکا اور سبک بتایا تھا اسے گراں بار بتاتا ہے اور جس سے مطمئن اور بے خوف کیا تھا اس سے ڈرانے لگتا ہے۔ (خطبہ ۸۱ ۲۴۷۔۲۴۸)

قبر و آخرت کا نقشہ:

''اور آخری منزل سے پہلے تم جانتے ہو کہ کیا کیا ہے قبر کی تنگنائی برزخ کی ہولنا کی خوف کی دہشتیں پسلیوں کا ادھر سے ادھر ہونا کانوں کا بہرا ہونا لحد کی تاریکی عذاب کی دھمکیاں قبر کے شگاف کا بند کیا جانا اور اس پر پتھروں کی سلوں کا چن لیا جانا۔

اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو کیونکہ دنیا ایک ہی ڈھرے پر چل رہی ہے تم اور قیامت یک ہی رسی میں بندھے ہوئے ہو گویا کہ وہ اپنی علامتوں کو آشکارا کر کے آ چکی ہے اور تمہیں اپنے راستہ پر کھڑا کر دیا ہے کہ وہ اپنی مصیبتیں لے کر تم پر کھڑی ہوگئی ہے اور اپنا سینہ ٹیک دیا ہے اور دنیا اپنے بسنے والوں سے کنارہ کش ہو چکی ہے اور انہیں اپنی آغوش سے الگ کر دیا ہے گویا کہ وہ ایک دن تھا جو بیت گیا یا مہینہ تھا جو گزر گیا اس کی نئی چیزیں پرانی اور موٹے تازے جسم دبلے ہو گئے ایک ایسی جگہ میں پہنچ کر جو تنگ و تار ہے اور ایسی چیزوں میں پھنس کر جو پیچیدہ و عظیم ہیں اور ایسی آگ میں پڑ کر جس کی ایذائیں شدید، چیخیں بلند، شعلے اُٹھتے ہوئے، بھڑکنے کی آوازیں غضبناک، گہراؤ نگاہ سے دور اطراف تیرہ و تار (آتشیں) دیگیں کھولتی ہوئی اور تمام کیفیتیں سخت و ناگوار ہیں (اللہ ہر کسی کو پناہ دے)

جنت کا اعلیٰ مقام:

اور جو لوگ اللہ کا خوف کھاتے تھے انہیں جوق در جوق جنت کی طرف لے جایا جائیگا وہ عذاب سے محفوظ عتاب و سرزنش سے علیحدہ اور آگ سے بری ہونگے گھر ان کا پر سکون اور وہ اپنی منزل و جائے قرار سے خوش ہونگے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھیں دنیا میں ان کی راتیں خشوع و خضوع اور توبہ اور استغفار میں (بیداری کی وجہ سے) دن تھیں اور دن لوگوں سے متوحش اور علیحدہ رہنے کی وجہ سے ان کے لئے راتیں تھے تو اللہ نے جنت کو ان کی جائے بازگشت اور وہاں کی نعمتوں کو ان کی جزا قرار دیا ہے اور وہ اس کے سزاوار اور حق

دار تھے اس ہمیشہ رہنے والی سلطنت اور برقرار رہنے والی نعمتوں میں''

جنت کے لئے وعظ ونصیحت:

لہذا اے خدا کے بندو ان چیزوں کی پابندی کرو جن کے پابندی سے کامیاب ہونے والا پاس ہوگا اور انہیں ضائع کرنے والا اپنا نقصان اُٹھائیگا۔ موت آنے سے پہلے اعمال صالحہ کا ذخیرہ تیار کرلو اس لئے کہ جن اعمال کو تم آگے بھیج چکے ہو گے ان ہی میں تم گروی ہوگے اور دنیا میں جو کارگزاریاں تم نے کی ہونگی انہی کا بدلہ پاؤ گے سمجھ لو کہ گویا موت تم پر وارد ہو چکی ہے جس کے بعد نہ تمہیں پلٹنا ہے اور نہ گناہوں لغزشوں سے دستبرداری کا موقع ہے خداوند عالم ہمیں اور تمہیں اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کی توفیق دے اور اپنی رحمت کی فراوانی سے ہمیں تمہیں دامن عفو میں جگہ دے زمین سے چمٹے رہو بلاء وسختی کو برداشت کرو اپنی زبان کی خواہشوں کے لئے ہاتھوں اور تلواروں کو حرکت نہ دو اور جن چیزوں میں اللہ نے جلدی نہیں کی۔ تو جلدی کا شورمت مچاؤ بلاشبہ تم میں سے جو شخص اللہ اس کے رسول اور ان کے گھر والوں کا حق پہچانتے ہوئے بستر پر بھی دم توڑ دے تو وہ شہید مرتا ہے۔ اور اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس عمل خیر کی نیت اس نے کی ہے اس کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور اس کی یہ نیت تلوار سونتنے کے قائم مقام ہے بیشک ہر چیز کی ایک موت اور میعاد ہوا کرتی ہے۔ (خطبہ ۱۸۸ص ۵۲۱۔۵۲۲)

فکر آخرت والے پرہیزگار کی آپ نے ۱۰۰ یہ خوبیاں بیان فرمائیں:

ھمام بن شریح نامی۔ حضرت علیؑ کے ساتھی نے پرہیزگاروں کی صفات پوچھیں تو آپ نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا کہ اللہ نے مخلوق پیدا کی تو اس کی اطاعت یا نافرمانی سے بے پرواہ ہو کر بنائی اسے ان کی اطاعت سے فائدہ کا نفع اور نافرمانی سے نقصان کا اندیشہ نہ تھا۔ اس نے زندگی کا ساز وسامان ان میں بانٹ دیا اور ہر ایک کو اس کے مناسب مقام پر رکھا۔ چنانچہ فضیلت ان لوگوں کے لئے ہے جو پرہیز گار

ہیں۔ ان کی گفتگو جچی تلی ہوئی۔ لباس میانہ روی کا اور چال ڈھال، عاجزی کی ہے۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے ان کی آنکھیں بند ہیں اور فائدہ مند علم پر کان دھر لئے ہیں ان کے نفس زحمت و تکلیف میں ویسے ہی رہتے ہیں جیسے آرام و آسائش میں۔ اگر زندگی کی مقررہ مدت ان کو پوری نہ کرنی ہوتی تو ثواب کے شوق اور عتاب کے خوف سے ان کی روحیں ان کے جسموں کیلئے ذرہ بھر بھی نہ ٹھہرتیں خالق کی عظمت ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے کیونکہ اس کے سوا ہر چیز ان کی نظروں میں ذلیل ہے ان کو جنت کا یقین ایسا ہی ہے جیسے دیکھی ہوئی ہو تو گویا وہ اس وقت جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہیں۔ اور دوزخ کا بھی ایسے ہی یقین ہے، جیسے دیکھی ہو تو انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہاں کا عذاب ان کے گردو پیش ہے ان کے دل غمزدہ محزون اور لوگ ان کے شر ایذاء سے محفوظ و مامون ہیں ان کے بدن لاغر، ضروریات کم اور نفس نفسانی خواہشات سے بری ہیں انہوں نے چند مختصر سے (دنیا میں) دنوں پر صبر کیا جس کے نتیجے میں دائمی آسائش حاصل کی۔ یہ ایک فائدہ مند تجارت ہے جو اللہ نے ان کے لئے مہیا کی۔ دنیا نے انہیں چاہا مگر انہوں نے دنیا کو نہ چاہا اس نے انہیں قیدی بنایا تو انہوں نے اپنے نفسوں کا فدیہ دے کر اپنے کو چھڑالیا رات کو وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیات ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم واندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا علاج ڈھونڈتے ہیں۔ جس آیت میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو تو اس کی طمع میں جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ پر کیف منظر ان کے سامنے ہے۔

اور جب ایسی آیت پر نظر پڑے جس میں دوزخ سے ڈرایا گیا ہو تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ و پکار ان کے کانوں پر پہنچ رہی ہے وہ رکوع میں اپنی کمروں کو جھکائے اور سجدہ میں اپنی پیشانیاں، ہتھیلیاں گھٹنے اور پاؤں زمین پر بچھائے ہوئے اللہ سے گلو خلاصی کے لئے التجائیں کرتے ہیں۔ دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند عالم نیکوکار اور پرہیزگار

نظر آتے ہیں خوف نے ان کو تیروں کی طرح لاغر کر چھوڑا ہے دیکھنے والا ان کو بیمار سمجھتا ہے حالانکہ ان کو تو کوئی مرض نہیں ہوتا اور جب کوئی ان کی باتوں کو سنتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو دیوانے ہیں حالانکہ وہ دیوانے نہیں بلکہ ان کو تو دوسرا (آخرت کا) خطرہ لاحق ہے وہ اپنے کم اعمال سے مطمئن نہیں ہوتے اور زیادہ کو زیادہ نہیں سمجھتے وہ اپنے ہی نفسوں پر کوتاہیوں کا الزام رکھتے ہیں اور اپنے اعمال سے خوفزدہ رہتے ہیں جب کسی کو ان میں سے نیکیوں پر سراہا جائے تو وہ اس کو ناپسند کر کے لرزتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہوں اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ مجھے جانتا ہے۔ خدایا ان کی تعریفوں پر میری گرفت نہ کرنا اور میرے متعلق ان کے حسن ظن سے مجھے بہتر قرار دینا اور میرے ان گناہوں کو بخش دینا جو ان کے علم میں نہیں۔

(ان میں سے ہر ایک کی) علامت یہ ہے کہ تم اس کے دین میں استحکام نرمی وخوش خلقی کے ساتھ دوراندیشی ایمان میں یقین واستواری بردباری کے ساتھ دانائی خوش حالی میں میانہ روی عبادت میں عجز و نیاز مندی فقر و فاقہ میں آن بان مصیبت میں صبر طلب رزق میں حلال پر نظر ہدایت میں کیف وسرور اور طمع سے نفرت و بے تعلقی دیکھو گے۔ وہ نیک اعمال بجالانے کے باوجود خائف رہتا ہے شام ہو تو اللہ کا شکر اور صبح ہو تو یاد خدا اس کا مقصد ہوتا ہے رات خدا کے خوف وخطر میں گزارتا ہے اور صبح کو خوش اُٹھتا ہے خطرہ اس کا کہ رات غفلت میں نہ گزر جائے اور خوشی اس فضل و رحمت کی دولت کی جو اسے نصیب ہوئی اگر اس کا نفس کسی ناگوار صورت حال کو برداشت کرنے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس کی من مانی خواہش کو پورا نہیں کرتا جاودانی نعمتوں میں اس کی آنکھوں کا سرور ہے اور دار فانی کی چیزوں سے بے تعلقی اور بیزاری ہے۔ حلم کو علم میں اور بات کو عمل میں سمو دیا ہے تم دیکھو گے کہ اس کی امیدیں کم لغزشیں تھوڑی دل متواضع۔ نفس قانع غذا قلیل رویہ بے زحمت دین محفوظ خواہش مردہ اور غصہ ناپید ہے اس سے بھلائی کی توتوقع ہے مگر نقصان کا اندیشہ نہیں وہ غافلوں میں نظر آئے تو بھی ذاکروں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جب ذاکروں میں ہو تو غفلت شعاروں میں

اس کا شمار نہیں اس پر کوئی ظلم کرے تو درگذر کرتا ہے۔ جو محروم کرے اس کا دامن عطا سے بھر دیتا ہے۔ جو اس سے بگاڑے اس سے بناتا ہے۔ بے ہودہ بکواس اس کے قریب نہیں پھٹکتی اس کی باتیں نرم برائیاں ناپید۔ اچھائیاں ظاہر اور خوبیاں ابھر کر سامنے آتی ہیں۔ وہ مصیبت کے جھٹکوں میں کوہ حلم و وقار سختیوں پر صابر اور خوشحالی میں شاکر رہتا ہے۔ دشمن پر بے جا زیادتی نہیں کرتا۔ دوست کی خاطر کوئی گناہ بھی نہیں کرتا۔ اپنے خلاف گواہی سے قبل ہی حق کا اعتراف کر لیتا ہے امانت کو ضائع نہیں کرتا نصیحت کو نہیں بھولتا۔ کسی کا برا نام نہیں رکھتا۔ نہ برے نام سے یاد کرتا ہے پڑوسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ دوسروں کی مصیبت پر خوش نہیں ہوتا باطل میں شامل نہیں ہوتا۔ حق سے باہر نہیں جاتا۔ اگر چپ رہے تو خاموشی سے اس کا دل نہیں بجھتا۔ ہنسے تو آواز بلند نہیں ہوتی اگر اس پر زیادتی ہو تو سہ لیتا ہے تا کہ اللہ ہی اس کا انتقام لے وہ اپنے نفس کو مشقت میں رکھتا ہے مگر لوگ تو اس سے راحت میں ہیں۔ جن سے دوری اختیار کرے تو یہ زہد و پاکیزگی کے لئے ہے اگر قریب ہو تو یہ خوش خلقی اور رحم دلی کی بنا پر ہے۔ اس کی کسی سے دوری غرور و تکبر کی بنا پر نہیں اور میل جول کسی مکر اور فریب کے لئے نہیں ہوتا۔" "راوی کا بیان ہے کہ یہ کلمات سنتے سنتے ہمام پر غشی آئی پھر وہ فوت ہو گیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا بخدا مجھے اس سے یہی اندیشہ تھا پھر فرمایا کہ موثر نصیحتیں نصیحت پذیر طبیعتوں پر بھی اثر کرتی ہیں۔ (پورا خطبہ ۱۹۱ ص ۵۵۲ تا ۵۵۷) (سوچئے ان سو میں وہ بدعتیں بھی ہیں جن پر ہم لڑتے اور حکومت سے تحفظ کرتے ہیں؟)

دنیا کا زوال اور آخرت کا ثواب و عقاب:

☆ دنیا اپنا دامن سمیٹ رہی ہے اور اپنے جانے کا اعلان کر دیا ہے اس کی جانی پہچانی چیزیں اجنبی ہو گئی ہیں وہ تیزی سے پیچھے ہٹ رہی ہے اور اپنے رہنے والوں کو فنا کی طرف بڑھا رہی ہے اور اپنے پڑوس میں بسنے والوں کو موت کی طرف دھکیل رہی ہے اس کے میٹھے مزے تلخ اور صاف و شفاف لمحے مکدر ہو گئے ہیں اس سے صرف اتنا

باقی ہے جتنا برتن سے بچا ہوا پانی یا ایک گھونٹ کہ پیاسا اگر پئے تو سیراب نہ ہو۔ خدا کے بندو! اس دار دنیا سے نکلنے کا تہیہ کرو جس کے رہنے والوں کے لئے زوال امر مسلم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آرزوئیں تم پر مسلط ہوں اور چند روزہ زندگی کو دراز سمجھ بیٹھو خدا کی قسم اگر تم ان اونٹنیوں کی طرح فریاد کرو جو اپنے بچے کھو چکی ہوں۔ اور ان کبوتروں کی طرح نالہ وفغاں کرو جو اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گئے ہوں اور ان گوشہ نشیں راہبوں کی طرح چیخو چلاؤ جو گھر بار چھوڑ چکے ہوں (تو کچھ فائدہ نہ ہوگا) اور اگر تم اپنے مال اولاد سے بھی ہاتھ اُٹھا لو تو اس غرض سے کہ تمہاری دربار خداوندی میں رسائی ہو بلند درجہ کے ساتھ یا ان گناہوں کی معافی ملے جو صحیفہ اعمال میں درج ہیں اور کراما کاتبین کو یاد ہیں تو یہ تمام بے تابی اور نالہ وفریاد اس ثواب کے لحاظ سے جس کا میں تمہارے لئے امیدوار ہوں اور اس عقاب کے اعتبار سے جس کا مجھے تمہارے لئے خوف واندیشہ ہے، بہت ہی کم ہوگی۔

خدا کی قسم اگر تمہارے دل بالکل پگھل جائیں اور تمہاری آنکھیں امید وبیم سے خون بہانے لگیں اور پھر رہتی دنیا میں اسی حالت میں جیتے بھی رہو تو بھی تمہارے اعمال اگرچہ تم نے کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی ہو اس کی بڑی نعمتوں کی بخشش اور ایمان کی طرف راہنمائی کا بدلہ نہیں اتار سکتے۔ (خطبہ ۵۲ ص ۲۰۷/۲۰۸)

دنیا چھوڑو آخرت اپناؤ:

اے لوگو! دنیا گزرگاہ ہے اور آخرت جائے قرار اس راہ گزر سے اپنی منزل کے لئے توشہ اٹھا لو۔ جس خدا کے سامنے تمہارا کوئی بھید چھپا نہیں رہ سکتا اس کے آگے اپنے پردے چاک نہ کرو قبل اس کے کہ تمہارے جسم دنیا سے الگ کر دیئے جائیں اپنے دل اس سے ہٹا لو اس دنیا میں تمہیں جانچا جا رہا ہے لیکن تمہیں پیدا دوسری جگہ کے لئے کیا گیا ہے جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کیا چھوڑ گیا ہے اور فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آگے کیا بھیجا ہے۔ خدا تمہارا بھلا کرے کچھ آگے کے

لئے بھی بھیجو کہ وہ تمہارے لئے اللہ کے ہاں ایک طرح کا قرض ہوگا سب کا سب پیچھے نہ چھوڑ جاؤ کہ وہ تمہارے لئے بوجھ ہوگا۔ (خطبہ ص ۲۰۱ ص ۵۸۰)

جاہلوں نے خوف قیامت کا عقیدہ کیسے بگاڑا:

بھائیو! قبر و قیامت کے عذاب اور خوف خدا پر ''بیشک اللہ کے بندوں میں سے علماء دین ہی خدا کا خوف رکھتے ہیں۔ (پ۲۲ ع ۱۶)'' کا اولین مصداق حضرت علی المرتضٰی کے خطبات اور ارشادات بکثرت ہیں بطور نمونہ یہی کافی ہے۔

اب آپ غور فرمائیں کہ امام حسین کے قتل و شہادت پر آج فخر کرنے والوں نے اس اسلامی عقیدہ کو بھی ۷ وجوہ سے بگاڑ دیا۔

﴿۱﴾ بدنوں کے لئے معاد و قیامت اور سزا نہیں ارواح ہی اسی جہان میں ایک دوسرے کے بدن میں داخل ہوتی اور نکلتی رہتی ہیں۔ یہ تناسخ ارواح ہندووں کا مذہب ہے مگر امامیہ کے بارہ فرقے۔ زرامیہ، کاملیہ، منصوریہ، حمیریہ، باطنیہ، قرامطہ، جناحیہ، معمریہ، میمونیہ، مقنعہ، خلفیہ، خطابیہ بھی یہی کہتے ہیں۔ (تحفہ اثنا عشریہ باب ہشتم ص ۸ شیعہ کا مخالفِ قیامت عقیدہ) حالانکہ یہ سینکڑوں آیات کا انکار ہے۔ مثلاً

﴿۱﴾ ''صور ثانی جب پھونکا جائے گا تو لوگ قبروں سے نکل کر پھیل پڑیں گے تو کہنے لگیں گے۔ ہائے ہماری کم بختی! ہمیں اپنی خوابگاہ سے کس نے جگایا۔ یہی رحمٰن کا کیا ہوا وعدہ ہے اور پیغمبروں نے بھی سچ کہا تھا۔ (یٰس پ۲۳ ع ۳)

﴿۲﴾ انسان اپنی پیدائش بھول کر کہتا ہے ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ آپ فرمائیے وہی خدا زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلے پیدا کیا تھا (یٰس ع ۴)

﴿۳﴾ جب تم میں سے کوئی مر جائے تو خدا سے کہتا ہے اے رب مجھے واپس بھیج تاکہ وہ نیک کام میں کر آؤں جو نہ کئے تھے ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ یہ ایک بات

ہی ہے جو کہہ رہا ہے قیامت آنے تک یہ لوگوں سے برزخ (پردے) میں ہے (پ ۱۸ ع ۶) ان تین آیات سے معلوم ہوا (۱) کہ قبر میں جی اٹھنا اور پھر قیامت برحق ہے۔ (۲) صرف مردہ مردہ کہنا درست نہیں وہ یہاں کے خواب کی طرح ایک قسم کی (عذاب وثواب) کی نیند میں ہیں۔ (۳) ایک قسم کی باشعور خدا اور فرشتوں سے باتیں کرانے والی برزخی زندگی رکھتے ہیں۔ (۴) گنہگار اپنا انجام جان چکے تبھی دنیا میں اعمال صالحہ بجالانے کے لئے واپسی چاہتے ہیں۔ مگر تا قیامت قبر و برزخ کی زندگی تو حاصل ہے۔ دنیا میں واپسی کی زندگی نہیں مل سکتی۔ ہاں مکمل طویل زندگی آخرت میں اُٹھ کر ملے گی۔ (۵) وہاں روح جہاں بھی ہو بدن یا اس کے بگڑے اجزاء سے تعلق رکھتی ہے۔ اور مردہ اعمال صالحہ کے لئے واپس آنا چاہتا ہے۔ اگر بدن سے تعلق نہ ہوتو روح کا آنا بیکار ہے۔ وہ تو نماز روزہ وغیرہ ادا نہیں کر سکتی۔ عقل پرستی کی وجہ سے آج کے شیعہ سنی اس کے منکر ہو رہے ہیں۔

﴿۳﴾ شیعہ کہتے ہیں کہ خدا پر بعث ومعاد مردوں کو زندہ کر کے جزا وسزا دینا واجب ہے جواب یہ ہے ہم کون ہیں خدا پر واجب کرنے والے؟ وہ اپنی طاقت سے وعدہ کے مطابق۔ عذاب وثواب قائم کرے گا واجب کہنے سے خدا کا اپنا اختیار۔ کرے یا نہ کرے۔ جاتا رہتا ہے۔ ہر سچا بادشاہ اور جج اپنے فیصلہ کے خلاف کرسکتا ہے۔ مگر اپنی مہربانی سے خلاف کرتا نہیں ہے۔

﴿۴﴾ عذاب قبر برحق ہے۔ لیکن اکثر شیعہ فرقے زیدیہ سمیت اس کے منکر ہیں۔ کہ مشاہدہ کے خلاف ہے قبر کھل جائے تو ہمیں نظر نہیں آتا۔ آج کے غیر مقلد نیچری۔ منکر حدیث اور اشاعتی بھی یہی کہنے لگے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ جب یہ اگلے جہان کا اور ہم سے اوجھل زندگی کا معاملہ ہے ہم وہ شعور و برداشت ہی نہیں رکھتے کہ دیکھ سکیں مردہ ہمارے سامنے مر رہا ہے۔ بنص قرآنی اسے منہ پر پشت پر فرشتے مار رہے ہیں۔ جلانے والا

عذاب چکھ رہا ہے۔ (پ۱۰ع۲) مگر ہم نہ اسے بھڑکتا چیختا دیکھتے ہیں نہ اس کی آگ اور گرز ہمیں نظر آتے ہیں۔ ابوداؤد کی حدیث ہے کہ مردہ کا چیخنا اگر زندہ سن لے فصعق وہ بے ہوش ہو جائے۔ قبر کا عذاب ماننا قیامت کی طرح ایمان بالغیب کا حصہ ہے منکر کے کافر ہونے کا اندیشہ ہے۔ شیعہ اور نئے معتزلی موحد سینکڑوں متواتر احادیث کے اور نہج البلاغہ کے ارشادات کے تو منکر ہی ہیں۔ اگر قرآن کو سچا اور صحیح سالم مانتے ہیں تو ان آیات پر غور فرمائیں۔

﴿۱﴾ قوم نوح اپنے گناہوں کی پاداش میں غرق ہوئی پھر آگ میں داخل ہوگئی (پ۲۹ع۹) بجلی کا کرنٹ اسے ہی محسوس ہوتا ہے جسے لگے لہٰذا پانی کی دوزخی آگ اور بجلی صرف قوم نوح اور فرعونیوں کو محسوس ہو رہی ہے۔

﴿۲﴾ ۱۸ لاکھ فرعونیوں کے متعلق ارشاد ہے۔ صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں جب قیامت ہوگی کہا جائے گا اے فرعون کی آل اور تابعدارو اس سے بدترین عذاب (اصل دوزخ) میں اب داخل ہو جاؤ۔ (پ۲۴ مومن)

﴿۳﴾ ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا۔ پھر اسی میں (موت دے کر) لوٹائینگے پھر اسی سے ہم تم کو (زندہ) نکالیں گے۔ (طٰہٰ ع۳ پ۱۶) دفن کے وقت یہ پڑھی جاتی ہے۔

﴿۴﴾ اللہ نے تم کو زمین سے اگایا پھر اسی میں لوٹائے گا پھر اسی سے نکالے گا۔ (نوح پ۲۹) معلوم ہوا قبر یہی زمین ہے۔

﴿۵﴾ سورت یٰسٓ کے مرد اقصیٰ نے شہید ہونے کے بعد کہا'' کاش میری قوم جان لیتی کہ مجھے تو میرے رب نے بخش دیا اور مجھے معزز و مکرم لوگوں سے بنا دیا۔ پ۲۳ع)

﴿۶﴾ تم اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ جانو (اور نہ کہو) بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی نہیں سمجھ سکتے۔ دوسری آیت میں ہے وہ زندہ ہیں

اپنے رب کے ہاں رزق پاتے ہیں۔ (پ۲۔۴)
مگر آج کے رافضی موحد برملا کہتے ہیں "وہ مردہ ہیں ہم سمجھتے ہیں" انبیاء چونکہ شہدا سے افضل ہیں تو وہ بدرجہ اولیٰ دلالۃ النص سے برزخ وقبر میں زندہ ہیں۔ جیسے ماں باپ کو اف کہنا بے ادبی ہے۔ تو مارنا گالی دینا تو بدرجہ اولیٰ گستاخی اور حرام ہے) اس پر الگ آیت تو نہیں ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں "میت کو قبرستان میں قبر کے تنگ گوشے میں جکڑ باندھ کر اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سانپ بچھوؤں نے اس کی جلد چھلنی کر دی ہے۔ الخ (خطبہ نمبر ۱، ۱۸ص ۲۴۶)

﴿۴﴾ قیامت کے سارے حالات جنت ودوزخ کا وجود اور اس کی نعمتیں وعذاب برحق ہیں ان پر تمام مسلمانوں کا ایمان واتفاق ہے۔ مگر اکثر رافضی فرقے اس کے منکر ہیں۔ غلط تاویلیں کرتے ہیں۔ سینکڑوں آیات اور احادیث اہل بیت کا منکر کافر ہے۔

تناسخ ارواح اور عقیدہ رجعت کا اعلان:

﴿۵﴾ تناسخ ارواح باطل ہے۔ پہلے ہم بتا چکے ہیں یہ ہندوؤں کا عقیدہ عقل و مشاہدہ کے بھی خلاف ہے۔ کیا جتنے آدمی مرتے ہیں تو ان کی روحیں حاملہ عورتوں کے بچوں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ اموات ہر وقت ہیں۔ مگر بچے میں روح ۴ ماہ بعد ہوتی ہے۔ آگے پیچھے نہیں ہوتی پھر لازم ہے کہ مثلاً پاکستان میں ایک دن ایک ہزار آدمی فوت ہوں تو اتنے ہی بچے پیدا ہوں کم وبیش نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پھر نیک کی روح۔ نیک بچے میں جائے یہ ۱۵ سال بعد پتہ چلے گا۔ ایسے ہی بدروح کا پھر پندرہ سال نیک وبد کی جزا سزا ہندو شیعہ کے عقیدہ کے مطابق بھی ثابت نہ ہوگی۔

﴿۶﴾ مردوں کو قیامت سے پہلے لوٹنا ممکن نہیں تو شیعہ کا رجعت کا عقیدہ پھر حضور

کا آنا۔ اماموں کا آنا۔ مجرموں کا پھر زندہ ہو کر آنا۔ اپنے مظلوموں کے سامنے سزا پانا ابن سبا یہودی کا ایجاد کردہ ہے عقل و نقل کے خلاف ہے۔ مذہب شیعہ امام غائب در غار کی طرح جاہلوں کے ذہن میں پرورش پا رہا ہے ورنہ نہج البلاغہ میں حضرت علی نے تو یہ نہیں بتائے۔

﴿۷﴾ ''سارے شیعہ بخشے ہوئے ہیں۔'' اس فرضی عقیدہ پر بحث ہو چکی ہے۔ مالک یوم الدین کے خلاف ہے۔ خدا کے عدل و انصاف کے شیعہ اصول کے بھی خلاف ہے۔ کہ مجرم کو نہ پوچھا جائے اور شریعت و سنت کے پابند اس لئے دھر لئے جائیں۔ کہ یہ حضرت علی اور ان کے ۱۱ بیٹوں کو خدا اور انبیاء کی صفات میں شریک اور سب کائنات سے افضل کیوں نہ مانتے تھے۔

دنیا ہلاکت کا گھر ہے:

''یہ دنیا ایک ایسا گھر ہے جو بلاؤں میں گھرا ہوا ہے اور فریب کاریوں میں شہرت یافتہ ہے اس کے حالات کبھی یکساں نہیں رہتے نہ اس میں فروکش ہونے والے صحیح و سالم رہ سکتے ہیں اس کے حالات مختلف اور اطوار ادلنے بدلنے والے ہیں۔ خوش گزاری کی صورت کا یا اس میں قابل مذمت اور امن و سلامتی کا اس میں پتہ نہیں، اس کے رہنے والے تیراندازی کے ایسے نشانے ہیں کہ دنیا ان پر تیر چلاتی رہتی ہے اور موت کے ذریعہ انہیں فنا کر دیتی ہے تو اے خدا کے بندو اس بات کو جانے رہو کہ تمہیں اور اس دنیا کی ان چیزوں کو جن میں تم ہو انہی لوگوں کی راہ پر گزرنا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے جبکہ وہ تم سے لمبی عمروں والے۔ زیادہ آباد گھروں اور پائیدار نشانوں والے تھے۔

(خطبہ ص ۲۲۳ ص ۶۲۶ـ۶۲۷)

آئمہ اہل بیتؓ بھی فکر آخرت اور خوف خدا سے روتے تھے:

مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ بحث معاد ص ۵۰۲ میں عام

شیعوں کے اس عقیدہ کے رد میں" کہ ہم تو ہیں ہی بخشے جائے ہمیں کسی قسم کا عذاب نہ ہوگا۔" فرماتے ہیں۔

"امامیہ کا اعتقاد ہے کہ ان کا کوئی شخص کسی گناہ صغیرہ میں اور کبیرہ میں عذاب نہیں کیا جائے گا نہ قیامت کے دن اور نہ قبر میں اور یہ عقیدہ ان کا مسلم الثبوت ہے اسی وجہ سے ترک واجبات اور گناہوں کے ارتکاب میں نہایت دلیر ہوتے ہیں اور دلیل یہ (جھوٹی) روایت بتاتے ہیں کہ "محبت علی کافی ہے اس سے نجات وخلاص کافی ہے۔"

یہ نہیں سمجھتے کہ محبت خدا اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح ایمان واعمال صالحہ کے بغیر) جب نجات اور چھٹکارا میں کافی نہیں ہے تو محبت علی کی کیونکر کافی ہوگی (جبکہ آپ کو رب کارساز ومشکل کہنے والے اپنے حبدار آپؓ نے دنیا میں ہی جلا دیئے تھے۔" پھر فرماتے ہیں کہ ان کا یہ عقیدہ اپنے اصول کے بھی خلاف ہے کہ ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ کو عذاب دینا خدا کے ذمے واجب ہے اور اس کا نام انہوں نے عدل رکھا ہے (کیونکہ چند نفوس کے سوا وہ سب دنیا کو جب حضرت علیؓ کا دشمن جانتے ہیں تو وہ خوش ہیں کہ خدا سب کو سزا دے اور وہ اس پر واجب ہے حالانکہ ہر بادشاہ مجرم کو معاف بھی کرسکتا ہے۔ اور ان کی روایات کے بھی خلاف ہے کہ حضرت امیر اور حضرت سجاد اور دیگر آئمہ سے رونا گڑگڑانا اور خدا کے عذاب سے پناہ مانگنا قرآن کعبہ اور رسول کے واسطہ سے اور صحیح دعائیں توسل سے مانگنا ثابت ہے۔ جب یہ بزرگوار اتنے لرزتے اور کانپتے ہیں تو دوسروں کو ان کی محبت پر مغرور ہونا اور بھروسہ کرنا کیونکر روا ہوگا۔"

شیعہ لوگ صحیفہ سجادیہ پڑھا کریں:

دسمبر ۱۹۷۵ کے حج میں ایک ایرانی عالم سے میں نے بنات رسول پر فاتحہ پڑھتے ہوئے پوچھا۔ کہ آپ تو ان کے منکر ہیں پھر کیوں فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ وہ

بولا بنات اربعہ کے منکر جاہل ہیں۔ پھر جیب سے ''صحیفہ سجادیہ'' نکال کر دی کہ دیکھو
زین العابدینؒ ان پر سلام پڑھتے تھے میں نے وہ غور سے پڑھی۔ تو وہ خدا کے آگے
رونے، گناہوں سے معافی مانگنے پر لبریز تھی۔ فاضل قم و نجف ہر عالم وہ پڑھے۔ پھر
نفرت پھیلانے والے اور ۹۸٪ ان پڑھوں کو جنت کی فرضی ٹکٹ بانٹنے والے گویے
ناچے ذاکروں کے منبر پر جرأت سے خود قبضہ کر لے گناہوں پر عذاب والی آیات و
احادیث پڑھ کر سنائے۔ اور سورت دھر کی ان آیات کا ترجمہ بھی بتایا کرے۔ ''منتوں
کو وہ پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی۔ ہم تو
اپنے پروردگار سے اس سخت دن کا خوف کرتے ہیں جس میں (مجرموں کے) چہرے
بگڑ جائیں گے اور سکڑ جائینگے پس اللہ ان کو اس دن کی سختی سے بچالے گا اور ان کو
(صورت میں) تروتازگی اور (دلوں میں) خوشی عطا فرمائے گا۔ (مقبول ص ۶۹۳) ہر
مسلمان کو خدا جنت دے اور اس دن کی سختی سے بچائے۔۔

☆☆☆

باب چھارم:

خدا کے عدل وانصاف کا بیان

مسلمانوں کے قرآن وسنت سے اصول دین یا ایمانیات ۷ چیزیں ہیں۔
۱۔توحید ۲۔رسالت ۳۔قیامت۔ ۴۔فرشتوں پر ایمان ۵۔پیغمبروں پر ایمان ۶۔کتابوں پر ایمان۔ ۷۔اچھی بری تقدیر پر ایمان۔قرآن کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ حضرت رسول اور مومنین رب کی طرف سے اتارے ہوئے قرآن پر ایمان لائے۔ ہر ایک اللہ کی توحید اس کے فرشتوں، کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا ہم اس کے پیغمبروں سے کسی کو جدا نہیں کرتے۔''

(بقرہ آخری آیت پ۳ ع۸)

﴿۲﴾ جس نے بھی اللہ کا اس کے فرشتوں کا اس کی کتابوں کا اس کے پیغمبروں کا اور آخرت کے دن کا انکار کیا وہ دور کا گمراہ (کافر) ہوگیا۔(پ۵ ع۱۷)

﴿۳﴾ تم کیسے اللہ کا انکار کرسکتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے۔ پھر تم کو زندہ کیا پھر تم کو موت دے گا پھر زندہ کرے گا۔ پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔(بقرہ ع۳) بعث بعد الموت کا مستقل ذکر آ گیا۔

﴿۴﴾ وخلق کل شئ فقدرہ تقدیرا (پ۱۸ فرقان ۱۶) اس نے ہر چیز پیدا کی پھر اس کی تقدیر بھی بنائی۔ بخاری ومسلم کے کتاب الایمان میں حدیث جبریل ہے۔ کہ جب حضرت جبریل نے اسلام کے ۵ ارکان (۱۔کلمہ طیبہ، توحید رسالت ۔۲۔نماز ۳۔ زکوۃ ۴۔روزے ۵۔حج بیت اللہ) کے بعد ایمان کا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے'' کہ تو اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کے رسولوں پر ان کی کتابوں پر قیامت پر مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر اور (ہر

ایک کی) اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔"

ایمانیات اصول دین کی یہ بنیادی مختصر باتیں ہیں تفصیلات ہر قسم کی خود ان میں آ جاتی ہیں جن کا انکار کفر ہے۔

ہمارے امامی حضرات نے دین کے اصول وفروع میں اپنی روایتوں سے خوب ردو بدل اور اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنے اصول دین صرف ۵ بتائے ہیں۔ توحید، رسالت، قیامت، عدل اور امامت (تحفۃ العوام ص ۱) یعنی اپنی طرف سے پیغمبروں کتابوں اور تقدیر خیر وشر کو خارج کر دیا اور عدل وامامت کو ایمانیات میں داخل کر دیا۔

بھائیو! جب پیغمبروں فرشتوں کتابوں اور تقدیر پر بالا آیات میں ایمان لانے کا ذکر صریح ہے۔ تو کسی فرد اور فرقہ کو ان کے نکالنے کا کیا حق ہے؟ قرآن کو بدلا ہوا ماننے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی۔ اس سے تو وہ خود قرآن کے منکر و کافر ہو گئے۔ پھر جب کسی آیت میں امامت یا امام پر ایمان لانے کا یا عقیدہ عدل کی صراحت کا ذکر نہیں ہے تو دین میں اس اضافہ کا حق ان کو کسی نے دیا ہے؟ اصول کافی کا یہ اصول "وما خالف (ھم) ففیہ الرشاد" جو بات مسلمانوں کے مذہب کے خلاف ہو تو بھلائی اسی میں ہے اس کو دین بنالو" مسلمانوں اور قرآن وسنت میں قابل تسلیم نہیں ہے۔ بیشک خدا عادل ومنصف ہے۔ مگر یہ بھی اس کی سینکڑوں صفات میں سے ایک صفت ہے جیسے تاج کمپنی کے مطبوعہ مجلد گتوں میں خدا اور سول کے ۱۰۰/۱۰۰ اصفاتی نام لکھے ہوتے ہیں۔ پھر صرف ایک صفت عدل کو ماننا اور اپنے فرقہ کی پہچان بنالینا فرقہ پرستی اور جرم ہے۔

عدل وانصاف کا ذکر خیر قرآن میں:

گو قرآن میں لفظ عادل اور منصف کا خدا پر اطلاق ہمارے علم میں نہیں تاہم عدل وانصاف چونکہ اعلیٰ وصف ہے خدا نے اپنے بندوں کو اس کے قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو یہ خدا کی بھی اچھی صفت ہمارا عقیدہ بن گئی ہے۔ لفظ عادل اور مقسط (عدل

کرنے والا) کے مخالف اور ضد لفظ قاسط اور ظالم (بے انصاف اور ظلم کرنے والا) قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ تو ہم خدا کو مقسط اور عادل مانتے ہیں۔ بے انصاف اور ظالم ہرگز نہیں مان سکتے اس پر چند آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ اگر چڑھائی کرنے والا باز آ جائے تو تم عدل سے ان کے درمیان صلح کرادو اور خوب انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے مومن تو بھائی بھائی ہیں تو بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (حجرات ع ۱ پ ۲۶)

﴿۲﴾ اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے والے بن جاؤ اگرچہ خود تمہارے خلاف ہو یا تمہارے والدین کے خلاف ہو یا رشتہ داروں کے خلاف ہو۔ (پ۵ ع ۱۷)

﴿۳﴾ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (ایضاً) انصاف کرو یہی تقویٰ کے نزدیک تر ہے۔ (پ۶ ع۶)

﴿۴﴾ رہے ظالم تو وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ (جن ع ۱ پ ۲۹)

﴿۵﴾ "آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (پ۲۶ ع ۱۶ق)

﴿۶﴾ اور جو کافر ہیں وہ اپنے رب کے ساتھ (اوروں کو) برابر کرتے ہیں (یعنی ان کو خدا کا ساجھی اور شریک بناتے ہیں۔)

عقیدہ عدل کی مخالفت خود کیسے کردی:

انتہائی تعجب ہے کہ ایک طرف تو شیعہ بھائی خدا کو سب سے بڑا عادل مانتے ہیں کہ ایمانیات کا مخصوص عقیدہ بنالیا ہے۔ کہ خدا پر واجب ہے کہ وہ اپنے بندوں پر ضرور عدل کرے ورنہ وہ......ہوگا۔

پھر اپنے بارہ اماموں کو اتنا مظلوم مقہور کمزور تقیہ میں دبا ہوا مانتے ہیں کہ وہ اپنا اصلی مذہب شیعہ حضرت علی مشکل کشا سمیت ظاہر ہی نہ کر سکے۔ سنی بنے رہے کہ

۹۵ ٪ مسلمان ان کو اور انکے ظاہری مذہب کو دیکھ کر اہل سنت والجماعت بن گئے۔اور ۵ ٪ یا کم وبیش شیعہ ہر ملک اور دور میں (خمینی انقلاب سے پہلے) اپنے اماموں کی طرح کسمپرسی اور مظلومیت کی زندگی گزارتے آرہے ہیں۔ حالانکہ اللہ عادل کا تو واجب کام ہی اپنے پیغمبروں اور ان کے ماننے والے مومنوں اماموں کی امداد کرنا تھا پھر منصف وعادل مہربان خدا نے اپنا واجب حق انصاف کیوں پورا نہ کیا۔ ۱۴ معصومین کی مدد نہ کی ان کے دشمنوں کو تباہ نہ کیا جبکہ بارھواں امام مہدی ۱۲۰۰ سال سے ۳۱۳ مومنوں کی انتظار میں عراق کی سر من رای غار میں روپوش اور غائب ہے حالانکہ خدائے عادل نے پہلے پیغمبروں کے منکروں کافروں کو اپنے عذابوں میں مبتلا کیا اور پیغمبروں مومنوں کو بچالیا اور پھر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے دور میں کیوں سنت اللہ بدل گئی کہ پیغمبر اور ان کے جانشین امام تو اپنا مذہب ہی نہ پھیلا سکے مخالفوں نے حکومتیں کر کے اپنا مذہب پھیلایا جبکہ خدا فرماتا ہے۔ ''بے شک ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کی مدد کرتے ہیں دنیا میں بھی اور گواہوں والے دن قیامت میں بھی'' پ۲۴ ع۱۱) (مقبول)

شیعہ بھائیو! اپنے عقیدہ امامت پر نظر ثانی کیجئے۔ جب یہ اماموں سمیت خدا کے عدل و انصاف کو بھی لے ڈوبا تو اس مذہب سے توبہ کر کے خود تو تر جائیں۔ چونکہ عدل کا پانچواں اصول دین ہونا شیعہ کا عقیدہ ہے اس لئے میں نے قیامت کے بعد اس کا ذکر کیا۔ پھر کیا یہ حضرت علیؓ کا بھی عقیدہ تھا؟ اس کی تلاش میں فہرست دیکھی نہ ملا تو نہج البلاغہ کو پھر سرسری چھانا تو صرف آخر میں یہ دو لفظ ملے ارشاد ۴۷۰ آپ سے توحید اور عدل کے متعلق پوچھا گیا۔

فقال علیہ السلام التوحید ان لا تتوھم ۔توحید یہ ہے کہ تو اس کا وہم بھی نہ کرے (کہ وہ فلاں چیز جیسا ہے) والعدل ان لا تتھم (ص ۹۵۳ نہج البلاغہ) اور عدل یہ ہے کہ تو اس پر (بے انصافی کی) تہمت نہ لگائے۔'' یہاں صرف عدل کا مفہوم بتایا ہے۔شیعہ کا اصول دین ہونا نہ بتایا پتہ چلا کہ یہ یاروں کا خود ساختہ عقیدہ ہے۔

باب پنجم:

امامی عقیدۂ امامت کا بیان

یہ امامیہ کا پانچواں اصول دین اور سب سے بڑا رکن ہے۔ تبھی تو اپنی نسبت نبی اور سنت نبی کی طرف نہیں کرتے بلکہ امام کی طرف کرتے ہیں۔ ہم فلاں امام کے پیروکار امامی اور اس کی ملت ہیں۔ مثلاً شیعہ علی۔ ملت جعفری۔ اسماعیلی زیدی باقری وغیرہ۔

امامت صرف حضرت علیؓ اور ان کی اولاد میں مختص مانتے ہیں پھر کسی نہ کسی علوی سید یا سادات کو اپنا امام مان کر دوسرے آئمہ کا انکار کرتے ہیں اور ان کے ماننے والوں کو ایمان سے خارج جانتے ہیں تحفہ اثنا عشریہ میں غالی شیعہ فرقے ۲۴۔ کیسانیہ کے ۶۔ زیدیہ کے ۹۔ امامیہ کے ۳۹ بتائے ہیں جن کا مجموعہ ۸۷ ہوتا ہے۔ اسی طرح علامہ ابن حزم ظاہری نے۔ شیعہ کے نوبختی نے علامہ عبدالکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں ان کی بڑی تعداد بتائی ہے خود اثنا عشریہ کے خاتم المحدثین ملا باقر علی مجلسی المتوفی ۱۱۱۲ھ) نے حق الیقین میں ۴۶ ان کی تعداد بتائی ہے اور صرف اثنا عشریہ کے سوا سب کو کافر بتایا ہے آج بھی اثنا عشری۔ اسماعیلی۔ زیدی غالی۔ سبی سبائی۔ کسانی۔ مختاری۔ جعفری موسوی مہدوی۔ اصولی شیخی تفویضی متعدد ناموں سے برصغیر اور ایران وعراق اور لبنان وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ اب سب شیعہ فرقوں کا اپنوں کے تکفیری فتووں کے علاوہ خدا کے فتوے ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی وکانوا شیعاً اور گروہ در گروہ ہو گئے تم کو ان سے کسی معاملے میں سروکار نہیں۔

(ترجمہ مقبول پ ۸ ع ۷)

﴿۲﴾ اور مشرکوں میں سے نہ ہونا یعنی ان میں سے جن لوگوں نے اپنے دین کو

ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وکانوا شیعا (پ۲۱ ع ۷) اور شیعہ فرقے بن گئے۔

﴿۳﴾ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا ۔یا تمہارے کئی فرقے بنا دے اور ایک کی سختی دوسرے کو چکھائے۔ (پ ۷ ع ۱۴)

﴿۴﴾ اور بالتحقیق ہم نے تم سے پہلے اگلے گروہوں میں بھی رسول بھیجے تھے وہ ہر رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔ (پ۱۴ ع۱)

ہمارے رسول کے ساتھ اس سے بڑا ٹھٹھا مذاق کیا ہوگا کہ ۱۵ انگلیوں کے سوا تمام صحابہ کی تکفیر اور آپ کے ہر مسلمان رشتہ دار سے (گھرانہ علیؓ کے سوا) تبرا اور دشمنی رکھتے ہیں۔ اور لعنتیں پڑھتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

﴿۵﴾ پھر ضرور ہم ہر گروہ (من کل شیعۃ) سے ان کو الگ کر لیں گے جو خدا کے برخلاف زیادہ ہیکڑی کرنے والے تھے۔ (پ۱۶ ع ۸ مقبول)

﴿۶﴾ "بے شک فرعون اس سرزمین میں غالب تھا اور اس کے باشندوں کو اس نے کئی گروہ (شیعاً) بنا دیا تھا۔ (پ۲۰ ع ۴)

﴿۷﴾ وَ جَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً "یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ہم نے فرعونیوں کو ایسے امام بنایا جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔ (پ۲۰ ع ۸)

بھائیو! آپ نے قرآن سے شیعوں اور ان کے امام پیشواؤں کا حال معلوم کر لیا۔ خدارا پیغمبروں سے مذاق کرنے والے شیعہ مذہب سے توبہ کیجئے اور قرآن و سنت و مہاجرین و انصار کے مذہب پر آجایئے۔

امامت کے متعلق حضرت علیؓ کے ارشادات

جب حضرت ابوبکر صدیق کی ان کی خواہش و تمنا کے بغیر تمام انصار نے اپنے اسمبلی ہال میں پھر مسجد نبوی میں تمام مہاجرین نے حضرت علیؓ زبیر اور طلحہؓ سمیت (مشورہ نہ پوچھنے کی شکایت کا ہنگامی جواب پا کر) خوشی سے بیعت کر لی اور انصار کے سردار سعد بن عبادہؓ نے بھی کر لی تھی۔ (طبری ج ۳ قصہ سقیفہ بنی ساعدہ) تو حضرت

ابوسفیان نے حضرت عباس وعلی کو ابھارا کہ تم بیعت لو میں امداد کرتا ہوں (کہ تم چچا زاد بھتیجے ہو) تو حضرت علی نے اسے ڈانٹ کر اسلام کی حفاظت وعظمت اور ابوبکر صدیق کے برموقعہ سچا خلیفہ ہونے پر فرمایا۔

امامت کی نص نہ تھی:

''اے لوگو فتنہ وفساد کی موجوں کو نجات کی کشتی سے چیر کر اپنے کو نکال لے جاؤ تفرقہ وانتشار کی راہوں سے اپنا رخ موڑلو اور فخر ومباہات کے تاج اتار ڈالو صحیح طریقہ عمل اختیار کرنے میں کامیاب وہ ہے جو اُٹھے تو پروبال کے ساتھ اُٹھے اور نہیں تو اقتدار کی کرسی دوسروں کے لئے چھوڑ بیٹھے اور اس طرح خلق خدا کو بدامنی سے راحت میں رکھے اس وقت طلب خلافت کے لئے کھڑا ہونا ایک گندلا پانی اور ایسا لقمہ ہے جو کھانے والے کے گلے میں اٹک جائیگا۔ پھلوں کو ان کے پکنے سے پہلے چننے والا ایسا ہے جیسے دوسروں کی زمین میں کاشت کرنے والا۔

(نہج البلاغہ مترجم مفتی جعفر حسین ص ۱۲۱ خطبہ ۵)

حضرت علیؓ کے اس فرمان ذخیرہ ایمان سے چند حقائق معلوم ہوئے۔

﴿۱﴾ یہ جو آج کل مشہور کیا جا رہا ہے۔ کہ حضرت علیؓ کی خلافت خدا اور رسول کی طرف سے منصوص تھی۔ غلط بات ہے کیونکہ خدا اور رسول کی نص اور خبر ہمیشہ سچی ہوتی ہے جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ اگر ایسی نص ہوتی تو سب صحابہ انصار ومہاجرین جن کے ایمان واخلاص پر سینکڑوں آیات واحادیث شاہد ہیں۔ وہ کبھی ابوبکر پھر عمر وعثمان ؓ کو خلیفے نہ چنتے پہلے ہی حضرت علیؓ کو چنتے۔

﴿۲﴾ صحیح طریقہ عمل اختیار کرنے میں کامیاب۔ لوگوں کی رضا سے خلیفہ ہونے والا۔ ابوبکرؓ اس لئے ہے کہ اس کے پروبال ہیں کہ سب لوگ اس کے حامی ہیں۔ میرے حامی نہیں۔

﴿۳﴾ میرا بے موقعہ ومحل خلافت کے لئے نہ اُٹھنا خلق خدا کو امن میں رکھنا ہے

ورنہ اے ابوسفیان و عباس تمہارے کہنے پر اُٹھتا ہوں تو بدامنی اور فساد پھیلے گا۔ اسلام کے اتحاد اور مسلمانوں کی وحدت کا زبردست نقصان ہوگا۔ نجات کی کشتی فتنہ کی موجوں میں نہ جانے دو فخر ومباہات کا تاج۔ کہ ہم ہاشمی۔ تیمی عدوی اموی خاندان قریش سے...... افضل اور حقدار خلافت ہیں۔ توڑ ڈالو۔

﴿۴﴾ اب میری خلافت کہ چند آدمی بھی بیعت نہ کریں۔ گندلا پانی ہے جو پینے کے لائق نہیں۔

﴿۵﴾ منہ میں اٹک جانے والا لقمہ ہے کہ ہضم نہ ہوگا اور کوئی کام صحیح نہ ہوگا۔

﴿۶﴾ میری خلافت کا پھل پکا نہیں ہے۔ کچا ہے اور کھانے کے قابل نہیں ہے۔

﴿۷﴾ جن کا پھل پکا اور کھانے کے قابل ہے۔ وہ لائق خلافت اور لوگوں کے متبوع ہیں ان کو کرنے دو۔

﴿۸﴾ اگر میں خلیفہ بنوں تو میرا وقت ابھی نہیں آیا گویا میں نے دوسرے کی زمین میں اپنا بیج ڈالا ہے یعنی اس کی زمین غصب کرلی ہے۔

مفتی جعفر بھی حضرت ابوبکر کی خلافت پر مسلمانوں کا اتفاق اور حضرت علیؓ کی تسلیم اور اسلام کے بچاؤ پر یقین یوں بیان کرتے ہیں۔

﴿۱﴾ ابوسفیان کو بتایا گیا کہ لوگوں نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے۔

﴿۲﴾ مگر امیر المومنین کے تدبر اور اصابت رائے نے مسلمانوں کو فتنہ سے بچالیا اور آپ کی دوررس نظروں نے بھانپ لیا کہ یہ قبائلی تعصب اور نسلی امتیاز کو ابھار کر آپس میں لڑوانا چاہتا ہے۔ تاکہ اسلام میں ایسا زلزلہ آجائے جو اس کی بنیاد تک کو ہلا دے لہٰذا آپ نے اسے سختی سے جھڑکا اور یہ ارشادات فرمائے۔ ص ۱۲۲ (مگر کاش کہ ایک طبقہ آج تک اسی پر مسلمانوں کو لڑاتا آ رہا ہے۔)

(۳) اس موقع پر امیر المومنین کی خاموشی مصلحت بینی و دور اندیشی کی آئینہ دار تھی۔''

کاش کہ آج بھی مسلمان حضرت علیؓ کے تابعدار بنیں حضرت ابوبکر اور خلافت راشدہ کے خلاف چپ رہیں۔ حضرت علیؓ نے کمال اخلاص سے ابوبکر کی خلافت کا پورا ساتھ دیا اور ارتداد کے فتنہ سے بھی ٹکرائے فرماتے ہیں۔'' کہ جب میں نے دین محمد سے لوگوں کو مرتد ہوتے دیکھا تو کہا اگر میں نے اسلام میں شگاف یا بگاڑ میں اسلام اور مسلمانوں کی مدد نہ کی تو یہ مصیبت حکومت کے جانے سے بھی زیادہ بڑی ہوگی تو پھر میں اُٹھا باطل کو مٹایا اور دین محفوظ ہوگیا۔ (مکتوب ۶۲ ص ۷۸۷)

بھائیو! ہر مکتب فکر کا پڑھا لکھا یا ان پڑھ اپنی فکر نجاتِ در قبر وحشر کے ساتھ سوچے کہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے س۔ش کا بنیادی نزاعی مسئلہ خلافت حل نہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے پوری امت کو ایمان سے محروم مانا جاتا ہے۔ اور مسلما ن دست بگریباں چلے آرہے ہیں۔ جب حضرت علی اپنی نص تو نہیں بتاتے الٹا اپنے دعویٰ خلافت کو بے موقع۔ نا قابل استعمال گدلا پانی کچا پھل اور دوسرے کی زمین میں کاشت کرنا بتاتے ہیں اور بین الاقوامی مسلم قانون کے مطابق ابوبکر صدیق کو تمام مسلمانوں کا حمایت یافتہ اور پروبال والا کامیاب خلیفہ مانتے ہیں تو اب جھگڑا کس بات کا ہے۔ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کو غاصب دوسرے کا حق چھیننے والا کیوں کہا جاتا ہے؟ یہ تو ہمارے بھائی ''مدعی سست گواہ چست'' والا معاملہ کرتے ہیں۔ کیا دنیا کے شخصی یا جمہوری اصول سیاست میں کوئی مثال ملتی ہے کہ ایک طبقہ کو یکے بعد دیگرے پورا ملک اور پوری قوم کینڈیڈیٹ مقرر کرلے اور وہ امن وامان فتوحات سے شادمان خلافتیں کر کے جائیں۔ پھر ان میں ایک شخص جس نے خود دعویٰ خلافت کیا ہی نہیں نہ ووٹ مانگے۔ یہ شکایت کرے اور عرصہ بعد اس کو اپنا امام اول بنالینے والی قوم سڑکوں گلیوں پر ناجائز یہ پروپیگنڈہ کرتی پھرے۔ کہ ہمارا امام اوّل گو مقبول عام نہ تھا۔ مگر لوگوں پر

فرض تھا کہ اسے ہی بناتے اب نہ بنانے سے وہ سارے ملک کے دشمن ایمان واخلاص سے محروم اور دوزخ کا ایندھن بن گئے (معاذ اللہ) چلو دنیا کے عقلمندوں کے خلاف ایک طبقہ کا حضرت علیؓ پر یہ الزام اور اتہام بالفرض مان لیا کہ آپ خود خلیفہ ہونے کا شوق رکھتے اور حق سمجھتے تھے مگر جب کسی نے۔ان کے بقول ۳ شخصوں کے سوا۔نہ مانا اور آپ نہج البلاغہ میں شکایات پر شکایات ہی کرتے آرہے ہیں یہ افسوس اور محرومی کا شکوہ تاریخ کیا دنیا کے مروجہ سیاسی اصول میں۔آپ کی عزت وقدر میں اضافہ کرتا ہے یا کمی کرتا ہے؟ ہمارے بھائی غالبًا حضرت علی کے اس شعر پر ہی غور کرکے مسلمانوں سے آملیں۔تفردات شکایات کا الزام چھوڑ دیں۔

لیس کل ما یتمنّی المرء یدرکه تجری الریاح بما لا تشتهی السّفن۔

ترجمہ: ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہر آدمی اپنے دل کی تمنا پالے۔ہوائیں کشتیوں کی مخالف سمت بھی چلتی ہیں۔

ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر اتفاق:

مفتی جعفر بھی مہاجرین وانصارؓ کے حضرت ابوبکرؓ پر اتفاق کو یوں تسلیم کرتا ہے۔''لہٰذا مہاجرین نے انصار کے اس افتراق کہ حباب بن منذرؓ سعد بن عبادہ کو بنانا چاہتے تھے سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا اور حضرت عمر اور ابوعبیدہ نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کا تہیا کرلیا ابھی وہ بیعت کے لئے بڑھے ہی تھے کہ بشیر (انصاری) نے سب سے پہلے بڑھ کر اپنا ہاتھ حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر رکھ دیا اور پھر حضرت عمر اور ابوعبیدہ نے بیعت کی اور پھر بشیر کے قوم قبیلے والے بڑھے اور سعد بن عبادہ کو پیروں تلے روند کر رکھ دیا۔(مترجم نہج البلاغہ ص ۲۲۴۔۲۲۵)

ہمارے بھائی اس طرز پر ہی سوچیں کہ حضرت علی اپنے تقویٰ امانت علم و شجاعت میں بالاتفاق شہرت کے باوجود شیعہ کے بقول عامہ مسلمین میں مقبول کیوں نہیں حضرات خلفاء ثلاثہ ہی ہر دلعزیز اور مقبول المومنین کیوں ہیں؟ اگر دین ودنیا کے

مروجہ اصول میں طویل عمر تجربہ عوامی نفسیات کی پہچان۔ لوگوں سے اثر ورسوخ اور ملاپ ان کے کاموں میں دلچسپی قوم وملک کی خیر خواہی اور خدمت میں دور اندیشی ہی انتخاب میں کامیابی اور پبلک میں ہردلعزیزی کا باعث ہے۔ اور یہی خوبیاں حضرات خلفاء اربعہ راشدین اور حضرت معاویہؓ میں بدرجہ اتم موجود تھیں اور وہ عوام کو اپنے ساتھ لشکر اسلام بنا کر آدھی معلوم دنیا کے فاتح بن گئے تو آپ خدا کا شکر ادا کریں ان پر حسد نہ کریں۔ مسلمانوں سے اتفاق کرلیں واللہ الہادی۔

خلافت صدیقی حضرت علیؓ کی نظر میں

﴿۱﴾ آپ نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نمازیں پڑھیں بحوالہ کتاب سلیم بن قیس ھلالی ص ۲۲۴ واحتجاج طبرسی ص ۵۳

﴿۲﴾ مرکز اسلام کی نگرانی میں ابوبکرؓ نے مدینہ طیبہ کے اہم مقامات پر نگران دستے مقرر کئے ان محافظ دستوں کے امیر اور والی حضرت علی زبیر طلحہ سعد بن ابی وقاص عبدالرحمٰن بن عوف اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے۔

﴿۳﴾ جب وادی ذی القصہ کی طرف مرتدوں سے لڑنے کے لئے ابوبکر صدیقؓ خود نکلے تو حضرت علی نے روک دیا جیسے احد میں حضور نے آپ کو روک دیا تھا۔ کہ ہمیں اپنی ذات سے فائدہ پہنچائیں خدا کی قسم آپ کو نقصان پہنچا تو نظام اسلام بگڑ جائے گا۔ (البدایہ ج ۶ ص ۳۱۵) (۴) تقسیم اموال خمس میں حضرت علی نے ابوبکر کی طرف سے تولیت قبول فرمائی۔ (۵) دور صدیقی میں حضرت علی مفتی مشیر اور انتظامی امور میں شریک تھے۔ (۶) جمع قرآن میں ساتھ دیا۔ (۷) جہاد سے آمدہ کئی کنیزیں وصول کیں (سیرت علیؓ از محمد نافع جھنگوی)

شہادت عثمان کے بعد حضرت علی کی بیعت:

جب حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ کی بیعت کا ارادہ کیا گیا تو فرمایا:

''مجھے چھوڑ دو اور (اس خلافت کے لئے) میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈ لو ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رخ اور رنگ ہیں جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اسے مان سکتی ہیں دیکھو افق عالم پر گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں راستہ پہچاننے میں نہیں آتا...... اگر تم میرا پیچھا چھوڑ دو تو پھر جیسے تم ہو ویسا میں ہوں اور ہو سکتا ہے جسے تم اپنا امیر بناؤ اس کی میں تم سے زیادہ سنوں اور مانوں اور میرا تمہارے لئے امیر بننے سے بہتر وزیر بن کر رہنا ہے۔ (خطبہ ۹۰ ص ۲۹۰۔۲۹۱)

اس خطبہ سے بھی چند قطعی باتیں معلوم ہو گئیں۔

﴿۱﴾ آپ منصوص نہ تھے۔ ورنہ آپ بیعت لینے سے انکار نہ کرتے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر و عمر کی خلافت کے وقت کوئی آپ سے بیعت کرنے نہ آیا جس کے بقول شیعہ آپ شاکی رہے مگر اب تو ان کے کہنے کے مطابق مسلمان آپ کی لائن پر آرہے تھے تو پھر انکار کا موقعہ نہ تھا۔ بلکہ گوہر مقصود بلا تعب و مشقت اور بلا مقابلہ حاصل ہو گیا تھا۔

﴿۲﴾ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ بیعت عامہ اور انتخاب کو ھی برحق خلافت کا ذریعہ جانتے تھے اور یہ شیعہ کے عقیدہ نص کے خلاف ہے اور یہی متفقہ (نہ کہ احترازی) دلیل امیر معاویہؓ کو بھی آپ نے سنائی کہ تم بھی بیعت کرلو جب سب نے کرلی ہے۔

﴿۳﴾ ایسی خلافت کے برحق ہونے کی دلیل ہی یہ بتائی کہ اگر تم نے کسی اور کی بیعت کر کے اسے خلیفہ چن لیا تو میں بھی تمہاری طرح اس کی بیعت کرلوں گا۔ بات سننے والا اور تابعدار تم سے زیادہ بن جاؤں گا۔

﴿۴﴾ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت ابوبکر اور عمر و عثمان کی خلافتوں سے انکار اور اختلاف ہرگز نہ تھا آپ ان کے بھی ماننے والے اور اطاعت گزار تھے۔ جیسے اور سب لوگ تھے۔ ہاں آپ اپنی لیاقت اور شخصیت کے پیش نظر ان خلفاء کے وزیر مشیر معاون بن کر رہے اور ان کی راہنمائی و خیر خواہی برقرار

رکھی اپنی اسی مبارک عادت اور اطاعت خلفاء راشدین کی دینی خدمت کے پیش نظر اب بھی نئے خلیفے کے معاون وزیر بن کر رہنا زیادہ بہتر جانتے تھے اور یہ فریقین کی مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کے اس تعاون، وزارت ومشاورت اور سرکاری ملازمت سے اسلام کو اور خلفاء راشدین کو بہت فائدہ پہنچا اور یہی چاروں خلفاء راشدین کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔
خلفاء ثلاثہ سے تعاون اور ان کی حقانیت پر آپ کے اس جواب کو بھی دلیل بنایا جاتا ہے۔ کہ آپ سے کسی نے پوچھا آپ کی خلافت میں مسلمانوں میں باہمی جنگیں اور اختلافات وفرقے کیوں بن گئے۔ تب امیر المومنین نے یہ برحق جواب ارشاد فرمایا" کہ ان کی خلافت میں ہم ان کے وزیر مشیر اور خیر خواہ رعایا تھے۔ تو کامیابی قدم چومتی تھی امن وامان تھا اور میرے زمانے میں تم (اکابر صحابہ کے سوا) میرے وزیر مشیر اور حاکم پر مسلط رعایا بن گئے ہو۔ تو تمہاری وجہ سے یہ اختلافات جھگڑے اور فرقے در آئے ہیں (نہج البلاغہ) اب اہل سنت کے بھی دو حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

آپ کی خلافت منصوص نہ تھی:

اس پر دو دلیلیں یہ ہیں۔ ۱۔ حضرت علی سے آپ کے ساتھی قیس بن عباد نے پوچھا کیا حضور علیہ السلام نے آپ سے عہد خلافت کیا تھا۔؟ تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ دوسرے لوگوں کے سوا صرف میرے حق میں حضور علیہ السلام نے کوئی خاص عہد نہیں فرمایا لیکن جب لوگوں نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا تو میں نے اپنے آپ کو اس منصب کا زیادہ حقدار سمجھا تو میں بیعت لینے میں پڑ گیا خدا خوب جانتا ہے۔ کہ ہم نے اچھا کیا یا ہم نے غلطی کی۔ (کتاب السنۃ لامام احمد ص ۱۹ تحت ذکر الوصیۃ مکہ مکرمہ)

﴿۲﴾ آپ کے خاص ساتھی حضرت عمار بن یاسرؓ سے بھی قیس بن عباد نے پوچھا

کہ کیا تم نے جو حضرت علی کو خلیفہ بنایا ہے کیا یہ اپنی رائے سے بنایا یا کوئی حضور نے تم سے عہد لیا تھا؟ تو عمار نے فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے ہم سے کوئی ایسا عہد نہیں لیا۔ جو اور سب لوگوں سے نہ لیا ہو۔ (جامع الاصول للجزری ج۲ ص ۱۹۹ بحوالہ سیرت علی المرتضیٰ ص ۴۸۴۔۴۸۵ از مولانا محمد نافع)

حضرات ثلاثہ اور اپنی خلافت کا موازنہ:

خطبہ ۲۱۴ جو آپ نے صفین میں دیا اس کی خوب وضاحت کرتا ہے "سب سے بڑا حق جسے اللہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے واجب کیا ہے وہ حکمران کا رعیت پر اور رعیت کا حکمران پر حق ہے. جس کا پورا کرنا ہر ایک پر فرض ہے اور خدا نے اسے ان میں رابطہ محبت قائم کرنے اور ان کے دین کو سرفرازی بخشنے کا ذریعہ قرار دیا ہے چنانچہ رعیت اسی وقت خوشحالی رہ سکتی ہے جب حاکم کے طور طریقے درست ہوں اور حاکم بھی اسی وقت صلاح و درستگی سے آراستہ ہو سکتا ہے جب رعیت اس کے احکام کی پابند بنی رہے جب رعیت فرمانبروا کے حقوق پورے کرے اور فرمانبرو رعیت کے حقوق سے عہدہ برآ ہو تو ان میں حق باوقار، دین کی راہیں استوار اور عدل و انصاف کے نشانات برقرار ہو جائینگے اور پیغمبر کی سنتیں اپنے ڈھرے پر چل نکلیں گی اور زمانہ سدھر جائیگا بقائے سلطنت کے توقعات پیدا ہو جائینگے اور دشمنوں کی حرص و طمع یاس اور ناامیدی سے بدل جائیگی۔

اور جب رعیت حاکم پر مسلط ہو جائے یا حاکم رعیت پر ظلم ڈھانے لگے تو اس موقعہ پر ہر بات میں اختلاف ہوگا ظلم کے نشانات ابھر آئینگے دین میں فسادات (اور فرقے) بڑھ جائینگے شریعت کی راہیں متروک ہو جائیں گی خواہشوں پر عمل درآمد ہوگا شریعت کے احکام ٹھکرا دیئے جائینگے نفسانی بیماریاں بڑھ جائینگی اور بڑے سے بڑے حق کو ٹھکرا دینے اور بڑے سے بڑے باطل پر عمل پیرا ہونے سے کوئی نہ گھبرائیگا ایسے موقع پر نیکوکار ذلیل اور بدکار باعزت ہو جاتے ہیں اور بندوں پر اللہ کی عقوبتیں

بڑھ جاتی ہیں لہٰذا اس حق کی ادائیگی میں ایک دوسرے کو سمجھانا بجھانا اور ایک دوسرے سے بخوبی تعاون کرنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ (خطبہ ۲۱۴ ص ۶۰۴ و ۶۰۵) (رعایا کا حاکم پر تسلط آگے آنے والا ہے)

میں خطا ولغزش سے پاک نہیں:

اسی خطبہ میں اپنی ذمہ داریاں نبھانے اور لوگوں کی برحق بات برداشت کرنے کے متعلق فرمایا۔

''مجھ سے اس طرح کا میل جول نہ رکھو جس سے خوشامد اور چاپلوسی کا پہلو نکلتا ہو میرے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ میرے سامنے حق بات کہنے سے مجھے گرانی ہوگی اور نہ یہ خیال کرو کہ میں یہ چاہوں گا کہ مجھے میرے (بندہ خدا ہونے کے) مرتبے سے بڑھا چڑھا دو کیونکہ جو اپنے سامنے حق کہے جانے اور عدل کے پیش کئے جانے کو بھی گراں سمجھتا ہو تو اسے حق وانصاف پر عمل کرنا اور زیادہ دشوار ہوگا تم میرے سامنے اپنے کو حق بات کہنے۔ اور عدل کا مشورہ دینے سے نہ روکو کیونکہ میں تو اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطا کروں اور نہ اپنے کسی فعل کو لغزش سے محفوظ سمجھتا ہوں مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے کہ جس پر وہ مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہے ہم اور تم اسی رب کے بے اختیار بندے اور مملوک ہیں جس کے سوا اور کوئی رب نہیں ہے۔ وہ ہم پر اتنا اختیار رکھتا ہے کہ ہم خود اپنے نفسوں پر اتنا اختیار نہیں رکھتے اس نے ہمیں پہلی حالت سے نکال کر کہ جس میں ہم تھے۔ بہبودی کی راہ پر لگایا اور اسی نے ہماری گمراہی کو راہ ہدایت سے بدلا اور بے بصیرتی کے بعد بصیرت عطا فرمائی۔

(خطبہ ۲۱۴ ص ۶۰۷۔۶۰۸)

اپنے اصحاب کی مذمت میں فرمایا:

''میں اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں ہر اس امر پر جس کا اس نے فیصلہ کیا اور ہر اس کام پر جو اس کی تقدیر نے طے کیے۔ (عقیدہ تقدیر پر ایمان حضرت علیؑ کا مذہب تھا۔

جس کے آج آپ کے نام لیوا منکر ہیں اور اصول سے خارج کر دیا ہے۔) اور اس آزمائش پر جو تمہارے ہاتھوں اس نے میری کی ہے۔

اے لوگو! کہ جنہیں کوئی حکم دیتا ہوں تو تم نافرمانی کرتے ہو اور پکارتا ہوں تو میری آواز پر لبیک نہیں کرتے اور اگر تمہیں (جنگ سے) کچھ مہلت ملتی ہے تو ڈینگیں مارنے لگ جاتے ہو (کہ ہم علی کا مخالف جان کر مسلمانوں سے لڑیں گے) اور اگر جنگ چھڑا دیتے ہو تو بزدلی دکھاتے ہو اور جب لوگ امام پر ایکا کر لیتے ہیں تو تم طعن و تشنیع کرنے لگتے ہو اور اگر تمہیں (جکڑ باندھ کر) جنگ کی طرف لایا جاتا ہے تو اُلٹے پیروں لوٹ جاتے ہو۔ تمہارے دشمنوں کا برا ہو تم اب اس نصرت کے لئے آمادہ ہونے اور اپنے حق کے لئے جہاد کرنے میں کس چیز کے منتظر ہو موت کے یا اپنی ذلت اور رسوائی کے؟ خدا کی قسم اگر میری موت کا دن آئے گا اور البتہ آ کر رہے گا تو وہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈالے گا۔ درانحالیکہ میں تمہاری ہمنشینی سے بیزار اور (تمہاری کثرت کے باوجود) اکیلا ہوں۔ کیا کوئی دین تمہیں ایک مرکز پر جمع نہیں کرتا اور غیرت تمہیں (دشمن کی روک تھام پر) آمادہ نہیں کرتی کیا عجیب بات نہیں کہ معاویہ چند تند مزاج اوباشوں کو دعوت دیتا ہے اور وہ بغیر کس امداد و اعانت و بخشش و عطا لینے کے اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اور میں تمہیں امداد کے علاوہ تمہارے معینہ عطیوں (مقررہ تنخواہوں) کے ساتھ دعوت دیتا ہوں مگر تم تو مجھ سے پراگندہ اور منتشر ہو جاتے ہو۔

(پچھلے خطبے ۲۱۴ کے مطابق یہاں سے پتہ چلا کہ امیر معاویہؓ درست حال سیاستدان تھے کہ رعایا تابعدار رہی مگر آپ کے حبدار آپ پر مسلط ہو کر حالات بگاڑ بیٹھے اور مخالفین کرتے تھے۔) حالانکہ تم اسلام کے رہے سہے افراد اور مسلمانوں کا بقیہ ہو تم تو میرے کسی فرمان پر نہ راضی ہوتے ہو نہ اس پر متحد ہوتے ہو چاہے وہ تمہارے جذبات کے موافق ہو۔ یا مخالف، میں جن چیزوں کا سامنے کرنے والا ہوں ان میں سب سے زیادہ محبوب مجھے موت ہے میں نے تمہیں قرآن کی تعلیم دی اور دلیل

و برہان سے تمہارے درمیان فیصلے کئے اور ان چیزوں سے تمہیں روشناس کیا جنہیں تم نہیں جانتے تھے اور ان چیزوں کو تمہارے لئے خوشگوار بنایا جنہیں تم تھوک دیتے تھے کاش کہ اندھے کو کچھ نظر آئے اور سونے والا خواب غفلت سے جاگے۔

خطبہ (۱۷۸ص ۴۸۱ـ۴۸۲ مترجم مفتی جعفر)

تبصرہ:

بھائیو! امام پر تسلط اپنی منوانے اور امام اول کی نہ ماننے کی وجہ سے اس کا پچھلے مضمون سے تعلق ہے۔ تو ہم نے بادل نخواستہ یہاں یہ خطبہ ۱۷۸ مترجم نقل کر دیا۔ ورنہ حضرت عثمان کے قاتل ان سبائیوں منافقوں حضرت علیؓ کو پوری زندگی ستانے والوں اور مسلمانوں سے لڑنے والوں کی مذمت میں مستقل باب ہفتم آ رہا ہے۔ جس سے قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو ختم کرنے والے خلفاء ثلاثہ کے تابعدار مسلمانوں۔ اور علی کے نافرمانوں، اور مسلمانوں کو باہم لڑانے والوں کا مذہب جدا جدا معلوم ہو جائے گا۔

(اللہ ان کے شر سے ہر حکومت کو بچائے۔)

اپنے نافرمانوں پر تنقید:

خطبہ ۱۳۴ ص ۳۸۳ پر ہے۔

" تم نے میری بیعت اچانک اور بے سوچے سمجھے نہیں کی تھی اور نہ میرا اور تمہارا معاملہ یکساں ہے میں تمہیں اللہ کے لئے چاہتا ہوں اور تم مجھے اپنے شخصی فوائد کے لئے چاہتے ہو۔ اے لوگو اپنی نفسانی خواہشوں کے مقابلے میں میری اعانت کرو خدا کی قسم میں مظلوم کا اس کے ظالم سے بدلہ لوں گا اور ظالم کی ناک میں نکیل ڈال کر اسے سر چشمہ حق تک کھینچ کر لے جاؤں گا اگرچہ اسے ناگوار کیوں نہ گزرے۔"

نوٹ: مفتی جعفر نے بھی نہیں لکھا کہ یہ خطاب کن کو ہے۔ اگر اپنی بیعت کرنے والے اور سبائیوں سے ہے۔ جو آپ کو قصاص عثمان میں رکاوٹ دے رہے تھے تو ان کو دھمکی دی کہ تم بدنیت ہو مجھے نیکی سے روک رہے ہو مگر میرا عزم مصمم ہے کہ تم ظالموں سے

بدلہ لے کر رہوں گا۔ میری امداد کراؤ کہ مجرم پہچانو پکڑ کر لاؤ تا کہ اللہ کا قانون پورا ہو اور اگر حضرت طلحہ و زبیر سے خطاب ہے جیسے اگلے خطبہ ۱۳۵ میں ان سے گفتگو ہے تو آپ ان کو بھی اپنے ساتھ ملانا اور امداد لینا چاہتے ہیں کہ میری امداد کرو میں ظالموں سے بدلہ لے کر رہوں گا۔

یہ راقم کی رائے ہے جو ان تین جگری دوستوں اور رشتہ داروں کو مخلص مومن جان کر قانون الٰہی کے اجراء میں ایک دوسرے کا معاون جانتا ہے۔ اسی لئے طلحہ و زبیر نے بصرہ اور کوفہ کی گورنری چاہی۔ کہ زیادہ تر فسادی عثمان پر چڑھائی کرنے والے سبائی ان شہروں کے تھے۔ وہ چونکہ آپ کے لشکر و دربار پر حاوی تھے تو افسوس کہ سبائی سازش سے یہ رائے ہی نامنظور نہ ہوگئی بلکہ آپ کو دربار سے بھی نکال دیا گیا۔ حضرت امام حسنؓ نے بہت زور سے کہا کہ اباجی ان کو اپنے سے علیحدہ نہ ہونے دیجئے۔ ورنہ لوگ ان کے ساتھ مل جائینگے۔ قصاص عثمان کا مطالبہ زور پکڑ جائے گا

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۶۵۔ ۳۶ھ کے حالات میں ہے۔ (جب حضرت علیؓ نے طلحہ و زبیر سے جنگ کا ارادہ کیا) تو حضرت حسن اپنے باپ کے پاس آئے اور ان کو سبائی لوگوں کو چھوڑ دینے اور (مدینہ میں) بیٹھ جانے کا مشورہ دیا پھر لوگوں نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو تنہا علی کے پاس بھیجا تو حضرت علیؓ نے فرمایا جنگ کی تیاری کرو تو زیاد نے کہا نرمی اور تاخیر زیادہ بہتر ہے پھر یہ شعر پڑھا۔

جو آدمی بہت سے کاموں میں مشورہ اور بڑوں سے ملاپ نہیں کرتا اسے داڑھوں سے کاٹا جاتا اور قدموں سے لتاڑا جاتا ہے۔'' حضرت علی نے اس کے خلاف شعر پڑھ دیا.......... تو زیاد نے انتظار کرنے والے لوگوں کو آ کر بتایا کہ اے قوم تلوار۔ تلوار یہی وجہ ہے کہ ان جگری یاروں کو حضرت علی اپنے دربار میں نہ ٹھہرا سکے۔ یہ ۵ ماہ بعد بادل نخواستہ نکلے۔ تو اہل مکہ و بصرہ ان کے ساتھ ہو گئے یہ بصرہ گئے ہی تھے۔ کہ قاتلوں کے سرغنہ حکیم ابن جبلہ ڈاکو نے ان کے لشکر پر حملہ کر دیا ان کے کچھ افراد شہید ہو گئے جب انہوں نے جوابی کارروائی میں ان کے آدمی بدلے میں مارے

تو انہوں نے مرکز مدینہ میں یہ یکطرفہ خبر بھیجی کہ طلحہ وزبیر نے بغاوت کر کے بصرہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ حضرت علی اہل مدینہ کے روکنے اور ساتھ نہ جانے کے باوجود ۷۰۰ سبائیوں کو لے کر بصرہ آ گئے مگر سبائیوں نے ملاقات نہ ہونے دی پھر ۹۵۰۰ کا لشکر کوفہ سے منگوایا گیا۔ اب ان اکابر کی ملاقات ہوئی تو پتہ چلا کہ کوئی کسی کا مخالف نہیں یہ سبائی پروپیگنڈہ ہے۔ ورنہ طلحہ وزبیر تو صرف سبائیوں کو الگ کرا کر حضرت علی کی حکومت کا استحکام چاہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے صلح کر کے سبائیوں کو علیحدہ ہونے کا حکم دے دیا۔ سبائیوں نے اس میں اپنی موت جانی۔ ابن سبا یہودی لیڈر اور قائد لشکر مالک بن ابراہیم اشتر نخعی سمیت ۱۲۰ افراد نے خفیہ میٹنگ کر کے سحری کو لشکر زبیر پر حملہ کر دیا اور جنگ جمل کا افسوسناک حادثہ پیش آیا۔ یہی کچھ تاریخ طبری البدایہ والنہایہ ابن اثیر ابن خلدون وغیرہ میں نقض صلح اور غدارانہ حملے کی تفصیلات لکھی ہیں۔ جبکہ سبائی اور نہج البلاغہ لکھنے والے، حضرت طلحہ وزبیر کو ہی باغی کہتے ہیں اور جلی کٹی سناتے ہیں۔

خطبہ ۳۷ ص ۱۹۴ میں ہے کمزور اور دبا ہوا میری نظر میں طاقتور ہے جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلوا دوں اور طاقتور میرے ہاں کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے دوسرے کا حق دلوا نہ دوں ہم قضاء الٰہی پر راضی ہو چکے ہیں اور اسی کو سارے امور سونپ دیئے ہیں۔''

امام وخلیفہ کے فرائض:

﴿۱﴾ خطبہ ۱۰۳ ص ۳۱۳۔۳۱۴ میں اپنے فرائض یہ بتلاتے ہیں۔

﴿۲﴾ سنو! ہر خون کا کوئی قصاص لینے والا اور ہر حق کا کوئی طلب کرنے والا بھی ہوتا ہے۔ (قصاص عثمان چاہنے والے معاویہ طلحہ زبیر ام المومنین عائشہؓ نے یہی حق مانگا) اور ہمارے خون کا قصاص لینے والا اس حاکم کی مانند ہے جو اپنے ہی حق کے بارے میں فیصلہ کرے اور وہ اللہ ہے کہ جسے وہ تلاش کرے وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکتا اور جو بھاگنے کی کوشش کرے وہ اس کے

ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکتا......

﴿۳﴾ امام کا فرض تو بس یہ ہے کہ جو کام اسے اپنے پروردگار کی طرف سے سپرد ہوا ہے (اسے انجام دے) اور وہ یہ ہے کہ پند و نصیحت کی باتیں ان تک پہنچائے سمجھائے۔ سنت کو زندہ رکھے۔ اور جس پر حد لگنا ہے اس پر حد جاری کرے اور (غصب شدہ) حصوں کو ان کے اصلی وارثوں تک پہنچائے۔ ص ۳۱۴

﴿۴﴾ حضرت عثمانؓ سے فرماتے ہیں کہ اللہ کے ہاں اللہ کے بندوں میں سے سب سے افضل وہ ہے جو عدل کرنے والا امام ہو خود ہدایت پر ہو۔

اور دوسروں کو ہدایت دے جانی ہوئی سنت قائم کرے اور مجہول بدعت ختم کردے" (ص ۳۲۲ خطبہ ۱۶۲)

مہاجرین وانصارؓ کی بیعت سے خلیفہ برحق بن جاتا ہے:

معاویہؓ بن ابی سفیان کے نام مکتوب ۶ میں ہے جن لوگوں نے ابوبکر عمر عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی انہوں نے میرے ہاتھ پر اس اصول کے مطابق بیعت کی جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے۔ اور اس کی بنا پر جو حاضر ہے اسے پھر نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بر وقت موجود نہ ہوا سے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شوری (خلیفہ منتخب کرنے) کا حق صرف مہاجرین وانصار کو ہے وہ اگر کسی پر ایکا کریں اور اسے خلیفہ مقرر کرلیں تو اسی میں اللہ کی رضا اور خوشنودی سمجھی جائیگی۔

اب جو کوئی اس کی شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہوا الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرف واپس لوٹائینگے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اور اگر انکار کرے تو اس سے لڑینگے کیونکہ وہ مومنوں کے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہولیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ادھر ہی پھیر دے گا۔ (ص ۶۵۷ نہج

البلاغہ) پ۵ ع ۱۴۴ اس خط سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

﴿۱﴾ خلیفہ صرف اپنے دعویٰ خلافت۔ یا یہ کہ میں خدا کا مقرر شدہ ہوں۔ کہنے سے خلیفہ نہیں بن جاتا بلکہ عوام اس وقت کے مہاجرین وانصار۔ کا بیعت کرنا ضروری ہے۔

﴿۲﴾ جس کی مہاجرین وانصار نے یا اکثر پبلک نے بیعت کر لی وہ برحق خلیفہ و حاکم بن گیا۔ اب اسے نہ ماننا صریح غلطی ہے اس سے خلفاء ثلاثہ کی خلافت برحق ثابت ہوگئی۔ یہ معاویہ پر الزامی حجت نہیں جیسے آج روافض خلفاء ثلاثہ کے انکار میں کہہ دیتے ہیں۔ بیعت مہاجرین سے خلفاء برحق ہیں تو چاروں ہیں۔ نہیں تو ایک بھی نہیں معاویہ پر چڑھائی کیوں؟ وہ کہہ سکتا ہے تمہارے گروہ نے مہاجرین وانصار کی بیعت کے باوجود حضرت ابوبکر عمر عثمان کو نہ مانا تو میں نہیں مانتا۔

﴿۳﴾ اجماع امت کی اس آیت سے حقانیت ثابت ہوئی۔ اس کے مخالف سے حضرت علیؓ کی جنگ تب برحق ثابت ہوتی ہے۔ حضرت معاویہؓ کے اختلاف کی وجوہ کیا تھیں آگے آنے والی ہیں۔ یہاں مہاجرین وانصار کے اجماع وبیعت سے چاروں خلفاء راشدین برحق ثابت ہوئے۔

خلافت کا حقدار کون ہے:

اے لوگو! تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس (کے نظم ونسق کے برقرار رکھنے) کی سب سے زیادہ قوت وصلاحیت رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام کو سب سے زائد جانتا ہو اس صورت میں اگر کوئی فتنہ باز فتنہ کھڑا کرے تو اسے توبہ وبازگشت کے لئے کہا جائے گا اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ وجدال کیا جائے گا اپنی جان کی قسم اگر خلافت کا انعقاد تمام افراد امت کے ایک جگہ اکٹھا ہونے سے ہو تو اس کی کوئی سبیل ہی نہیں بلکہ اس کے کرتا دھرتا (شوریٰ کے لوگ)

اپنے فیصلے کا ان لوگوں کو بھی پابند بنائیں گے جو (بیعت کے وقت) موجود نہ ہونگے پھر موجود کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ بیعت سے انحراف کرے۔ نہ غیر موجود کو یہ حق ہوگا کہ وہ کسی اور کو منتخب کرے۔ میں ضرور دو شخصوں سے لڑونگا۔ ۱۔ جو ناحق کسی عہدہ کا دعویٰ کرے۔ ۲۔ جو وعدے کا پابند نہ رہے۔ (خطبہ ۱۷۱ ص ۴۶۳)

یہاں سے بھی معلوم ہوا کہ خلافت منصوص نہیں ہوتی۔ اہل حل وعقد اور ذمہ داروں کے انتخاب و بیعت سے منعقد ہو جاتی ہے پھر کسی کو انکار کا اور نیا خلیفہ منتخب کرنے کا حق نہیں رہتا۔ تو خلفاء ثلاثہ کی خلافتیں اسی اصول سے برحق ثابت ہوئی ہیں۔ ان کا منکر یا مخالف گمراہ ہے پھر علیؓ نے ان سے جنگ نہ کی۔ کہ وہ برحق خلیفہ تھے ناحق دعویدار اور غاصب نہ تھے۔ معاویہؓ سے جنگ کی کہ اس نے آپ سے اختلاف کیا تھا۔ اتنا واضح رہے کہ بشہادت مجلسی درحق الیقین ۴۵۹ معاویہ حضرت علی کی بیعت خلافت کرنا اور شامیوں سے کروانا چاہتے تھے مگر معاویہ کے ساتھ ملنے سے سبائیوں کی موت تھی تو انہوں نے باغی کہہ کر شام پر چڑھائی کرادی پھر ان کے بقول لاکھ سے زائد شہادتوں کا حادثہ صفین پیش آیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی بیعت سب لوگوں نے خوشی سے کی:

تم نے بیعت کے لئے میرا ہاتھ اپنی طرف پھیلانا چاہا تو میں نے اسے روکا تم نے کھینچا تو میں اسے سمیٹتا رہا مگر تم نے مجھ پر اس طرح ہجوم کیا جس طرح پیاسے اونٹ پانی کے تالابوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں یہاں تک کہ جوتی کے تسمے ٹوٹ گئے اور عبا کاندھے سے گر گئی کمزور و ناتواں کچلے گئے اور میری بیعت پر لوگوں کی مسرت یہاں تک پہنچ گئی کہ چھوٹے چھوٹے بچے خوشیاں منانے لگے اور بوڑھے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے بیعت کے لئے بڑھے بیمار بھی اُٹھتے بیٹھتے ہوئے پہنچ گئے اور نوجوان لڑکیاں پردوں سے نکل کر دوڑ پڑیں۔ (خطبہ ۲۲۶ ص ۲۳۳۔۲۳۴)

یہاں سے معلوم ہوا کہ خلفاء ثلاثہ کی طرح اپنے دور میں حضرت علی بھی

مقبول عام تھے۔ اگر سبائی پہلے بیعت کر کے آپ پر مسلط اور اپنے کو محفوظ نہ کر لیتے تو تمام اہل مدینہ آپ کے ساتھ تھے۔ وہ مشیر ہوتے تو کوئی حادثہ جمل و صفین پیش نہ آتا آپ کی بھی معاویہؓ سے بڑھ کر فتوحات ہوتیں بلکہ شاید ان کو حکومت بھی نہ ملتی حسب سابق جمہوری بیعت عامہ کے طرز سے حضرت طلحہ زبیر سعد بن ابی وقاص از عشرہ مبشرہ بالجنۃ رضی اللہ عنہم ہی خلیفے بنتے۔ مسلمانوں میں کوئی فرقے نہ ہوتے۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

"لوگوں نے آپ کو اچھے مشورے دیئے۔ چنانچہ جب لوگوں نے آپ کو یہ مشورے دیئے کہ عثمانی دور کے عمال کو ان کے عہدوں پر برقرار رہنے دیا جائے اور طلحہ و زبیر کو کوفہ و بصرہ کی امارت دے کر ہمنوا بنالیا جائے اور معاویہ کا شام کا اقتدار برقرار رکھ کر اس کے دینوی تدبر سے فائدہ اُٹھایا جائے تو آپ نے دنیوی مصلحتوں پر شرعی تقاضوں کو ترجیح دیتے ہوئے انکار کر دیا۔ شرح خطبہ ۱۹۸ از مفتی جعفر ص ۵۷۶ (پھر کسی شرعی تقاضہ کا اجراء بتایا جائے؟

حضرت علیؓ کے پاس نہ نص خلافت تھی نہ خلافت کے حریص تھے:

"خدا کی قسم مجھے تو کبھی بھی اپنی خلافت اور حکومت کی حاجت و تمنا نہ رہی لیکن (اے طلحہ و زبیر وغیرہ) تم ہی لوگوں نے مجھے اس کی طرف دعوت دی اور اس پر آمادہ کیا چنانچہ جب وہ مجھ تک پہنچ گئی تو میں نے اللہ کی کتاب کو نظر میں رکھا اور جو لائحہ عمل اس نے ہمارے سامنے پیش کیا اور جس طرح فیصلہ کرنے کا اس نے حکم دیا میں اسی کے مطابق چلا اور جو سنت پیغمبر قرار پا گئی اس کی پیروی کی اس میں نہ تو تم سے مجھے رائے لینے کی احتیاج ہوئی اور نہ تمہارے علاوہ کسی اور سے۔ (خطبہ ۲۰۳ ص ۵۸۱ کہ طلحہ و زبیر سے مشورہ کیوں نہیں لیا جاتا۔)

خطبہ ۱۵۷ ص ۴۲۸ میں ہے:

میں تمہارا اچھا ہمسایہ بن کر رہا اور اپنی طاقت بھر تمہاری نگہداشت و حفاظت

کرتا رہا اور تمہیں ذلت کے پھندوں اور ظلم کے بندھنوں سے آزاد کیا۔ یہ صرف) تمہاری تھوڑی سی بھلائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور تمہاری بہت سی برائیوں سے چشم پوشی کرتا ہوں جو میری آنکھوں کے سامنے اور میری موجودگی میں ہوتی تھیں۔"

حضرت علیؓ اپنی طاقت و خلافت کے متعلق فرماتے ہیں۔ "دبا ہوا میری نظروں میں طاقتور ہے جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلوا دوں اور طاقتور میرے ہاں کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے دوسرے کا حق نہ دلوا دوں ہم قضائے الٰہی پر راضی ہو چکے ہیں اور اسی کو سارے امور سونپ دیئے ہیں اسی کے آخر میں ہے۔

جب میں نے اپنے امر (خلافت) میں غور کیا تو دیکھا میرے لئے ہر قسم کی بیعت (لینے سے) اطاعت (خلفاء) مقدم تھی اور ان سے کئے ہوئے عہد و پیمان کا جو میری گردن میں تھا۔ (خطبہ ۳۷ ص ۱۹۴)

"معلوم ہوا قضاء الٰہی یہی تھی کہ خلفاء اور ہوں علیؓ ان کی بیعت اور طاعت کریں۔

خلافت علی کا پہلا خطبہ:

۱۶۵ ص ۴۵۵۔۴۵۶ پر یہ ہے۔ "اللہ نے ہدایت کرنے والی کتاب نازل فرمائی جس نے اچھائیوں اور برائیوں کو واضح کر دیا ہے تم بھلائی کا راستہ اختیار کرو تاکہ ہدایت پاؤ برائی سے منہ موڑ لو تاکہ سیدھی راہ پا سکو فرائض کو پیش نظر رکھو اور وہ اللہ کے لئے بجا لاؤ تاکہ وہ تمہیں جنت پہنچائیں۔ اللہ نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ انجانی نہیں اور جو چیزیں حلال کی ہیں ان میں کوئی عیب و نقص نہیں۔ اس نے مسلمانوں کی عزت و حرمت کو تمام حرمتوں پر فضیلت دی ہے۔ (جن میں خلیفہ عثمان کی حرمت بھی ہے) اور مسلمانوں کے حقوق کو ان کے موقع و محل پر اخلاص و توحید کے دامن سے باندھ دیا ہے چنانچہ مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں مگر یہ کہ کسی حق کی بنا پر ان پر ہاتھ ڈالا جائے۔ عام و خاص کو پیش آنے والی موت کی تیاری کرو مرے ہوئے لوگ تمہارے آگے ہیں۔ موت کی گھڑی تمہیں پیچھے سے ہنکائے آ

رہی ہے ہلکے پھلکے رہو تا کہ ان کو مل سکو۔ تمہارا اگلا پچھلے کا منتظر ہے اللہ سے اس کے بندوں اور شہروں کے بارے میں ڈرتے رہو اس لئے کہ تم سے ہر چیز کے متعلق سوال ہوگا یہاں تک کہ زمینوں اور چوپاؤں کے متعلق بھی اللہ کی اطاعت کرو اس سے سرتابی نہ کرو جب بھلائی کو دیکھو تو اسے حاصل کرو اور جب برائی کو دیکھو تو اس سے منہ پھیر لو۔''

بھائیو! آپ کا پہلا اور پورا خطبہ آپ کے سامنے ہے۔ غور سے پھر پڑھو کیا یہ بات واضح نہیں کہ آپ برحق خلیفہ ہیں۔ اور مظلوم مسلمانوں کو ان کا حق دلانے پر آمادہ ہیں خدائی فرمان'' تم پر بدلہ مقتول کا لینا فرض کر دیا گیا ہے۔ تمہاری زندگی بدلہ لینے میں ہی ہے اے عقلمندو! آپ اس پر عمل کرنا چاہتے ہیں مگر قاتلین عثمان حضرت علی کو دھمکی دیتے ہیں کہ نہ لو ورنہ ہم عثمان کی طرح تم کو بھی قتل کر دینگے تب اگلے خطبہ ۱۶۶ ص ۴۵۷ پر حضرت علی مجبوراً فرماتے ہیں۔ میں ان سے کیسے بدلہ لوں وہ ہمارے مالک ہیں ہمارے قابو میں نہیں رہے۔

حضرت علیؓ کے ساتھیوں کے آپ پر اعتراضات:

جب تحکیم کے سلسلہ میں آپ کے اصحاب آپ پر پیچ و تاب کھانے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو جب تک جنگ نے تمہیں بے حال نہیں کر دیا میرے حسب منشا میری بات تم سے بنی رہی خدا کی قسم اس نے کچھ کو تو اپنی گرفت میں لے لیا (کہ عام تاریخ کے مطابق ۵۰ ہزار عراقی لشکر کام آیا) اور کچھ کو چھوڑ دیا (جواب خارجی بن رہے ہیں) اور تمہارے دشمنوں کو تو اس نے بالکل نڈھال کر دیا اگر تم جمے رہتے (مخالف کی بات ''قرآن سے فیصلہ کرو۔'' نہ مانتے) پھر جیت تمہاری تھی مگر اس کا کیا علاج کہ میں کل تک امر و نہی کا مالک اور تمہارا امیر تھا آج دوسروں کے امر و نہی پر مامور ہو کر مجھے چلنا پڑ رہا ہے تم (دنیا کی) زندگانی چاہنے لگے اور یہ چیز میرے بس میں نہ رہی کہ جس چیز (جنگ) سے تم بیزار ہو چکے تھے اس پر تمہیں برقرار رکھتا۔

(خطبہ نمبر ۲۰۶ ص ۵۸۳_۵۸۴)

مفتی جعفر حسین کا تبصرہ:

مجلسی کی طرح اصحاب رسول کی دشمنی میں جلا بھنا یہ مفتی بھی صفین میں شکست پر تبصرہ یوں فرماتا ہے ''جب شامیوں کی بچی بچائی اور بچی کھچی قوم کے قدم اکھڑ گئے تو معاویہؓ نے قرآن کو آلہ کار بنا کر جنگ کا نقشہ ہی بدل دیا اور عراقیوں میں ایسی پھوٹ ڈالوادی کہ امیر المومنین کے سمجھانے بجھانے کے باوجود وہ ایک قدم بھی اُٹھانے پر آمادہ نہیں ہوئے اور جنگ کے رکوانے پر بضد ہو گئے۔ (کیوں کہ ۵۰ ہزار مخلص شہید ہو چکے تھے اب کرتے دھرتے سبائیوں کی موت آ چکی تھی) جس سے حضرت کو بھی مجبوراً تحکیم پر رضا مند ہونا پڑا۔

﴿۱﴾ ان لوگوں میں سے کچھ تو واقعۃً دھوکے میں آ گئے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ حقیقۃً قرآن کی طرف دعوت دی جا رہی ہے۔

﴿۲﴾ اور کچھ لوگ وہ تھے جو جنگ کی اس طولانی مدت سے اکتا چکے تھے اب ان کو جنگ رکوانے کا حیلہ مل گیا۔

﴿۳﴾ کچھ لوگ وہ تھے جو حضرت کے اقتدار سے متاثر ہو کر ساتھ ہو گئے تھے مگر دل سے ان کے ہمنوا نہ تھے نہ آپ کی فتح چاہتے تھے۔

﴿۴﴾ اور کچھ لوگ وہ تھے جن کے توقعات معاویہ سے وابستہ تھے اور اس کی کار کردگی کے سلسلے میں اس سے امیدیں باندھنے لگے تھے۔

﴿۵﴾ اور کچھ پہلے سے ہی اس سے ساز باز کئے ہوئے تھے۔ ایسی فوج کے ذریعے امیر المومنین کا دشمن سے ٹکرانا ہی آپ کی حسن سیاست اور فوجی نظم و نسق کی صلاحیت کا نتیجہ تھا اگر معاویہ یہ چال نہ چلتا تو کامیابی میں کوئی شبہ نہ تھا۔ (نہج البلاغہ مترجم ص ۵۸۴)

تبصرہ پر تبصرہ:

اسے کہتے ہیں۔ ''پرائے شگون کی خاطر اپنی ناک کٹوانا'' اپنی غلطی اور منافقت تو ہرگز نہیں مانی جس سے نہج البلاغہ بھری پڑی ہے۔ بس معاویہؓ کو ہی چالباز بتاتا ہے۔ بھائی! ستر ہزار مسلمانوں کے خون سے میدان صفین کو منگلا ڈیم دیکھ کر اگر حضرت معاویہؓ نے جنگ بندی کی یہ تدبیر کی۔ ''کہ مسلمان تو ختم ہو جائینگے کون کس پر حکومت کرے گا۔'' (تاریخ) یہ گناہ تو نہ تھا۔ خود حضور علیہ السلام نے غزوہ خندق و احزاب میں اسی تدبیر سے پھوٹ ڈالوا کر ۲۰ ہزار کو ناکام واپس بھیجا تھا۔ ''ایمان والو تم پر بدلہ لینا قاتلوں سے فرض کیا گیا ہے۔'' تمہاری زندگی بدلہ لینے میں ہے۔ (پ ۲ ع ۶) شامی اب یہ قرآن پیش نہیں کر رہے پہلے سے یہی عمل بالقرآن چاہتے تھے مگر آپ کا بپھرا لشکر نہ خدا کا قرآن مانتا تھا نہ علی کو اس پر عمل کرتے دیتا تھا۔ ''علی قصاص نہ لو ورنہ ہم تجھے بھی عثمان سے ملا دیں گے (طبری فرمان اشتر نخعی کمانڈر انچیف) (ہمارا یقین ہے کہ اگر حیدری تلوار۔ اشتر اور محمد بن اسماء کو دکھائی جاتی تو وہ اسی وقت قاتل پیش کر دیتے آپ بدلہ لے لیتے یہ لاکھ بھر کا عراقی لشکر جو بنوامیہ اور شام کو فناہ کرنے شام کے میدان میں چھ ماہ سے آ بیٹھا تھا۔ ''کہ معاویہؓ میدان میں آ ؤ ہم سب قاتل عثمانؓ ہیں ہم سے بدلہ لو۔'' مگر معاویہؓ صرف ۴۰ ہزار کے لشکر کو تھام کر صبر سے بیٹھے رہے۔ ''کہ قاتل گواہ عدالت مدعی سب آپ کے پاس ہے وہ خود بدلہ لیں یا ہمارے حوالے کریں۔'' قرآن وسنت کے علاوہ بین الاقوامی قانون میں بھی سابق مقتول حاکم کا مدعی قصاص خود نیا حاکم ہوتا ہے ورنہ خود اس پر شرکت قتل کا الزام لگ جاتا ہے۔ سبائیوں نے حضرت امیر المومنین کو اپنا حامی اور قائد لشکر بتا کر امیر معاویہؓ کو یہ دلیل تھما دی تاریخ کے علاوہ نہج البلاغہ میں معاویہؓ کے نام ۳۰ خطوط میں حضرت علیؓ نے بار بار یہی اپنی صفائی پیش کی ہے۔ اپنے کنوئیں سے جیسے خارجیوں کی نجاست آپ نے جنگ صفین کے بعد تلخ تجربہ سے نکالی اور ان سے جنگ لڑی۔ انہوں نے عبداللہ نامی آپ کے فوجی کو قتل کیا حضرت علیؓ نے بدلہ لے کر چھوڑا۔ اسی طرح آپ پہلے ہی اگر معاویہؓ کے بجائے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور اپنے گھرانہ کے ابن عباس۔

حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی ہی مان لیتے۔ "ان کو علیحدہ رکھو بیعت لے کر ان کو ساتھ نہ ملاؤ۔ (طبری وغیرہ) تو کبھی یہ قاتلان عثمان سبائی آپ پر نہ چھا جاتے نہ صفین میں شکست دلاتے مفتی جعفر کی آخری تین باتیں غلط ہیں۔ معاویہؓ کے حامی لشکر علیؓ میں ہرگز نہ تھے ہاں ابن سبا اور فارس کے مجوسی نومسلم قاتلوں کے حامی ضرور ہونگے۔ جن کی سازش سے حضرت عمر و عثمان طلحہ زبیر علی حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی اور دیگر لاکھ سے زائد مسلمانوں کی شہادتوں سے تاریخ رنگین ہے مفتی جعفر اگر خدا کو مانتے ہیں تو "جنگ کے پانسے وہ پلٹاتا ہے مظلوموں کمزوروں کی بھی وہ امداد کرتا ہے۔" کو بھی مان لیں جس علیؓ کے نافرمان لشکر نے جنگ جمل کی صلح کو سبوتاژ کر کے سحری کو غداری سے طلحہ و زبیر کے لشکر پر حملہ کر دیا مفتی کے بقول سترہ ہزار سوئے ہوئے مسلمان ذبح کر ڈالے۔ طلحہ و زبیرؓ کو تو حضرت علیؓ اپنی امان میں لے گئے تھے ان کو بھی ابن جرموز وغیرہ نے نماز کی حالت میں شہید کر دیا پھر یہ ۱۰ ہزار کا فاتح لشکر جمل میں انکوائری کرائے بغیر ایک ماہ میں کوفہ سے لاکھ بھر کا لشکر بنا کر شام پر جا حملہ آور ہوا اب اگر خدا نے ان کے ۵۰۔۶۰ ہزار ایک ہی خود پہل کرنے والی جنگ میں دائمی سلا دیئے۔ اس خدا کو بھی واللہ ذو انتقام مانو۔ اے اللہ جبل و صفین کی تصویر جنگ میں کوتاہی ہو تو معافی چاہتا ہوں کہ ہم امیر معاویہؓ طلحہؓ زبیرؓ عائشہؓ سے زیادہ علیؓ کے طرفدار ہیں۔ مگر سبائیوں کو اسی طرح دشمن علی دشمن اسلام والمسلمین جانتے اور ان کی ہی مذمت کرتے ہیں جیسے علیؓ نے آپ نے خطاب میں کی ہے۔

حضرت زبیر نرم مزاج اور علیؓ کے طرفدار تھے:

خطبہ ۳۱ میں ہے کہ ابن عباس کو علی نے فرمایا کہ تم زبیر سے جا کر ملو اور کہو کہ آپ کو ماموں زاد بھائی کہتا ہے کہ آپ حجاز میں تو نرم اور مجھ سے جان پہچان رکھتے تھے یہاں عراق میں آ کر بالکل اجنبی بن گئے ہو۔ آخر اس تبدیلی کا کیا سبب ہے" (یہی سبائیوں کے جھوٹے پروپیگنڈے ہیں۔ کہ تم علی کے باغی ہو وہ تم پر سبائی لشکر

لے کر چڑھا آ رہا ہے۔

اپنا سبائی لشکر حضرت علیؓ کو قتل کرنا چاہتا ہے:

مفتی جعفر ہی جنگ صفین کی بندش کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(شامیوں کے قرآن اُٹھانے کے بعد) لوگ (لشکر علیؓ) طغیان و سرکشی پر اتر آئے سعد بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی دونوں ۲۰ ہزار آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھے اور امیر المومنین سے کہا کہ اے علی آپ نے قرآن کی آواز پر لبیک نہ کہی تو پھر ہم آپ کا وہی حشر کریں گے جو عثمان کا کیا تھا آپ فوراً جنگ ختم کرائیں اور قرآن کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ (نہج البلاغہ ۱۸۹)

(پھر اس بگڑے لشکر نے کہا) کہ مالک (بن ابراہیم الاشتر نخعی جس کے حکم سے حضرت عثمان شہید کیے گئے تھے (معاویہ کو بھی اسی سے دشمنی تھی علیؓ سے نہ تھی) کو بھی واپس بلاؤ اگر مالک نے آنے میں تاخیر کی تو پھر آپ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں (یہی بات مناقب آل ابی طالب ج ۳ ص ۲۲۷ میں لکھی ہے۔ (مجبوراً حضرت علی نے جنگ بند کرائی اور جان بچائی اور تحکیم ماننے پر آمادہ ہوئے۔) پھر یہی قاتل عثمان لشکر خارجی بنا آپ سے لڑا پھر علیؓ کو شہید کر دیا ہائے حضور علیہ السلام کے آٹھ خاص رشتہ داروں پر صبح و شام یا نمازوں کے بعد آج تبرے پڑھنے والے اس لشکر پر تو لعنتیں نہیں کرتے کیونکہ یہ عثمان طلحہ زبیر اور ہزاروں مسلمانوں کے قاتل اپنے ہم مذہب جو تھے۔

مفتی صاحب کی بالاتحریر خطبہ ۳۵ کی اس عبارت کی شرح میں ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا۔ مہربان باخبر اور تجربہ کار ناصح کی مخالفت کا ثمرہ حسرت و ندامت ہوتا ہے میں نے اس تحکیم کے متعلق اپنا فرمان سنا دیا تھا اور اپنی قیمتی رائے کا نچوڑ تمہارے سامنے رکھ دیا تھا کاش کہ قصیر (جسے تم اپنے سے کم سمجھتے ہو معاذ اللہ) کا حکم مان لیا جاتا لیکن تم تو تند خو مخالفین اور عہد شکن نافرمانوں کی طرح انکار پر

تل گئے یہاں تک کہ ناصح خود اپنی نصیحت کے متعلق سوچ میں پڑ گیا اور نصیحت اس چقماق کی طرح بجھ گئی کہ جس نے شعلہ بھڑ کانا بند کر دیا ہو۔ ص ۱۸۸

ایسے بے وفا مطلب پرست فسادی لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں:

''جب تمہیں دشمنوں (اہل شام) سے لڑنے کے لئے بلاتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح گھومتی ہیں گویا تم موت کے گرداب میں ہو اور جان کنی کی غفلت اور مدہوشی تم پر طاری ہے میری باتیں سن کر تم ششدر رہ جاتے ہو گویا تمہارے دل و دماغ پر دیوانگی کا اثر ہے کہ تم کچھ عقل سے کام نہیں لے سکتے تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے اپنا اعتماد کھو چکے ہو نہ تم کوئی قوی سہارا ہو کہ تم پر بھروسہ کر کے دشمنوں کی طرف رخ کیا جائے اور نہ تم عزت و کامرانی کا وسیلہ ہو کہ تمہاری ضرورت محسوس ہو خدا کی قسم تم جنگ کے شعلے بھڑکانے کے لئے بہت برے ثابت ہوئے ہو تمہارے خلاف سب تدبیریں ہوا کرتی ہیں اور تم دشمنوں کے خلاف کوئی تدبیر نہیں کرتے تمہارے شہروں کے حدود دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں مگر تمہیں غصہ نہیں آتا وہ تمہاری طرف سے کبھی غافل نہیں ہوتے اور تم ہو کہ غفلت میں سب کچھ بھولے ہوئے ہو خدا کی قسم ایک دوسرے پر ٹالنے والے ایسا ہی کرتے ہیں خدا کی قسم میں تمہارے متعلق یہی گمان رکھتا ہوں کہ اگر جنگ زور پکڑے اور موت کی گرم بازاری ہو تو تم ابن ابی طالب سے اسی طرح کٹ جاؤ گے جس طرح بدن سر سے کٹ جاتے ہیں کہ دوبارہ پلٹنا ممکن ہی نہیں ہوتا۔
(خطبہ ۳۴ ص ۱۸۵۔۱۸۶)

بھائیو! ان بے وفا غداروں منافقوں کی باتیں بزبان علی کہاں تک نقل کروں مستقل باب آنے والا ہے۔

کہ یہی وہ منحوس چہرے ہیں جن کو شیعہ خیر البریہ کہا جاتا ہے۔ یا حضرت علیؓ نے معاویہؓ کو ان کے ذریعے ختم کرنے کی دھمکی دی تھی؟

حضرت امیر معاویہؓ کو مکتوب ۹ میں حضرت علیؓ گرج کر فرماتے ہیں۔

''اے معاویہؓ تمہارا یہ مطالبہ جو ہے کہ میں عثمانؓ کے قاتلوں کو تمہارے

حوالے کر دوں تو میں نے اس کے ہر پہلو پر غور وفکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ انہیں تمہارے یا تمہارے علاوہ کسی اور کے حوالے کرنا میرے اختیار سے باہر ہے (کہ پھر وہ مجھے قتل کر دینگے) اور میری جان (کے رب) کی قسم اگر تم اپنی گمراہی اور انتشار پسندی سے باز نہ آئے تو بہت جلد ہی انہیں پہچان لو گے وہ خود تمہیں ڈھونڈتے ہوئے آئینگے اور تمہیں جنگلوں دریاؤں پہاڑوں اور میدانوں میں اپنے ڈھونڈنے کی زحمت نہ دیں گے۔ مگر یہ ایک ایسا مطلوب ہوگا جس کا حصول تمہارے لئے ناگوار ہوگا اور وہ آنے والے ایسے ہونگے جن کی ملاقات تم کو خوش نہ کر سکے گی۔ (نہج البلاغہ ۶۶۱)

بھائیو! ذرا ادب سے سوچیں کہ دنیا میں اس کی کوئی مثال ہے کہ مقتول کے وارث انتظامیہ سے قاتل یا ان سے بدلہ مانگیں مگر وہ کہے کہ ہم یہی قاتل بھیج کر تمہیں فنا کرا دیں گے پھر وہ ہی باغی کہلائیں؟

اس مطالبہ کو شیعہ کے ہاں معتبر تاریخ طبری ج ۴ ص ۳ مطبوعہ بیروت میں یوں لکھا ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے معاویہؓ کی طرف صلح کے لئے۔ عدی بن حاتم یزید بن قیس ارجبی شبث بن ربعی زیاد بن خفصہ کو (چاروں مشہور بلوائی ہیں) بھیجا اور انہوں نے کہا اے معاویہؓ ہم تجھے مسلمانوں سے ملنے کی دعوت دینے آئے ہیں...... تجھے بھی خدا وہ سزا نہ دے جو جمل والوں کو دی معاویہؓ نے کہا تم تو دھمکی دینے آئے ہو صلح کے لئے نہیں آئے اور تمہیں تو عثمان پر چڑھائی کرانے والے ہو۔ (کاش کہ ابن عباس جاتے تو معاویہ کو رام کر لیتے) پھر معاویہؓ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا ''جماعت مسلمین تو ہمارے پاس بھی ہے ہم آپ کے ساتھی علیؓ پر قتل کا الزام نہیں لگاتے لیکن عثمان کے قاتلوں کا بتاؤ کیا تم ہی اس کے ساتھی (قاتلان عثمان) نہیں ہو وہ ان کو ہمارے حوالے کر دے کہ ہم ان کو بدلے میں قتل کر دیں پھر ہم آپ کی اطاعت اور جماعت میں مل جائیں۔ تو شبث بن ربعی کہنے لگا کیا تجھے پسند ہے کہ تو موقع پائے تو عمار کو بھی قتل کر دے۔'' پتہ چلا کہ حضرت عمارؓ کو قاتل عثمان بتا کر مروانے والے یہی سبائی ہیں۔''

حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا آپ پر تسلط:

جن لوگوں کا منافقانہ کردار آپ دیکھ چکے ہیں حضرت علیؓ پر ایسے مسلط ہوئے کہ اپنی طاقت اور سازش سے مسلمانوں سے لڑلڑا کر لاکھ سے زائد مسلمان تو مروادیئے مگر اپنے ۸/۱۰ مجرموں پر آنچ نہ آنے دی خطبہ ۱۶۶ ص ۴۵۶ کا ترجمہ مفتی جعفریہ کرتے ہیں۔

''آپ کی بیعت ہو چکنے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے آپ سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ ان لوگوں کو جنہوں نے عثمان پر فوج کشی کی تھی سزا دیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا۔

''کہ اے میرے بھائیو جو تم جانتے ہو میں اس سے بے خبر نہیں ہوں لیکن میرے پاس (اس کی) قوت وطاقت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے اپنے انتہائی زور واثر سے ہیں وہ (اس وقت) ہم پر مسلط ہیں ہم ان پر مسلط نہیں (یملکوننا ولا نملکھم) اور عالم یہ ہے کہ تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور صحرائی عرب بھی ان سے مل گئے ہیں اور اس وقت بھی وہ تمہارے درمیان ہیں کہ جیسا چاہیں تمہیں گزند پہنچا سکتے ہیں کیا تم جو چاہتے ہو اس پر قابو پانے کی کوئی صورت نظر آتی ہے۔ بلاشبہ یہ جہالت ونادانی کا مطالبہ ہے ان لوگوں کی پشت پر مدد کا ایک ذخیرہ ہے۔ تو کچھ دیر صبر کرو کہ حالات پر سکون ہو جائیں۔ ص ۴۵۷ نہج البلاغہ)

تاریخ ابن جریر طبری المتوفی ص ۳۱۰ھ ج ۳ ص ۴۵۸ ۔ ۳۵ھ کے حالات میں ہے۔

حضرت علیؓ نے طالبین قصاص صحابہ سے کہا بھائیو جو بات تم کہتے ہو میں جاہل نہیں لیکن میں ایسی قوم سے کیسے نمٹوں جو ہمارے مالک ہیں اور ہماری ملکیت میں نہیں ان کے ساتھ تمہارے غلام اور بدو دیہاتی بھی اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں وہ جو چاہیں تم کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ الخ

بھائیو! حضرت علیؓ کی بے بسی اور مجبوری کا ایک مقام یہ بھی ہے جہاں سے ہر عالم شارح مورخ فاضل جج بیرسٹر ادب سے سر جھکا کر گزر جاتا ہے۔ مفتی جعفر نے بھی اس مملوکیت اور غلامی پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ ہم بھی مہر بلب خاموش ہیں۔ کہ مشاجرات صحابہ کی نازک بحث میں کچھ کہنے سے ہم کو روکا گیا ہے۔

صرف حسرت سے یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ۔

﴿۱﴾ آپ حضرت عثمانؓ پر تو کوئی الزام نہیں لگاتے کہ ان کا قتل جائز تھا جیسے آج ضدی روافض اپنا عقیدہ بنائے ہوئے ہیں۔

﴿۲﴾ مجرموں کو بری قرار نہیں دے رہے۔ صرف اس وقت ان کی طاقت وشوکت کی وجہ سے تاخیر اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

﴿۳﴾ جب قرآن وسنت اور عالمی قانون میں ہر مقتول (زنا۔ قتل اور مرتد کے سوا) سے بدلہ لیا جاتا ہے تو حضرت کو اس طاقت کی تیاری کرنی چاہیئے تھی۔ اس کا بہترین طریقہ یہی تھا۔ کہ ان پر اعتماد نہ کرتے۔ مشورے نہ لیتے ترس نہ کھاتے بلکہ مطالبہ قصاص کرنے والوں کو اپنے ساتھ ملاتے ورنہ اہل مدینہ کے غیر جانبدار۔ حضرت سعد بن ابی وقاص حسان ثابت عبداللہ بن عمر ابو سعید خدری زید بن ثابت محمد بن مسلمہ اور دیگر انصار کے اکابر کو اپنے ساتھ ملا لیتے تو سب اہل مدینہ آپ کے مخلص اور ساتھی تھے۔ طاقت بن جاتی تو ان کے اصل مجرموں سے جلدی بدلہ لے لیا جاتا مگر افسوس کہ الٹ ہو گیا کہ انہوں نے جمل وصفین کے خونریز حادثات کرا دیئے۔ پھر یہ خارجی بن کر خود آپ سے لڑے ایک بدبخت نے آپ کو شہید کر دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) یہ تو اللہ کا فضل ہوا۔ کہ طاقتور امیر معاویہؓ نے ان سبائیوں کو تقیہ میں روپوش کر دیا اور خارجی آپ سے ٹکرا کر ختم ہو گئے۔ (واللہ الحمدللہ)

حضرت علیؓ اور سب صحابہ قتل عثمان سے بری ہیں:

اس کے برعکس یہ ہے۔ کہ جب حضرت طلحہ زبیر ام المومنین عائشہ بصرہ پہنچی تھیں۔ تو بصری قاتلان عثمان کے سرغنہ حکیم بن جبلہ ڈاکو نے اپنے آدمیوں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا ان کی جوابی کاروائی ہوئی تو فریقین کے کچھ لوگ مارے گئے جیسے تاریخ طبری (۴۸۳ تا ۴۸۷ ج ۳) (عربی ایڈیشن) میں حکیم بن جبلہ سبائی کے حملہ وفساد کی تفصیل موجود ہے۔

نقص امن کی یہ بات یک طرفہ خبر کے طور پر جب حضرت علیؓ کو پہنچائی گئی تو آپ نے قانون اجراء قصاص کا یوں ذکر خیر فرمایا۔

فوالله لو لم یصیبو من المسلمین الا رجلا واحدا معتمدین تقتله بلا جرم جره حل لی قتل ذالک الجیش کله اذ حضروه فلم ینکرو ولم یدفعوا عنه بالسان ولا بید نهج البلاغه ص ۴۶۲ مترجم)

خدا کی قسم اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک نا کردہ گناہ مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لئے جائز ہوتا کہ میں اس تمام لشکر کو قتل کر دوں کیونکہ وہ موجود تھے اور انہوں نے نہ تو اسے برا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کی"

بس یہی اجراء قانون کا مطالبہ طالبان قصاص اور حامیان عثمان حضرت علی سے کرتے تھے کہ اپنے ہی قانون مسلمہ بین الاقوام پر عمل کر کے دکھائیں مگر افسوس کہ قانونی موشگافیوں اور قاتلوں کی سازشوں نے حکومت اور عوام کو باہم ٹکرا دیا۔ فالی اللہ المشتکی اور جامع نہج البلاغہ شریف الدین رضی المتوفی ۴۰۰ھ نے یہ خطبہ ۳۰ حضرت علیؓ کی طرف منسوب کر دیا جو خود آپ کے بالا قانون کو توڑتا ہے اور رافضی اسی پر خوش اور اپنا عقیدہ بنائے ہوئے ہیں۔

"قتل عثمان کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا" اگر میں ان کے قتل کا حکم دیتا تو البتہ ان کا قاتل ٹھہرتا اور اگر ان کے قتل سے (دوسروں کو) روکتا ان (عثمان) کا معاون ومددگار ہوتا (میں بالکل غیر جانبدار رہا) لیکن حالات ایسے تھے کہ

جن لوگوں نے ان کی نصرت وامداد کی وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم ان کی نصرت نہ کرنے والوں سے بہتر ہیں اور جن لوگوں نے ان (عثمان) کی نصرت سے ہاتھ اُٹھالیا وہ نہیں خیال کرتے کہ ان کی مدد کرنے والے ہم سے بہتر ہیں۔'' (خطبہ ۳۰ ص ۱۷۴)

ہمارے عقیدہ میں تاریخی رو سے حضرت علیؓ نے ان کو بار بار ڈانٹا منع کیا۔ طبری ۳۲ ص ۳۲ میں ہے کہ ذو لاحوص ذو المرة اور...... پر بصرہ کوفہ اور مصر سے آئے ہوئے سازشی لوگوں پر حضرت علی نے زبان نبوی سے لعنت نقل فرمائی مگر انہوں نے حضرت علی طلحہ زبیر کسی لیڈر کی بھی نہیں مانی۔ جیسے ام المومنین حضرت ام حبیبہ کی بے عزتی کی۔ خچر سے پانی طعام سب گرا دیا تھا۔ اور حضرت عثمان کو شہید کرنے کا پروگرام پختہ کر لیا جعلی خط کا ڈھونگ رچا کر بالآخر ۱۸ ذوالحجہ میں چالیس دن کے بھوکے پیاسے مظلوم عثمان کو بروز جمعہ تلاوت قرآن کرتے ہوئے شہید کر دیا پھر اللہ کی تلوار بے نیام ہوگئی ۔ ابن عباس اور حسنین وغیرہ مخلصین نے حضرت علی کو رائے دی۔ کہ شہر سے باہر چلے جائیں ورنہ قتل کا الزام لگ جائے گا آپ کو بلوائیوں نے باہر نہ جانے دیا پھر انہوں نے آج تک یہ پروپیگنڈہ کر رکھا ہے۔ کہ تینوں معاذ اللہ اور اہل مدینہ بھی قتل میں شریک یا راضی تھے کہ امدانہ کی (حالانکہ حضرت عثمان نے حضور سے معاہدہ کے مطابق صبر کیا دفاع سے روک دیا تھا) نہج البلاغہ اور سبائی تاریخ میں تینوں کے ایک دوسرے پر الزامات موجود ہیں جن کا نقل کرنا ہم خلاف ادب جانتے ہیں مگر اثنا عشری عقیدہ تو وہ ہے جو نہج البلاغہ میں ہے کہ کوئی بھی بری نہیں ہے سب خوش ہیں اب تعزیرات پاکستان یا بین الاقوامی قانون کسی وکیل جج سے پوچھ لیں کہ اپنے سامنے اپنے حامیوں سے قتل پر خوش رہنے الا الزام سے بچ سکتا یا نہیں؟ اور معاویہؓ وغیرہ کا کیا قصور ہے کہ اس نے پروپیگنڈہ سن کر معاذ اللہ شرکت قتل کا (جھوٹا) الزام مان لیا۔ سبائیو اور پاکستان کے بدھو صحافیو عثمانؓ طلحہؓ زبیرؓ علیؓ حسینؓ کا قتل کسی صحابی پر نہ لگاؤ ابن سبا کی پارٹی پر لگاؤ تب ایمان بچے گا۔

حضرت عثمانؓ نے بھی اپنے بھائی علیؓ کو اس الزام سے بچانے اور بلوائیوں

کے اس شور کو ٹھنڈا کرنے کے لئے۔ ''کہ ہم علی کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔'' مدینہ سے باہر اپنی زمین میں چلے جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ نہج البلاغہ ص ۶۴۵ خطبہ ۲۳۸ میں ہے۔ ''جن دنوں عثمان محصور تھے تو ابن عباس عثمان کی ایک تحریر لے کر امیر المومنین کے پاس آئے جس میں آپ سے خواہش کی تھی کہ آپ اپنی جاگیر ینبع کی طرف چلے جائیں تا کہ خلافت کے لئے جو حضرت کا نام پکارا جا رہا ہے۔ اس میں کچھ کمی آ جائے تو آپ نے ابن عباس سے فرمایا۔ کہ عثمان تو بس یہ چاہتے ہیں کہ مجھے اپنا پانی نکالنے والا اونٹ بنا دیں پہلے یہی پیغام بھیجا تھا کہ میں باہر چلا جاؤں پھر بلا لیا اب پھر جانے کا کہتے ہیں تو میں نے ان کو کافی بچایا اب تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں امداد دوں تو گنہگار نہ ہو جاؤں۔'' ان رافضی خیالات کے برعکس ہم حضرت علی کی یوں برأت کرتے ہیں۔

﴿۱﴾ ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے سنا۔ خدا کی قسم میں نے نہ عثمان کو قتل کیا نہ حکم دیا لیکن میں مغلوب ہو گیا۔ (کہ قاتلوں نے میری بات نہ مانی الٹا مجھے اپنا حامی مشہور کیا۔) مصنف عبد الرزاق ج ۱۱ ص ۵۴۔

﴿۲﴾ یہی بات برأت تین مرتبہ آپ نے فرمائی۔ (طبقات بن سعد ص ۵۷ جلد ۳) تذکرہ عثمان البدایہ ج ۷ ص ۱۹۳ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفتن)

﴿۳﴾ انساب الاشراف بلاذری ج ۵ ص ۱۰۱ میں ہے حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے نہ عثمان کو قتل کیا نہ حکم دیا بلکہ میں نے قتل سے روکا تھا مگر لوگوں نے میری بات نہ مانی اور میں اس مسئلہ میں مغلوب رہا۔

﴿۴﴾ جب یہ وحشتناک خبر آپ نے سنی تھی تو قاتلوں کو بد دعا دی۔ ''سدا برباد رہو المصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۴۱۸) یہی وجہ ہے کہ قاتلان عثمان و حسینؓ برباد ہوئے دین سے محروم اور مقاصد میں ناکام چلے آ رہے ہیں۔

خلافت حقہ کے فرائض:

خطبہ ۱۳۰ ص ۳۷۶ پر ہے۔

''بلکہ یہ تصادم اس لئے تھا کہ ہم دین کے نشانات کو (پھر ان کی جگہ پر) پلٹائیں اور تیرے شہروں میں امن و بہبودی کی صورت پیدا کریں تا کہ تیرے ستم رسیدہ بندوں کو کوئی کھٹکا نہ رہے اور تیرے وہ احکام (پھر سے) جاری ہو جائیں جنہیں بے کار بنا دیا گیا ہے اسے اللہ میں پہلا شخص ہوں جس نے تیری طرف رجوع کی اور تیرے حکم کو سن کر لبیک کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے علاوہ کسی نے بھی نماز پڑھنے میں مجھ سے سبقت نہیں کی۔

اے لوگو! تمہیں یہ معلوم ہے کہ ناموس خون مال غنیمت نفاذ احکام پر مسلمانوں کی پیشوائی کے لئے کس طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو کیونکہ اس کا دانت مسلمانوں کے مال پر لگا رہے گا اور نہ کوئی جاہل کہ وہ انہیں جہالت کی وجہ سے گمراہ کرے گا اور نہ بد اخلاق کہ تند مزاجی سے چرکے لگاتا رہے گا اور نہ دولت میں غیر منصفانہ تقسیم کرنے والا کہ کسی کو دے گا اور کچھ کو محروم کر دے گا اور نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا کہ وہ دوسروں کے حقوق کو رائیگاں کر دے گا اور انہیں انجام تک نہ پہنچائے گا اور نہ کوئی سنت کو بے کار کرنے والا کہ وہ امت کو تباہ و برباد کر دے گا۔
(خطبہ ص ۱۳۰ اص ۳۷۷)

نیک یا بد حاکم ہونا ضروری ہے:

جب آپ نے خوارج کا قول لا حکم الا لِلّٰہ (فیصلہ یا حکومت تو اللہ کی طرف سے خاص ملتی ہے) سنا تو فرمایا۔ کہ یہ جملہ تو صحیح ہے مگر جو مطلب وہ لیتے ہیں وہ غلط ہے ہاں حکم (فیصلہ یا حکومت) اللہ کے لئے مخصوص ہے مگر یہ لوگ تو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حکومت بھی اللہ کے علاوہ کسی کی نہیں ہو سکتی حالانکہ لوگوں کے لئے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ اچھا ہو یا برا (اگر اچھا ہو گا تو) مومن اس کی حکومت میں اچھے عمل کر سکے گا اور (برا ہو گا تو) کافر اس کے عہد میں لذائذ سے بہرہ ور ہو گا اور اللہ اس نظام حکومت میں ہر چیز کو اس کی آخری حدوں تک پہنچا دے گا اس حاکم کی وجہ سے

مال (خراج وغنیمت) جمع ہوتا ہے دشمن سے (جہاد) لڑا جاتا ہے راستے پرامن رہتے ہیں اور قوی سے کمزور کا حق دلایا جاتا ہے یہاں تک کہ نیک حاکم (مر کر یا معزول ہو کر) راحت پائے اور برے حاکم کے مرنے یا معزول ہونے سے دوسروں کو راحت پہنچے۔" (خطبہ ۴۰ ص ۱۹۷)

یہاں سے پتہ چلا کہ نظم ونسق کے لئے حاکم کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ اسے سنی شیعہ سب مانتے ہیں یہاں خارجی عقیدہ (کہ حاکم امام خدا بناتا ہے) کی علی نے تردید کردی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد خود اللہ نے صحابہ کرامؓ سے یہ کام لے لیا کہ ابوبکر کو بالاتفاق انصار ومہاجرین نے چن لیا اور حضور کی تکفین بصورت دعا جنازہ اور تدفین خلیفہ کے حکم اور نگرانی سے ہوئی۔ اگر خدا کے مقررہ منصوص امام علیؓ ہوتے تو وہی کہہ دیتے کہ میں تمہارا مقررہ امام ہوں مجھے مانو میں تمہارے امام کو نہیں مانتا تو وہ نص خلافت سننے والے کچھ تو آپ کے ساتھ ہو جاتے۔ مگر جب آپ نے نہ دعویٰ خلافت کیا نہ کسی سے بیعت لی اور نہ وہ از خود امدادی بنے۔ تو جو (ابوبکر صدیق) سب کے اتفاق سے بنائے گئے وہی (حضور کے مصلّی کے امام) خدا کے بنائے ہوئے تھے۔ امام زمانہ کے فوائد۔ مومنین کے اعمال صالحہ مال غنیمت وخراج کی آمد۔ جہاد۔ امن وامان قوی سے کمزور کو حق دلانا۔ سنی شیعہ اتفاق سے خلفاء ثلاثہ کے دور میں یہ امور حاصل ہوتے رہے تو وہی آئمہ برحق ہوئے۔ مسلمانوں کے اتفاق و بیعت سے خدا کے ہی بنائے ہوئے اور پسندیدہ امام ٹھہرے (نہج البلاغہ) اب یہ کہنا کہ ہم تو خدا کا بنایا ہوا امام مانتے ہیں گو عوام کے دو ۴ فرد بھی نہ مانیں۔ اور سب لوگوں کے بنائے ہوئے متفقہ امام ہم نہیں مانتے۔ ایک لغو اور ہنسی کی بات ہے۔

حضرت علیؓ کے عقیدہ میں دینی اور نبوی وارثوں کا برسر اقتدار ہونا ضروری نہیں:

"اگر انبیاء ایسی قوت وطاقت رکھتے جس کے دبانے کا قصد وارادہ نہ ہوسکتا اور ایسا تسلط واقتدار رکھتے کہ جس پر تعدی ممکن ہی نہ ہوتی اور ایسی سلطنت کے مالک ہوتے کہ لوگوں کی گردنیں خود ان کی طرف مڑ جاتیں اور لوگ کجاوے کس کر ان کی

طرف چل پڑتے تو یہ چیز نصیحت پذیری کے لئے آسان اور انکار سے دوری کا ذریعہ تو بن جاتی...... مگر نیتوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے کسی کا ایمان دل سے ہوتا اور کسی کا ظاہری شوق اور دباؤ سے ہوتا۔ لیکن اللہ نے تو یہ چاہا کہ ان پیغمبروں کی اتباع اور ان کی کتابوں کی تصدیق ان کے سامنے عاجزی ان کے احکام کی فرمانبرداری واطاعت دلی محبت اور نیک نیتی سے ہو ظاہر (شان وشوکت) کا شائبہ تک نہ ہو اور جتنی بڑی آزمائش ہوگی اجرا اتنا بڑا ہوگا۔ ص۵۳۴) (خطبہ ۱۹۰ قاصعہ)

یہاں سے بارہ اماموں کے برسر اقتدار نہ ہونے کا مسئلہ حل ہوگیا اور اب ایک فرقہ کو تمام صحابہ اور مسلمانوں سے ناراض ہونے ان پر کفر ونفاق اور اہلبیت کے دشمن ہونے کا جھوٹا الزام لگانے کی ضرورت نہیں کہ خدا نے خلفاء راشدین کو بنا کر دین پھیلایا تو غیر حاکم آل رسول کو بھی خدمت دین کا موقعہ دیا جو ان کے حق میں بہتر تھا۔

حضرت علیؓ کا بصرہ آنا اور ٹکرا جانا باقی صحابہؓ کے اختلاف کی طرح اجتہادتھا:

مدینہ سے بصرہ جاتے ہوئے اہل کوفہ کے نام لکھا ''حمد وصلوۃ کے بعد واضح ہو کہ یا تو میں اپنے قوم قبیلہ کے شہر (مدینہ) سے ظالم ہو کر نکل رہا ہوں (معاذ اللہ) یا مظلوم کی حیثیت سے یا میں (طلحہ وزبیر پر) باغی ہوں یا انہوں نے میرے خلاف بغاوت کی ہے (بصرہ آگئے ہیں) بہرصورت جن جن کے پاس میرا یہ خط پہنچے وہ خدا کے واسطے آئیں اگر میں صحیح راہ پر ہوں تو میری مدد کریں اگر غلط راہ پر جارہا ہوں تو مجھے اپنی مرضی پر چلائیں۔ مکتوب نمبر ۵۷ ص ۷۸۲)

یہاں سے معلوم ہوا کہ مشاجرات صحابہ کی بحث نازک ہے آپ کو مدینہ سے تعاون نہیں ملا تو مدینہ چھوڑتے اور کوفہ والوں سے امداد مانگتے ہیں۔ مگر مشکوک انداز میں کہ اپنی غلطی کا بھی گمان ہے۔ تو یہی عقیدہ آپ طالبان قصاص حضرت عائشہ۔ طلحہ زبیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے متعلق رکھیں۔ کسی کو حتمی غلطی پر اور صداقت پر نہ جانیں یہی متقدمین پہلی صدی کے اکابر صحابہ تابعین عمر بن عبدالعزیزؒ جیسوں کا عقیدہ ہے یہ وہ خون ہیں کہ ہمارے ہاتھ اللہ نے ان سے بچائے تو اپنی زبانوں کو (کسی کو غلط کہہ کر)

کیوں ملوث کریں۔ المجتھد یخطی و یُصیب ہر مجتہد غلط بھی ہوسکتا ہے۔ درست بھی نیت پر اجر پائے گا۔ درست کو دوہرا خطا کار کو اکہرا ضرور ملے گا۔ حدیث و قانون مشہور ہے۔

حضرت علیؓ نے خوب وعظ و نصیحت کی:

خدا کے بندو! مفید عبرتوں سے وعظ و نصیحت اور کھلی ہوئی دلیلوں سے عبرت حاصل کرو اور مؤثر خوف دہانیوں سے اثر لو اور مواعظ وافکار سے فائدہ اُٹھاؤ۔ یہ سمجھو کہ موت کے پنجے تم میں گڑھ چکے ہیں تمہاری امید و آرزو کے تمام بندھن ٹوٹ چکے ہیں سختیاں تم پر ٹوٹ پڑی ہیں موت کے چشمہ پر تمہیں اتارا جا رہا ہے۔ تمہیں کھینچ کر لے جایا جا ہے اور ہر نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا ہوتا ہے اور ایک شہادت دینے والا (پ ۲۶ ع) ہنکانے والا اسے میدان محشر تک کھینچ لے جائے گا اور گواہ اس کے عملوں کی شہادت دے گا (جنت کا تعارف یہ ہے) کہ اس کے ایک دوسرے کے اوپر درجے (بالا خانے) ہیں اور مختلف معیار کی منزلیں ہیں نہ اس کی نعمتوں کا سلسلہ ٹوٹے گا اور نہ اس کے باشندوں نے کوچ کرنا ہے نہ وہ بوڑھے ہونگے نہ ان کو فقر و ناداری سے سابقہ پڑے گا۔ خطبہ ۸۳ ص ۲۵۵)

مسلمانوں کو فتنوں بدعتوں اور علیحدہ پسندی سے روکا:

”فرمایا تم فتنوں کی راہ دکھانے والے نشان اور بدعتوں کے سربراہ نہ بنو تم ایمان والی جماعت کے اصولوں اور ان کی عبادت واطاعت کے طور طریقوں پر جمے رہو اللہ کے پاس مظلوم بن کر جاؤ نہ ظالم بن کر شیطان کی راہوں اور تمر دوسرکشی کے مقاموں سے بچو پیٹ میں حرام لقمے نہ ڈالو اس لئے کہ تم اس خدا کے سامنے ہو جس نے معصیت اور خطا کو تمہارے لئے حرام کیا ہے اور اطاعت کی راہیں تمہارے لئے آسان کر دی ہیں۔“

مسلمان کی غیبت بڑا گناہ ہے:

خطبہ ۱۳۸ ص ۳۸۷ میں لوگوں کے عیب بتانے سے آپ نے روکا ہے۔

ص ۴۰۸ آخر خطبہ ۱۴۹ میں فرمایا۔ جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک ہے اور بفضلہٖ وہ گناہوں سے معصوم ہیں انہیں چاہئے کہ وہ خطا کاروں اور گناہگاروں پر رحم کریں اور اس کا شکریہ ہی ان پر غالب اور دوسروں کے عیب اچھالنے سے مانع رہے چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والا اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرے اور اس کے عیب بیان کر کے طعن و تشنیع کرے۔ یہ آخر خدا کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا جو اس نے خود اس کے گناہوں پر ڈالی ہے جو اس گناہ سے بھی بڑے ہیں جو غیبت کئے ہوئے نے کئے پھر وہ اس کا ایسا گناہ کیوں بیان کرتا ہے جس کا وہ خود مرتکب ہو چکا ہے اگر ایسا گناہ نہیں کیا تو ایسے تو کئے ہونگے جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے خدا کی قسم اگر اس نے کبیرہ گناہ نہیں کیا تھا۔ صرف صغیرہ کیا تھا تب بھی اس (نیک آدمی) کا دوسروں کے عیوب بیان کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اے خدا کے بندے جھٹ سے کسی کا عیب نہ لگا شاید اللہ نے وہ بخش دیا ہو اور اپنے کسی چھوٹے سے گناہ پر بھی مطمئن نہ ہو شاید کہ اس پر تجھے عذاب ہو لہٰذا تم میں سے جو بھی کسی دوسرے شخص کے عیوب جانتا ہو وہ ان کے اظہار سے باز رہے۔ اور اپنے گناہوں کا خود علم ہونے کی وجہ سے توبہ کی طرف توجہ کرے اگر اپنے عیب معلوم نہ ہوں تو اللہ کا شکریہ ادا کرے کہ اس نے اسے ان گناہوں سے بچا رکھا جس میں دوسرے مبتلا ہیں پھر کسی کے گناہ کی طرف اپنے نفس کو متوجہ نہ ہونے دے۔ ص ۳۸۸)

حقوق المسلمین کی ادائیگی کا جذبہ:

اللہ نے مسلمانوں کی عزت و حرمت کو تمام حرمتوں پر فضیلت دی ہے ان کے موقع و محل کو اخلاص اور توحید کے دامن کے ساتھ باندھ دیا ہے چنانچہ مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں مگر یہ کہ کسی کی حق (تلفی) کی بنا پر ان پر ہاتھ ڈالا جائے اور ان کو ایذا پہنچانا جائز نہیں مگر جہاں واجب ہو جائے...... موت

سے ڈرو...... تمہارے اگلوں کو پچھلوں کا انتظار کرایا جا رہا ہے اللہ سے اس کے بندوں اور اس کے شہروں کے بارے ڈرتے رہو اس لئے کہ تم سے ہر چیز کے متعلق سوال کیا جائے گا یہاں تک کہ زمینوں اور چوپاؤں کے متعلق بھی اللہ کی اطاعت کرو اس سے سرتابی نہ کرو جب بھلائی کو دیکھو تو اسے حاصل کرو اور جب برائی کو دیکھو تو اس سے منہ پھیر لو۔ (خطبہ ۱۶۵ ۴۵۵، ۴۵۶)

حضرت امام حسنؓ کو لمبی وصیت میں یہ بھی فرمایا تمہارا مسلمان بھائی تم سے دوستی توڑے تم اسے جوڑ وہ منہ پھیرے تم آگے بڑھو اور لطف و مہربانی سے پیش آؤ وہ تم سے کنجوسی کرے تم اس پر خرچ کرو وہ دوری اختیار کرے تم ساتھ ملاؤ وہ سختی کرے تم نرمی کرو وہ خطا کا مرتکب ہو تم اس کے لئے عذر تلاش کرو۔ یہاں تک کہ گویا تم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقائے نعمت ہے مگر خبردار یہ برتاؤ بے محل نہ ہو اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ورنہ اس دوست کے تم دشمن قرار پاؤ گے۔ دوست کو کھری کھری نصیحت کی باتیں سناؤ خواہ اسے اچھی لگیں یا بری غصہ کے کڑوے گھونٹ پی جاؤ کہ نتیجہ میں سب سے میٹھے یہی ہیں جو تم سے سختی سے پیش آئے تو نرمی کرو پھر وہ خود نرم ہو جائیگا۔ تم کسی دوست سے تعلق ختم کرنا چاہو تو دل میں اتنی جگہ رکھو کہ دوبارہ دوست بنا سکو کسی کے اپنے ساتھ حسن ظن کو سچا کر دکھاؤ کسی بھائی کی حق تلفی نہ کرو۔ (نہج البلاغہ ص ۷۱۸۔۷۱۹)

خلفاء راشدینؓ کے نظم و نسق کی درستی کا اعتراف:

جب لوگوں (کی اکثریت) نے عثمان کی بیعت کا ارادہ کیا تو فرمایا "تم جانتے ہو کہ مجھے اوروں سے زیادہ خلافت کا حق پہنچتا ہے خدا کی قسم جب تک مسلمانوں کے امور کا نظم و نسق برقرار رہے گا اور صرف میری ہی ذات ظلم و جور کا نشانہ بنتی رہے گی میں خاموشی اختیار کرتا رہوں گا تا کہ (اس صبر پر) اللہ سے اجر و ثواب طلب کروں اور اس زیب و زینت اور آرائش کو ٹھکرا دوں جس پر تم مٹے ہوئے ہو۔

(خطبہ۲۷ص۲۳۲)

یہاں سے پتہ چلا کہ تینوں خلافتیں برحق اور صحیح تھیں حضرت علیؓ اور مسلمین کی دوستی کی وجہ سے ان کے ساتھ متفق رہے کوئی مخالفت نہ کی جیسے آج سیاسی مخالفین کا شیوہ ہے۔ حضرت عثمان کو بھی بلوائیوں کے پروپیگنڈہ کی وجہ سے کبھی وعظ و نصیحت کی ۔ خلفاء پر مطاعن خصوصاً حضرت عثمان پر اعتراضات سب جعلی ہیں۔ حضرت علی تا شہادت ساتھ رہے حسنینؓ مین گیٹ پر آپ کے محافظ رہے۔ حضرت حسن اپنے سسر محترم عثمان کے تحفظ میں مروان کی طرح زخمی بھی ہوئے پھر بھی حضرت علیؓ نے بیٹوں کو زدوب کی کہ کیوں یہ حادثہ ہوا۔ حالانکہ قاتل مین گیٹ سے ناکام ہوکر پڑوسی کے گھر کی کھڑکی سے بطور چور خفیہ گھسے تھے۔ کہ حاضر اہل مدینہ دفاع نہ کر سکے۔ سبائی لوگ مشہور کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے اپنے رشتہ داروں کو بڑے عہدے اور انعامات دیئے اس لئے عوام نے ناراض ہوکر ان کو شہید کر دیا مگر یہ غلط ہے حضرت علی سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیوں قتل کیا گیا۔ تو فرمایا حسد نے لوگوں کو ان کے قتل پر ابھارا تھا۔ (کتاب السنۃ ص ۱۹۷ الاحمد) جنگ جمل کے موقع پر مقام ذاقار میں حضرت علیؓ نے آپ کی یوں صفائی پیش کی۔ کہ زمانہ جاہلیت کے بعد اسلام آیا تو سب لوگ متحد ہو گئے اور یکے بعد دیگرے تین خلفاء چنے پھر شہادت عثمان کا حادثہ ان لوگوں نے برپا کیا جو صرف دنیا اور اس کا اقتدار چاہتے ہیں۔ انہوں نے اس نعمت امن پر حسد کیا اور زمانہ جاہلیت لوٹا دیا اسلام اور اس کے احکام پس پشت ڈال دیئے میں کل مدینہ جا رہا ہوں قاتلان عثمان میرے ساتھ نہ لوٹیں۔ (تاریخ طبری ج ۴ حالات ۳۶ھ)

حضرت علیؓ کے مذہب میں نیک اعمال:

خطبہ ۱۰۸ ص ۳۲۸ پر ہے۔ ''اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لئے بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے پھر جہاد کرنا کہ وہ اسلام کی سر بلندی ہے اور کلمہ توحید کہ فطرت کی آواز ہے اور نماز کی پابندی کہ وہ عین دین ہے اور

زکوۃ دینا کہ فرض ہے رمضان کے روزے رکھنا کہ وہ عذاب کی سپر ہیں خانہ کعبہ کا حج و عمرہ بجالانا کہ وہ فقر کو دور کرتے ہیں اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں اور عزیزوں سے حسن سلوک کرنا کہ وہ مال کی فراوانی اور عمر کی درازی کا سبب ہے خفیہ خیرات کرنا کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے اور کھلم کھلا خیرات کرنا کہ وہ بری موت سے بچاتا ہے اور لوگوں پر احسانات کرنا وہ ذلت و رسوائی کے مواقع سے بچاتا ہے۔ اللہ کے ذکر میں بڑھے چلو اس لئے کہ وہ بہترین ذکر ہے اور اس چیز کے خواہش مند بنو کہ جس کا اللہ نے پرہیزگاروں سے وعدہ کیا ہے اور اس کا وعدہ بڑا سچا ہے نبی کی سیرت پر چلو وہ بہترین چال اور سنت ہے اور سنت پر چلو کہ وہ سب سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہے اور قرآن کا علم حاصل کرو کہ وہ بہترین کلام ہے قرآن کی سمجھ اور فقہ حاصل کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے اس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ سینوں میں چھپی بیماریوں کا علاج ہے۔ قرآن کی خوبی کے ساتھ تلاوت کرو کہ اس کے واقعات سب سے زیادہ فائدہ مند ہیں۔ جو عالم اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا وہ اس حیران جاہل کی طرح ہے جو جہالت کی سرمستیوں سے ہوش میں نہیں آتا بلکہ اللہ کی اس پر حجت زیادہ ہے وہ حسرت و افسوس اور توبہ کرے۔ (نہج البلاغہ ص ۳۲۸۔۳۲۹)

نوٹ: بھائیو بطور نمونہ یہ ۱۲۵ اعمال صالحہ ہیں۔ جو علیؓ کا مذہب ہیں۔ سوچئے ان میں وہ اعمال بھی ہیں جو ہم صبح و شام از خود ثواب بنا کر کرتے ہیں جنسے مسلمان کا دل دکھتا ہے۔ شریعت شکنی ہوتی ہے پولیس حفاظت کرتی ہے یا مقدمہ بناتی اور ڈنڈے مارتی ہے خدا رسول اور ہمارے آئمہ اہل بیت شرک بدعت غیبت تبرے بدظنی اور فساد و شر سے ناراض ہو جاتے ہیں تو ہم جہنمی بن جاتے ہیں العیاذ باللہ۔

جن سے حضرت علیؓ نے جنگ کی وہ بھی مسلمان تھے:

خطبہ نمبر ۱۲۱ ص ۳۵۲ کے آخر میں ہے۔

مگر اب ہم کو ان مسلمان بھائیوں سے (جنگ جمل وصفین میں) لڑنا پڑا

ہے کیونکہ ان میں غلط روی۔ ٹیڑھ شبہ اور غلط تاویلات پیدا ہوگئی ہیں۔ (وہ میرے بھائی طلحہؓ وزبیرؓ ہیں جو میری بیعت کر کے اب جلدی بدلہ مانگتے ہیں پھر معاویہؓ ہیں جو میں خلیفہ کی بیعت نہ کر کے قاتل مانگتا ہے۔) تو جب ہمیں کوئی ایسا ذریعہ نظر آئے کہ جس سے اللہ ہماری پریشانیوں (اختلافات) کو دور کر دے اور پھر ہم باقی باتوں کے بھی قریب ہو جائیں تو ہم اس کے خواہش مند ہیں کہ صلح کر کے ہاتھ روک دیں گے۔

اکثریتی سنی مسلمانوں کی تعریف:

چنانچہ تحکیم کے بعد مسلمانوں میں تو صلح ہوگئی مگر دین سے پھرا اپنی پارٹی سے خارجیوں کے ساتھ جنگ نہروان ہوگئی۔ رافضیوں اور خارجیوں کی نفرت میں اور اکثریتی مسلمانوں کی تعریف میں فرمایا۔ ''اے خارجیو! تم سب لوگوں سے برے ہو کہ شیطان نے تم کو اپنے مقصد پر لگا دیا اور گمراہی کے جنگل میں لا پھنسایا ہے۔ یاد رکھو میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ و برباد ہونگے۔ ایک حد سے زیادہ چاہنے والے جنہیں محبت کی افراط غلط راستے پر لگا دے گی (کہ مجھے نور من نور اللہ خدائی صفات والا اور پیغمبروں سے بھی افضل کہے گا اور ایسا نہ جاننے والے مسلمانوں کے دشمن ہونگے۔) اور ایک میرے مرتبہ میں کمی کر کے دشمنی رکھنے والے کہ جنہیں یہ ناحق عناد بے راہ کر دے گا میرے متعلق درمیانی راہ اختیار کرنے والے اہلسنت ہی سب سے بہتر حالت میں ہونگے تم اسی راہ پر جمے رہو اور اسی بڑے گروہ کے ساتھ لگ جاؤ چونکہ اللہ کا ہاتھ بڑی جماعت پر ہے اور تفرقہ و انتشار سے باز آ جاؤ اس لئے کہ جماعت سے الگ ہونے والا شیطان بھیڑیے کے ہاتھ لگ جاتا ہے تو جو تفرقے کے نعرے لگائے اسے قتل کر دو وہ اگرچہ میرے عمامہ کے نیچے ہو۔ (یعنی میں خود کیوں نہ ہوں)
(خطبہ ۱۳۵ ص ۳۶۵ مترجم مفتی)

جنگ بصرہ غداروں نے کی:

جنگ جمل جو صلح کے بعد غدر سے سبائیوں نے سحری کے وقت بھڑکا دی اور

آج تک ہزاروں بے گناہوں کے قتل عام پر ناز کرتے ہیں۔ کہ ذوالفقار حیدری بے نیام ہوگئی تھی "مفتی جعفر ام المومنین کے جاں نثاروں کا ذکر خیر یوں فرماتے ہیں جب حضرت علیؓ نے طلحہ وزبیر کو اپنے ساتھ ملا دیا اور جنگ بند ہوگئی پھر بھی اشتر نے اس پر حملہ کر دیا۔ "ادھر سے بھی جاں نثاری کا حق پوری طرح ادا کیا جا رہا تھا لاشوں پر لاشیں گر رہی تھیں مگر اونٹ کے گرد پروانہ وار جان دیتے رہے اور بنوضبہ کی تو یہ حالت تھی کہ اونٹ کی نکیل تھامنے پر ہاتھ کہنیوں سے کٹ رہے تھے اور سینے چھدر رہے تھے مگر زبانوں پر موت کا یہ ترانہ گونجتا تھا۔ "ہمیں موت شہد سے زیادہ شیریں ہے ہم ہیں۔ بنوضبہ جو امی عائشہ کے اونٹ کے رکھوالے ہیں۔ ہم موت کے بیٹے ہیں جب موت آئے ہم ابن عفان کی خبر موت نیزوں کی زبانی سناتے ہیں ہمارا سردار (عثمان) ہمیں واپس پلٹا دو۔ ص ۱۳۸ پھر مفتی ص ۱۳۹ پر لکھتا ہے۔ ۱۰ جمادی الثانیہ ۳۶ھ یہ واقعہ پیش آیا علی کے ۲۲ ہزار لشکر سے ۱۰۷۰ یا ۵۰۰ اور ام المومنین کے تیس ہزار لشکر میں سے ۱۷ ہزار یا ۲۰ ہزار کام آئے (کہ امن و صلح سے سوئے ہوؤں پر اچانک رات کو حملہ ہوا تھا۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں۔

حادثہ جمل پر حضرت علیؓ کے غمناک تاثرات:

کہ ایک طبقہ کے ہاں ۷۲ شہداء کربلا کے خون کی بوچھ بُلا کر غدر سے شہید کرنے والے کوفی مومنوں سے تو نہیں بلکہ حاکم وقت سے ہوگی۔ تو ان جمل کے ۲۰ ہزار اور صفین کے ان کے بقول ۸۰ ہزار مسلمانوں کے خون کی پوچھ اشتر نخعی کمانڈر انچیف (قاتل عثمان) سے کیوں نہ ہوگی مطالبہ قاتلوں سے بدلہ کا تھا حاکم کو ہٹانے کا نہ تھا پھر سوچئے یہ فاتح جمل لشکر کوفہ سے لاکھ بھر بن گیا پھر صفین شام پر جا حملہ آور ہوا وہ چھ ماہ چپ سادھے رہے جب عراقی لشکر نے پہلے حملہ کر دیا تھا تو افسوس کہ ۸۰/۷۰ ہزار مسلمان شہید ہوئے جب اقتضا ہم علی پر قابض سبائی قاتل عثمان طبقہ (نہج البلاغہ مترجم ص ۴۵۷ خطبہ ۱۶۶) آپ کو اپنی صوابدید سے فیصلے نہیں کرنے دیتا تو کیا مسلمان

خدائے احکم الحاکمین کی عدالت سے امید انصاف نہ رکھیں؟ بینوا و توجروا۔

عام تاریخوں میں یہ تاثرات علی منقول ہیں۔

﴿۱﴾ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے ساتھ (دفاعی جنگ لڑنے والوں کو مشرک منافق (کافر) نہیں کہتے تھے بلکہ فرماتے تھے ہمارے مسلمان) بھائی تھے ہم پر بغاوت کی۔

﴿۲﴾ حضرت علیؓ سے جمل والوں کے متعلق پوچھا گیا۔ کیا وہ مشرک تھے فرمایا نہیں وہ شرک سے تو بھاگے پھر مسلمان ہوئے۔۔ کیا منافق تھے فرمایا نہیں منافق تو اللہ کو کم یاد کرتے ہیں تو وہ کون تھے؟ فرمایا ہمارے مسلمان بھائی جو ہمارے خلاف ہو گئے (کنز العمال) یہ بھی حضرت علی کا فرمان ہے کہ ہم نے ان کو غلطی پر سمجھا تو ان پر چڑھائی کی اور انہوں نے ہم کو غلطی پر سمجھا تو ہمارا مقابلہ کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

﴿۳﴾ حضرت علی نے جمل والوں کے حق میں دعائے مغفرت کی (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۱۵ص ۲۸۴)

﴿۴﴾ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو بددعا دی۔

﴿۵﴾ اپنے بیٹے حسن سے کہا کاش میں ۲۰ سال پہلے مر چکا ہوتا۔ حسن نے فرمایا ابا تبھی تو میں آپ کو روکتا تھا فرمایا مجھے اندازہ نہ تھا کہ اتنا نقصان ہوگا۔

﴿۶﴾ طلحہ اور اس کے بیٹے محمد کی لاش چومتے اور روتے تھے۔

﴿۷﴾ پھوپھی زاد بھائی زبیر کی لاش پر آپ اور آپ کے ساتھی روتے تھے۔

﴿۸﴾ عائشہؓ کے متعلق دو آپ کے آدمیوں نے بکواس کیا۔ تو حضرت علیؓ نے ان کے کپڑے اتروا کر ۱۰۰/۱۰۰ درّے لگوائے پھر قتل کرادیا۔ (طبری)

﴿۹﴾ ام المومنین کے متعلق فرمایا ولھا حرمتھا الاولیٰ۔ ان کی وہی پہلی عزت کرنا لازم ہے۔

﴿۱۰﴾ پھر باعزت مدینہ کو واپس کر دیا۔ (خلاصہ از سیرت مرتضیٰ محمد نافع)

﴿۱۱﴾ حضرت امیر معاویہؓ اور اہل شام کے ایمان اور اسلام پر گواہی یوں دی۔"
ہم باہم لڑ پڑے حالانکہ ہمارا رب ایک ہے دین ایک ہے نبی ایک ہے۔ خدا اور رسول اور اسلام کے ماننے میں ہم ان سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتے نہ وہ ہم سے کوئی زائد چیز مانگتے ہیں ہمارا سب کچھ ایک ہے صرف عثمان کے بدلہ کے طریقے میں ہمارا اختلاف ہو گیا۔ مگر قتل عثمان سے ہم بری ہیں۔ (نہج البلاغہ)
پتہ چلا کہ امامت منصوص نہ تھی نہ اس کا ماننا فرض تھا اور نہ ذکر کرتے۔ فرمایا:
(۱۲) و ولیھم وال فا قام و استقام حتی ضرب الدین بجرانہ اقوال نہج البلاغہ ص ۴۶۷)
حضرت علیؓ نے فرمایا ان کا حاکم (عمر ایسا بنا کہ دین کو قائم (معزز) کیا اور لوگوں کو بھی دین پر برقرار رکھا حتی کہ دین سینہ ٹیک کر بیٹھ گیا (مستحکم ہو گیا)

حضرت عمر کو جنگ روم میں نہ جانے کا مشورہ:

خطبہ ۱۳۲ ص ۳۸۰
﴿۲﴾ جب حضرت عمر بن خطاب نے غزوہ روم میں شرکت کے لئے حضرت علیؓ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا۔" اللہ نے دین والوں کی حدوں کو تقویت پہنچانے اور ان کی غیر محفوظ جگہوں کو (دشمن کی) نظر سے بچائے رکھنے کا ذمہ لے لیا ہے وہی خدا اب بھی زندہ اور غیر فانی ہے کہ جس نے اس وقت ان کی تائید و نصرت کی تھی جبکہ وہ اتنے تھوڑے تھے کہ دشمن سے انتقام نہیں لے سکتے تھے اور ان کی حفاظت کی جب وہ اتنے کم تھے کہ اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے تم اگر خود ان دشمنوں کی طرف بڑھے اور ان سے ٹکرائے اور کسی افتاد میں پڑ گئے تو اس صورت میں مسلمانوں کے لئے دور کے شہروں سے

پہلے کوئی ٹھکانہ نہ رہے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی ایسی پلٹنے کی جگہ ہوگی کہ اس کی طرف پلٹ کر آسکیں تو تم ان کی طرف اپنے بجائے کوئی تجربہ کار آدمی بھیجو اور اس کے ساتھ اچھی کارکردگی والے اور خیر خواہ لوگوں کو بھیجو ا اگر اللہ نے غلبہ دیدیا تو تم یہی چاہتے ہو اور اگر دوسری صورت ہوگئی تو تم لوگوں کے لئے ایک مددگار اور مسلمانوں کے لئے پلٹنے کا مقام ہوگے۔ (خطبہ ۱۳۲ ص ۳۸۰)

بھائیو! حضرت علی جیسے خیر خواہ اسلام اور مددگار خلیفہ و مسلمین کا یہ خطبہ و مشورہ بار بار پڑھنے پھر اپنے ایمان کو جلا بخشئے۔

﴿۱﴾ حضرت عمر و علی ایک دوسرے کے ایمان و عمل میں ایک تھے مخالف اور کفر و اسلام میں متضاد شخص نہیں تھے۔ جیسے مفتی جعفر نے ۳۸۲ پر یہ ظلم ڈھایا ہے کہ "کفار حضور کی امانت پر اعتماد کر کے امانتیں رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت......علی پر اعتماد کر کے مشورہ مانگتے تھے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ حضور اور کفار میں یگانگت تھی تو امیر المومنین اور خلفا میں کفر و اسلام کے اختلاف کے باوجود یگانگت نہ تھی معاذ اللہ (اپنا کفر علی کا عقیدہ بنالیا)

﴿۲﴾ جب سب مسلمانوں کو اللہ کے دین والے اور قلت و کثرت میں خدا کے منصور مان لیا تو ان کا قائد ہادی اور خلیفہ کیسے غیر مومن (اور کافر) بن گیا معاذ اللہ۔

﴿۳﴾ جب حضرت عمر کو سب مسلمانوں کا مددگار اور جائے پناہ مان لیا۔ مرجع المسلمین اور ٹھکانہ مومنین بنا دیا تو خود ان کے مومن اور سچے خلیفہ ہونے میں کیا شک رہا۔

﴿۴﴾ قرآن کی لاتعداد آیات بتاتی ہیں۔ کہ کفار کی طرف نہ جھکو ان کو دوست نہ بناؤ جو ان کی طرف جھکے گا۔ یا دوستی رکھے گا تو اسے آگ لگے گی وہ ان کی طرح ظالم ہوگا۔ تو حضرت علی کو ایسے ظالم کافر کابینہ کا ممبر بننے تنخواہ لینے اور

غیر مسلمین کو مشورے دینے کی کیا ضرورت تھی؟

جنگ کسریٰ میں نہ جانے کا مشورہ:

۳۔ کسریٰ ایران کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھی حضرت علیؑ نے یہی مشورہ دیا۔ ''اس امر میں کامیابی اور ناکامی کا دارو مدار فوج کی کمی بیشی پر نہیں رہا۔ یہ تو اللہ کا دین ہے جسے اس نے سب دینوں پر غالب کر رکھا ہے وراسی کا لشکر ہے جسے اس نے تیار کیا ہے اور اس کی ایسی نصرت کی ہے کہ وہ بڑھ کر اپنی موجودہ حد تک پہنچ گیا ہے اور پھیل کر موجودہ پھیلاؤ پر آ گیا ہے اور ہم سے اللہ کا ایک وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدے کو پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی خوب مدد کرے گا (یہ وعدہ کی آیت استخلاف (پ ۱۸ سورت نور ع ۷) نہج البلاغہ کے قدیم نسخوں میں ہوتی تھی جو عمر کے دشمنوں نے نکال دی ہے۔) امور سلطنت میں حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو لہروں میں ڈورے کی جو انہیں سمیٹ کر رکھتا ہے جب ڈورا ٹوٹ جائے تو سب موتی لہر سے بکھر جائینگے اور پھر نہ سمٹ سکیں گے آج عرب والے اگرچہ گنتی میں کم ہیں مگر اسلام کی وجہ سے وہ بہت ہیں اور اتحاد باہمی کے سبب سے فتح وغلبہ پانے والے ہیں تم اپنے مقام پر چکی کی کلی کی طرح جمے رہو اور اس چکی کو گھما کر عرب کا نظم ونسق برقرار رکھو اور ان ہی کو جنگ کا مقابلہ کرنے دو اس لئے کہ اگر تم نے اس سرزمین کو چھوڑا تو عرب اطراف وجوانب سے تمہاری طرف ٹوٹ پڑیں گے حتی کہ آپ کو پچھلے (خالی) شہروں کی فکر پڑھ جائے گی کل اگر عجم والے تمہیں دیکھیں گے تو آپس میں یہ کہیں گے کہ یہ ہے سردار عرب اگر تم نے اس کا قلع قمع کر دیا تو آسودہ ہو جاؤ گے تو اس کی وجہ سے ان کی حرص وطمع تم پر زیادہ ہو جائیگی۔ لیکن یہ جو تم کہتے ہو کہ وہ لوگ مسلمانوں سے لڑنے بھڑنے کے لئے چل کھڑے ہوئے ہیں تو اللہ ان کے بڑھنے کو تم سے زیادہ برا سمجھتا ہے اور وہ جسے برا سمجھے اس کے بدلنے اور روکنے پر بہت قدرت رکھتا ہے اور ان کی تعداد کو جو تم بکثرت سمجھتے ہو تو ہم سابق میں ان کی کثرت کے بل بوتے پر نہیں لڑا

کرتے تھے بلکہ اللہ کی تائید ونصرت کے سہارے پرلڑتے تھے۔ (نہج البلاغہ مترجم ج ا ص۳۹۶۔۳۹۷ خطبہ۱۴۴ (مشورہ برائے جنگ قادسیہ ۱۷ھ)

اس خطبہ ومشورہ سے چند حقائق معلوم ہوئے۔

﴿۱﴾ حضرت علیؓ نے عمرؓ کے لشکر کو اللہ کا لشکران کے دین کو اللہ کا دین ان کی ترقی اور پھیلاؤ کو دین کا طلوع آفتاب ہدایت فرمایا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمان تو اللہ کا لشکراور دین وایمان والے ہوں مگران کا قائد امیر المومنین اور سچا خلیفہ نہ ہو۔

﴿۲﴾ جب قیصر وکسریٰ کی فتوحات خلافت کا وعدہ الٰہی ہوں جو مومنین اور اعمال صالحہ والوں کوخلیفہ بنانے کا کیا گیا ہے تو یہ خلفاء مومنین صالحین نہ ہوں یہ تو وعدہ الٰہی کو جھٹلانا ہے۔ (پ ۱۸ انور ۳ ۷)

﴿۳﴾ جب حضرت عمرؓ ہی اصل عرب سردار عرب مسلمانوں کا مرکزی قائد اور اسلام کی چکی کا کھونٹا اور کلہ ہوں۔ اور دنیا بھر کے قانون میں ملک کے صدر فوج وکمانڈر انچیف کو ہم جنس ہم مذہب جانا جاتا ہے مگر شیعہ مذہب میں حضرت عمرؓ مومن اور امیر المومنین نہ ہوں اس سے بڑھ کر اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی کیا ہوسکتی ہے۔

﴿۴﴾ جب اس حزب اللہ (اللہ کی فوج ولشکر) کے متعلق خدا کی گواہی یہ ہے۔

"یہ تو اللہ لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے رسول (اور اس پر ایمان لانے والے) ضرور برضرور غالب رہینگے یقیناً اللہ قوت والا اور زبردست ہے۔ تم ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ایسے لوگوں سے دوستی نہ کرتے پاؤ گے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہو گو وہ ان کے باپ (دادا) ہوں یا ان کے بیٹے (پوتے) یا ان کے بھائی بند یا ان کے کنبہ قبیلہ ہوں۔ وہی تو ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور اپنی طرف سے روح (ایمان) سے ان کی تائید کی ہے اور

ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ہمیشہ ہمیشہ ان ہی میں رہنے والے ہونگے اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے وہی خدا کا گروہ ہیں آگاہ ہو کہ خدا کا گروہ وہی تو (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔ (ترجمہ مقبول ص ۶۵۲ پ ۲۸ ع ۳)

﴿۵﴾ شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۱ مترجم لاہور میں حضور علیہ السلام نے بار بار یہ شہادت فرمائی ہے۔

ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جب پہلی مرتبہ حضور علیہ السلام نے کدال مارا تو پتھر کچھ لوٹا تو حضرت نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا خدا نے شام کی کنجیاں مجھے عنایت فرمائیں اور خدا کی قسم وہاں کے قصر ہائے سرخ دیکھ رہا ہوں پھر دوسرا کدال مارا تو دوسرا تہائی حصہ پتھر ٹوٹا حضرت نے فرمایا اللہ اکبر خدا نے ملک فارس کی کنجیاں مجھ کو عطا فرمائیں اور بخدا میں اس وقت مدائن کا قصر سفید دیکھ رہا ہوں۔ جب تیسرا کدال مارا تو پورا پتھر ٹوٹ گیا حضرت نے فرمایا اللہ اکبر خدا نے یمن کی کنجیاں مجھے دیدیں اور خدا کی قسم میں شہر صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔"

مسلمان بھائیو! غور فرمائیں یہ سب ممالک یمن کے سوا تو اللہ نے حضرت ابوبکر عمر عثمان اور ان کے لشکروں کے ذریعے فتح فرمائے مگر حضور ان کی اپنی طرف نسبت کر رہے ہیں کہ میرے ہاتھ پر فتح فرمائے۔ تو امت یا فوج کی فتح پیغمبر اور خلیفہ برحق کی فتح ہے اور یہ سب مومنین مسلمان ہیں۔ اب مفتی جعفر نے یہاں جو مولا علی کے فرامین کو اور خدا رسول کے ارشادات کو جھٹلاتے ہوئے حضرت عمر اور مسلمانوں کے خلاف ۱/۳۸ اور ۲/۳۸ پر ژاژخوائی کی ہے اور دل کی سیاہی قرطاس پر انڈیلی ہے اس کا جواب ہو چکا اللہ ہر مسلمان کو کفر نفاق اور مسلم دشمنی سے بچائے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت کی مزید تصدیق:

خطبہ ۲۲۵ ص ۶۲۹ پر ہے۔

''فلاں شخص کی کارکردگیوں کی جزا اللہ دے انہوں نے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا مرض کا چارہ کیا فتنہ وفساد کو پیچھے چھوڑ گئے سنت کو قائم کیا صاف ستھرے دامن اور کم عیبوں کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے بھلائیوں کو پالیا اور اس دنیا کی شر انگیزیوں سے آگے بڑھ گئے اللہ کی اطاعت بھی کی اور اس کا پورا پورا خوف بھی کھایا خود چلے گئے اور لوگوں کو ایسے متفرق راستوں پر چھوڑ گئے جن میں گم کردہ راہ راستہ نہیں پا سکتا اور ہدایت یافتہ یقین تک نہیں پہنچ سکتا۔'' یہ ترجمہ کر کے مفتی جعفر لکھتے ہیں کہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ لفظ فلاں کنایہ ہے حضرت عمرؓ سے اور یہ ۱۰ کلمات انہی کی مدح وتوصیف میں کہے گئے ہیں جیسا کہ سید رضی کے تحریر کردہ نسخہ نہج البلاغہ ص ۶۲۹) میں لفظ فلاں کے نیچے انہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا لفظ عمر موجود تھا۔ یہ ہے ابن ابی الحدید کا دعوی۔ (مترجم نہج البلاغہ) شیعہ معتزلی شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید کے علاوہ شیعہ شارح ابن میثم بحرانی نے بھی حضرت ابوبکر یا عمر مراد لی ہے کسی اور کا وہم بھی نہیں کیا مفتی محمد عبدہ مصر شارح نے بھی عمر کا نام لکھا ہے۔ (ص ۲۲۲ ج ۲ بمع فہرست)

نہج البلاغہ کے شارح فیض الاسلام نقوی ج ۲ ص ۷۱۳ پر حضرت عمر مراد لے کر دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان کی خلافت منظّم تھی کوئی خلل نہ آیا خدا کی اطاعت بجا لائے نافرمانی سے بچے اور خدا کا حق پورا کیا۔ ابن میثم بحرانی شرح نہج البلاغہ ج ص ۳۱ میں حضرت عمر مراد لے کر پھر شیخین کی مدح میں حضرت علیؓ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔'' مجھے اپنی جان کے رب کی قسم ان دونوں کا مرتبہ اسلام میں بہت بڑا ہے ان کی موت کا صدمہ اسلام میں بڑا زخم ہے اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کو بہترین کاموں کا اجر خیر دے۔'' قسم کھا کر اور دعائیں دے کر اپنے عقائد اور حقائق بیان کئے جاتے ہیں۔ الزامی باتیں یا مسلمات خصم بیان نہیں کئے جاتے اب میرے سامنے ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ قدیم مصر کا مطبوعہ ۴ جلد والا ج ۳ ص ۹۲ ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ مراد عمر ہیں۔ مگر امامیہ بطور تقیہ اپنے اصحاب کی اصلاح کے لئے علی کا فرمان مانتے ہیں

زید یہ کہتے ہیں کہ یہ عمر کی مدح میں خوب برحق فرمایا ہے ابن جریر طبری نے بھی حضرت عمر کی مدح بتائی ہے۔ ابن ابی الحدید نے یہ بھی کہا ہے کہ عہد نبوت کے کسی اور صحابی کی یہ مدح نہیں ہو سکتی۔

پھر یہاں بھی مفتی صاحب نے حضرت عمرؓ کی دشمنی کی وجہ سے اپنے نفی ایمان کے ۵ صفحات اس پر سیاہ کئے ہیں کہ اس ممدوح سے حضرت عمر مراد نہیں کوئی اور صاحب ہیں پھران کو معین نہ کر سکے۔ ان کی تردید سے ہی ہمیں حضرت عمر مراد ہونے پر مؤید دلائل مل گئے کسی اور کتاب کی ضرورت نہ رہی الحمدللہ۔

﴿۱﴾ اسے رضی صاحب کی ذاتی رائے کہا جاتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ ان کی ذاتی رائے کاوش اور نقل روایت سے جب نہج البلاغہ کو قرآن سے بھی زیادہ محفوظ مقدس اور واجب العمل قرار دیا جاتا ہے۔ تو پھر اس ذاتی رائے کا انکار خسر پیغمبر سے دشمنی نہیں تو اور کیا ہے۔

﴿۲﴾ پھر رضی کے ہمعصر علامہ علی بن الناصر اور قطب الدین راوندی المتوفی ۵۷۳ھ سے ابن میثم بحرانی کا حوالہ دیا ہے۔ کہ اس سے حضور کے زمانہ میں فوت ہونے والا کوئی اچھی سیرت والا صحابی مراد ہے۔ جو فتنوں اور انتشار سے پہلے فوت ہو گیا تھا۔'' بھائی! جب عہد نبوت میں کوئی فتنہ اور مسلمانوں کا باہمی اختلاف ہوا ہی نہ تھا۔ یہ فتنے اور جھگڑے اختلافات سبائیوں کی سازش کی وجہ سے خود اپنے دور میں ہوئے تو پر امن عہد نبوت کے نامعلوم صحابی کا یہاں ذکر کرنا بے موقع ہے اس کی وفات سے متفرق راہیں کیسے کھل گئیں؟ یہاں تو اپنی خلافتوں۔ متفرق اقوام کے لشکروں اور خلفاء کے اعلیٰ انتظامات کا باہمی تعامل مقصود ہے جو حضرت علیؓ نے اپنی ۳۰ سالہ (عہد امامت) میں دیکھے۔ تو اپنے زمانہ کے مقابل اس خلیفہ کی حسن سیرت اور قابلیت کی تعریف کر دی ان ۱۰ صفات کا ایک ایک جملہ اس مقصود کی نشاندہی کر رہا ہے جیسے اسی کا خلاصہ آپ کا یہ قول ہے جو ہم اس

بحث کا نمبر ۱۲ ابتا چکے فاقام واستقام۔ کہ عمر نے دین کو قائم کیا اور دوسروں کو بھی دین پر ثابت قدم رکھا۔

﴿۳﴾ پھر قرآن و حدیث اور فرمان علی سے دین کی دعوت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے عام لوگ مراد بتائے ہیں کہ خلیفہ اور بااقتدار ہونا ضروری نہیں۔ بھائی منطق و فلسفہ وغیرہ عقلاء کا مسلمہ اصول ہے کہ عام میں خاص شامل ہوتا ہے۔ مگر خاص میں عام کا ہونا ضروری نہیں قرآن میں حکمرانوں کی یہ ۴ خوبیاں اعلیٰ بتائی گئی ہیں۔ ۱۔ نماز قائم کرنا ۲۔ زکوٰۃ دینا دلانا۔ ۳۔ اچھے کاموں کا حکم دینا ۴۔ برائیوں سے روکنا۔ تو حضرت عمرؓ طاقتور میں یہ صفات بدرجہ اتم تھیں تو انکار کیوں؟

﴿۴﴾ پھر تک بندی سے کہا ہے کہ اگر حکمران مراد ہو تو کیوں نہ حضرت علی کا ساتھی مراد لیا جائے جو کسی صوبہ کا حکمران رہا ہو اور مدائن کے گورنر حضرت سلمان فارسی مراد ہوں۔ بھائی یہ بھی ہم مسلمانوں کی دلیل بن گئی کہ حضرت سلمان فارسی حضرت عمر کی طرف سے مدائن کے گورنر مقرر ہوئے پھر عثمان کے دور میں وفات پائی اور حضرت علی کا بینہ کے ممبر ہو کر ان کی تجہیز تکفین کے لئے مدائن گئے ہوں۔ تو ممکن ہے مگر یہ تمام صفات آپ پر منطبق نہیں۔ حضرت عمر و عثمان کی حکومت میں سلمان کی گورنری ان کو برحق خلیفہ بتاتی ہے۔ سلمان فارسی جیسی زاہد متقی اور مومن عند الشیعہ شخصیت عمر و عثمان کے دور میں مدائن کی گورنری رہی۔

ملا علامہ باقر علی مجلسی حیات القلوب ج ۲ ص ۱۵۱ پر لکھتے ہیں۔

زیرا کہ عمر اور اوالی مدائن گردانید تا ابتدائے خلافت امیر المومنین والی بود

اس لئے کہ عمر نے انکو مدائن کسریٰ حکومت ایران دارالخلافہ کا گورنر بنا دیا وہ حضرت علی کی آغاز حکومت تک گورنر رہے۔

﴿۵﴾ پھر تاریخ طبری ج ص ۳۸۵ ج ۳ کی یہ روایت پیش کی ہے کہ حضرت عمرؓ کی

وفات پر ابوخیثمہ کی بیٹی نے یہ مدحیہ الفاظ کہے ہائے عمر تو وہ تھا جس نے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا بیماریوں کو دور کیا فتنوں کو مٹایا اور سنتوں کو زندہ کیا پاکیزہ دامن تھا اور عیبوں سے بچ کر چل بسا۔ راوی مغیرہ کا بیان ہے کہ پھر میں حضرت علی سے بعد تدفین ملا تو آپ نے فرمایا خدا ابن خطاب پر رحم کرے بنت ابی خیثمہ نے سچ کہا ہے یہ خلافت کے فائدے اُٹھا گئے اور بعد میں پیدا ہونے والے برخلاف فتنوں سے بچ نکلے خدا کی قسم بنت ابی خیثمہ نے یہ کہا نہیں (خدا کی طرف سے) اس سے کہلوایا گیا ہے۔ نہج مترجم ص ۶۳۲۔'' اسے کہتے ہیں، کان کو پیچھے سے ہاتھ پھیر کر پکڑنا، کہ جب علی سے یہ مدحیہ الفاظ پسند نہ آئے تو ایک خاتون سے کہلا کر۔ خدا کی قسم دلا کر حضرت علی سے تصدیق کرا دی۔ بھائی کسی کی مدح میں مداحوں کے الفاظ مشترک بھی ہو سکتے ہیں۔ خاتون کے الفاظ مختصر اور کم ہیں حضرت علی فصیح اللسان کے جامع اور کثیر ہیں کیوں نہ ہم حضرت علیؓ کے الفاظ پر ایمان لائیں؟ اور عمر کی شہادت وجدائی کا دکھڑا روئیں۔ یہ آخری جملے آپ کے دور خلافت کی پریشانی پر عکاس اور آپ کو غمزدہ بتاتے ہیں۔'' خود چلے گئے اور لوگوں کو ایسے پراگندہ متفرق راستوں پر چھوڑ گئے کہ نہ بھٹکا راہ پا سکتا ہے نہ درست کو اپنے راستے کی درستی کا یقین آتا ہے۔'' اس خاتون کا یہ جملے کہنے سے کیا مقصد ہے؟ اپنوں نے دکھی غمزدہ علی حضرت عمر سے گویا یہ کہلوا رہے ہیں۔

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

﴿۶﴾ آخر میں مفتی صاحب نے حضرت عثمانؓ کی خلافت حقہ بھی علیؓ سے منوالی کہ وہ سب مسلمانوں کی مصدقہ اور بیعت کردہ تھی چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔'' جبکہ تاریخی حقائق اس کے خلاف ہیں (کہ حضرت علی کو بعد عمر اپنی خلافت ملنے

کا یقین ہو) اور اگر کسی کی خلافت یقینی تھی۔ تو حضرت عمر کے بعد عثمان تھے چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف نے شوریٰ کے موقع پر امیر المومنین سے کہا۔
''اے علی اپنے دل میں خفانہ ہوں میں نے دیکھ بھال لیا ہے اور لوگوں سے مشورہ بھی لیا ہے وہ سب حضرت عثمانؓ کو چاہتے ہیں۔'' پھر پہلے عبدالرحمٰن بن عوف اور علی نے پھر طلحہ زبیر سعد بن ابی وقاص اور سب مہاجرین وانصارؓ نے خوشی سے بیعت کر لی۔ ''مومنو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔'' پر سب مسلمانوں نے عمل کر لیا اب جو گروہ مہاجرین و انصار مومنین کے خلاف ہے اور عثمان کو اسی طرح شیخین کو سب مسلمانوں کے مصدقہ اور سچے خلیفے نہیں مانتا الٹا حضرت علی کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ اور اتفاق سے بھی چھینتا ہے وہ خود سوچے کہ کدھر جا رہا ہے۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

اے بدو کدھر جا رہے ہو یہ راستہ کعبہ اور جنت کو تو نہیں جاتا۔ مجھے ڈر ہے کہ تو ترکستان (اور دوزخ) نہ پہنچ جائے جبکہ اللہ نے اجماع امت کے خلاف چلنے والوں کو دوزخی بتایا ہے۔ ''اور جو شخص بعد اس کے کہ حق اس کے لئے کھل جائے رسول کی مخالفت اختیار کرے گا (نیا کلمہ بنا کر پھر آپ کی پوری جماعت اور امت کو گمراہ بتائے گا۔) اور مومنوں کے راستہ کے سوا اور کوئی راستہ اختیار کرے گا ہم بھی اسے اسی راہ پر چلائیں گے اور جہنم میں داخل کریںگے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ (مترجم مقبول ص ۱۱۵ پ ۵ ع ۱۴)

خلافت فاروقی اور حضرت علیؓ:

آپ ہی حضرت عمر کی خلافت کا مشورہ دینے والے پھر ہر کام میں بھرپور تعاون کرنے والے بڑے عہدے پانے والے۔ عطایا انعامات اور وظائف قبول کرنے والے تھے جو اپنی پسندیدہ برحق حکومت کا لازمہ ہیں۔ ناحق یا ظالم اور خلاف

شرع حکومت کے ساتھ ایسا تعاون اور مالی استعانت حضرت علیؓ سے ممکن نہیں ہے۔
چند نا قابل انکار واجب التسلیم حقائق ملاحظہ ہوں۔

﴿۱﴾ بوقت وفات ابوبکر صدیق نے تقرریٔ خلافت حضرت عثمانؓ سے لکھوائی تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر انتخاب عمر کے حق میں ہے تو ہمیں منظور ہے ورنہ نہیں۔ ۔ا۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۲۸ فضل عمر۔۲۔ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۴۲ تذکرہ ابی بکر۔۳۔ اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۰ تذکرہ عمر
حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کا نام لیا گیا اور مسلمانوں نے بیعت کی میں نے بھی کی جب مجھے جنگ پر بھیجتے تو میں بھی جہاد کرتا اور جب عطیات دیتے تو میں بھی لیتا۔ (کنز العمال ج ۲ ص ۸۲)
شیعہ کی امالی شیخ ابی جعفر طوسی ج ۲ ص ۱۲۱ انجف اشرف میں ہے۔ علیؓ فرماتے ہیں۔

فبایعت عمر کما بایعتموہ فوفیت لہ بیعتہ ۔جیسے تم نے بیعت کی میں نے بھی عمر کی بیعت کی اور بیعت کو خوب نبھایا۔

﴿۲﴾ آپ عمرؓ کی شوریٰ کے رکن تھے۔ یہ ''حضرات تھے حضرت علیؓ۔ عثمان عبدالرحمٰن بن عوف۔ زبیر طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم (کتاب السنن سعید بن منصور خراسانی مکی ج ۳ ص ۱۳۰ ط مجلس علمی کراچی۔

﴿۳﴾ جو لوگ دور عمر میں مفتی اور قاضی کے منصب پر فائز تھے ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت عثمان۔ عبدالرحمٰن بن عوف علی معاذ بن جبل۔ ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ جمادی الاخری ۱۳ھ کے ۸ دن باقی تھے۔ کہ حضرت عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو اسی منگل کے دن حضرت عمرؓ نے علیؓ کو مدینہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ (طبقات بن سعد ج ۲ ص ۱۰۹) البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۷ ص ۱۳۱ تحت سنہ ۱۳ھ اور شیعہ کی کتاب یعقوبی ج ۲ ص ۱۶۱ تحت عنوان صفۃ عمر بن الخطاب۔

﴿۴﴾ حضرت علیؓ نے حضرت عمر کو یہ مفید مشورے دیئے ہیں۔
﴿۱﴾ غنیمت وغیرہ سے حاصل شدہ اموال میں سے وقتی طور پر صدقہ نکالا کرو۔
﴿۲﴾ قتل کا خون بہا پوری دیت دو (۳) بدفعلی کی سزا میں لوطی کو جلانے کا مشورہ دیا۔ (۴) شراب خوری کی سزا ۴۰ درے کیبجائے ۸۰ درے مقرر کی گئی۔ (۵) خلیفہ کے لئے وظیفہ علی نے مقرر کر دیا۔ (۶) ربیع الاول ۱۶ھ میں سن ہجری جاری کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ (۷) علاقہ نہاوند کی طرف خروج کرنے نہ کرنے کا مشورہ ۲۱ھ میں دیا۔ (۸) غزوہ روم میں نہ جانے کا مشورہ دیا۔ ۹۔ مال غنائم کی تقسیم کے بعد بقایا مال بچا رکھنے کا مشورہ دیا۔
﴿۵﴾ حضرت عمرؓ سرکاری کاموں کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو ۳ مرتبہ حضرت علیؓ کو اپنا نائب بنا کر گئے۔ بحوالہ سیرت المرتضیٰ ص ۱۴۷)
﴿۶﴾ حضرت عمر کو حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثوم بنت فاطمہ بیاہ کر دی۔ یہ سنی شیعہ کا مسلمہ مسئلہ ہے۔ یہ نکاح ذوالقعدہ میں ہوا۔ ان سے ایک بیٹی اور بیٹا ہوا جس کا نام زید بن عمر تھا۔ بیٹی کا نام رقیہ تھا۔ مولانا محمد نافع نے کتب شیعہ سے ۹ حوالے دیئے ہیں۔ مثلاً فروع کافی بات تزویج ام کلثوم باب المتوفی عنہا زوجہا۔ الاستبصار ج ۳ ابواب العدۃ تہذیب الاحکام باب عدۃ وغیرہ
﴿۷﴾ شوریٰ میں حضرت عمرؓ نے علیؓ کا نام بھی رکھا جو حضرت عثمان علی طلحہ زبیر عبد الرحمٰن اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے۔ پھر بھاری اکثریت سے تین دن کے بعد حضرت عثمان منتخب ہو گئے۔ (بخاری) اور شیعہ کی امالی شیخ الطوسی ص ۱۶۹۔ علل الشرائع للشیخ صدوق قمی ص ۱۷۱۔ تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۱۶۰۔ مروج الذہب للمسعودی ج ۲ ص ۳۱۲ میں بحوالہ سیرت علی ص ۱۷۹ میں یہی خوشی سے عمر کو بیٹی کا رشتہ دینا مذکور ہے۔
﴿۸﴾ حضرت عمرؓ نے علی کو مدینہ کے قریب ینبع نامی قطعہ اراضی بھی عنایت فرمایا

المصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۳۵۵)

﴿۹﴾ حضرت علی۔ ابوبکر و عمر کو عامل بالقرآن خلیفے مانتے تھے تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۹۵۔ کے حالات میں ہے۔

''مجھ سے پہلے مسلمانوں کے خلیفے دو آدمی۔ ابوبکر و عمر۔ بنے فعملا بالکتاب انہوں نے کتاب خدا پر عمل کیا۔'' وفات نبوی کے بعد مسلمانوں نے دو نیک امیر بنائے عملا بالکتاب والسنۃ واحسنا السیرۃ ولم یعد السنۃ ایمانا۔ ان دو نے کتاب وسنت پر عمل کیا اور بہت اچھی سیرت پر چلے سنت سے تجاوز نہ کیا حتی کہ اللہ نے ان کو وفات دیدی۔'' طبری ج ۲ ص ۵۵۰)

﴿۱۰﴾ حضرت علی وفات عمرؓ پر آپ کے نامہ اعمال پر رشک کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) السنن الکبریٰ ج ۶ ص ۱۴۴ مسند احمد وغیرہ۔ شیعہ کی معانی الاخبار ص ۱۱۷ از شیخ صدوق اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی کتاب الشافی ص ۱۷۱ میں ہے۔

امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ غسل وکفن کے بعد حضرت علی آئے تو فرمایا عمر پر اللہ کی رحمت اور صلوات ہوں روئے زمین کا کوئی شخص میرے نزدیک تم میں سے اس کفن پوش سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب نہیں کہ اس جیسے اعمال نامہ کے ساتھ میں اللہ سے جا کر ملوں۔

﴿۱۱﴾ پھر دفن کرنے میں حضرت علی۔ ابن عمر۔ عثمان زبیر کے ساتھ قبر میں اترے۔ (البدایہ۔ تاریخ ابن کثیر ابن اثیر جزری تاریخ ابن جریر طبری ج ۵ ص ۳۸ وغیرہ)

﴿۱۲﴾ خلافت فاروقی پر حضرت علیؓ نے یہ تبصرہ فرمایا۔ سمع (عبد خیر) علیا یقول ان عمر کان موفقا رشیدا فی الامور. واللہ لا اغیر شیئا صنعہ (تاریخ کبیر امام بخاری ج ۴ ص ۱۸۵) کتاب السنۃ لامام احمد ص ۱۹۹ کتاب الخراج یحییٰ بن آدم ص ۲۳۔ ۲۴ ط مصر المصنف لابن ابی شیبہ

ج ۱۲ ص ۳۳ کتاب الاموال لابی عبید ص ۳۳۲ اور شیعہ کتاب نہج البلاغہ خطبہ ۲۲۵ کی یہ شرح ہم نے اہل سنت سے نقل کر دی ہے۔

بالا فرمان علی کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عمر کو تمام کاموں میں (خدا کی طرف سے) بھلائی دی گئی تھی خدا کی قسم ان کے کسی کام میں تبدیلی نہ کرونگا یہ مذکورہ بالا تمام چیزیں حضرت علی المرتضی کے خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم کے ساتھ عملی تعاون و تصدیق کی بہترین نظیریں ہیں اور شیعہ علماء مجتہدین نے حضرت علی کے اس تعاون اور تعامل کو یوں تسلیم کیا ہے کہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ لکھتے ہیں۔...... حتی بایع القوم و حضر مجلسھم و دخل فی آرائھم و صلی مقتدیابھم و اخذ اعطیتھم (بحوالہ سیرت سیدنا علی المرتضی ص ۱۶۷ تا ۱۸۵ خلاصہ) یعنی حضرت علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کی اور ان کی مجالس میں شریک ہوتے رہے۔ ان کے مشوروں اور آراء میں داخل رہے ان کی اقتداء میں دائما نمازیں ادا کرتے رہے اور ان کے عطیات اور اموال حاصل کرتے رہے۔ (کتاب تنزیہہ الانبیاء و الائمہ ص ۱۳۲۔۱۳۳)

میرے نام کے مومن بھائیو! امیر المومنین حضرت علی کا یہ کردار اور خلفاء ثلاثہ سے تعاون و اتحاد فریقین کی کتب سے آپ کے سامنے ہے پھر پڑھیئے علی کے مذہب پر آ جایئے مسلمانوں سے مل جایئے۔ حضرت علیؓ کا اپنے دوستوں میں خوش و خرم اور گھلا ملا رہنا زیادہ باعزت ہے اور اُس سے بہتر ہے کہ آپ ہر کسی سے ناراض شاکی اور مسلم معاشرہ سے الگ تھلگ غیر مقبول رہتے ہوں۔

﴿۱۴﴾ تاریخ طبری ص ۴ میں ہے کہ جنگ جمل میں حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد بن حنیفہ کو عبید اللہ بن عمر سے لڑنے سے منع اور کہا کہ وہ مجھ سے لڑے۔ و ما کنت آمن ان یقتلک۔ میں بے فکر نہیں کہ وہ تجھے قتل کر دے پھر محمد

نے کہا۔ (اگر اس کا باپ تجھ سے لڑتا تو میں تیری طرف سے اس سے لڑتا
فقال علی یا بنی لا تقل فی ابیه الاخیرا (طبری ج ۴ص ۸)
حضرت علیؓ نے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے اس کے باپ کے بارے میں سوائے اچھائی کے کچھ نہ کہو۔

﴿۱۵﴾ تاریخ طبری ج ۳ص ۴۵۵۔ ۳۵ھ کے حالات میں ہے۔ ''عثمان کو شہید کرنے کے بعد سبائی مدینہ کے بازار میں حضرت علی کے پاس آ گئے کہ ہاتھ بڑھائیں ہم آپ کی بیعت کرلیں تو فرمایا یا جلدی نہ کرو۔ فان عمر کان رجلا مبارکا۔ کیونکہ حضرت عمر مبارک آدمی نے شوریٰ بنائی تھی تو ٹھہرو لوگ سب جمع ہو جائیں اور مشورہ سے بیعت کریں تو لوگ علی سے ہٹ گئے پھر کچھ کہنے لگے کہ عثمان کو قتل کرنے کے بعد لوگ اپنے شہروں کو واپسی ہو گئے اور خلیفہ کوئی نہ بنا تو ہمیں امت کے فساد اور لوگوں کے اختلاف کا ڈر ہے پھر علی کے پاس آ گئے اشتر (قاتل عثمان) نے علی کا ہاتھ پکڑا حضرت نے سکیڑ لیا پھر وہ بولا اگر تو نے بیعت تین دفعہ ہمارے کہنے کے بعد چھوڑ دی تو تو اپنی آنکھیں نکال دے گا۔ اب عام بلوائیوں نے بیعت کی کوفی کہتے ہیں ہیں سب سے پہلے اشتر نے بیعت کی۔
بھائیو! کیا سمجھے! قاتلوں نے دھمکی دے کر زبردستی بیعت کی اور پھر آپ پر چھا گئے ورنہ آپ تو رائے عامہ سے بیعت لینا چاہتے تھے پھر ہوا جو ہوا۔

حضرت امیر المومنینؓ خلیفہ سوم کے فضائل

لوگوں کی خواہش پر بحیثیت وزیر حضرت علیؓ۔ حضرت عثمان کو کچھ باتیں سمجھانے آئے تو فرمایا۔ لوگ میرے پیچھے منتظر ہیں اور مجھے اس مقصد کے لئے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تمہارے اور ان کے قضیوں کو نمٹاؤں۔ خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ میں تم سے کیا کہوں جبکہ میں اس سلسلہ میں کوئی بات نہیں جانتا

کہ جس سے تم بے خبر ہو اور نہ کوئی ایسی چیز بتانے والا ہوں کہ جس کا تجھے علم نہ ہو جو تم جانتے ہو وہ ہم جانتے ہیں تم سے پہلے ہمیں کسی چیز کی خبر نہ تھی کہ تمہیں بتائیں اور نہ علیحدگی میں کچھ سنا ہے کہ تم تک پہنچائیں۔ جیسے ہم نے دیکھا ویسے تم نے دیکھا اور جس طرح ہم نے سنا تم نے بھی سنا جس طرح ہم رسول اللہ کی صحبت میں رہے تم بھی رہے اور حق پر عمل کرنے کی ذمہ داری ابن ابی قحافہ اور ابن خطاب پر اس سے زیادہ نہ تھی کہ جتنی تم پر ہونا ہو چاہئے اور تم تو رسول اللہ سے خاندانی قرابت کی بنا پر ان دونوں سے قریب تر بھی ہو اور آپ کی دامادی بھی تمہیں حاصل ہے جو ان کو حاصل نہ تھی خود اپنے دل میں اللہ کا خوف پیدا کرو خدا کی قسم تمہیں ایسی باتیں نہ بتائی جا رہی ہیں کہ تمہیں علم نہ ہو جبکہ شریعت کی راہیں واضح اور دین کے نشانات قائم ہیں یاد رکھو کہ اللہ کے نزدیک سب بندوں سے بہتر وہ انصاف پرور حاکم ہے جو خود بھی ہدایت پائے اور دوسروں کو بھی ہدایت دے اور جانی پہچانی ہوئی سنت کو مستحکم کرے اور انجانی بدعتوں کو فنا کرے سنتوں کے نشانات جگمگا رہے ہیں اور بدعتوں کی علامتیں بھی واضح ہیں۔ الخ ص ۴۴۲ خطبہ نمبر ۱۶۲ حضرت نے یہ نصائح مان لیں حتی الامکان ان پر عمل کیا مگر معترض وہی سبائی تھے جو آپ کو شہید کر کے پھر خارجی بنے۔

اس خطبہ میں حضرت عثمانؓ کے متعلق چند باتیں معلوم ہوئیں۔

﴿۱﴾ کہ علم میں وسعت اور اکابر صحابہ کرام سے برابری ہر بات میں ان کو علم اور معلومات میں برابر کہہ رہے ہیں۔ خواہ وہ مجلس نبی میں سنی ہوں یا دیکھی ہوں یا تنہائی میں حاصل کی ہوں۔ حضرت علیؓ اپنی تنہائی اور علیحدہ خاص معلومات حاصل کرنے کی نفی کر رہے ہیں۔ اس طرح شرف صحابیت بھی حضرت علی کی طرح قدیم ہے۔ علم قرآن تجوید وقرات پھر علم فقہ میں آپ ماہر تھے۔ خصوصاً علم میراث میں آپ اعلم الصحابہ تھے۔

﴿۲﴾ ذمہ دار خلیفہ ہونے میں حضرت ابوبکر ابن ابی قحافہ اور عمر بن الخطاب سے بھی تشبیہ دیدی کہ آپ کی حکومت بھی ان کی طرح وسیع ہے۔ جیسے وہ حق پر

عمل کرتے تھے۔ آپ بھی حق پر عمل کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ حق پر عمل کریں ان دو باتوں میں ایک قسم کی تفہیم اور تنبیہ ہے۔ کہ ذمہ دارانہ حکومت کریں لوگوں کے جائز کام کرتے رہیں۔

﴿۳﴾ رشتہ میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ آپ حضور علیہ السلام کے قریب ہیں کہ وہ تیمی اور عدوی۔ چھٹی ساتویں پشت میں آپؐ سے ملتے تھے اور عثمان چوتھی پشت عبد مناف میں جا ملتے ہیں۔ عثمان بن عفان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس (آپؐ کے پڑدادا ہاشم کے سگے بھائی) بن عبد مناف اور ماں کی طرف سے پھوپھی زاد بھائی یا بھانجے ہیں۔ کہ والدہ کا نام اروٰی بنت بیضاء بنت عبد المطلب ہے۔ اب ایک طبقہ چچا زاد سے تو دوستی رکھے اور پھوپھی کے بیٹے یا نواسے سے بغض رکھے کتنی پر تعجب اور خلاف عقل بات ہے۔ جبکہ دونوں داماد بھی ہوں۔

﴿۴﴾ مفتی جعفر نے یہاں بھی ہمارا دل دکھایا کہ بزبان علی عثمان کی کسی صفت و کمال کو نہ مانا بلکہ غیبت و مذمت میں ہی ۳ صفحے سیاہ کر دیئے ان اللہ کے بندوں سے کوئی پوچھے کہ آپ کے امام بھی اپنے ایک ایک لڑکے اور ان کو ماننے والے متعائی جوڑے کے سوا ہر مسلمان صحابی خلفا اسلام اور آپ کے قریب ترین نبوی سسرالی رشتہ داروں سے بغض رکھتے تھے؟ یہ تو ان کی ذات پر بڑا عیب واتہام ہے۔ تو ایسا بغض چھوڑ دو وہ نوری صفت اہل بیت اپنے مسلمان بھائیوں اور سب رشتہ داران نبی وآل ورسول سے محبت و پیار ہی رکھتے تھے۔ تم ان کی یہی عمدہ صفت اپناؤ۔ جب کوئی مسلمان ان کے سچے کلام میں کسی کی تعریف پاتا اور خوش ہونا بتاتا ہے۔ تو چپ رہو تم ان کی مذمت میں اپنی زبان اور قلب وقلم کو کیوں داغدار کرتے ہو۔ اللہ ہر مسلمان کو مسلم دشمنی سے پناہ دے۔

صلبی بنات رسول چار ہیں۔

﴿۵﴾ مفتی صاحب نے ابو القاسم کوفی م ۳۵۳ھ کے حوالہ سے لکھا کہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی دو بچیاں حضرت زینبؓ و رقیہؓ خدیجہؓ اور حضور کی پرورش میں رہیں تو عربوں کی سنت میں ان یتیموں کو پالنے والے کی اولاد کہا جاتا ہے۔

کتنا تعجب ہے کہ عرب تو پرورش کی وجہ سے اولاد کہہ دیں اور تم نسب و پرورش دونوں کی وجہ سے وبنا تک قرآن کا بھی انکار کر دو پھر اس نے یہ تو نہیں لکھا کہ یہی پرورش شدہ ابو العاص اور عثمان کو بیاہی گئی تھیں جن سے اور ان کے خاوندوں سے صرف شیعہ کی دشمنی ہوگئی پھر سیرت ابن ہشام کے حوالہ سے لکھا کہ حضرت خدیجہ کے پہلے خاوند ابو ہالہ ابن مالک تھے۔ اس سے ہند اور زینب پیدا ہوئے۔ پھر عتیق بن عائذ بن عبداللہ بنے اس سے عبداللہ اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔'' (مترجم نہج البلاغہ ص ۴۲۵)

بھائی اس عبارت سے یہ مدعا کہاں سے نکلا کہ رقیہ اور ام کلثوم عثمان کی بیویاں حضور کی صاحبزادیاں نہ تھیں۔ جبکہ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۲۰ اردو میں یہ بھی ہے کہ عتیق کی لڑکی سے صیفی بن ابی رفاعہ نے نکاح کیا تھا۔

پھر بخاری کے حوالہ سے لکھا کہ خاص صفت و شرط کی وجہ سے ایک صحابی قبر میں اترے وہ ابوطلحہ ہم بستری نہ کرنے والے تھے مفتی حضرت عثمان پر برس پڑا کہ (حضور) کسی کے اندرونی حالات کو طشت از بام کر کے اس کی ہتک و اہانت نہ کرتے تھے اور دوسروں کے عیوب پر مطلع ہونے کے باوجود چشم پوشی فرما جاتے تھے۔ مگر یہ کردار کا گھنونا پن کچھ ایسا تھا کہ بھرے مجمع میں انہیں رسوا کرنا ضروری سمجھا گیا۔ (معاذ اللہ) نہج البلاغہ ص ۴۴۶)

ہماری شہرہ آفاق کتاب تحفہ امامیہ۔ جسے کئی شیعہ دوست پڑھ کر مذہب

اہلبیت پر آ گئے۔ میں بنات رسول پر حضرت امام باقر جعفر وغیرہ سے ۲۸ دلائل ہیں یہاں صرف ۴ گواہ ہم شیعہ پر پیش کر دیتے ہیں۔ تا کہ صرف ہند و پاک کا یہ مجرم مذہب مرجوم ہو جائے۔

﴿۱﴾ بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ خدیجہ سے حضرت رسول کی اولاد۔ طاہر قاسم فاطمہ ام کلثوم رقیہ اور زینب ہوئیں۔

﴿۲﴾ ابن بابویہ نے بسند معتبر امام باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت خدیجہ سے حضور کی اولاد قاسم طاہر جس کا نام عبداللہ تھا۔ اور ام کلثوم رقیہ زینب اور فاطمہ پیدا ہوئی۔ حضرت رقیہ پھر ام کلثوم حضرت عثمان کو حضور نے بیاہ دیں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۸۸)

﴿۳﴾ امام مہدی کی مصدقہ شیعہ کتاب اصول کافی ج ا ص ۴۳۹ باب مولد النبی میں ہے کہ بعثت سے پہلے قاسم رقیہ زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔"

﴿۴﴾ محمد باقر نے فرمایا کہ رسول خدا نے دو لڑکیاں (زینب۔ رقیہ دو منافقوں (ابوالعاص اور عثمان) کو بیاہ دیں (اخلاق امام ملاحظہ فرمائیں)

بھائیو! آپ دل کے مفتی سے پوچھیں کہ عثمان دشمنی کی وجہ سے یہ قرآن و سنت اور مذہب اہل بیت کے منکر کیا مسلمان ہیں؟

خلافت عثمانی اور حضرت علیؓ:

دور شیخین کی طرح خلیفہ سوم کی بھی آپ نے نجوشی بیعت کی اپنی پھوپھی زاد بہن اروی بنت کریز و بنت ام حکیم بیضاء بنت عبدالمطلب (حضرت نبی و علی کے پھوپھی) کے بیٹے یعنی بھانجے (ہم زلف) عثمان بن عفان کے ساتھ ہر اہم کام میں بھرپور تعاون کیا قاضی اور مشیر رہے حدود جاری کیں عثمانی فیصلوں کی تائید کی جمع مصاحف میں حضرت علی شریک رہے آپ کے مصلی پر ۲۰ دن تراویح پڑھائیں۔ مالی عطیات اور وظائف قبول فرماتے رہے ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ نسبی تعلق میں حضرت عثمان آپ کے بھانجے لگے۔ آپ کی والدہ اروی بنت بیضاء بنت عبدالمطلب کو اسلام کا شرف حاصل ہوا۔ بیعت نبوی کے بعد ہجرت مدینہ کا شرف پایا اور حضرت عثمان کے دور خلافت ہی میں وفات پائی۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۱۶۶) وشیعہ کتاب المحبر لابی جعفر ص ۴۰۷ ط دکن ومنتہی الآمال شیخ عباس قمی ج ا فصل نہم باب رسول خدا کے رشتہ داروں کا بیان اسی طرح حضرت حسین بن علی نے اپنی صاحبزادی سکینہ بنت حسین کا نکاح حضرت عثمان کے پوتے زید بن عمر بن عثمان سے کیا۔ دوسری صاحبزادی حضرت فاطمہ بنت حسین کا نکاح بھی عثمان کے دوسرے پوتے ...... بن عمر بن عثمان سے ہوا (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۷۷) جبکہ حضرت عثمان نے اپنی صاحبزادی ...... حضرت امام حسن کو بیاہ دی۔ یہ اموی ہاشمی تو شیر وشکر ہیں ان کا دشمن کڑھتا اور جلتا ہے۔

﴿۲﴾ سب سے پہلے عثمان کے منتخب ہو جانے پر الیکشن کمشنر حضرت عبدالرحمن بن عوف نے پھر علی بن ابی طالب نے بیعت کی۔ دیکھئے طبقات بن سعد ج ۳ ص ۴۳۔۴۴۔ بخاری ج ا ص ۵۲۵۔ المصنف لابن ابی شیبہ ج ۱۴ ص ۵۷۸ الاصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۵۰۱۔ تذکرہ علی بن ابی طالب اور شیعہ کتب میں سے الامالی شیخ طوسی ج ۲ ص ۱۲۱۔ ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۴۴۹ از لسان الملک مرزا محمد تقی۔

﴿۳﴾ تینوں خلفاء کے دور میں حضرت علی قاضی اور جج رہے شیعہ کتاب جعفریات ملحقہ بقرب الاسناد ص ۱۳۳ تہران میں ہے ان ابا بکر وعمر وعثمان کا نو یرفعون الحدود الی علی بن طالب کہ تینوں خلفا نے حدود کے مقدمات علیؓ کے سپرد کر دیئے تھے۔

﴿۴﴾ حضرت عثمان کے دور میں مال غنیمت خمس کی باندی صفیہ نے ایک غلام سے زنا کرایا بچہ ہوا حضرت علی تک مقدمہ پہنچا تو آپ نے بچہ تو خاوند بخنس

کے سپرد کیا اور مملوک زانی اور زانیہ کو (آدھی سزائے غلام) ۵۰/۵۰ درے لگائے (مسند امام احمد ص ۱۰۴)

﴿۵﴾ ایک ہاشمیہ ہند بنت ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب (یعنی حضرت نبی و علی کی بھتیجی) اور ایک انصاریہ...... جہان بن منذر کے نکاح میں تھیں۔ انصاریہ کو طلاق دے کر منذر فوت ہو گیا۔ انصاریہ مرضعہ تھی۔ طلاق کے بعد اسے ایک سال تک حیض نہ آیا تو اس نے میراث پانے کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت عثمان نے انصاریہ کو (عدت ختم نہ ہونے کی وجہ سے) میراث دلوائی۔ ہاشمیہ برافروختہ ہوگئی تو عثمان نے فرمایا یہ فیصلہ تمہارے چچا علی کی رائے سے ہے۔ (موطا امام مالک ص ۲۰۸)

صحیفہ عثمانی ہی سب دنیا کا قرآن ہے:

﴿۶﴾ حضرت عثمان نے وقت کی ضرورت سے۔ حضرت حفصہؓ سے ابوبکر کے دور کا جمع کردہ لغت قریش والا قرآن منگوایا اور اس کی متعدد نقلیں کرا کر ہر صوبے میں بھجوائیں تو حضرت علی نے تمام لوگوں کو جمع کر کے تقریر میں فرمایا۔

اے لوگو! عثمان کے بارے میں غلط باتیں مت کرو اور کلمات خیر کے سوا کچھ نہ کہو جناب عثمان نے ایک قرآن پر سب کو جمع کرنے اور باقی (چھوٹی بڑی) کاپیاں تلف کرنے میں جو کچھ کیا وہ ہماری سب جماعتی رائے اور مشورہ کے مطابق کیا ہے۔ لہذا ان کے حق میں غلط رائے قائم نہ کی جائے۔ دیکھئے البدایہ ج ۷ ص ۲۱۷ فتح الباری ج ۹ ص ۱۷ باب جمع القرآن۔ تفسیر اتقان السیوطی ص ۵۹ بحوالہ سیرت المرتضیٰ ص ۱۹۵ اور شیعہ کتاب تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۷۰ تحت ایام عثمان میں یہ تفصیل ہے کہ یہ ۹ عدد نسخے عثمان نے لکھوا کر (گویا تاج کمپنی کی طرح چھپوا کر) ان صوبوں کو بھجوائے۔ مکہ مدینہ کوفہ بصرہ مصر شام بحرین۔ یمن الجزیرہ۔

آج کل خلفاء دشمنی میں جو لوگ اس دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ایک لغت قریش پر سات متواتر قراتوں والے قرآن کو نہیں مانتے اور عقیدہ یہ رکھتے ہیں۔ کہ ہمارا اصلی قرآن تو وہ ہے جو علی کو پیدائشی یاد تھا۔ (حضور پر اترنے سے پہلے) اس نے جب ابوبکرؓ و عمرؓ اور صحابہ کرام کو پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ (یہ حضور کا تو تصدیق شدہ نہیں) ہم تو وہ قرآن پڑھتے پڑھاتے اور لکھواتے ہیں جو حضور نے ہمیں پڑھایا اور لکھوایا تھا۔ تو حضرت علیؓ نے غصہ سے فرمایا۔ یہ قرآن اب تم قیامت تک نہ دیکھ سکو گے چنانچہ وہ اصلی قرآن ہر امام کے پاس پہنچتا رہا۔ انہوں نے امت محمدیہ یا اپنے شیعوں کو نہ پڑھایا وہی اب غارِ عراق میں امام غائب کے پاس ہے (اصول کافی)
تمام عقلمندوں کے ہاں یہ حضرت علیؓ پر بہتان ہے ہمارے نام کے مومن بھائیوں نے خلفاء راشدینؓ سے دشمنی کی تو خیر سے قرآن سے بھی محروم ہو گئے اور اس کو تبدیل شدہ کہہ کر ۱۰۰/۱۰۰ اعتراضات تو کرتے آرہے ہیں مگر مانتے بالکل نہیں۔ ہماری کتاب ''شیعہ کے ہزار سوال کا جواب'' میں قرآن پر بھی اسی طرح ۱۰۰ اعتراض ہیں جیسے حضرت ابوبکر، عمر عثمان امی عائشہ حضرت معاویہ اور دیگر صحابہ کرام پر بھی ۱۰۰/۱۰۰ کئے ہیں۔ کیونکہ جو کسی چیز کو نہیں مانتا اعتراضات کی ہی بوچھاڑ کرتا ہے۔ حضرت علیؓ نے اسی قرآن کے جمع اور نشر و اشاعت کے متعلق فرمایا:

رحم اللہ عثمان لو ولیتہ لفعلت ما فعل فی المصاحف۔
اللہ عثمان پر رحم فرمائے اگر میں حاکم ہوتا تو وہی کرتا جو عثمان نے کیا کتاب المصاحف ص ۱۲۔۲۳ تحت اتفاق الناس مع عثمان علی جمع المصاحف لابن ابی داؤد بحوالہ سیرت مرتضیٰ ص ۱۹۷ متفقہ قرآن کو نہ ماننے والے یہ اعتراض بھی اچھالتے ہیں کہ عثمان نے مصاحف جلا ڈالے قرآن کی توہین کی۔

عرض یہ ہے کہ جب علی عثمان کے ساتھ تھے آپ نے تو عثمان پر اور غلط کم و بیش کاپیوں کو تلف کرنے پر اعتراض نہیں کیا تو اب قرآن کے منکروں کا اعتراض کون سنتا ہے؟ پھر یہ لفظ۔ خرق۔ حرق خ اور ح دونوں کے ساتھ آیا ہے۔ خرق کے معنے

پھاڑنے کاٹنے کے ہیں۔ تو جن کاپیوں میں کم آیات تھیں کہ لکھنے والے صحابی نے یا شدہ آیات وسورہ نہ لکھیں یا کسی نے بطور تشریح یا منسوخ شدہ آیات یا بلا ترتیب لکھ دیں تو ان سے اختلاف پیدا ہو سکتا تھا تو آپ نے پھاڑ دیں یہ پھاڑنا توہین نہیں۔ اور حرق۔ کے معنی جلانا۔ یا چھیلنا کر دینا لکھا ہے۔ دوسرا معنی مراد ہے۔ مولانا محمد نافع نے متعدد حوالوں سے یہ لکھا ہے کہ ایسی کاپیوں کو گرم پانی اور سرکہ کے ساتھ ابالا اور دھویا گیا لفظ خوب مٹائے گئے پھر ان صاف شدہ کاغذات کو جلایا گیا تا کہ کوئی قرآن میں اختلاف اور جھگڑا نہ ڈال سکے۔ اختلاف حضرت عبداللہ بن مسعود کو بھی اچھالا جاتا ہے۔ ان کو ابتداء اختلاف تھا پھر حضرت عثمان اور تمام صحابہ کے ساتھ متفق ہو گئے اپنا نسخہ تلف کر دیا۔ (البدایہ ج ۷ ص ۲۱۷ مصنف ج ۴ ص ۳۲۳ عبدالرزاق وغیرہ) خلافت عثمانی میں حضرت علی تراویح پڑھاتے تھے (کتاب قیام اللیل وقیام رمضان لمحمد بن نصر المروزی) حضرت علیؓ نے تنخواہیں لیں اور آپ کے بیٹے بھتیجے خراسان طبرستان اور جرجان وغیرہ کی فتوحات میں شریک رہے اور قیمتی وظائف ہدایا پاتے تھے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت علی حضرت عثمان کی خلافت کے جزاصلی اور رکن و رکین تھے آپ کو خلفاء کا دشمن اور مسلمانوں کا مخالف کہنا آپ کی ہی بڑی توہین ہے۔

خلفاء ثلاثہؓ پر اہل بیتؓ اور پوری امت کا اتفاق

امامت کی اس بحث میں نہج البلاغہ سے ہم یہ ثابت کر چکے کہ حضرت علیؓ نے نہ دعویٰ خلافت کیا نہ نص قرآنی اور حدیث نبوی پیش کی۔ سب لوگوں کے ساتھ بخوشی ابوبکر کی بیعت کر لی جب ابوسفیان اور عباس نے ابوبکر کے مقابلہ میں آپ کو اٹھانا چاہا تو آپ نے سختی سے رد کر دیا۔ کہ بال و پر سے بنے ہوئے خلیفہ کو مان لو۔ فتنہ نہ کھڑا کرو میرے حامی نہیں میری خلافت کا زمانہ نہیں آیا پھل کچا ہے دوسرے کی زمین میں فصل بو کر قبضہ نہیں کرتا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کا نام خود لیا۔ کہ ہم عمر کے سوا کسی کو خلیفہ نہیں مانتے۔ اور حضرت عثمان کے انتخاب کو بھی مان کر بیعت عثمان کر لی۔ اور کسی خلیفہ سے

کوئی نزاع نہ کیا۔ نہ مخالف رہ کر اپنی سیاسی جماعت بنائی۔ شہادت عثمان کے بعد جب لوگ آپ کی بیعت کرنے آ گئے تو بھی ان کو روکا اور انکار کیا کہ کسی اور کو بنالو میں اس کا وزیر بن کر رہوں امیر بننے سے بہتر ہے۔ تو آپ کی چونکہ یہ امامت وخلافت کا باب ہے تو چند مزید حقائق پیش کئے جاتے ہیں۔ خلافت منصوص نہ ہونے پر یہ واضح دلیل ہے۔

﴿۱﴾ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ شیعہ نبوت جیسا مان کر منصوص من اللہ کہتے ہیں اور اسی لئے پوری امت وصحابہ کو خارج از ایمان مانتے ہیں مگر فی نفسہ یہ انتظام و امان امت اتنا ضروری ہے۔ کہ صحابہ نے سب سے پہلے اسی پر اجماع کیا۔ جس کا منکر گمراہ ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اس پر صحابہ نے مشورہ کیا۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۶ ص ۳۷) زیر آیت امرھم شوریٰ بینہم۔

﴿۲﴾ جب سب نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔ حضرت علیؓ آئے تو وجہ تاخیر پوچھنے پر فرمایا اے خلیفہ رسول اللہ کوئی گرفت نہ کریں۔ ہاتھ بڑھائیں۔ ابوبکر نے ہاتھ بڑھایا تو علیؓ نے بیعت کر لی۔ (کتاب السنہ لامام احمد ص ۱۹۶ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۷۶) سنن کبریٰ بیہقی ج ۸ ص ۱۴۳ البدایہ لابن کثیر ج ۵ ص ۲۴۹ وایضاً ج ۶ ص ۳۲ تحت خلافۃ ابی بکر الصدیق۔

﴿۳﴾ حضرت علی کی تاخیر کی روایات صحیح نہیں دوسرے دن مسجد نبوی میں مہاجرین کے ساتھ طلحہ زبیر علی نے بیعت کر لی تھی (ابن سعد) علامہ ابن کثیر فائدہ جلیلہ کے نام سے جلدی کے نکات یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ابوبکر سے کسی وقت جدا نہ ہوئے نماز سے الگ نہ رہے ذی قصہ میں مرتدوں سے لڑنے حضرت ابوبکر کے ساتھ چلے اور ہر بات میں خیرخواہانہ مشورہ دیا۔ (البدایہ ج ۶ ص ۳۰۲)

﴿۴﴾ چھ ماہ بعد بیعت والی روایت زہری کا ادراج ہے۔ حضرت عائشہؓ کا مقولہ نہیں۔ چنانچہ ہشام بن عروہ زہری کی یہ عادت بیان کرتے ہیں کہ وہ لمبی

روایت میں (شیعہ کی مؤید) بات ملا دیتا ہے (کہ شیعہ کا بھی معتمد راوی ہے) سیرت مرتضٰی ص ۱۳۷) شیعہ کتب سے بھی بیعت علی کا ثبوت واضح ہے۔ ا۔ امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے ۳ حامیوں نے بیعت علی کا انتظار کیا۔ جب امیر المومنین مجبوراً آ گئے اور ابو بکر کی بیعت کر لی تو ان ۳ افراد نے بھی کر لی۔ (فروع کافی ج ۳ ص ۱۱۵) روضہ کافی ج ۲ ص ۸۵ رجال کشی ص ۴ (حضرت علیؓ جیسے شیر خدا کی ڈر کر مجبوری ہم اہل سنت نہیں مانتے۔)

﴿۵﴾ امام باقر نے فرمایا کہ جب اسامہ بن زید (وفات نبوی کی خبر سن کر) مدینہ واپس آ گئے اور لوگ اکٹھے ہو کر ابو بکر کی بیعت کر چکے تھے تو علی سے جا کر پوچھا یہ کیا بات ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا جو آپ دیکھ رہے ہیں اسامہ نے پوچھا کیا آپ نے بھی ابو بکر کی بیعت کر لی ہے فرمایا ہاں (اور تم بھی کر لو) احتجاج طبرسی ص ۵۰ مطبوعہ مشہد عراق)

چھ ماہ بعد والی روایت اگر صحیح ہو تو مطلب یہ ہے کہ وفات فاطمہؓ کے بعد دوبارہ بیعت کی کہ خدمت میں مصروفیت کی وجہ سے دربار میں نہ آ سکے تھے۔ تو دوبارہ بیعت کر کے ناراضگی کا خیال لوگوں سے دور کر دیا۔

﴿۶﴾ سورت تحریم پ ۲۸ ع ۱۹ کی یہ آیت ہے۔ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا ج کہ جب نبی نے ایک بیوی کو ایک راز کی بات کہی۔ شیعہ مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ آپ نے اپنی بیوی حفصہؓ کو خوش کرنے کے لئے یہ راز کی بات بتائی کہ میرے بعد ابو بکر پھر تیرے باپ عمر خلیفۃ المسلمین ہونگے۔ تو کسی کو نہ بتانا مگر وہ خوشی سے عائشہ کو بتا بیٹھیں اور عتاب ہوا یہ حوالہ شیعہ کی ان معتبر تفسیروں میں ہے۔ تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۶ مجمع البیان ج ۳ ص ۳۱۴ حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۰ زیر آیت سورت تحریم تفسیر صافی ج ۵ ص ۵۹۱ ط بیروت میں ہے کہ خدا سے اطلاع پا کر حضرت نے اپنی

بیوی حفصہؓ کوخوش کرنے کے لئے کہا:

''کہ میرے بعد حضرت ابوبکرؓ پھر تیسرے باپ عمرؓ خلیفہ ہونگے عیاشی نے یہ امام باقرؒ سے بھی روایت کی ہے۔ خدا رسول اور سچے اماموں کی خبر سے جب خلافت شیخین بعد از نبی بلافصل نص تھی تو اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ تو شیعہ کو یہ مان لینا چاہیئے اور حضرت ابوبکر و عمرؓ کی خلافت حقہ کا انکار کر کے ایمان ضائع نہ کرنا چاہیئے۔

﴿۷﴾ آپ نے ابوبکر کو امیر حج بنانے کے علاوہ ولی عہد کی طرح امام نماز بنایا جیسے شیعہ کے ہاں معتبر تاریخ طبری ابن خلدون اور ابن کثیر میں بھی صراحت ہے حضور کے حکم کے بغیر کسی کو مصلی نبوی پر نماز پڑھانے کی جرأت نہ ہوسکتی تھی نہ صحابہ واہلبیت قبول کرتے۔

﴿۸﴾ متعدد مواقع پر آپ نے قیصر و کسریٰ کی فتح کی بشارت دی تو فرمایا میں نے یہ ملک فتح کئے جیسے علامہ مجلسی حیات القلوب ج ۲ ص ۱۵۸ پر لکھتے ہیں۔

''کہ خدا نے عجم روم اور یمن کی بادشاہی مجھے دے دی۔ منافق کہنے لگے کہ محمد مکہ و مدینہ پر اکتفاء نہیں کرتا بادشاہوں کے ملک کی لالچ رکھتا ہے۔ زیر آیت قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء اے اللہ تو ہی بادشاہی کا مالک ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے حالانکہ پھر عراق و ایران شام و روم حضرت ابوبکر و عمر ہی نے فتح کئے تھے۔

﴿۹﴾ نیز مجلسی نے لکھا ہے کہ بلاد روم و فارس کے علاوہ دیگر فتوحات اور نصرتیں بھی (عہد عثمان میں) خدا کی طرف سے ہونگی۔ (حیات القلوب ص ۱۶۰ ج ۲ و بحار الانوار)

﴿۱۰﴾ کئی مرتبہ حضور علیہ السلام نے اہل عرب کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ خدا (اور رسول) کو مان لو عرب و عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور بہشت کے بھی مالک بن جاؤ گے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۲۶۱۔۲۶۲۔۲۶۳۔۲۶۵)

﴿۱۱﴾ جب ایران کے کسریٰ بادشاہ نے آپ کا نامہ مبارک پھاڑ دیا (جیسے آج ایران محمدی مذہب چھوڑ کر امامی بن چکا ہے) تو فرمایا میری امت جلد ہی اس کے ملک کی مالک بن جائیگی۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۱۴۱؍۴۴)

﴿۱۲﴾ قیصر و کسریٰ کے قاصدوں سے فرمایا اپنے بادشاہوں سے جا کر کہو کہ تمہارے ملک میری امت کے قبضے میں آ جائینگے۔ (ایضاً)

﴿۱۳﴾ سنی شیعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ سب صحابہ نے ابوبکر کی پھر عمر کی پھر عثمان کی (پھر علی کی معاویہ کی) خوشی سے بیعت کی۔ (طبری ج ۲ ص ۴۵۸۔۴۵۹)

صدیقی خلافت پر حضرت علیؓ کے ۱۰ نصوص:

﴿۱﴾ فرمایا حضور کے بعد مسلمانوں کے حاکم (ابوبکر و عمر) ایسے بنے کہ خود بھی شریعت پر ثابت قدم رہے۔ اور لوگوں کو بھی شریعت پر ثابت قدم رکھا حتی کہ اسلام نے اپنا سینہ زمین پر ٹیک دیا۔ (مضبوط ہوگیا) نہج البلاغہ اقوال ص ۹۵۲ط، ۴۶۷ط)

﴿۲﴾ حضرت عمر کی ۱۰ اعلیٰ خوبیاں بیان فرمائیں جن کی تشریح ہو چکی۔ (نہج البلاغہ)

﴿۳﴾ عثمان کی بھی اعلیٰ خوبیاں بیان کیں کہ حق پر عمل کرنے میں ابوبکر و عمر تم سے آگے نہ تھے پھر تم آپ کے داماد ہو۔ (نہج البلاغہ ص ۶۸۱)

﴿۴﴾ جمل میں تقریر کر کے فرمایا۔ "بے شک اللہ نے اپنے نبی کے بعد مسلمانوں کو حضرت ابوبکر عمر اور عثمان پر متفق رکھا پھر یہ (شہادت عثمان کا) حادثہ ان لوگوں نے برپا کیا جو دنیا کے طالب ہیں خلفاء پر حسد کرتے ہیں وہ لوگ ہرگز میرے ساتھ مدینے نہ آئیں جنہوں نے قتل عثمان میں کچھ بھی شرکت کی ہے۔ (تاریخ طبری ابن خلدون وغیرہ ۳۶ھ کے حالات) اسی تقریر کی وجہ سے سبائیوں نے صلح کے بعد غدر کر کے بصری لشکر پر حملہ کر دیا بقول مفتی ۱۵/۱۶ ہزار طلحہ و زبیر سمیت مسلمان شہید ہو گئے۔

﴿۵﴾ حضرت علی نے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی ثم مدیدہ فبایع حضرت علی نے ہاتھ بڑھا کر ابوبکر کی بیعت کر لی۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۴۴۹) کافی کتاب الروضہ ص ۱۳۹ حدیث ارتداد احتجاج طبرسی ص ۵۲)

﴿۶﴾ آپ نے سلمان فارسیؓ کو بیعت ابوبکر کا حکم دیا۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۷۵) جس نے پھر عمرؓ کی بیعت کر کے مدائن کی گورنری پائی)

﴿۷﴾ علیؓ نے اسامہؓ سے کہا میں نے ابوبکرؓ کی بیعت کر لی (تم بھی کر لو) احتجاج طبرسی ص ۵۶

﴿۸﴾ مجالس المومنین از قاضی نور اللہ شوستری ج ۲ ص ۵۶۶ میں ہے کہ سب مسلمانوں نے خوشی سے ابوبکر کی بیعت کی۔ اور مخالف کو بدعتی خارج از اسلام جانا۔ (ایمانی دستاویز ص ۱۹۶)

﴿۹﴾ حضرت ابوبکر کی متفقہ بیعت ہو چکنے کے بعد حضرت ابوسفیان کا حضرت علیؓ کو اُٹھانا اور علی کا خلافت لینے سے انکار کرنا گزر چکا ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۵)

﴿۱۰﴾ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی اور لوگوں کو بیعت سے نہ روکا تاکہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ (کافی کتاب الروضہ)

﴿۱۱﴾ تاریخ طبری ج ۳ ص ۵۰۰۔ ۳۶ھ کے حالات میں ہے "حضور علیہ السلام کو خطبہ جمل میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ پھر بیشک مسلمانوں نے اپنے خلیفے ان دو حاکموں کو بنایا۔ عملا بالکتاب والسنۃ واقاما السیرۃ ولم یعدوا السنۃ الخ کہ دونوں نے قرآن وسنت پر عمل کیا اور اچھی سیرت پر چلے سنت سے تجاوز نہ کیا حتی کہ وفات پا گئے۔"

﴿۱۲﴾ یہی کچھ حضرت علیؓ نے ابوموسیٰ اشعری کے سامنے حضرت ابوبکر و عمر کی تعریف کی کہ انہوں نے کتاب اللہ کے مطابق حکومت کی۔ طبری ج ۳ ص ۴۸۵۔ یہی کچھ طبری ج ۴ ص ۴۱ پر بھی ہے۔"

﴿۱۳﴾ شیعہ تفسیر فرات ص ۱۹ ط نجف اشرف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حرص

کی کہ امامت امیر المومنین علیہ السلام کو ملے فابی اللہ (الا ابا بکر) مگر خدا نے ابوبکر کے سوا کا انکار کر دیا۔ بحوالہ عبقات ص ۴۵)

انتخاب کے وقت حضرت علیؓ کا حامی کوئی نہ تھا:

خطبہ نمبر ۲۶ ص ۱۶۵ کا ایک حصہ یہ ہے۔

میں نے (حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان کی بیعتوں کے وقت) غور سے دیکھا تو مجھے اپنے اہل بیت (عند الشیعہ حضرات حسنینؓ و فاطمہؓ) کے علاوہ کوئی اپنا معین و مددگار نظر نہ آیا۔ (تو ہیں نے نہ امام وخلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا نہ ہاتھ بڑھا کر بیعت کی درخواست کی) میں نے انہیں موت کے منہ میں دینے سے بخل کیا آنکھوں میں خش و خاشاک تھا مگر میں نے چشم پوشی کی اور حلق میں پھندے تھے مگر میں نے غم وغصہ کے گھونٹ پی لئے اور گلوگرفتگی کے باوجود حنظل سے زیادہ تلخ حالات پر صبر کیا۔"

(نہج البلاغہ مترجم خطبہ ص ۱۶۵)

بھائیو! میری طرح آپ نے بھی بادل نخواستہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس بے بسی اور بیعت وخلافت سے محرومی کا اقرار نامہ پڑھا۔ ہم اپنے ایمان اور حضرت علی کی شخصیت کے پیش نظر اس کی نسبت آپ کی طرف عیب جانتے ہیں۔ یہ صرف رضی کی جرأت رندانہ ہے کہ وہ ایسی روایات اور باتیں۔ صحابہ کرامؓ سے دشمنی کہو یا خلفاء ثلاثہ کی مقبولیت عامہ اور حضرت علی کی محرومی مانو۔ بے دھڑک آج کے شیعوں کی طرح نقل کرتا آرہا ہے حالانکہ کسی منصب کی خود طلب حدیث نبوی میں اور ہر دور کے معاشرہ میں عیب ہے۔ پھر اپنی بے بسی کمزوری اور چند ووٹ بھی نہ ملنے کی بار بار شکایت مزید اپنے اوپر ستم ظریفی ہے مگر کیا کریں اس قوم کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے اور وہ اسی میں حضرت علی کی شان مان کر اور خلفاء ثلاثہ کو مقبولیت کے بت کہہ کر اپنی بھڑاس نکالیں اور لوگوں کے جذبات ابھاریں دولت سمیٹیں اور صرف اسے ہی اسلام اور ووٹ نہ ملنے دینے کو کفر سے تعبیر کریں تو ان کا اپنا مذہب ہے ہاں اس سے یہ پتہ چل گیا کہ

خدا نے سب مومنین سے خوشی سے ووٹ دلا کر ان کو خلفاء برحق بنا دیا۔ انہوں نے جبراً کسی سے ووٹ نہیں لئے والفضل ما شہدت بہ الاعداء جبکہ خدا یہ بھی فرماتا ہے وامرھم شوریٰ بینھم مومنین کے اہم کام مشورے سے ہوتے ہیں۔ پ ۲۵ ع ۵) اور جو کام مومنین کے اجماع و اتفاق سے ہو اور کوئی اس کا انکار کردے تو خدا نے اسے دوزخ کی وعید سنائی ہے۔ (پ ۵ ع ۱۴)

بوقت انتخاب حضرت علیؓ نے عمرؓ کی تعریف کی:

شعبی راوی ہیں کہ جب حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے تو لوگ (پہل کرنے والے قاتلین عثمان) بازار ہی میں علی کے پاس آ گئے اور بولے ہاتھ بڑھائیں تاکہ ہم بیعت کر لیں آپ نے فرمایا جلدی مت کرو۔ فان عمر کان رجلا مبارکا و قد اوصیٰ بھا شوریٰ فامھلو ! حضرت عمر بابرکت آدمی تھے شوریٰ بنا کو وصیت فرمائی تو تم ٹھہرو کہ سب اہل مدینہ اکٹھے ہوں اور مشورہ سے خلیفہ بنائیں۔ (یہ فسادی) لوگ حضرت علیؓ سے الگ ہو گئے اور باہم کہنے لگے اگر (یہ قاتلین) لوگ عثمان کو قتل کر کے اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے اور عثمان کے بعد خلیفہ بنا کر نہ گئے تو لوگوں کا اختلاف اور امت کا فساد درست نہ ہوگا تو لوگ حضرت علی کے پاس لوٹ آئے تو اشتر نخعی (عثمان کو شہید کرانے والا سبائی لیڈر) نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا۔ آپ نے کھینچ لیا اور ۳ دفعہ فرمایا دفع ہو جا۔ وہ بولا خدا کی قسم اگر تو نے اسے چھوڑ دیا تو اس پر ایک زمانہ اپنی آنکھیں ٹکا رکھے گا تو عام لوگوں نے بیعت کر لی کوفی (قاتل عثمان) کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اشتر نے بیعت کی۔" (طبری ج ۳ ص ۴۵۵)

بھائیو! کیا سمجھے۔ کہ حضرت علیؓ تو عمر بابرکت کی طرح سب اہل مدینہ اور ان کی شوری سے تسلی کے ساتھ خلیفہ بننا چاہتے ہیں مگر سبائی بازار ہی میں جلدی بیعت اس لئے کرتے ہیں کہ خلیفہ پر سوار ہو کر اپنی من مانی کریں کہ ہمارے بنائے بغیر خلیفہ پُر امن حکومت نہ سکے گا۔ پھر پہل کر کے بنا لی۔ گو پھر ۹۹٪ اہل مدینہ نے مسجد میں آپ کے

ہاتھ پر بیعت کی مگر پہل کی وجہ سے ان کا غلبہ وتسلط قائم ہو گیا۔

حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ بہت اچھے خلیفہ تھے:

تاریخ طبری ج ۴ ص ۴ پر ہے ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حق اور فریضہ ادا کر دکھایا۔ لوگوں پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ ابو بکر نے عمر رضی اللہ کو خلیفہ بنایا فاحسنا السیرۃ وعدلا فی الامۃ یہ دو بہت اچھی سیرت (نبوی) پر چلے اور امت میں انصاف کیا ہم ان پر کچھ خفا ہوئے کہ ہم آل رسول پر وہ کیسے حاکم بن گئے پس ہم نے یہ بات معاف کر دی۔“

حضرت عثمانؓ کی خلافت سب کی متفقہ یقینی تھی:

مفتی جعفر لکھتے ہیں۔ ”اگر کسی کی خلافت یقینی تھی تو وہ حضرت عثمان تھے عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا یا علی لا تجعل علی نفسک سبیلا فانی قد نظرت و شاورت۔ اے علی تم اپنے دل میں خفا نہ ہو میں نے دیکھ بھال لیا ہے اور لوگوں سے مشورہ بھی لیا ہے۔ الناس فاذاھم لا یعدلون بعثمان (طبری ج ۳ ص ۲۹۷ نہج خطبہ ص ۶۳۲، ۲۲۵) وہ سب عثمان کو چاہتے ہیں۔

تو ہم ان مقبول عام اور متفقہ ۳ خلفاء راشدین کو کیوں نہ مانیں ایک منکر فرقہ حضرت علی کی طرف نہ ماننے کی جھوٹی نسبت کیوں کرے؟ شیعہ کی شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۲۰ ص ۲۱۸ طبع قم ایران میں حضرت عمر کے ذکر خلافت سے پہلے ہے کہ حضرت علی خطبہ میں فرماتے ہیں بس حضور کے بعد مسلمانوں نے باتفاق رائے ایک آدمی (ابوبکر) کو چن لیا تو اس نے (مسلمانوں کو) باہم قریب کیا اور دین کو خوب مضبوط کیا وقت میں کمی اور عزم میں پختگی اور پوری طاقت کے استعمال کے ساتھ (اسلام کو بچایا) پھر والی عمر بنے خود راہ راست پر رہے دوسروں کو بھی ثابت قدم رکھا یہاں تک کہ اسلام کا اونٹ سینہ ٹیک کر بیٹھ گیا۔“

حضرت علی کے خاص ساتھی صعصعہ بن صوحان جنگ صفین میں لوگوں کو

معاویہ کے خلاف ابھارتے اور کہتے ہیں۔

''اللہ کی قسم اگر علی غالب آ گئے تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح (اچھی خلافت کرنے والے) ہونگے اور اگر معاویہ غالب آ گئے تو کسی کے حق کا اقرار نہ کرینگے تاریخ طبری ج ۴ص ۱۴۱ ط بیروت/

پتہ چلا کہ آپ کے ساتھی بھی شیخین کی خلافت کو برحق اور عمدہ سمجھتے تھے۔

حضرت علیؓ کی اصلاحات:

حضرت عثمان کی عطا کردہ جاگیریں جب مسلمانوں کو پلٹا دیں تو فرمایا'' خدا کی قسم اگر مجھے ایسا مال بھی کہیں نظر آتا جو عورتوں کے مہر اور کنیزوں کی خریداری پر صرف کیا جا چکا ہوتا تو اسے بھی واپس پلٹا دیتا چونکہ عدل کے تقاضوں کے پورا کرنے میں وسعت ہے اور جسے عدل کی صورت میں تنگی ہو تو اسے ظلم کی صورت میں اور تنگی محسوس ہوگی۔ (خطبہ ۱۵۔ص ۱۴۰)

مومن و مسلم اور منافق و کافر کی پہچان

یہ چاروں الفاظ قرآن و حدیث میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں ان کی تعریفیں یہ ہیں۔

☆ مومن وہ پکا مسلمان جو زبان سے اقرار کے ساتھ دل سے بھی یقین رکھتا ہے

☆ مسلمان اس تابعدار ایمان والے کو کہتے ہیں جو باطن کے ساتھ ظاہراً شریعت کا پابند ہو۔

☆ یہ دونوں ایک ہی کاغذ کے دو صفحے اور اندر باہر سے یکساں خدا کے مقبول بندے اور جنتی ہوتے ہیں۔

کبھی بہت کم ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ دونوں صفتیں کسی میں جمع نہیں ہوتیں ایک شخص حضور علیہ السلام سے سچی محبت اسلامی تعلیمات کے صحیح ہونے کا یقین تو رکھتا

ہے مگر ظاہر میں برادری ماں باپ کا مذہب فوج وطاقت سے مرعوب رہ کر کلمہ طیبہ نہیں پڑھتا جیسے ہرقل شاہ روم حضرت ابوطالب اور کئی سردار قریش آپ کو سچا جان کر کلمہ نہ پڑھ سکے اور غیر مسلم قرار پائے۔ خدا فرماتا ہے۔ ''یہ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن ظالم اللہ کی آیات (قرآن) کا انکار کرتے ہیں۔ (پ ۷ ع ۱۰)

اس کے برعکس مدینہ میں یہود کی سازش سے کچھ لوگ بظاہر مسلمانوں کی طاقت وشوکت دیکھ کر اقرار کلمہ سے مسلمان تو ہو گئے مگر دل سے یقین نہ تھا حضور علیہ السلام کی جماعت عقائد ایمان اور ترقیات اسلام کے دشمن ومنکر ہی رہے وہ منافق اور دوزخی کہلائے۔ منافق ومسلمان کے اس فرق کے بعد کافر کی تعریف یہ ہوئی جو ابوجہل وابولہب کی طرح اسلام کے ظاہر وباطن کا منکر اور کافر ہو۔ تو مومن ومسلمان ایک چیز صحابہ کرام اور امتی مقبول خدا وجنتی ہیں۔ منافق وکافر ایک چیز دھوکہ باز اور منکر ودوزخی ہیں از روئے قرآن منافق کم اور مومن مسلمان بہت زیادہ ہیں۔'' جب ان کو کہا جائے کہ ایسے ایمان لاؤ جیسے سب لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کیا ہم ایسے ایمان لائیں۔ جیسے بے وقوف لوگ ایمان لائے سنو یہی تو بے وقوف ہیں لیکن (اپنی بیوقوفی) نہیں جانتے۔ (پ ۱ ع ۲)

پتہ چلا جو اقلیتی گروہ بڑی اکثریت صحابہ کرامؓ کو مومن نہیں مانتا ان کو بیوقوف یا اہل بیت رسول کا دشمن جانتا اور کہتا ہے وہ خود بے وقوف دشمن گھرانۂ رسول منافق اور پکا دوزخی ہے مگر اپنی جہالت کی وجہ سے اس کفر وبے وقوفی کو سمجھ نہیں سکتا۔

سورت منافقون میں ان کی مذمت:

چنانچہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین...... جس کی مذمت میں سورت منافقون اتری اور ان کی ۵ نشانیاں یہ بتائی ہیں۔ ۱۔ کلمہ طیبہ توحید ورسالت کی گواہی دینا مگر دل میں سچا نہ جان کر جھوٹ بولنا۔ اور اب یہ کہنا کہ یہ کلمہ طیبہ بظاہر مسلمانوں کا مگر اندر سے منافقوں کا کلمہ ہے مومنون کا کلمہ ایمان تو نیا کلمہ علی ولی اللہ الخ ۳ مزید

اجزاء والا ہے۔۲۔تقیہ کرنا اندر کی بات ظاہر نہ کرنا جھوٹی قسمیں اُٹھا کر جان بچانا اور وقت پاس کر لینا۔۳۔حضورؐ کے پاس رہنے والے تمام صحابہ کرام کا دشمن ہونا چندہ و امداد بند کرانا۔

۴۔ سنت رسول اور آپ کی مجلس سے منہ موڑنا آپ کی ہر بات رشتہ داری کردار اور استغفار سے اعراض کرنا اور متکبر بننا۔

﴿۵﴾ خود کو معزز سید و سردار کہنا مہاجرین اور اہل مدینہ مومنین کو ذلیل و گھٹیا جان کر مدینہ سے نکالنے کی سکیم بنانا وغیرہ مگر اللہ نے یہ سازش ناکام کر دی اور فرمایا۔'' عزت و غلبہ اللہ رسول اور مومنین کو ہوگا۔ (کہ وہ اقتدار پا کر آدھی معلوم دنیا فتح کرینگے۔) لیکن منافق (یہ ترقیات) نہیں جانتے (نہ مانتے ہیں) پ ۲۸ ع ۱ (اصحاب رسول کا علانیہ منکر و دشمن طبقہ آج یہ پانچ باتیں مذہبی پہچان بنائے ہوئے ہے) خدا کے فرمان۔'' یہ منافق جہاں پائے گئے پکڑے جائیں گے اور بری طرح قتل کئے جائینگے (پ۲۲ ع ۴) کے مطابق یہ کچھ منافق جب مرتد ہوئے زکوٰۃ کے منکر اور مسلیمہ کذاب کے پیروکار بنے تو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت علی کو بھی ساتھ ملا کر ان مرتدوں سے جنگ کی اور ان کا صفایا کر دیا۔

مرتدوں سے لڑنے والا گروہ خدا کا محبوب ہے:

خدا ان مرتدوں سے جنگ کرنے والوں کو اپنے محبّ و محبوب مسلمانوں پر مہربان اور کافروں پر سخت اور غالب مجاہد فرماتا ہے۔

﴿۱﴾ اے ایمان لانے والو (کلمہ پڑھ کر) جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا (تو خدا کا کچھ نقصان نہیں) خدا عنقریب ایسے لوگوں کو لائے گا۔ جن کو وہ دوست رکھتا ہے اور اس کو وہ دوست رکھتے ہیں مومنوں کے لئے وہ رحمدل ہیں اور کافروں کے لئے سخت راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے یہ فضل خدا ہے جس کو

چاہے عطا فرمائے اور خدائے تعالیٰ صاحب وسعت و علم ہے۔

(مقبول ص ۱۳۹ پ ۶ ع ۱۲)

﴿۲﴾ سوائے اس کے نہیں ہے کہ حاکم تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں۔

﴿۳﴾ اور جو اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھے گا " اور وہ ایمان والوں (وہ) سے گروہ خدا میں داخل ہیں) اور گروہ خدا ہمیشہ غالب رہینگے۔ (مقبول ص ۱۳۹)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ " خلافت صدیقی میں جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے ان کا حکم اس آیت میں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر مترجم ص ۸۳۰ ج ۱) علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ " بعض دیگر مفسرین نے یہ (حضرت علیؓ کے انگوٹھی دینے کی) تفسیر کی ہے (غلط ہے) سند ایک کی بھی صحیح نہیں رجال ایک کے بھی ثقہ اور ثابت نہیں پس یہ واقعہ بالکل غیر ثابت ہے صحیح یہ ہے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ انہوں نے علانیہ یہود سے دوستی توڑی اور خدا رسول اور ایمان والوں کی دوستی پر راضی ہو گئے۔ (ابن کثیر ج ا ص ۸۳۱)

معمار پاکستان مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں۔ " ارتداد کا سب سے بڑا فتنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صدیق اکبر کے عہد میں پھیلا کئی طرح کے مرتدین اسلام کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔ مگر صدیق اکبرؓ کی ایمانی جرأت اعلیٰ تدبر اور مخلص مسلمانوں کی سرفروشانہ اور عاشقانہ خدمات اسلام نے اس آگ کو بجھا دیا اور سارے عرب کو متحد کر کے از سر نو اسلام اخلاص اور ایمان کے راستہ پر گامزن کر دیا۔ (پ ۶ ع ۱۲ تفسیر عثمانی ص ۱۵۱)

مجاہد لشکر صدیقی کی تعریف:

ان آیات سے چند حقائق معلوم ہوئے۔

﴿۱﴾ کہ کچھ لوگ مرتد ہوئے تو فسوف سے جلدی ان کو سزا ملنی چاہئے تھی۔ تو حضرت ابوبکر نے ان سے فوراً جہاد کیا۔ نہج البلاغہ سے پہلے گزر چکا کہ حضرت علی نے فرمایا۔" کہ میں نے ابوبکر سے مل کر ان سے جہاد کیا اسلام کو بچایا۔ (گو حکومت مجھے نہ ملی)۔

﴿۲﴾ یہ خدا کے پیارے محبوب تھے۔ خدا بھی ان کو پیارا محبوب تھا۔

﴿۳﴾ وہ مسلمانوں مومنوں پر مہربان تھا۔ لشکر صدیقی بشمول علی مومن و مسلمان تھا۔ اب یہ تفریق کہ وہ ظاہر میں مسلمان تھے اندر سے بے ایمان تھے۔ کہنے والوں کے خود بے ایمان ہونے کی دلیل ہے۔

﴿۴﴾ مرتدوں کو خدا نے کافر کہا اور ان سے لڑائی کو جہاد فی سبیل اللہ کہا۔

﴿۵﴾ اس جنگ میں کامیابی کو خدا نے اپنا فضل فرمایا۔

﴿٦﴾ خدا نے اپنے کو مسلمانوں کا حاکم کہا رسول کو بھی حاکم کہا اور آئندہ ان مرتدوں سے جہاد کرنے والوں کو بھی مسلمانوں کا حاکم بتایا۔ یہ آیت بھی حضرت ابوبکر صدیق کے منجانب اللہ حاکم بنائے جانے کی دلیل اور نص صریح ہے۔

﴿٦﴾ پھر ان کی مومنانہ صفات یہ بتائی ہیں۔ کہ وہ مومن ہیں۔ ۲۔ زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ ۳۔ نماز پڑھتے ہیں۔ ۴۔ خدا کے آگے رکوع کرتے یعنی ہر اطاعت میں جھکے رہتے ہیں۔ اسے حال بنا کر رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔" ترجمہ غلط ہے کیونکہ نماز کا خشوع اور خدا کی طرف دھیان اسکے مخالف ہے کہ کوئی نمازی جیب سے پیسے نکالے یا انگشتری دونوں ہاتھ سے نکال کر فقیر کو دے۔ کہ یہ عمل کثیر بالاتفاق نماز توڑ دیتا ہے پھر وہ فقیر کتنا بے وقوف ہے کہ سلام پھیرنے کا انتظار نہیں کرتا اور زکوٰۃ مانگی ہے۔ اس لئے یار لوگوں کی ایسی روایات خلاف عقل و نقل ہیں خواہ کسی تفسیر میں ہوں پھر سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے اور حضرت علی عہد نبوی میں غریب تھے۔

نصاب زکوٰۃ کے مالک نہ تھے۔

﴿۶﴾ خدااور رسول کے ایسے اقتدار سے اور مومن حاکموں سے محبت کرنے والے ہی اللہ کا لشکر ہیں اور وہی غالب آتے ہیں ایک طبقہ چند کے سوا عہد نبوت کے تمام مسلمانوں کو پہلے منافق جان کر پھر کھلا مرتد کہہ کر اپنی جعلی روایتیں تو متواتر بنا لیتا ہے۔ مگر آیت کے مطابق ان سے فوراً جنگ و جہاد کرنے والے لشکر صدیقی کے مناقب سے چپ سادھ لیتا ہے ان کے عقیدہ میں جب حضرت ابوبکرؓ کا ہزاروں کا لشکر مومنین اس کا مصداق نہیں۔ جو بالکل خلاف قرآن وسیرت وتاریخ اور فریقین کے مسلمات کے خلاف ہے۔ توان سے فوراً لڑنے والا لشکر بتائے۔ اگر وہ تاریخ وسیرت اور قرآن کو جھٹلا کر یہ کہتا ہے کہ حضرت علی کا وہ لشکر مراد ہے۔ جس نے مطالبہ قصاص عثمان کر نے والوں کو باغی جان کر یا اہل شام کو بیعت نہ کرنے والا کہہ کر ۳۶ ـ ۳۷ھ جمل و صفین میں خونریز جنگیں کیں۔ تو عرض یہ ہے کہ ان کو کسی نے مرتد نہیں کہا خود حضرت علیؓ نے ان کو اپنے مسلمان بھائی کہا کہ ان میں ٹیڑھا پن شبہ تاویل اور میری مخالفت آ گئی تو میں نے ان مسلمان بھائیوں کو باغی جان کر چڑھائی کی۔ پھر ان کے لئے دعائے مغفرت بھی کی نہج البلاغہ کے حوالے گزر چکے اس لئے یہ طبقہ علی کے مذہب وعقیدہ پر چلے مسلمان بھی ساتھ دینگے وہ مسلمانوں کو مرتد وکافر نہ بتائے (معاذ اللہ)

پھر یہ اشکال بھی لا جواب ہے۔ کہ آیت میں مرتدین سے لڑنے والے حزب اللہ کو تو غالب اور کامیاب کہا گیا ہے جبکہ اس طبقہ کے عقیدہ میں حضرت علی کامیاب نہ ہو سکے زبردست جانی مالی نقصان کے بعد امیر معاویہ غالب ہوتے گئے حتی کہ صلح حسن کے بعد امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیان بنے تو عہد گورنری کی طرح عہد امارت میں بھی لاتعداد فتوحات حاصل کیں اور امن وفتوحات کے ساتھ دور عمر کی مثال قائم کر دی۔

قارئین بھائیو! عہد نبوت کے منافقوں اور ان کا بد انجام آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ اب خلافت راشدہ کے آخری دورِ عثمان وعلی میں عبداللہ ابن سبا یہودی کی سازش سے نئے منافق پیدا ہوگئے جنہوں نے اکابر صحابہ واہل بیت کو شہید کرنے اور لاکھ سے زائد مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے کرانے کے بعد مسلمانوں کو صدر اول میں ہی ۳ فرقوں میں بانٹ کر رکھ دیا۔ اور یہ رافضی خارجی ناصبی ۹۵/۹۰٪ پابند سنت مسلمانوں سے لڑتے آرہے ہیں۔

عبداللہ بن سبا کون تھا:

بانی مذہب سبائی عبداللہ بن سبا (کالی مُسلّن کا بیٹا) کا تذکرہ شرمیں نے اپنی بے مثال کتاب ''ایمانی دستاویز'' کلاں سائز کے ص ۲۰۲ سے ۲۱۰ تک تاریخ و کتب شیعہ اور اقوال اہل بیت سے کر دیا ہے۔ یہاں صرف خلاصہ عرض کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن سبا بانی سبائی مذہب ایک یمن کا یہودی عالم تھا۔ تاریخ طبری ابن اثیر جزری۔ ابو الفداء ابن کثیر تاریخ ابن خلدون۔ بستانی کی دائرۃ المعارف مصر کے احمد امین صاحب کی فجر الاسلام۔ ابن عساکر صاحب کی تاریخ دمشق ذہبی کی تاریخ اسلام ابن ابی بکر المتوفی ۱۴۱ھ کی التمہید والبیان وغیرھا میں اس کا مفصل تذکرہ ہے نیز اس کا تذکرہ شیعہ کی رجال کشی رجال طوسی رجال نجاشی رجال ابن قولون ہر شیعہ رجال کی کتابوں میں ہے۔ کیونکہ یہ حضرت علی کا خاص شیعہ اور فوج کا خاص نگران تھا۔ نیز شیخ صدوق کی کتاب حدیث من لایحضرہ الفقیہ باب التعقیب کا راوی ہے۔ اس لئے رجال حدیث کی ہر کتاب میں اس کا ذکر ہے گو یہ بہت غالی اور شرک کا موجد و مربی تھا۔ اور امام باقر جعفر صادق زین العابدینؒ خود حضرت علیؓ نے اس پر لعنت کی ہے حضرت علیؓ نے اس کو شاگردوں اور اپنے غالی حبدار شیعوں، سمیت زندہ جلایا ہے۔ یا خاص اسے بددعا دے کر جنگل میں ہانک دیا اور یہ درندوں کا لقمہ بنا ہے مگر بڑا تعجب یہ ہے کہ جیسے مذہب عیسوی کو پولوس یہودی نے خراب کیا اور وہ تثلیث (۳ خدا ہیں۔

اللہ۔ عیسیٰ۔ جبریل) اسی طرح اس نے امامت رجعت۔ خلفاء راشدین کا انکار اور مسلم دشمنی کا مذہب ایسے چلایا کہ ہر امامی کا آج مذہب یہی ہے۔

ابن سبا کا مذہب:

علامہ مامقانی آخر میں اس کا مذہب یہ بتاتے ہیں کہ محمد بن قالون نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے۔ کہ اہل علم (فقہاء ومحدثین شیعہ) کا بیان ہے کہ ا۔ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ وہ مسلمان بنا تو حضرت علی سے (خاص) محبت کرنے لگا وہ اپنی یہودیت کے زمانے میں غلو کر کے کہتا تھا کہ یوشع بن نون حضرت موسی کے وصی (خاص رازدان تھے) تو اسلام لانے کے بعد حضرت علی کو بھی بعد وفات نبوی خاص وصی مان لیا تو یہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی کی امامت کو فرض بتایا آپ کے دشمنوں (ابوبکر عمر عثمان معاویہ) سے کھلی برأت کی اور مخالفین (کے عیوب بنا کر) کو خوب ننگا کیا اور ان کو غیر مومن (کافر) بتایا یہیں سے مذہب شیعہ کے مخالف (مسلمان) کہتے ہیں۔

ان اصل التشیع والرفض ماخوذ من الیھودیة الی غیر ذالک من الاخبار (تنقیح المقال ج ۲ ص ۱۸۴ کلاں سائز)

ترجمہ: کہ اہل تشیع اور روافض کے مذہب کی بنیاد یہودیت سے لی گئی ہے اس کے علاوہ اور روایات بھی ہیں۔ بھائیو! غور کریں کہ امامیہ حضرات کے آج یہی بنیادی عقائد امامت وصیت تبرا تکفیر مسلمین وغیرہ کیا نہیں ہیں؟ طبری وغیرہ کی روایات سے اس کی ترتیب وار مذہبی کارستانی بتائی جائے تو مسئلہ اور صاف ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت عثمان کے خلاف تحریک چلائی گورنوں پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی حضرت عثمان کو شہید کروادیا ان قاتلوں کو بے قصور اور برحق مانا حضرت عثمان کو قتل کا مستحق اور علی کا حق خلافت چھیننے والا مانا حضرت ابوبکر وعمر کو بھی غاصب وظالم خلیفے مانا رجعت (قیامت سے پہلے قیامت) کا عقیدہ ایجاد کیا کہ جیسے حضرت عیسیٰ دوبارہ تشریف لائینگے۔ اسی طرح

حضرت محمد بھی دوبارہ آئینگے ظالموں سے انتقام لیں گے حضرت علی وصی رسول (خاص خفیہ ہدایت والے) تھے جیسے حضرت یوشع موسیٰ کے خلیفہ وصی تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دعویٰ کرو پھر تمام اصحاب رسول اور خلفاء اسلام پر اعتراضات کرتے رہو۔ تنقیح المقال کی چھ روایات ساتھ ملاؤ تو حضرت علی کو خدا۔ خدائی صفات والا رب۔ کارساز۔ حاجت روا۔ مشکل کشا نور من نور اللہ عالم الغیب ہر جگہ حاضر و ناظر (ہمارے سنی بریلوی بھائی بھی سوچیں کہ ان کو اپنے یہ خاص عقائد کہاں سے ملے؟) خالق کائنات مدبر منتظم مختار کل ہر چیز پر قادر ہر کسی کے دل کے حالات جاننے والا اسی ابن سبا نے حضرت علی کے لشکر کو باور کرایا آپ نے توبہ کرائی جو نہ مانے وہ ۷۰ نام کے مومنین مریدین اپنے پیر ابن سبا سمیت حضرت علیؓ نے جلا ڈالے۔ (عقائد الشیعہ از محمد حسین ڈھکو)

ابن سبا کے مذہب سے توبہ کریں:

اور یہی کچھ شیعہ کی معتبر کتاب الخصال لابن بابویہ قمی میں ہے۔ (اعلام خصال صدوق ص ۳۱۶ مطبوعہ ایران اب ہر امامی اثنا عشری بھائی غور کرے کہ کیا اس کے یہ ۳۰ عقائد اصل ایمان نہیں ہیں؟

تو پھر کیا یہ نہج البلاغہ (دیکھئے باب اول توحید) سے حضرت علیؓ نے بتائے ہیں یا اس ابن سبا یہودی نے سکھائے ہیں اب یہ عقائد شیعہ علماء اہل سنت نے تو ایجاد نہیں کئے۔ بانی مذہب ابن سبا یہودی نے ایجاد کئے اپنی زبان کی صفائی اور چالاکی سے حضرت علی کا لشکر اپنا معتقد بنالیا۔ آپ نے ان کے ۷۰ غالی آدمی جلا دیئے سب علماء شیعہ ڈھکو سمیت اسے صحیح مانتے ہیں۔ ابن سبا کا یہ مذہب معتبر علماء شیعہ نے ہی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے مسلمانوں نے تو شیعہ پر یہ تہمت نہیں لگائی ہے۔ مگر جیسے رسی جل جائے تو بل اس طرح ٹیڑھے نظر آتے ہیں۔ آج بھی تفویضی۔ غالی۔ شیخی ذاکری عالم شیعہ یہی عقائد رکھتے ہیں۔ اپنے قم و نجف کے فاضل خالصی اصولی وہابی

شیعہ کا نہج البلاغہ کے مطابق صحیح توحیدی مذہب ہرگز نہیں مانتے۔ پھر تاریخ کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ یہ بگڑا ہوا سبائی طبقہ حضرت عثمان کو شہید کر کے گو حضرت علی سے مل گیا۔ بیعت کر کے لشکر کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو گیا۔ مگر علی کی ہرگز تابعداری نہ کی نہ آپ کو ذہن صائب سے کوئی اچھا مسلمانوں سے ملاپ والا کام کرنے دیا بلکہ آپ پر مسلط ہو کر افسوسناک خونی حادثات کرائے۔ جب آپ نے ان کو پہچان کر الگ کیا تو یہ خارجی اور آپ کے بھی علانیہ دشمن بن گئے آپ سے لڑے آخر ایک بدبخت جوڑی نے حضرت معاویہ سمیت آپ پر حملہ کیا۔ معاویہ تو زخمی ہو کر بچ گئے مگر حضرت علی جام شہادت نوش فرما گئے پھر یہی حضرت امام حسن پر قاتلانہ حملہ آور ہوئے کہ اس نے ہمارے دشمن معاویہ نے صلح کی کیوں ہمارا ناک کاٹ کر روسیاہ کیا کیوں؟ بالآخر بڑی دور اندیشی سے امام حسینؓ کو بلایا تین شرطیں نامنظور کر کے واپس نہ جانے دیا ۲۷ کو شہید کر کے اپنا دیرینہ ارمان پورا کر لیا تو بھائی سنی شیعہ دوستو ان سبائیوں کی تاریخ پر غور کرو ان کے مذہب سے اور ان سے برأت کرو ان کو ہی مسلمانوں اور اہل بیت کا قاتل جانو پھر گلے لگ کر سنی شیعہ بھائی بھائی بن جاؤ۔

یہ یقین رکھو کہ مسلمانوں کا کوئی فرد معاذ اللہ اہل بیت رسول اور گھرانہ علی کا دشمن نہیں ہے۔ بلکہ نیکیوں میں ان کا تابعدار ہے۔ دشمن صرف وہ مجوسی سبائی ٹولہ ہے جس نے حسنینؓ اور ان کے والدین ماجدین کے سوا اصل اہل بیت رسول۔ بیویوں بیٹیوں دامادوں اور سب رشتہ داروں سے علانیہ دشمنی رکھی۔ پھر علی کی بھی ہر بات میں نافرمانی کی ان کی اولاد سے غداری کی خود شہید کر کے آج ناز کرتے ہیں کہ ان کی شہادت وقربانی سے ہم زندہ ہو گئے اولاد علی میں سے کچھ کو امام مانا اور ان کو پیغمبروں سے افضل کہہ کر خدائی میں شریک کر لیا۔ اور باقیوں کو امام معصوم نہ مانا۔ جس نے ان کو مانا اثنا عشریوں نے یا دیگر امامیہ فرقوں نے اپنے اپنے فرقہ کے سوا اور شیعوں کو کافر دوزخی کہا اور کہتے ہیں۔ ایسے امامیہ کے ۷۰/۸۰ فرقے چلے آ رہے ہیں۔ تفصیل ملا باقر علی کی کتاب حق الیقین میں موجود ہے۔

میں تاریخ اور کتب شیعہ سے اہل بیت کے دشمنوں اور ابن سبا کی چالوں کے تعارف میں دور چلا گیا معذرت خواہ ہوں۔

امامت سے خانہ جنگیاں:

اب صرف بطور نمونہ چند مثالوں سے یہ بحث ختم کرتا ہوں کہ امامت نے خاندانِ رسالت میں کیا کیا خانہ جنگیاں کرائی ہیں۔

﴿۱﴾ سب جانتے ہیں کہ حبر امت ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت نبی وعلی۔ اللہ کا سلام ورضوان سب پر ہو۔ کے چچا زاد بھائی ہیں مگر شیعہ نے ان دو مرکزی اہل بیت کے عالموں کو لڑا دیا۔ شیعہ راوی امام معصوم سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس کی آخر عمر میں بینائی جو جاتی رہی وہ طبعی نہ تھی۔ عادۃً بوڑھوں کی چلی جاتی ہے۔ بلکہ اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے امامت علی میں شک کیا اور آپ کے مثل رسول ہونے کا انکار کر دیا تھا۔ امام باقر نے جو ابھی نوعمر تھے اپنے پڑدادا بوڑھے ابن عباس سے کہا۔ ”اگر تم اس بات (امامت علی) کا انکار کرو گے بعد اس کے کہ رسول خدا سے سن چکے ہو تو اللہ تم کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ (معاذ اللہ) جس طرح تمہاری آنکھ خدا نے اس دن (فرشتے سے پر مروا کر) پھوڑ دی جس دن تم نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کا انکار کر دیا تھا۔“

(اصول کافی ص ۱۵۰ ط لکھنؤ)

﴿۲﴾ کتاب احتجاج ص ۱۹۲ پر امام جعفر صادق راوی ہیں۔ ”ہم میں سے ہر امام کا ایک نہ ایک دشمن اہل بیت سے ہوا تو آپ سے پوچھا گیا کہ کیا امام حسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد بھی آپ کا حق نہیں پہچانتے فرمایا نہیں جانتے کیونکہ حسد نے ان کو ہمیں ماننے سے روک دیا ہے۔“ (اور وہ ہمارے دشمن بن گئے ہیں۔)

﴿۳﴾ خود امام حسن بن علیؓ پر امام جعفر صادقؒ یہ فتویٰ لگاتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اگر امام حسن بن علی زنا سودخوری اور شراب نوشی پر فوت ہوتا تو اس سے بہتر تھا جس پر اب وہ فوت ہوا ہے (کہ ہمارے دشمن معاویہ سے صلح کر کے اپنی اپنی اولاد کی اور مسلمانوں کی جان بچا کر ہم شیعوں کی ناک کٹوادی اور ہمیں ذلیل کر کے ہمارا منہ کالا کر دیا۔) (احتجاج طبرسی ص ۱۹۳) آج برصغیر میں شیعہ کا یہی عقیدہ ہے وہ ''ہم حسنی نہیں حسینی ہیں'' کہہ کر آپ سے تبرا کرتے ہیں صرف ہم مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے پنجہ دکھاتے ہیں۔ ورنہ صلح حسن کی کبھی تعریف اور اتحاد المسلمین پر خوشی نہیں کر سکتے یہ ان کا جنتیوں کے سردار کے متعلق گھناؤنا عقیدہ ہے پھر وہ حسنؓ کی اولاد میں امامت کیوں مانیں اور ان سادات حسنی سے عقیدت کیسے رکھیں؟

﴿۴﴾ امام حسن کے پوتے اور امام حسین کے نواسے حضرت عبداللہ محض کہ ان کے ماں باپ دونوں خالص فاطمی سید ہیں۔ جن کی والدہ فاطمہ بنت حسین تھیں بڑے متقی زاہد اور بڑے عالم دین تھے۔ یہ اپنے بیٹے محمد کو۔ جن کا لقب اپنی پاکیزگی کی وجہ سے نفس زکیہ ہو چکا تھا۔ امام بنانا چاہتے تھے مگر امام جعفر صادق خود اپنی امامت منوانا چاہتے تھے۔ تو چچا بھتیجے میں بن گئی۔ تو عبداللہ محض نے بھتیجے جعفر صادق کو کہا کہ میرے بیٹے کی بیعت کرلو امام جعفر نے نہ مانا تو عبداللہ محض نے غصہ میں آ کر کہا کہ میرے دادا حسن نے امامت اپنے بھائی حسین کو دی تو ان کو کیا حق تھا کہ وہ امامت اپنی اولاد کو دیں۔ حسن کی اولاد کو کیوں نہ دی جبکہ سارے حسنی اور کچھ حسینی بھی نفس زکیہ محمد بن عبداللہ محض بن حسن بن علی کو امام بنانے پر متفق تھے۔ سارے اہل مدینہ اور ابوحنیفہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ عباسی خلیفہ منصور دوانیقی نے امام ابوحنیفہ کو اسی جرم میں قید میں ڈال کر مروا ڈالا

(الصافی شرح کافی از علامہ خلیل قزوینی)

﴿۵﴾ جب امام حسین کوفی مومنوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ تو حضرت علیؓ کے بہادر بیٹے محمد بن حنفیہ نے خود امامت کا دعویٰ کیا۔ بھتیجے زین العابدین نے نہ مانا۔ دونوں حجر اسود (کعبہ کے کالے پتھر) سے فیصلہ کرانے گئے پتھر بول پڑا فیصلہ پوتے کے حق میں اور بیٹے محمد بن حنفیہ کے خلاف ہوا۔ (اصول کافی احتجاج طبرسی ص ۱۶۲ وغیرہ)

حیرت کی بات (۱) یہ ہے کہ حضرت علی کے اس بیٹے کو امامت کا راز کیوں معلوم نہ تھا۔ وہ خود دعویٰ امامت کیوں کر بیٹھے جبکہ جو شخص امام نہ ہو۔ دعویٰ امامت کر بیٹھے اور جو لوگ اسے مان لیں تو امام اور اس کے شیعہ دونوں (اثنا عشری مذہب میں کافر ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے امام حسن کی اولاد حاسد تھی اسی طرح اس چچا نے بھتیجے کی امامت پر حسد کیا ہو۔ (معاذ اللہ) حیرت کی بات (۲) یہ ہے کہ زین العابدین نے والد کی وصیّت سے اپنے کو امام کہا یہ کیوں نہ کہا کہ بارہ اماموں کا خدا کی طرف سے تقرر ہو چکا ہے ہر ایک کے نام سے سر بمہر بنانے جبریل حضور علیہ السلام کو دے کر گئے تھے رسول حضرت علی کو دے گئے تھے حضرت علیؓ نے یہ زین العابدین کی چوتھی امامت اس بیٹے کو کیوں نہ بتائی جس نے صفین میں میدان کارزار گرم کیا تھا تا کہ وہ امام زین العابدین کی امامت کا انکار کر کے ارتکاب کفر نہ کرتے حتی کہ سیاہ پتھر نے اسے پھر مسلمان کیا اور مومن بنایا۔

﴿۶﴾ جب امام باقر نے دعویٰ امامت کیا تو آپ کے بھائی زید نے انکار کر کے خود امامت کا دعویٰ کیا۔ بھتیجا صادق بھی چچا کی امامت کا منکر رہا ان کا خاص مرید احول (بھینگا کانا) بھی زید شہید سے جھگڑا اور مناظرہ کرنے لگا۔ زیدؔ نے کیا میرا ساتھ دو میں اپنے دادا حسین کی سنت زندہ کر کے اموی حاکم کے خلاف چڑھائی کروں گا۔ حول نے کہا اللہ کی حجت اور امام پنجم باقر ہیں تم نہیں وہ کہیں تو حکومت کے خلاف اُٹھوں گا ورنہ نہیں۔ غیر امام

کے ساتھ ہو کر لڑنے جانے والے اور نہ جانے والے (اخروی ہلاکت میں) برابر ہیں۔ زید نے کہا۔ میرا باپ مجھے ساتھ کھانا کھلاتے تو گرم لقمہ ٹھنڈا کر کے میرے منہ میں ڈالتے۔ کیا دنیا میں میرے منہ کو گرمی سے بچایا اور آخرت کی آگ سے نہ بچایا۔ کہ مسئلہ امامت تم کو بتا دیا مجھے نہ بتایا سے پھر زید شہید نے اپنے بھائی محمد باقر سے کہا۔ ''امام وہ شخص نہیں ہو سکتا جو اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور پردہ کرے جہاد سے کنارہ کش ہو امام تو وہ (میں) ہے جو اپنے حلقے کی حفاظت کرے اور پورا جہاد کرے

(اصول کافی وغیرہ)

پھر یہ زید شیعوں کے اُٹھانے پر اُٹھے۔ مگر امام حسین کی طرح چالیس ہزار مومن بوقت جنگ مخالف ہو گئے اور بولے ابو بکر و عمر سے تبرا کرو تب ہم ساتھ دیں گے زید نے کہا وہ تو میرے نانے تھے۔ آخر امام ابو حنیفہ کے کچھ شاگردوں کے ساتھ حاکم وقت سے لڑے شہادت پائی شہید مشہور ہیں مگر رافضی ان کو نہیں مانتے آپ نے ہی ان کو رافضی کا لقب دیا۔ (خدا رسول اہلبیت اور پوری شریعت محمدیہ کو چھوڑ دینے والے) (اصول کافی)

﴿۷﴾ امام جعفر صادق کے بعد امامت میں بھائیوں کا خوب جھگڑا ہوا آپ کے ۵ بیٹے تھے۔ محمد۔ اسمٰعیل۔ عبداللہ۔ موسیٰ اور علی (رحمھم اللہ) ان پانچوں نے اپنی اپنی امامت کا دعویٰ کیا پانچوں کے الگ الگ فرقے۔ ایک دوسرے کی تکفیر کرنے والے۔ بن گئے۔ اثنا عشری صرف موسیٰ کو مانتے ہیں۔ باقی امام اور ان کے شیعوں کو کاذب اور ناری قرار دیتے ہیں۔

﴿۸﴾ دسویں امام علی نقی کے دو بیٹے تھے حسن عسکری۔ جعفر، حسن نے دعویٰ امامت کیا۔ جعفر نہ مانا۔ پھر بھائی کی وفات کے بعد لوگوں سے بیعت لی۔ اب شیعوں کا یہی امام زادہ بارھواں امام تھا۔ مگر اثنا عشری اسے جعفر کذاب کہتے ہیں۔ نرگس نامی مجوسی مذہب والی باندی جو مسلمانوں والا کلمہ توحید

درسالت پڑھ کر سنی مسلمان بنی تو اس سے دو چار سال کا لڑکا محمد مان کر اسے امام مہدی کہتے ہیں جو اصلی قرآن عصائے موسوی تابوت بنی اسرائیل چچا کے خوف سے اُٹھا لے کر غار سرمن رای عراق میں بارہ سو سال سے غائب ہے۔ خلاف تاریخ و عقل و نقل شیعوں کا یہ مایہ ناز عقیدہ ہے۔ کہ دنیا کو وہی قائم رکھے اور سنبھالے ہوئے ہیں وہ نہ ہوں تو دنیا فنا ہو جائے۔ گویا خدا کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں جب ۳۱۳ مومن دنیا میں ہونگے۔ تو باہر آ کر دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دینگے اور ظلم کا خاتمہ کر دینگے۔ بقول غالب شیعہ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

یہ آٹھ واقعات آئمہ کے متضاد اختلافات اور تکفیر شیعہ و مسلمین کے حادثات آپ کے سامنے ہیں اشارۃً مزید ۴ حاضر ہیں تا کہ اثناعشری گنتی پوری ہو جائے۔

﴿۹﴾ امام حسن کے بیٹے زید کے متعلق تذکرۃ الائمہ میں مجلسی نے لکھا ہے کہ ان کو میراث کے بارے میں امام باقر سے عداوت ہوگئی ان پر چاقو کھینچ لیا۔ پھر یہ زید ہشام بن عبدالملک کے پاس شام چلے گئے اسے امام کے قتل پر ابھارا اور زہر دلوا دیا۔

﴿۱۰﴾ حضرت عبداللہ اقطع امام جعفر صادق کے فرزند تھے اپنے والد کے مخالف تھے۔ پھر خود امامت کا دعویٰ کیا شیعوں میں ایک فرقہ اقطعیہ ہے وہ انہی کی امامت کا قائل ہے۔ (تذکرۃ الائمہ مجلسی حال جعفر)

﴿۱۱﴾ علی بن اسماعیل اور محمد بن اسمٰعیل امام جعفر صادق کے پوتے ہیں۔ مجلسی نے تذکرۃ الائمہ میں اور علامہ ابوالنصر نے عمدۃ الطالب میں لکھا ہے کہ ان دو بھائیوں نے اپنے چچا موسیٰ کاظم کی خلیفہ ہارون الرشید کے ہاں چغلی کھائی کہ وہ آپ کی خلافت چھیننے میں ہتھیار اور نقدی جمع کر رہے ہیں چنانچہ امام موسیٰ کو زہر ہلاہل سے قتل کر دیا گیا۔

﴿۱۲﴾ ایک امام جعفر بن علی ہادی ہیں حق الیقین میں ہے کہ وہ خود اپنی امامت کے مدعی ہوئے۔ اور نزہتہ المجالس میں ہے کہ انہوں نے امام غائب کے سفیروں کی خلیفہ عباسی سے شکایت کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سفارت کا سلسلہ ہی بند ہو گیا اور غیبت کبریٰ شروع ہو گئی۔ آئمہ معصومین سے ان کی دشمنی خود شیعوں نے نقل کر دی۔

بھائیو! سوچیئے یہ سب سادات حسنی اور حسینی امام زادے ہیں ان میں سے کس کا ایمان بچا اور کس کا نہیں؟ پھر کتب معتبرہ شیعہ میں ہے کہ جو شخص آئمہ سے دوستی نہ رکھے وہ یا تو مابون (لواطت کرانے والا) ہو گا یا ولد الحرام ہو گا۔ یا ولد الحیض ہو گا۔ گستاخی معاف اب ان سادات کو کس زمرے میں خیال کیا جائے اور سب کو جانے دیجئے۔ حضرت عبداللہ اعظم کو ہی لیجئے کہ امام جعفر صادق کے بیٹے ہیں باپ کے بھی منکر خلافت تھے۔ معاذ اللہ ان کو ولد الحرام کہا جائے تو حرام کار کون ٹھہرتا ہے؟ (آئمہ میں اختلاف کا یہ مضمون یازدہ نجوم مولانا عبدالشکور لکھنوی کے رسالہ امامت سے مختصراً لیا گیا۔) تاریخ میں امام جعفر صادق کے بیٹوں کا خانہ کعبہ پر حملہ حجر اسود اکھاڑ کر لے جانا وغیرہ بہت کچھ لکھا ہے وہ نقل کر کے ہم مسلمانوں کا دل نہیں دکھاتے۔

بھائیو! ابن سبا کی تعلیم و تربیت سے اگر یہ ناگفتہ بہ باتیں اور دین محمد کے خلاف سازشیں اگر سچی ہیں تو خود شیعہ نے لکھی ہیں ہم مجرم نہیں اور اگر غلط ہیں اللہ کرے غلط ہی ہوں کہ ہم آئمہ اہلبیت اور سادات آل رسول کو ایسے گھٹیا کردار والے نہیں جانتے تو براہ کرم ایسے امامی مذہب سے توبہ کریں جو توحید الٰہ۔ ختم نبوتِ مصطفیٰ۔ صداقت کتاب اللہ کلمہ اسلام کا منکر تو ہے۔ ہی۔ خیر سے حضرت علیؓ کے نام سے ایمان کا نیا کلمہ بنا کر اولاد علی پر بھی ہاتھ صاف کر گیا۔

ناوک نے تیرے تیر نچھوڑا زمانے میں
تڑپا ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

ہم صرف توحید و رسالت کا کلمہ پڑھنے والے سنت نبوی کے پابند مسلمان

تمام اولادِ علی کے مداح ہیں ان کو اپنے سے بہت بہتر جانتے اور خوب عزت کرتے ہیں مگر کسی کو منصوص امام مان کر نہ خدا اور رسول کا ساجھی بناتے ہیں نہ ان کی امامت نہ جاننے والے یا اختلاف رکھنے والے کو دائرہ ایمان سے خارج مانتے ہیں۔ حق کا پرچم قرآن و سنت اور امت محمدیہ کے ہاتھ میں ہے۔ عہد نبوت سے لے کر تا قیامت پوری امت پر نفاق و کفر کا بم چلانے والی امامت کے پاس نہیں۔

☆☆☆

باب ششم:

حضرت علیؓ کی خدا و رسولؐ اور مسلمانوں سے محبت

خدا سے محبت اور اسے وحدہ لاشریک لہ ماننے پر پہلے باب میں بیسیوں حوالے گزر چکے اور محبوب الٰہی ذات محمدی سے محبت پر بھی اتنے حوالے کتاب ہذا کو مزین کر چکے ہیں۔

مزید جمع کریں تو کتاب کافی لمبی ہو جائیگی کیونکہ ہر خطبہ پہلے خدا و رسول کی حمد و نعت سے مرصع ہے پھر اور کوئی بات ہے خدا کی محبت کا خلاصہ اور پھر پورا تقاضا یہ ہے کہ اس کی کسی صفت و کمال عبادت و پکار حاجات کے لئے نذر و نیاز میں کسی نبی فرشتہ صحابی امام ولی اور عباد اللہ الصالحین میں سے کسی کو شریک نہ کیا جائے جیسے وہ مخلوقات کی تمام صفات سے منزہ ہے اسے عقیدہ تنزیہہ کہتے ہیں کہ وہ مخلوق جیسی کوئی صفت نہیں رکھتا سب عیوب و ممثلات سے وہ پاک وصاف اور مبرا ہے۔ اس طرح اس کی اعلیٰ سے اعلیٰ اور معمولی سی معمولی مخلوق چیز اس کی کسی صفت و کمال میں بھی اس کی شریک نہیں ہے وہ سب اس کے عاجز بندے ہیں اس کے محتاج ہیں اسی سے اپنے لئے سب کچھ مانگتے ہیں۔ وہی سب کا آقا مولیٰ خالق رازق معین و مالک داتا وہاب رحیم و رحمان محافظ و نگہبان مشکل کشا کارساز اور حاجت روا ہے اسے عقیدہ توحید اور شرک سے پاکی کہتے ہیں غلو عقیدہ اور حد سے زائد محبت غیر اللہ میں جو نا سمجھ ان صفات میں ذاتی نہیں عطائی طور پر ان کو شریک بناتے خدائی صفات سے ان کو لبریز اور معمور مان کر اپنے مشکل کام اپنے پیاروں سے کرواتے حاجت روائی اور کارسازی کی دعائیں ان سے کرتے اور سب مصائب ان سے ٹلوانے کے درخواست کرتے ہیں وہ نادانی سے ان کو خدائی صفات والا مستعان معین حاجت روا کارساز مشکل کشا مان کر شرک کرنے لگ

جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ شرک اور شریکوں سے پاک ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون صرف اسی کی شان بار بار قرآن میں آئی ہے۔

توحیدی مذہب علیؑ پر قرآنی آیات:

چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ ہر مسلمان ہر جائز کام شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے۔ اے اللہ میں تیرا نام لے کر کام شروع کرتا ہوں کہ تو ہی بہت بڑا مہربان اور خوب رحم کرنے والا ہے۔ جبکہ جاہل ہر کام شروع کرتے وقت یا پیر استاد لقمان حکیم یا علی یا نبی یا ولی کہہ کر اور مشرک اپنے بتوں ٹھاکروں اور دیوتاؤں کا نام لے کر کام شروع کرتا ہے۔ کام خدا ہی ان کے کر دیتا ہے مگر وہ اپنے عقیدہ میں سمجھتے ہیں کہ جس ہستی کو میں نے پکارا یا نام لے کر شروع کیا ہے اس نے کر دیا ہے۔ ہر مسلمان خدا کے تصور اور دھیان سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کام شروع کرے۔

﴿۲﴾ ہر مسلمان نماز میں ۴۰/۵۰ مرتبہ روزانہ خدا سے کہتا ہے۔ **اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ** ۔ اے اللہ ہم صرف تیری عبادت کرتے اور صرف تجھی سے (غائبانہ) مددیں مانگتے ہیں۔ تو ہر مسلمان اپنے قول واقرار کو سچ کر دکھائے کہ غیر اللہ کو کبھی نہ پکارے۔

﴿۳﴾ **اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ** ۔ سنو یقین خالص اللہ پر رکھو جن لوگوں نے اللہ کے سوا (اولیاء) اپنے کارساز اور بنا لیئے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خدا کے نزدیک کر دیں گے اللہ ان کے اختلافات میں خوب فیصلے کرے گا اللہ تعالیٰ جھوٹے اور ناشکرے کو ہدایت نہیں دیتا۔ (پ۲۳ ع ۱۵ زمر)

﴿۴﴾ کیا کافروں نے یہ عقیدہ رکھ لیا ہے کہ وہ میرے سوا میرے بندوں کو

اپنے مدادی اور حاجت روا بنائینگے۔ بے شک ہم نے کافروں کے لئے جہنم مہمان خانہ بنا رکھا ہے۔ (پ ۱۶ ع ۳ کہف)

﴿۵﴾ (جہنم سے چھٹکارا اس لئے نہیں مل سکتا) کہ جب صرف ایک اللہ کو پکارا جاتا (یا اللہ خیر یا اللہ مدد) تو تم انکار کر دیتے اور جب اللہ کے ساتھ (کسی کو پکار کر) شریک کیا جاتا تو تم مان لیتے پس حکم تو اللہ بڑے اونچے کا (ماننا) ہے (مومن ع ۲ پ ۲۴)

﴿۶﴾ "صرف اللہ کو پکار دو خالص اس پر یقین کر کے اگرچہ کافر اسے برا جانیں۔ (ایضاً)

﴿۷﴾ بے شک آپ کی طرف اور آپ سے پہلے پیغمبروں کی طرف یہ وحی آئی ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے اعمال ضائع ہو جائینگے اور یقیناً آپ گھاٹے میں پڑ جائینگے پس صرف اللہ کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ۔ (پ ۲۴ ع ۳ زمر)

﴿۸﴾ کیا انہوں نے اللہ کے سوا سفارشی بنا لئے ہیں (کہ وہ خدا سے بچا لینگے) آپ کہئے اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ وہ کچھ سمجھیں آپ کہئے سب سفارشیں اللہ کے قبضے میں ہیں آسمانوں اور زمین کا مالک صرف وہی ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ جب صرف اللہ کو یاد کیا جائے (پکارا جائے) تو ان لوگوں کے دل سکڑ جاتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے (مسلمان نہیں) اور جب اللہ کے سوا اوروں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ تب تو وہ خوب خوش ہوتے ہیں۔ پ ۲۴ ع ۲)

﴿۹﴾ میں تم کو یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ (نوری) فرشتہ ہوں (آدمی نہیں ہوں۔) میں تو صرف اس قرآن کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی آتی ہے۔ (پ ۷ ع ۱۱)

﴿۱۰﴾ فرمایئے (اے عیسائیو!) اللہ کے سوا تم ان (عیسیٰ اور اس کی ماں) کو پوجتے ہو جو تمہارے لئے کسی نقصان اور نفع کے مالک نہیں اللہ ہی خوب سننے والے اور بڑا علم رکھنے والے ہیں۔ (پ ۶ ع ۱۴)

﴿۱۱﴾ سچی پکار صرف اللہ کی ہے جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ ان کو کوئی چیز نہیں دیتے جیسے کوئی ہاتھ پھیلائے کہ پانی اس کے منہ میں آ جائے (پانی نہیں آتا) کافروں کی (اللہ کے سوا) پکار گمراہی ہے۔ (پ ۱۳ ع ۸)

﴿۱۲﴾ آیا کون ہے جو بے قرار دکھی کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور وہ اس کی مصیبت ٹالے اور تم کو زمین کا جانشین بنائے کیا اللہ کے سوا اور کوئی حاجت روا ہے؟ تم کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ پ ۲۰ ع ۱

﴿۱۳﴾ آپ فرمایئے آسمان و زمین کے عقلمند باشندے (فرشتے جن انسان) علم غیب نہیں جانتے صرف اللہ (جانتا) ہے ان کو یہ سمجھ نہیں کہ کب اُٹھائے جائینگے؟ (پ ۲۰ ع ۱)

﴿۱۴﴾ بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کی گھڑی کا علم ہے وہی بارش برساتا ہے وہی ماؤں کے پیٹ میں (نر مادہ) جانتا ہے کوئی جی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا۔ کوئی جی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ ہی (سب چیزوں کا) خوب علم اور خبر رکھنے والا ہے۔

(پ ۲۱ ع ۱۳ القمان)

بھائیو! چودہ کے مبارک عدد میں ۴۲ سو آیات توحید میں سے۔ ایک خدا کے سب کچھ کر سکنے کا ترجمہ حاضر ہے۔ پھر پڑھیئے ایمان تازہ کیجئے یہی موحد اعظم حضرت علی کا مذہب ہے۔ مصائب و حاجات میں وہ صرف اللہ کو پکارتے اور اولاد و مسلمین کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے اس پر اتنے سخت تھے کہ اپنے ان ۷۰ غالی حبداروں کو زندہ جلا دیا تھا جو آپ کو حاجت روا کارساز مشکل کشا اور رب کہہ کر

پکارتے تھے۔ (حوالے گزر چکے) آپ بھی یا فلاں مدد کہہ کر حضرت علی یا کسی اور کو نہ پکاریں صرف اللہ کو پکار کر یہ دعا مانگا کریں۔

''ہمیں معاف کردے بخش دے ہم پر رحم فرما آپ ہی ہمارے (مولا) ہیں۔ کافروں پر ہماری مدد فرما: (پ۲ ع ۴۰ بقرہ کی آخری آیت)

اس توحید اور صداقت پر امیر المومنین کے یہ دو ارشاد ہیں۔

﴿۱﴾ میرے بارے دو گروہ ہلاک ہونگے ایک محبت میں حد سے بڑھ جانے والا (کہ مجھے پیغمبروں کے برابر یا افضل کہے اور مجھے انسانیت سے اُٹھا کر الگ نور من نور اللہ مخلوق مانے پھر مجھے حاجت روا کارساز مشکل کشا مان لے اور مصائب میں پکارے) اور دوسرا جھوٹ و افترا باندھنے والا۔'' (۹۹٪ آج یہی مذہب چالو ہے۔)

﴿۲﴾ رضی کہتے ہیں۔ یہ آپ علیہ السلام کے اسی فرمان کی طرح ہے کہ میرے بارے دو قسم کے لوگ ہلاک ہوگئے ایک محبت میں غلو کرنے والا دوسرا دشمنی وعناد رکھنے والا۔ (نہج ج ۳ ص ۹۵۳ اقوال)

پتہ چلا کہ دو فرقے گمراہ ہیں۔ رافضی۔ غالی حبدار اور خارجی دشمنی رکھنے والا۔ تیسرے معتدل اکثریتی مسلمان اہلسنت والجماعت ہی ناجی ہیں اس کی شرح آپ کے اس فرمان سے سمجھو۔'' دائیں بائیں گمراہی کی راہیں ہیں درمیانی راستہ ہی صراط مستقیم ہے اس راستے پر اللہ کی دائمی کتاب اور نبوت کے آثار ہیں اسی سے شریعت نافذ اور جاری ہوئی۔'' جو آپ کو خدا کا نیک بندہ خلیفہ راشد آپ کا چچا زاد بھائی داماد متبع سنت و شریعت خدا اور رسول کا محبّ و محبوب مسلمان اور مسلمانوں کا پیارا مانتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی سنت نبوی اور رسول اللہ سے محبت:

ہم باب دوم میں واضح کر چکے ہیں۔ کہ آپ حضور علیہ السلام کے وفادار

تابع فرمان اور جان قربان کرنے والے تھے آپ کے مجاہد بہادر سپاہی تھے آپ کے عہد میں مفتی مبلغ معلم اور دین کے بڑے خدمتگار تھے۔ سنت نبوی کے پابند تھے بدعت سے متنفر اور قرآن وحدیث پر عامل تھے۔ آپ کی محبت کا سب سے بڑا تقاضا سنت کو اپنانا اسلام کو پھیلانا اور نئی رسوم و بدعات کو مٹانا تھا۔ ایسے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ (اے میرے ماننے والو) تم فتنوں کی طرف راہ دکھانے والے اور بدعتوں کے سربراہ نہ بنو تم (ایمان والی) جماعت کے اصولوں اور ان کی عبادت کے طور طریقوں پر جمے رہو اللہ کے پاس مظلوم بن کر جاؤ۔ ظالم بن کر نہ جاؤ۔ شیطان کی راہوں اور تمرد سرکشی کے مقاموں سے بچو۔ اپنے پیٹ میں حرام کے لقمے نہ ڈالو۔ ص ۴۰۸ خطبہ نمبر ۱۴۹)

﴿۲﴾ موت کے وقت امام حسن اور حسینؓ کو وصیت فرمائی۔
میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرو ان دونوں ستونوں کو قائم و برقرار رکھو اور دونوں چراغوں کو روشن کئے رکھو جب تک منتشر و پراگندہ نہ ہو گے تم میں کوئی برائی نہ آئے گی۔ تم میں سے ہر شخص اپنی وسعت پر بوجھ اُٹھائے نہ جاننے والوں کا بوجھ بھی ہلکا رکھا گیا ہے۔ (کیونکہ) اللہ رحم کرنے والا اور دین سیدھا ہے۔ (اس میں الجھاؤ تقیہ سے بچاؤ عوام سے مکر و فریب نہیں) اور پیغمبر عالم و دانا پیشوا ہیں میں کل تمہارا ساتھی تھا آج تمہارے لئے عبرت بنا ہوا ہوں اور کل تم سے چھوٹ جاؤں گا خدا تمہیں اور مجھے مغفرت عطا کرے۔ خطبہ ۱۴۷ ص ۴۰۲ ۔ ۴۰۳)

﴿۳﴾ اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کے بندوں کو محکم واضح قرآن کے ذریعے بتوں کی پرستش سے خدا پرستی کی طرف اور شیطان کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت کی طرف نکال

لائیں۔" (خطبہ ۱۴۵ ص ۳۹۹)

الحمد للہ حضور اپنے مشن ہدایت اور انقلاب اسلام میں کامیاب ہو کر گئے تبھی تو اللہ نے مکہ فتح ہو چکنے کے بعد تسبیح و استغفار کا حکم دیا۔" جب اللہ کی امداد آ گئی اور مکہ فتح ہو گیا تو آپ نے سب لوگوں کو دیکھا کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔ تو آپ (شکریہ میں) اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کریں اور اس سے استغفار کریں۔ بے شک وہ بڑے توبہ قبول فرمانے والے ہیں۔ (پ ۳۰ نصر)

﴿۴﴾ جو لوگ کتاب اللہ اور جماعت رسول کو نہیں مانتے الگ چلتے ہیں ان پر یوں سرزنش فرمائی۔

(سبائی) لوگوں نے تفرقہ پر تو اتفاق کر لیا ہے۔ (کہ سازش سے اور لوگوں کو بھی مجھ سے جدا کر رہے ہیں) اور جماعت سے کٹ گئے ہیں گویا وہ کتاب کے پیشوا ہیں کتاب ان کی پیشوا نہیں ہے ان کے پاس تو صرف قرآن کا نام رہ گیا ہے۔ (اپنی منواتے ہیں میری اور قرآن کی بات ہرگز نہیں مانتے) صرف اس کے خطوط اور نقوش کو پہچان سکتے ہیں۔ (خطبہ ۱۴۵ ص ۴۰۰)

قانون کی پاس داری کہ ایک کے بدلے سب قاتلوں کو مارنا جائز ہے

خطبہ ۱۷۰ میں ہے۔ کہ جب بصرہ میں حکیم بن جبلہ قاتل عثمان نے طلحہ زبیر کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ پھر جواب میں وہ اور اس کے کچھ ساتھی مارے گئے۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا "خدا کی قسم اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک ناکردہ گناہ مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لئے جائز ہوتا۔ کہ میں اس تمام لشکر کو قتل کر دوں کیونکہ وہ موجود تھے اور انہوں نے نہ تو اسے برا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کی۔" ص ۶۲

تبصرہ:

اسی قانون کا اجرا اور مطالبہ طلحہؓ و زبیرؓ اور عائشہؓ امیر معاویہؓ چاہتے تھے۔ کیونکہ قانون قصاص۔ قرآن و سنت اور بین الاقوامی اصول میں بھی عام ہے امیر غریب طاقتور کمزور اپنا بیگانہ نیک و بد سب یکساں ہیں اس کا رخ سبائیوں کی طرف پھیرا جاتا ان کی دھمکی اور شر و فساد سے نہ ڈرا جاتا۔ تو حکومت حیدری پر امن ہوتی ایک طبقہ کا یہ خیال کہ اپنی فقہ میں آپ ان سے بدلہ لینا جائز نہیں جانتے تھے۔ اس بالا اصول کے خلاف ہے۔ حضرت عمر نے ایک خفیہ قتل کے بدلے دس آدمیوں کو سزا دی یہ قانون آج بھی کراچی لاہور گلگت میں امن کا ضامن ہے۔

﴿۵﴾ اور دیکھو اس اچھے طریقے کو ختم نہ کرنا کہ جس پر امت کے بزرگ چلتے رہے اور جس سے اتحاد و یکجہتی اور رغبت کی اصلاح ہوئی ہے اور ایسے طریقے ایجاد نہ کرنا کہ جو پہلے طریقوں کو کچھ ضرر پہنچائیں اگر ایسا کیا تو نیک روش کے قائم کر جانے والوں کو ثواب تو ملتا رہے گا مگر انہیں ختم کر دینے کا گناہ تمہاری گردن پر ہوگا اور اپنے شہروں کے اسلامی امور کو مستحکم کرنے اور ان چیزوں کے قائم کرنے میں کہ جس سے اگلے لوگوں کے حالات مضبوط رہے تھے۔ علماء و حکماء کے ساتھ باہمی مشورہ اور بات چیت کرتے رہنا۔ (سوچئے یہ پہلے قابل اتباع بزرگ اور رعیت کو خوش رکھنے والے اعمال صالحہ والے خلفاء ثلاثہ ہی ہیں آج جن کا انکار کیا جاتا ہے۔) اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں جن کا نفع اور ترقی ایک دوسرے سے وابستہ ہوتی ہے وہ ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

ان میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں کام آنے والے فوجیوں کا ہے دوسرا عمومی و خصوصی منشیوں اور کلرکوں کا ہے۔ تیرا انصاف کرنے والے ججوں

کا ہے چوتھا حکومت کے وہ افسران جن سے امن اور انصاف قائم ہوتا ہے پانچواں خراج دینے والے مسلمان ہیں اور جزیہ دینے والے ذمی (کافر) ہیں چھٹا تجارت پیشہ اور صنعت کاروں کا ہے ساتواں فقراء اور مساکین کا وہ طبقہ ہے کہ جو سب سے پست ہے اور اللہ نے ہر ایک کا حق متعین کر دیا ہے اور اپنی کتاب یا سنت نبوی میں اس کی حد بندی کر دی ہے اور وہ مکمل دستور ہمارے پاس محفوظ ہے۔ (عہد نامہ ۵۳ بنام اشتر نخعی والی مصر ص ۷۶۰)

عمدہ سیاست اور نظم ونسق اور رعایا کے طبقات کا یہ نقشہ جو عہد عمر کی یادگار اور اتباع کا بہترین نمونہ ہے آپ اپنے افسروں والیوں کو پیش کر رہے ہیں۔ اور اِس طویل خط میں بہت سے جواہرات آویزاں ہیں۔ مگر افسوس کہ اس نافرمان قاتلان عثمان طبقہ نے بار بار آپ کی مخالفت کر کے ایسی فضا بنا دی کہ حکومت آپ سے بہت کم درجہ لوگوں کو پہنچ گئی ان کی حماقت شرارت اور منافقت پر مستقل باب آ رہا ہے۔ اشتر نخعی پر بھی ہم یہاں تبصرہ نہیں کرتے۔

۶۔ بدعت کی مذمت:

کوئی بدعت وجود میں نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے سنت کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ بدعتی لوگوں سے بچو روشن طریقے پر جمے رہو پرانی باتیں ہی اچھی ہیں اور دین میں پیدا کی ہوئی نئی چیزیں بدترین ہیں۔" (خطبہ ۱۴۳ ص ۳۹۵)

﴿۷﴾ کچھ لوگ فتنوں کے دریاؤں میں اترے ہوئے ہیں اور سنتوں کو چھوڑ کر بدعتوں میں پڑ چکے ہیں۔ ایمان والے دبکے پڑے ہیں اور گمراہوں جھٹلانے والوں کی زبانیں کھلی ہوئی ہیں ہم قریبی تعلق رکھنے والے اور خاص ساتھی خزانہ دار اور دروازے ہیں گھروں میں دروازوں سے ہی آیا جاتا ہے اور دروازے سے الگ آنے والا چور کہلاتا ہے۔ تم پر اللہ کی نعمتیں مکمل ہو چکی ہیں اور جس کی تم آس لگائے بیٹھے ہو وہ اللہ نے تم کو دکھا

دی ہیں۔

آل رسول کی تعریف:

سنو! آل محمد (آپ کے تابعدار) آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں ایک ڈوبے تو دوسرا ابھر آتا ہے گویا:

﴿۹﴾ محمد رسول اللہ کی آل اور تابعداروں کے بارے ہی میں قرآن کی نفیس آیتیں اتری ہیں وہ اللہ کے خزینے ہیں اگر بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور اگر خاموش رہتے ہیں تو کوئی ان سے پہلے نہیں بولتا پیشرو کو اپنے قوم قبیلے کے سامنے سچ سچ بیان کرنا چاہیے کہ اپنی عقل کو گم نہ ہونے دے اور اہل آخرت سے بنے کیونکہ وہ ادھر ہی سے آیا ہے اور ادھر ہی اسے پلٹ کر جانا ہے دل کی آنکھوں سے دیکھنے والے اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والے کی ابتدا یوں آتی ہے کہ وہ پہلے جان لیتا ہے کہ یہ عمل اس کے لئے فائدہ مند ہے یا نہیں اگر مفید ہو تو آگے بڑھتا ہے ورنہ ٹھہر جاتا ہے۔ اس لئے کہ جان بوجھ کر کوئی غلطی نہیں کرتا ورنہ وہ اپنے مقصد سے دور ہوتا جائے گا۔ اور علم کی روشنی میں آگے بڑھنے والا روشن راہ پر چل رہا ہے۔ اب دیکھنے والے کو سوچنا چاہیئے کہ آگے بڑھ رہا ہے یا پیچھے جا رہا ہے اور جاننا چاہیئے کہ جیسے ظاہر ہو باطن بھی اس جیسا ہوتا ہے ۔جس کا ظاہر اچھا ہو باطن بھی اچھا ہوگا ورنہ باطن برا ہو تو ظاہر بھی بُرا ہوگا۔ سچے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ ایک بندے کو ایمان کی وجہ سے دولت رکھتا ہے اور اس کے عمل کو برا سمجھتا ہے۔ اور کہیں عمل کو اچھا سمجھتا ہے۔ مگر اس کی ذات کو (مُضرت کی وجہ سے) برا سمجھتا ہے۔ دیکھو ہر عمل ایک اگنے والا سبزہ ہے جس کے لئے پانی ہونا ضروری ہے اور پانی مختلف قسم کا ہوتا ہے اچھا پانی لے تو کھیتی اچھی ہوگی اور برا پانی ہو

تو کھیتی بری اور پھل کڑوا ہوگا۔ (خطبہ ۱۵۳ص ۴۱۶)

﴿۱۰﴾ بدعتی اور جاہل مذہبی پیشوا کی مذمت:

جس کے پیش نظر دوزخ اور جنت ہو اس کی نظر کسی اور طرف نہیں اُٹھ سکتی جو تیز قدم دوڑنے والا ہے وہ نجات یافتہ ہے اور جو طلبگار ہو مگر سست رفتار ہو اس بھی توقع ہو سکتی ہے مگر جو ارادۃً کوتاہی کرنے والا ہو اسے تو دوزخ ہی میں گرنا ہے دائیں بائیں گمراہی کی راہیں ہیں اور درمیانی راستہ ہی صراط مستقیم ہے اس راستے پر اللہ کی ہمیشہ رہنے والی کتاب اور نبوت کے آثار ہین اسی سے ہی شریعت کا نفاذ و اجراء ہوا اور اس کی طرف آخر کار بازگشت ہے جس نے غلط دعویٰ کیا وہ تباہ و برباد ہوا اور جس نے افتراء باندھا وہ ناکام و نامراد رہا جو حق کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے تباہ ہو جاتا ہے اور انسان کی جہالت اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ وہ اپنی قدر و منزلت کو نہ پہچانے وہ اصل و اساس جو تقویٰ پر ہو برباد نہیں ہوتی اور اس کے ہوتے ہوئے کسی قوم کی کشت عمل بے آب وخشک نہیں رہتی تم اپنے گھر کے گوشوں میں چھپ کر بیٹھ جاؤ اپنے جھگڑوں کی اصلاح کرو تو یہ تمہارے عقب میں ہے حمد کرنے والا صرف اپنے رب کی حمد کرے اور برا بھلا کہنے والا اپنے نفس کو ہی ملامت کرے ص ۱۴۲ خطبہ ۱۶۔

﴿۱۱﴾ بدعت سے نظام شریعت بگڑ جاتا ہے:

فتنوں کے وقوع کا آغاز وہ نفسانی خواہشات ہوتی ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ نئے ایجاد کردہ احکام جن میں قرآن کی مخالفت کی جاتی ہے اور جنہیں فروغ دینے کے لئے کچھ لوگ دین الٰہی کے خلاف باہم ایک دوسرے کے مددگار بن جاتے ہیں تو اگر باطل حق کی آمیزش سے خالی ہوتا تو وہ ڈھونڈنے والوں سے پوشیدہ نہ رہتا اور اگر حق باطل کے شائبہ سے پاک وصاف سامنے آتا تو عناد رکھنے والی زبانیں بند ہو جاتیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ ادھر سے لیا جاتا ہے

اور کچھ ادھر سے اور دونوں کو آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے اس موقعہ پر شیطان اپنے دوستوں پر چھا جاتا ہے اور صرف وہی لوگ بچے رہتے ہیں جن کے لئے توفیق الٰہی اور عنایت خداوندی پہلے سے موجود ہو۔ (خطبہ ۵۰ ص ۲۰۶)

یہ آپ کے اپنے زمانے کے مخلوط حالات اور بظاہر دوستوں مخالفوں کی عادات پر بہترین تبصرہ ہے کہ ہر مسئلہ کو بگاڑ کر رکھ دیا۔

﴿۱۲﴾ تقویٰ کی تلقین:

﴿۱﴾ اللہ کے بندو اپنے نفسوں کو تولے جانے سے پہلے تول لو اور محاسبہ کئے جانے سے پہلے خود اپنا محاسبہ کرلو گلے کا پھندا تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو ہنکائے جانے سے پہلے مطیع بن جاؤ۔ (خطبہ ۸۸)

﴿۲﴾ میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ بداعمال کے ارتکاب کے وقت ذرا موت کو بھی یاد کرلیا کرو جو کہ تمام لذتوں کو مٹادینے والی اور تمام نفسانی مزوں کو کرا کر دینے والی ہے۔ اللہ کے واجب الادا حقوق ادا کرنے اور اس کی ان گنت نعمتوں اور لاتعداد احسانوں کا شکر بجالانے کے لئے اس سے مددیں مانگتے رہو۔ (آخر خطبہ ۹۷ ص ۳۰۵)

(۳) اللہ کے بندو! تقویٰ ایک مضبوط قلعہ ہے اور فسق و فجور ایک (کمزور) چار دیواری ہے جو نہ اپنے رہنے والوں کو تباہی سے بچاتی ہے اور نہ پناہ گزینوں کی حفاظت کرتی ہے۔ دیکھو تقویٰ ہی وہ چیز ہے جس سے گناہوں کا ڈنگ کاٹا جاتا ہے اور یقین ہی سے منتہائے مقصد کی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں اللہ کے بندو اپنے نفسوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اس نے تو تمہارے لئے حق کا راستہ کھول دیا ہے اور اس کی راہیں اجاگر کر دی ہیں اب یا تو ان مٹ بدبختی ہوگی یا دائمی خوش بختی و سعادت دار فانی سے عالم باقی کے لئے توشہ مہیا کرلو تمہیں زاد راہ کا پتہ دیا جاچکا ہے۔ اور کوچ کا حکم مل چکا ہے......

(۴) اللہ کے بندو خدا نے جس بھلائی کا وعدہ کیا ہے اسے چھوڑا نہیں جا سکتا اور جس برائی سے روکا ہے اس کی خواہش نہیں کی جا سکتی خطبہ ۸۴ ص ۲۵۷ پر فرمایا اللہ کے بندو! سب سے زیادہ اپنی جان کا خیر خواہ وہ ہے جو اپنے رب کا زیادہ تابعدار ہے اور اپنے نفس کو سب سے زیادہ دھوکہ دینے والا وہ ہے جو اپنے رب کا بڑا نافرمان ہے ...... نیک بخت وہ ہے جو غیر سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جو ہوا و ہوس کے چکر میں پڑ گیا یاد رکھو کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے (جو ماتمی جلوسوں سے کیا جاتا ہے) اور ہوس پرستوں کی مصاجت ایمان فروش کی منزل اور شیطان کی آمد کا مقام ہے جھوٹ سے بچو کہ وہ ایمان سے الگ چیز ہے سچ بولنے والا نجات اور بزرگی کی بلندیوں پر ہے اور دروغ گو پستی و ذلت کے کنارے پر ہے باہم حسد نہ کرو کہ وہ ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو اور کینہ و بغض نہ رکھو کہ یہ نیکیوں کو چھیل ڈالتا ہے۔" ص ۳۵۷ خطبہ ۱۵۵ کا بقایا یہ ہے)

(۵) اللہ کے بندو اس دن سے ڈرو کہ جس میں عملوں کی جانچ پڑتال اور زلزلوں کی بہتات ہونگی اور بچوں تک اس دن بوڑھے ہو جاوینگے۔ اے اللہ کے بندو یقین رکھو کہ خود تمہارا ضمیر تمہارا نگہبان اور خود تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے نگران ہیں ...... گویا تمہارا ہر شخص زمین کے اس حصہ تک پہنچ چکا ہے جہاں تنہائی کی منزل اور گڑھے کا نشان (قبر) ہے اسی تنہائی کے گھر وحشت کی منزل اور مسافرت کے عالم تنہائی کی ہولناکیوں کا کیا حال بیان کیا جائے گویا حضور کی آواز تم تک پہنچ چکی ہے اور قیامت تم پر چھا چکی ہے اور آخری فیصلہ سننے کے لئے تم قبروں سے نکل آئے ہو باطل کے پردے تمہاری آنکھوں سے ہٹا دیئے گئے ہیں اور تمہارے حیلے بہانے دب چکے ہیں اور حقیقتیں تمہارے لئے ثابت ہو گئی ہیں تمام چیزیں اپنے مقام کی طرف پلٹ چکی ہیں عبرتوں سے پند و نصیحت اور زمانہ کے الٹ پھیر سے عبرت حاصل کرو اور ڈرانے والی چیزوں سے فائدہ اُٹھاؤ۔ خطبہ ۱۵۵ ص ۴۲۵ تا ۴۲۷) حضرت عائشہؓ اپنی ماں کے متعلق فرمایا ولھا بعد حرمتھا

الاولی۔ حادثہ جمل کے بعد بھی ان کی وہی پہلی عزت برقرار ہے (نہج البلاغہ ص ۴۲۰) چنانچہ آپ کے دو آدمیوں نے اس کی بدگوئی کی تو ان کے کپڑے اتروائے ۱۰۰/۱۰۰ درے لگوائے پھر قتل کرا دیئے۔ (طبری ج ۳ جنگ جمل)

﴿۱۴﴾ جاہل مولوی مجتہد اور قاضی کی مذمت:

خطبہ ۱۷ ص ۱۴۳ تا ۱۴۵ یوں ہے۔

ان لوگوں کے بارے میں جو امت کے فیصلے چکانے کے لئے مسند قضا پر بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ وہ اس کے اہل نہیں ہوتے تمام لوگوں سے زیادہ خدا کے نزدیک مبغوض دو شخص ہیں ایک وہ جسے اللہ نے اپنے نفس کے حوالے کر دیا ہو جس کے بعد وہ سیدھی راہ سے ہٹا ہوا بدعت کی باتوں پر فریفتہ اور گمراہی کی تبلیغ پر مٹا ہوا ہے وہ اپنے ہواخواہوں کے لئے فتنہ اور سابقہ لوگوں کی ہدایت سے برگشتہ ہے۔ وہ ان تمام لوگوں کے لئے جو اس کی زندگی یا موت کے بعد اس کی پیروی کریں ان کو گمراہ کرنے والا ہے وہ دوسرں کے گناہوں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے اور خود اپنی خطاؤں میں جکڑا ہوا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے جہالت کی باتوں کو ادھر اُدھر سے بٹور لیا ہے وہ امت کے جاہل افراد میں دوڑ دھوپ کرتا ہے اور فتنوں کی تاریکیوں میں غافل و مدہوش پڑا رہتا ہے اور امن و آشتی کے فائدوں سے آنکھ بند کر لیتا ہے چند انسان شکل لوگوں نے اسے عالم کا لقب دے رکھا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں ہے۔ ص ۱۴۴

نوٹ: ہر تعلیم یافتہ افسر اور عالم دین سوچے کہ جو کچھ حضرت امام حسینؑ کی محبت اور مظلومیت کی آڑ میں ۱۰ دنوں میں پورے ملک میں جلوسوں اور ذرائع ابلاغ سے امن و عامہ تباہ کیا جاتا ہے یا تحفظ پر اربوں روپے مقروض ملک کے خرچ کئے جاتے ہیں۔ کیا ان کا اشارۃً وجود بھی قرآن و سنت تعلیم اہل بیت اور فقہ جعفری میں ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو ذمہ دار افسر اور جج صاحبان حضرت علیؑ کے شرک

ایسے خطبات سے قانون بنوائیں اور بدعت کی مذمت اور امن عامہ کی بحالی میں ایسے خطبات سے قانون بنوائیں اور جاری کرائیں تاکہ پیدائشی بدامنی کے جلوسوں اور فرقہ وارانہ ہنگاموں سے دنیا کو امن ملے اور نماز روزہ حج زکوٰۃ حلال و حرام پر عمل ہر فرقہ اپنے گھروں اور عبادت گاہوں میں کرے۔

بقیہ خطبہ ۱۷ نہ اس نے حقیقت علم کو پرکھا نہ اس کی تہ تک پہنچا وہ روایات صحیحہ (قرآن وسنت اور علوم اہل بیت) اس طرح درہم برہم کرتا ہے جس طرح ہوا سوکھے ہوئے تنکوں کو خدا کی قسم وہ ان مسائل کے حل کرنے کا اہل نہیں اور نہ وہ اس منصب (اجتہاد) کے قابل ہے۔ جس چیز کو وہ نہیں جانتا۔ اسے اپنا مذہب بنا لیتا ہے اور جو بات اسے سمجھ نہیں آتی اسے پی جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی جہالت کو خود جانتا ہے (ناحق بہائے ہوئے خون) اس کے ناروا فیصلوں کی وجہ سے چیخ رہے ہیں اور غیر مستحق افراد کو پہنچی ہوئی میراثیں چلا رہی ہیں اللہ ہی سے ان لوگوں کا شکوہ ہے جو جہالت میں جیتے ہیں اور گمراہی میں مرجاتے ہیں ان میں قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہیں جبکہ اسے اس طرح پیش کیا جائے جیسا پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں جبکہ اس کی آیتوں کو (جاہل گویئے) بے محل استعمال کریں ان کے نزدیک (قران وسنت کی اتباع کی) نیکی سے زیادہ کوئی بری چیز نہیں اور (شرک وبدعت مسلم دشمنی کی) برائی سے زیادہ کوئی نیکی نہیں۔ خطبہ ۱۷ (مترجم مفتی جعفر قوسین میں اضافہ یسیر) مفتی جعفر ہی اس پر حاشیہ یہ لکھتے ہیں۔ امیرالمومنین نے دو قسم کے لوگوں کو اللہ کے نزدیک مبغوض اور بدترین خلائق قرار دیا ہے ایک وہ جو سرے سے اصول عقائد ہی میں گمراہ ہیں اور گمراہی کی نشر و اشاعت میں لگے رہتے ہیں۔ (غیر خدا کو پکارو تعزیئے پوجو جلوس نکالو وغیرہ) اور دوسرے وہ جو قرآن وسنت کو پس پشت ڈال کر اپنے قیاس اور رائے سے احکام گڑھ لیتے ہیں ص ۱۴۶ (اور ایک جہاں کو تباہ کر دیتے ہیں)

﴿۱۴﴾ خطبہ ۱۵۲ ص ۴۱۵ کے شروع میں ہے "کچھ لوگ فتنوں کے دریاؤں میں اترے ہوئے ہیں اور سنتوں کو چھوڑ کر بدعتوں میں پڑ چکے ہیں ایمان والے دبکے پڑے ہیں اور گمراہوں اور جھٹلانے والوں کی زبانیں کھلی ہوئی ہیں۔"

﴿۱۵﴾ اپنے لوگوں کو سب و شتم سے رد کر دیا:

جنگ صفین میں جب کچھ لوگ شامیوں کو برا بھلا کہنے لگے تو آپ نے روک دیا اور فرمایا: "میں تمہارے لیے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے والے بنو اگر تم ان کی حرکتیں بتاؤ اور ان کے صحیح حالات پیش کرو تو یہ ایک ٹھکانے کی بات اور عذر تمام کرنے کا صحیح طریقہ ہوگا تم گالم گلوچ (اور تبروں) کے بجائے یہ دعائیں مانگو۔

"اے خدا ہمارا بھی خون محفوظ رکھ اور ان کا بھی اور ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کی صورت پیدا فرما اور انہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف لا تاکہ حق سے بے خبر حق کو پہچان لیں اور گمراہی و سرکشی کے شیدائی اس سے اپنا رخ موڑ لیں۔ (خطبہ ۲۰۴ ص ۵۸۲)

بھائیو! مولا علی کے کریمانہ اخلاق اور دشمن سے بھی شریفانہ برتاؤ واضح ہے۔ دشمن سے مار کھا کر گالی گلوچ اور لعنت و تبرا کرنا انتہائی قبیح و ذلیل حرکت ہے جب آپ اپنے بڑے دشمنوں کی بدگوئی سے منع فرما رہے ہیں اور دعائیں تلقین کر رہے ہیں تو جو حضرات ابتدائی مسلمان مہاجرین اور آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں ان پر لعنت و تبرا کو حضرت علیؓ کیسے برداشت کریں گے؟ لہٰذا کافی وغیرہ میں جو امام جعفر صادقؒ کی طرف حضورؐ کے خاص ۸ رشتہ داروں پر لعنت و تبرا کرنا منسوب ہے وہ بالکل جھوٹ، مذہب علی کے خلاف اور اہل بیت سے دور رکھنے کی سبائی سازش ہے ہر مسلمان اس سے بچے اور ان کے حق میں دعا خیر و مغفرت کیا کرے۔ ہم

اہلسنت مسلمان اسی مذہب علی پر ہیں۔ سبائی منافقوں کی سازشوں اور نقصانات سے قطع نظر حضرت علی کے حامی اور طرفدار ہیں۔ مخالفین کو برخطا کہتے ہیں۔ طرفین کے مقتولین کو نیت نیک شہداء کہتے ہیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت ہی کرتے ہیں۔ (رحمھم اللہ اجمعین)

﴿۱۶﴾ انصار کو خوب تعریف فرمائی:

آپ علیہ السلام نے مدح انصار میں فرمایا خدا کی قسم انہوں نے اپنی خوشحالی سے اسلام کی اس طرح تربیت کی جس طرح یکسالہ بچھڑے کو پالا پوسا جاتا ہے اپنے کریم ہاتھوں اور تیز زبانوں کے ساتھ ص ۹۵۲ اقوال علی

یہ تو قرآنی فیصلہ ہے کہ مہاجرین انصار سے بھی افضل ہیں۔ کہ وہ اسلام میں پہل کرنے والے ہیں۔ اور فتح مکہ والے مسلمانوں سے انصار افضل ہیں کہ پہلے وہ ہیں مگر تینوں گروہوں کا اسلام اللہ کو پیارا اور مقبول ہے۔ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ (پ ۲۷ ع ۱۷) سب سے خدا نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ خلافت کا مسئلہ انصار نے اُٹھایا ان کے بلانے پر جب حضرت ابوبکر وعمر پہنچ گئے تو سب انصار نے ابوبکر کو خلیفہ چن لیا۔ پھر تیسرے دن سب مہاجرین وغیرہ نے بھی مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی۔ پھر بعد میں عمرؓ و عثمانؓ علیؓ کی بھی کر لی تو بھائیو اسلام کے متفقہ خلفاء اسلام پر صاد کر لو۔ اختلافی نہ بناؤ۔ اللہ ملک وقوم کو کافروں سے بچائے۔

﴿۱۷﴾ مومنین کی اعلیٰ صفات:

خطبہ ۱۰۱ کے آخر میں ہے وہ زمانہ ایسا ہوگا جس میں وہ خوابیدہ مومن ہی بچ کر نکلے گا کہ جو سامنے آنے پر پہچانا نہ جائے اور نگاہ سے اوجھل ہونے پر اسے ڈھونڈا نہ جائے یہی لوگ (گمنام اور غیر مشہور) تو ہدایت کے جگمگاتے۔ چراغ اور شب پیمائیوں میں روشن نشان ہیں نہ وہ ادھر ادھر کچھ لگاتے پھرتے ہیں نہ لوگوں کی

برائیاں اچھالتے ہیں اور نہ ان کے راز فاش کرتے ہیں اللہ انہی لوگوں کے لئے رحمت کے دروازے کھول دے گا اور ان سے اپنے عذاب کی سختیاں دور رکھے گا۔ (ص ۳۱۰)

﴿۱۸﴾ شان اہل بیتؓ وصحابہ کرامؓ:

مذمت منافقین شیعہ کے خطبہ ۹۵ کے آخر میں ہے۔

''اپنے نبی کے اہل بیت کو دیکھو ان کی سیرت پر چلو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو وہ تمہیں ہدایت سے باہر نہیں ہونے دینگے اور نہ گمراہی اور ہلاکت کی طرف پلٹائینگے اگر وہ کہیں ٹھہرو تم بھی ٹھہر جاؤ اور اگر وہ اُٹھیں تو تم بھی اُٹھ جاؤ اور ان سے آگے نہ بڑھ جاؤ ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ (اور نہ (ان کو چھوڑ کر) پیچھے رہ جاؤ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔

میں نے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے صحابہ کرامؓ دیکھے ہیں مجھے تو ان جیسا تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔ (معلوم ہوا جیسے ذات رسول۔ حضرت علی سے افضل ہے اس طرح تمام صحابہ رسول حضرت علی کے ساتھیوں سے افضل ہی ہیں۔) وہ اس عالم میں صبح کرتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے خاک سے اٹے ہوتے تھے جبکہ وہ راتیں سجود و قیام میں کاٹ چکے ہوتے تھے اس عالم میں کہ کبھی پیشانیاں سجدے میں رکھتے تھے اور کبھی رخسار اور حشر کی یاد سے اس طرح بے چین رہتے تھے کہ جیسے انگاروں پر ٹھہرے ہوئے ہوں اور لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانیوں پر) بکری کے گھٹنوں ایسے گٹے پڑے ہوئے تھے جب بھی ان کے سامنے اللہ کا ذکر آ جاتا تھا تو ان کی آنکھیں برس پڑتی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے گریبانوں کو بھگو دیتی تھیں اور وہ اس طرح کانپتے رہتے تھے جس طرح تیز جھکڑ والے دن درخت تھرتھراتے ہیں سزا کے خوف اور ثواب کی امید میں۔'' ص ۳۰۱ کہاں ہیں وہ میرے بھائی! جو سیدھی

راہ پر چلتے رہے اور حق پر گزر گئے کہاں ہیں عمار اور کہاں ہیں ابن تیہان اور کہاں ہیں ذوالشہادتین اور کہاں ہیں ان جیسے اور بھائی جو مرنے پر عہد و پیمان باندھے ہوئے تھے۔ خطبہ نمبر ۱۸ پھر داڑھی پر ہاتھ رکھ کر کافی دیر روتے رہے۔''

حضرت علی کی اپنے ساتھیوں کی مذمت اور اصحاب رسول کی اس تعریف سے مفتی مترجم کو آگ لگ گئی ہے وہ اب سب لوگوں کے حضرت علیؓ کی بیعت کر دینے پر خوش نہیں۔ منافقین قاتلین عثمان کے سوا چونکہ حضرت علی اور آپ کے مبایعین صحابہ و تابعین کا مذہب وہی ایک مسلمانان اہل سنت والجماعۃ والا تھا۔ مگر آپ کو ان سبائیوں نے ہی ہر مشن میں ناکام کیا تو مفتی جعفران پر طرح طرح کے الزام لگاتا ہے۔

لشکر علی پر مفتی جعفر کی تنقید:

مثلاً ا۔ چنانچہ نگاہیں آپ کے گرد طواف کرنے لگیں اور وہی عوام جو سیلاب کے بہاؤ اور ہوا کا رخ دیکھ کر دوسروں کی بیعت کرتے رہے تھے آپ کے ہاتھوں پر بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے لیکن یہ بیعت اس حیثیت سے نہ تھی کہ وہ آپ کی خلافت کو من جانب اللہ اور آپ کو امام مفترض الطاعہ سمجھ رہے ہوں بلکہ انہی کے قرار دادہ اصول کے تحت تھی جسے جمہوری و شورائی قسم کے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔ (حالانکہ شوریٰ اور مومنین کی اتباع پر اتفاق قرآنی حکم ہے) البتہ ایک گروہ ایسا تھا جو آپ کی خلافت کو نصی سمجھتے ہوئے دینی فریضہ کی حیثیت سے بیعت کر رہا تھا۔ (یہ بعد کے بناوٹی مذہب شیعہ کی تخم ریزی کے لئے جھوٹا دعویٰ ہے جیسے دیگر شیعہ بھی کہتے ہیں کہ کروڑوں آپ کی فوج و رعایا میں مذہب شیعہ کے ۵۰ آدمی بھی حضرت کے ساتھ نہ تھے۔ (مجالس المومنین وغیرہ) اور نہ اپنے نصی عقیدہ کے اقرار کے ساتھ ۵ آدمی بھی حضرت علیؓ کی بیعت کرنیوالوں سے کوئی شیعہ پیش کر سکا نہ کر سکتا ہے۔ اب ہر عقلمند سوچے کہ جس قوم و ملک کے سربراہ کا مذہب و

عقیدہ ۲۰ لاکھ اپنے عوام وفوج کے خلاف ہو اس کو دنیا کے کسی قانون میں کیا حق ہے کہ وہ ان مخالف مذہب لوگوں سے بیعت لے کر اپنے مخالفوں سے لڑا دے کہ یہ سابق مقتول حاکم کا بدلہ کیوں چاہتے ہیں یا میری بیعت کیوں نہیں کرتے پھر لاکھوں افراد مر جائیں ملک وقوم چار فرقوں میں بٹ جائے اور چودہ سو سال سے نبرد آزما چلی آئے۔ کیا ایسی مثال دنیا کی کسی سیاسی حکومت اور قوم وملک کی تاریخ کی مل سکتی ہے؟ (یہ الزامی جواب ہے عقیدہ اہل سنت محفوظ ہے) لہٰذا یہ عقیدہ ہی غلط ہے کہ حضرت علی منصوص من اللہ امام تھے۔ رعایا کے ڈر سے اپنی خلافت میں بھی مذہب شیعہ ظاہر نہ کر سکے یہ تو آخری امام مہدی کے ۲۶۰ھ میں روپوش ہونے کے بعد چوتھی پانچویں صدی میں ایک دہشت گرد طبقہ نے مصر وعراق میں پھر آٹھویں نویں صدی میں ایران میں ۴۰ لاکھ مسلمانوں کے قتل عام کے بعد چالو کیا۔ جیسے ۱۹۷۹ سے ۱۹۸۹ء تک ۳۵ لاکھ ایرانی قوم کے قتل عام سے امام خمینی نے انقلاب برپا کیا۔

﴿۴﴾ مفتی صاحب، پھر فرماتے ہیں۔ ’’ورنہ اکثریت تو آپ کو دوسرے خلفاء کی طرح ایک فرمانروا اور بلحاظ فضیلت چوتھے درجہ پر یا خلفاء ثلاثہ کے بعد عام صحابہ کی سطح پر سمجھتی تھی اور چونکہ رعیت فوج اور عہدہ دار سابقہ حکمرانوں کے عقائد و اعمال سے متاثر اور ان کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اس لئے جب کوئی بات اپنے منشاء کے خلاف پاتے تو بگڑتے الجھتے جنگ سے جی چراتے اور سرکشی و نافرمانی پر اتر آتے تھے ..... یہاں بھی دنیا پرستوں کی کمی نہ تھی جو باظاہر امیر المومنین سے ملے ہوئے تھے اور در پردہ معاویہ سے ساز باز رکھتے تھے جس نے ان میں سے کسی سے منصب کا وعدہ کر رکھا تھا اور کسی کو دولت کا لالچ دے رکھا تھا۔ ان لوگوں کو شیعان امیر المومنین قرار دے کر شیعیت کو مورد الزام ٹھہرانا حقائق سے چشم پوشی کرنا ہے۔‘‘ (ترجمہ نہج البلاغہ ص ۴۰۲)

تبصرہ:

اسے کہتے ہیں۔" اپنا جوتا اپنے منہ پر مارنا۔" یہ لاکھ سے زائد مسلمانوں کو کاٹنے کٹوانے والے شیعان علی پر خود شیعوں کا تبصرہ ہے۔ ہم عرض کرینگے تو شکایت ہوگی۔" تعجب ہے کہ یہ عراقی شامیوں کے گھر آ کر حملہ میں پہل کرنے والے بقول شیعہ ۵۰۰/۵۰۰ افراد شامی ایک ایک دن میں مارنے والے عراقی سپاہی معاویہ سے کیسے ساز باز رکھتے تھے پھر معاویہ نے کس کو عہدہ دیا دولت کے ڈھیر سے نوازا؟ سچ ہے جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

سوال یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے ایسوں کو ساتھ کیوں ملایا ان کی مذہبی تربیت کیوں نہ کی۔ ۲۵ سال مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق خلفاء ثلاثہؓ سے تعاون تلازم وحدت و اتحاد جو برقرار رکھا۔ تو کیا یہ خود علیؓ کو ان حکمرانوں کے عقائد واعمال سے متاثر اور انکے رنگ میں رنگا ہوا نہیں بتاتا۔ پھر آپ کی جان نثار فوج جس نے صفین میں ۲۰ ہزر مار کر ۵۰ ہزار اپنے بھی سلا دیئے۔ پر الزام بعد کا نافرمان رافضی کیوں لگاتا ہے؟ اگر علیؓ کا مذہب سب مسلمانوں کے مخالف تھا تو پھر تقیہ کیوں کیا؟ ظالم و بد عقیدہ حاکم و خلیفہ سے تعاون حرام ہے ارشاد قدرت ہے۔" ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تم کو آگ میں جلنا ہوگا کوئی نہ چھڑائیگا۔ (پ۱۲ع ۱۱ھود)

یہ مسلمانوں کے مخالف رافضی درحقیقت حضرت علیؓ پر مسلمانوں سے الگ مذہب کا الزام تو لگاتے ہیں مگر یہ نہیں بتاتے کہ آپ نے بطور تقیہ خفیہ سیاسی جماعت اور مذہبی پارٹی کیوں نہ بنائی جو آپ کی حکومت کو کامیاب کرتی اور آپ بقول شیعہ "متعہ تبرا ماتم والا مذہب رائج کر دیتے "اور اگر الگ رہ کر سیاسی جماعت بنانا اسلام کے خلاف تھا جیسے اب دانشور شیعہ کہتے ہیں۔" کہ ان دنوں اسلام ترقیات کی عروج پر جا رہا تھا۔ علی کا مخالف چلنا اسلام کو پست کر دیتا"

تو اب شیعہ علی کی نئی پارٹی خود بنا کر مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما رہنا کیا اسلام اور حضرت علیؓ سے دشمنی نہیں ہے؟ بینوا و توجرا۔

بھائیو غور سے سوچیں یہ تو ایک جھوٹ کو سچ بتانے کے لئے ۱۰۰ جھوٹ بولنے والی بات ہے۔ ''حضرت علی چند افراد کے سوا سب ۹۹٪ مسلمان لوگوں کی بیعت سے خلیفۃ المسلمین بن گئے پھر ان کے تعاون سے شیعہ اسلام محمدی کیوں نافذ نہ کیا الٹا توحید و رسالت کا کلمہ پڑھنے والے ان کے بقول لاکھ بھر مسلمانوں کو ان سے کیوں مروا دیا؟ اس سوال کا جواب آج ہر مجتہد کو دینا چاہیئے جو مسلمانوں اور علی کے مذہب میں تضاد بتاتا ہے۔

قاتلان عثمان حضرت علیؓ کے بھی دشمن تھے:

موٹی سی عام فہم بات ہے کہ سنی شیعہ تاریخ کے اتفاق سے ابن سبا یہودی کی تربیت یافتہ جماعت نے حضرت عثمان کو مظلومانہ شہید کر دیا۔ پھر اس مقصد سے حضرت علی کے ساتھ وابستہ ہو گئے کہ آپ ہم سے قصاص نہیں لینگے ہمیں اپنے اختیار سے جو چاہیں کرنے دیں گے۔ آپ نے اپنے اس اجتہاد سے کہ ان اوباروں سے بیعت لے کر ان کو قابو کر لوں گا پھر مناسب موقع پر بدلہ لے لوں گا پس آپنے ان پر اعتماد کیا نرمی برتی تو ہوا جو ہوا گو آپ کو اپنے چچا زاد ابن عباسؓ حسنینؓ اور سیاستدان مغیرہ ابن شعبہؓ نے مشورہ دیا کہ ان کو الگ رکھیں بیعت نہ لیں یہ نقصان دینگے۔ (طبری) مگر آپ ایسا نہ کر سکے اور یہ لوگ آپ پر مسلط اور حکومت کے دار دگیر کے مالک بن گئے جیسے خطبہ ۱۶۶ ص ۴۵۷ سے آپ پر ان کا تسلط ہم بتا چکے ہیں۔ کہ آپ صحابہ طالبان قصاص سے کہتے ہیں۔'' میں ان سے کیسے بدلہ لوں یہ تو ہمارے مالک بن گئے ہم ان کے مالک نہ رہے۔'' (مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں گو کمانڈر انچیف اشتر نخعی جمل میں خواہش کے باوجود قتل نہ کر سکے (کہ بڑے پیر ابن سبا یہودی نے منع کر دیا تھا۔ (طبری) مگر نہروان میں لڑ کر آخر

ایک بدبخت حبدار مومن ابن ملجم نے شہید کر دیا جس کا بھائی خالد بن ملجم بالاتفاق حضرت عثمان کے قاتلوں میں سے تھا۔ ان سے نقصان اُٹھانے کے بعد افسوس کے یہ کلمات بار بار نہج البلاغہ میں ملتے ہیں۔'' کاش تمہیں نہ بلایا ہوتا۔ جب تک شمالی ہوائیں چلتی رہتیں۔ کاش تمہیں دیکھا نہ ہوتا۔ کہ لوگ کہتے ہیں علی بہادر تو ہے مگر جنگ کرنے کا سلیقہ نہیں جانتا وغیرہ۔

اب مفتی صاحب ان سبائی قاتلان کو اپنا محبوب جان کر کچھ نہیں کہتے الٹا سب لشکر پر برستے اور خلفاء ثلاثہ اور ان کے سب ماننے والے مسلمانوں کو برا کہتے ہیں۔ یہ تو ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والی بات ہوئی میں برملا کہتا ہوں اور کوئی شخص اسے جھٹلا نہیں سکتا۔ کہ اگر شیعہ دوست حضرت علی کے ان دوست نما دشمنوں اور نام کے مومن۔ منافقوں حضرت عثمان کے قاتلوں کو پہچان لیں۔ جو خارجی بن کر علی کے قاتل بنے امام حسنؓ پر قاتلانہ حملہ کیا پھر حضرت حسینؓ کو دھوکہ سے بلا یا غداری سے شہید کر دیا پھر ان سے تبرا کر لیں اور عقیدہ امامت کے موجد ابن سبا کا مذہب چھوڑ دیں خدا کی قسم سنی شیعہ ایک ہو جائینگے۔'' بلکہ میں اعلیٰ افسروں اور ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے ججوں سے گذارش کروں گا کہ وہ اتنی جرات کریں کہ صرف ۵ اعلیٰ مجتہدوں کو عدالت کے کٹہرے میں بلائیں۔ ۱۲ اماموں کے نام کی (غلط) قسم اور طلاق ثلاثہ مغلظہ کی شرط کے ساتھ ان سے یہ بیان لیں۔'' کہ حضرت عثمان کے قاتلوں پر اور ابن سبا یہودی پر اور اس کے۔ کتابوں میں مذکور۔ مذہب پر ہم لعنت کرتے ہیں۔ جیسے حضرت علی اور آئمہ نے لعنت کی اور اس کے مشہور مذہب سے بیزار ہیں اور کاش کہ امام حسین پر ظلم و غدر نہ ہوتا اور آپ شہید نہ ہوتے۔'' وہ یہ بیان دیدیں تو سنی شیعہ نزاع کا خاتمہ ہو جائے گا اور فسادی جلوس نکالنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ مقروض ملک کے اربوں روپے ان کی حفاظت پر خرچ ہونے سے بچ جائینگے۔

ہے کوئی ایسا حاکم افسر فاضل جج

جو یہ بیان لے کر فقرہ پرستی ختم کر دے؟
اللہ آپ کو ملک وقوم اور مذہب اسلام محمدی وقرآنی بچانے کی توفیق دے۔

﴿۱۹﴾ حضور علیہ السلام کی کامیابی پر خراج تحسین فرمایا

"رسول کو جو حکم تھا اسے آپ نے کھول کر بیان کر دیا اور اللہ کے پیغامات پہنچا دیئے اللہ نے آپ کے ذریعے بکھرے ہوئے افراد کی شیرازہ بندی کی سینوں میں بھری ہوئی سخت عداوتوں اور دلوں میں بھڑک اُٹھنے والے کینوں کے بعد خویش واقارب کو آپس میں شر وشکر کر دیا۔" معلوم ہوا کہ مدینہ کے اوس وخزرج کی طرح حضور نے قریش کے بنو ہاشم اور بنو امیہ کو بھی شیر وشکر کر دیا تھا ابن سبا نے عثمان کو شہید کرا کر جمل وصفین اور کربلا کے معرکے برپا کرائے۔ (معاذ اللہ)

﴿۲۰﴾ اصحاب رسول کو خراج تحسین:

وہ لوگ کہاں ہیں کہ جنہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور قرآن پڑھا تو اس پر بھی عمل کیا۔ جہاد کے لئے انہیں ابھارا گیا تو اس طرح شوق سے بڑھے جیسے دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف جاتی ہیں انہوں نے تلواروں کو نیام سے نکال لیا اور دستہ بدستہ صف بصف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قابو پا لیا۔ (خلفاء ثلاثہ کے دور میں فتوحات پر چھا جانے والے بھی ان میں شامل ہیں) ان میں سے کچھ شہادت پا گئے اور کچھ بچ گئے۔ نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر ہوتے ہیں رونے سے ان کی آنکھیں سفید روزوں سے ان کے پیٹ لاغر دعاؤں سے ان کی ہونٹ خشک اور جاگنے سے ان کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور فروتنی و عاجزی کرنے والوں کی طرح ان کے چہرے خاک آلود رہتے تھے۔ یہ میرے وہ بھائی تھے جو دنیا سے گزر گئے اب ہم حق بجانب ہیں اگر ان کی دید کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔" (معلوم ہوا کہ علیؓ

کے مذہب پر تمام مسلمان صحابہ کرامؓ سے محبت رکھیں خواب میں بھی دیدار کے متمنی ہوں جدائی پر افسوس کریں۔) ''بیشک شیطان نے تمہارے لئے اپنی راہیں آسان کردی ہیں (کہ میرے محبوب اصحاب رسول کے گلے کرتے رہو) وہ چاہتا ہے کہ ہمارے دین کی ایک ایک گرہ کھول دے اور تم میں وحدت و اجتماع کے بجائے پھوٹ ڈلوادے تم اس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے منہ موڑے رہو اور میری نصیحت کا ہدیہ قبول کرو اور اپنے نفسوں میں اس کی گرہ باندھ لو۔ (خطبہ ص ۱۱۹ ص ۳۴۹) کیا اچھا ہو کہ سب مسلمان اس نصیحت مرتضوی پر عمل کریں اور ایک ہو جائیں) خطبہ ۹۵ میں جعلی شیعوں کی مذمت کے بعد اصحاب رسول کی مدح میں فرماتے ہیں۔ ''میں نے اصحاب محمد دیکھے ہیں مجھے تو تم میں ایک بھی ان جیسا نظر نہیں آتا وہ اس عالم میں صبح کرتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے خاک سے اٹے ہوئے تھے جبکہ وہ راتیں سجود و قیام میں گزارتے تھے۔ وہ سجدے میں کبھی پیشانیاں رکھتے کبھی رخسار اور حشر کی یاد سے اس طرح بے چین رہتے تھے جیسے انگاروں پر ٹھہرے ہوں اور لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر بکری کے گھٹنوں جیسے گٹے پڑے ہوئے تھے جب اللہ کا ذکر ہوتا تو روتے اور گریبانوں کو بھگو دیتے تھے اور خوف خدا سے اس طرح کانپتے تھے جس طرح تیز جھکڑ سے درخت تھرتھراتے ہیں۔'' (نہج البلاغہ مترجم ص ۳۰۱)

اسی خطبہ سے آپ کے نام لیوا اور تابعدار گروہ شیعہ کی تعریف نکل آئی ہے اور جو صرف نافرمان فسادی شرک و بدعت اور مسلم دشمنی کے دلدادہ ہوں وہ شیعہ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مفتی جعفر بھی یہ خطبہ ۱۱۹ نقل کر کے فرماتے ہیں ''جس انسان میں ان صفات کی تھوڑی بہت جھلک ہوگی وہی متبع آل محمد (علیہ و علیہم الصلاۃ والسلام اور شیعہ علی کہلا سکتا ہے ورنہ یہ لفظ اپنا معنی کھو چکا ہوگا اور بے محل استعمال ہونے کی وجہ سے اپنی عظمت گنوا چکا ہوگا۔ پھر قنبر کے حوالہ سے شیعوں کی علامت حضرت علی نے یہ ارشاد فرمائی خمص البطون من الطوی یبس الشفاہ من

الظما، عمش العیون من البکاء۔ بھوک سے ان کے پیٹ لاغر پیاس سے ان کے ہونٹ خشک اور رونے سے ان کی آنکھیں بے رونق ہوگئی ہوتی ہیں۔
(نہج البلاغہ مترجم ص ۳۵۰)

(۲۱) آل محمد کی شان:

خطبہ ۲ ص ۹۹۔۱۰۰ بیعت عوام سے خلیفہ ہو چکنے کے بعد آپ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا اس امت میں کسی کو آل محمد پر قیاس نہیں کیا سکتا جن لوگوں پر ان کے احسانات ہمیشہ جاری رہے ہوں وہ ان کے برابر نہیں ہو سکتے وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں آگے بڑھ جانے والے کو ان کی طرف پلٹ کر آنا ہے اور پیچھے رہ جانے والے کو ان سے آ کر ملنا ہے حق ولایت کی خصوصیات انہی کے لئے ہیں اور انہی کے بارے میں پیغمبر کی وصیت اور انہی کے لئے (نبی کی) وراثت ہے اب یہ وقت وہ ہے کہ حق اپنے اہل کی طرف پلٹ آیا اور اپنی صحیح جگہ پر مستقل ہوگیا۔

(۲۲) حضور علیہ السلام اور اہلبیتؑ کی دنیا سے کنارہ کشی یوں بیان فرمائی:

لہذا آپ نے دنیا سے دل ہٹا لیا اور اس کی یاد اپنے نفس سے مٹا دی اور یہ چاہتے رہے کہ اس کی سج دھج ان کی نظروں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اس میں قیام کی آس لگائیں انہوں نے عذر تمام کرتے ہوئے امت کو پند و نصیحت کی اور خوشخبری سناتے ہوئے جنت کی طرف دعوت دی اور ڈراتے ہوئے دوزخ کا خوف دلایا...... ہم نبوت کا درخت رسالت کی منزل ملائکہ کی فرودگاہ علم کا معدن اور حکمت کا سرچشمہ ہیں ہماری نصرت کرنے والا اور ہم سے محبت کرنے والا رحمت کے لئے چشم براہ ہے اور ہم سے دشمنی رکھنے والے کو خدا کی گرفت کا منتظر رہنا چاہیے۔ خطبہ ۱۰۷ کا آخر ص ۳۲۸

(۲۳) خطبہ ۲۳۶ ص ۶۴۴ میں آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ خیر یہ ہے۔

وہ علم کے لئے باعث حیات اور جہالت کے لئے سبب مرگ ہیں ان کا حلم ان کے علم کا اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا اور ان کی خاموشی ان کے کلام کی حکمتوں کا پتہ دیتی ہے وہ نہ حق کی خلاف ورزی کرتے ہیں نہ اس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں وہ اسلام کے ستون اور اس کے بچاؤ کا ٹھکانہ ہیں ان کی وجہ سے حق اپنے اصلی مقام پر پلٹ آیا اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی انہوں نے دین کو سمجھ کر اور اس پر عمل کر کے اسے پہچانا ہے نہ صرف نقل و سماعت سے اسے جانا ہے یوں تو علم کے راوی بہت ہیں مگر اس پر عمل پیرا ہو کر اس کی نگہداشت کرنے والے کم ہیں۔ (افسوس کہ اتنی شان والے آل محمد کی آپ کے معاشرہ نے قدر نہ کی آپ کی مخالفت کر کے مسلمانوں کو باہم لڑا دیا۔ حضرت علیؑ نے ان کی خوب تردید کی ان سے معاشرہ کے بگاڑ کی اصلاح میں آپ بے بس ہو گئے۔ جیسے باب ہفتم میں تفصیل آ رہی ہے۔)

﴿۲۴﴾ اہل بیتؑ کی اخروی زندگی:

اے لوگو! خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کو سنو۔ (کہ آپ نے فرمایا) ''ہم میں سے جو مر جاتا ہے وہ مردہ نہیں ہے اور ہم میں سے جو مر کر بوسیدہ ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا' جو باتیں تم نہیں جانتے ان کے متعلق زبان سے کچھ نہ نکالو اس لئے کہ حق کا بیشتر حصہ انہی چیزوں میں ہوتا ہے کہ جن سے تم بیگانہ نہ ہو۔ کیا میں نے ثقل اکبر (قرآن) پر عمل نہیں کیا اور ثقل اصغر تم میں چھوڑا ہے ایمان کا جھنڈا تم میں گاڑا ہے۔ حلال و حرام کی حدیں بتائی ہیں اور عدل سے تمہیں عافیت کے جامے پہنائے اور اپنے قول و عمل سے حسن سلوک کا فرش تمہارے لئے بچھا دیا اور تم سے پاکیزہ اخلاق کے ساتھ پیش آیا۔ تو جس چیز کی گہرائی تک تمہاری نظر نہ پہنچے فکر عاجز رہے تو اپنی رائے نہ دو۔

(خطبہ ۸۵ ص ۲۶۰۔۲۶۱)

آل اور اہل بیت کا مصداق کون ہیں؟

محترم قارئین کرام! میرے خیال میں پوری اس شیعہ کتاب میں ان ۳ خطبات میں بظاہر شیعہ عقیدہ کے مطابق آپ کے ارشادات ہیں۔ ورنہ کتاب کا ۹۰/۹۵٪ حصہ رواجی مذہب کے خلاف ہے۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ گو حضرت علی اور حسنین وغیرہ آل محمد علیہم الرضوان اس شان والے ہیں۔ مگر ایمان ہدایت اور قرآن وسنت کی تبلیغ کا حق صرف ان میں منحصر ماننا۔ قرآن وحدیث۔ کتب لغت اور مسلمانوں کے اتفاق کے خلاف ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ قرآن میں آل فرعون آل موسیٰ اور آل ہارون بار بار آیا ہے تاریخ کا اتفاق ہے کہ فرعون لا ولد تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا بیٹا نہ تھا۔ تو اب فرعون کے ماننے والے اور ان پیغمبروں کے امتی آل میں شامل ہوئے ترجمہ مقبول میں ہے'' اور تمہارے دیکھتے دیکھتے فرعون والوں کو ڈبو دیا تھا۔ تو آل کا وسیع لغوی معنی ہوا کہ کسی بڑے کے تابعداروں ہم مذہبوں اور اہل وعیال کو اس کی آل کہتے ہیں۔ (مصباح اللغات)

﴿۲﴾ مگر اہل بیت پھر خاص ہے اور بیویوں پر اور اولاد پر بولا جاتا ہے حضرت ابراہیم کی بیوی سارہ کو اہل بیت کہا اور یہی درود ابراہیمی کہلاتا ہے۔ کہ پیغمبروں کی بیویوں (آل محمد وآل ابراہیم) پر درود پڑھا جائے ترجمہ مقبول ص ۴۷۷ پر ہے۔ ان فرشتوں نے کیا اے عورت کیا تو امر خدا سے تعجب کرتی ہے حالانکہ اسے اہل بیت تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔ (پ ۱۲ ع ۷) ازواج مطہرات نبوی کو اہل بیت فرمایا ہے'' اور اپنے گھروں میں عزت وقار سے بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کا سا بناؤ سنگار کر کے باہر نہ نکلا کرو اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (برابر) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ اے اہل بیت

سوائے اس کے نہیں ہے کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس کو دور کر دے اور تم کو ایسا پاک کردے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

مقبول ص ۵۰۵

﴿۳﴾ اور خود حضور علیہ السلام نے بھی اپنی بیویوں کو آل محمد اور آل رسول اہلبیت فرمایا ہے بخاری ابو داؤد ابن ماجہ بیہقی وغیرہ میں ہے کہ آل رسول اللہ (پاک بیویوں) کے پاس بہت سی صحابیات جمع ہو گئیں اپنے خاوندوں کے مارنے کی شکایت کرتی تھیں تو رسول اللہ نے فرمایا آل بیت محمد کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی شکات کرنے آئی ہیں۔ (ریاض الصالحین ۱۲۵)

﴿۴﴾ جب حضور خاتم النبین اور تا قیامت سب کے لئے نبی ہیں۔ تو عام صحابہ ہی نے آدھی دنیا کو فتح کر کے لوگوں کو مسلمان کیا حضرت علی و حسینؓ تو صرف مدینہ و کوفہ میں رہے تو پھر سب دنیا میں اہل بیت سے تو اسلام نہ پھیل سکا اس لئے آل محمد و آل رسول امہات المومنین تمام اقارب نبوی اور عامہ مومنین کو بھی مانو اور ان سے ہدایت پھیلاؤ یہ تصور کہ علی کے نماندے شیعہ دنیا میں اسلام پھیلائینگے۔ گو واقعہ کے خلاف ہے مگر اس سے پیغمبر کی ہادیت اور رسالت کا انکار ہوا کہ شیعہ علی کی بات تو حجت ہو مگر رسول اللہ کے شاگردوں، مریدوں، صحابیوں اور خلیفوں کی بات حجت نہ ہو ان کو تبلیغ کرنے کا حق نہ ہو یہ بڑی ظالمانہ تقسیم ہے۔

موت کے وقت حضرت علیؓ کی قرآن وسنت اور تقویٰ کی وصیت:

ابن ملجم کے حملہ کے بعد فرمایا:

تم لوگوں کو میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ضائع نہ کرنا ان دونوں ستونوں کو قائم رکھنا اور ان دونوں

چراغوں کو روشن رکھنا پھر تو برائیاں تمہارا پیچھا چھوڑ دیں گی۔

میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لئے سراپا عبرت ہوں اور کل تمہارا ساتھ چھوڑ دوں گا۔ اگر میں زندہ رہا تو مجھے اپنے خون کا اختیار ہوگا اور اگر مر جاؤں تو موت میری وعدہ گاہ ہے اور اگر معاف کر دوں تو یہ میرے لئے رضا الٰہی کا باعث ہے اور تمہارے لئے بھی نیکی ہوگی۔'' کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے (پ ۱۸ ع ۹) (یہ آیت حادثہ افک میں ابوبکر کے حق میں اتری تھی) خدا کی قسم یہ موت کا ناگہانی حادثہ ایسا نہیں ہے کہ میں اسے برا اور ناپسند جانتا ہوں۔ (کمال تقویٰ کی مثال ہے)

میری مثال اس شخص کی سی ہے جو رات بھر پانی تلاش کرے صبح چشمہ پر پہنچ جائے اور اس ڈھونڈنے والے کی مانند ہوں۔ جو مقصد کو پالے وما عند اللہ خیر للابرار جو اللہ کے یہاں ہے وہی نیکو کاروں کے لئے بہتر ہے۔ وصیت ۲۳ ص ۶۸۱۔۶۸۲ (اگر سنی شیعہ اس وصیت پر عمل کریں تو سب جھگڑے ختم ہو جائینگے۔)

﴿۲۶﴾ حضرت علی نے دریائے فرات کا پانی شامیوں کو بھی پینے دیا:

مفتی جعفر صاحب لکھتے ہیں کہ جب عراقیوں نے شامیوں سے لڑ کر دریائے فرات پر قبضہ کر لیا۔ اور شامیوں پر ان کی طرح پانی بند کر لیا۔ ''مگر امیر المومنین نے فرمایا کیا تم بھی وہی جاہلانہ قدم اُٹھانا چاہتے ہو۔ جو ان شامیوں نے اُٹھایا تھا ہرگز کسی کو پانی سے نہ روکو جو چاہے پئے اور جس کا جی چاہے لے جائے۔ (خطبہ ص ۵۱ ص ۲۰۷) حضرت علی کا یہ کمال اخلاق تھا بظاہر یہ بات ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ وسیع دریا پر کسی فوج کا اتنا قبضہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دوسری فوج پانی نہ لے سکے فوج دوسرا گھات بھی بنا سکتی ہے کربلا والوں پر پانی کی بندش بھی مشہور کی جاتی ہے۔ حضرت عثمان پر مکان میں ۴۰ دن آب ودانہ کی بندش بھی مشہور ہے۔ ممکن ہے جاہلوں نے صرف سبائیوں پر یہ بندش کی ہو۔

﴿۲۷﴾ غیر حق دار کو مسلمانوں کا مال نہ دیا:

"آپ کی پارٹی کا عبداللہ بن زمعہ کچھ مال طلب کرنے آیا تو فرمایا یہ مال نہ تیرا ہے نہ ہمارا بلکہ مسلمانوں کا حق مشترک اور ان کی تلواروں کا جمع کیا ہوا سرمایہ ہے اگر تم ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے ہوتے تو تمہارا حصہ بھی ان کے برابر ہوتا ورنہ ان کے ہاتھوں کی کمائی دوسروں کے منہ کا نوالہ بننے کے لئے نہیں ہے۔ (خطبہ ۲۲۹ ص ۶۳۷) پتہ چلا کہ خلفاء ثلاثہؓ کی فتوحات اور اموال غنیمت برحق تھے۔ آپ وہ مال جہاد نہ کرنے والے ساتھیوں کو دینا جائز نہ جانتے تھے۔ اور یہ آپ کی کمال امانت و دیانت تھی۔

﴿۲۸﴾ صحابہ کرامؓ اپنے باپ بیٹیوں کو بھی جہاد میں قتل کر دیتے تھے:

خطبہ ۵۶ میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم (مسلمان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر اپنے باپوں بیٹوں بھائیوں اور چچوں کو بھی قتل کر دیتے تھے اس سے ہمارا ایمان اور تسلیم و یقین اور بڑھ جاتا تھا اور کرب و الم کی سوزشوں پر صبر میں زیادتی ہوتی تھی اور دشمنوں سے جہاد کرنے کی کوششیں بڑھ جاتی تھیں۔ نہج ص ۲۱۰ اور یہی بات خطبہ ۱۲۰ ص ۳۵۳ کے آخر میں بھی ہے۔

بحیثیت جماعت دوسروں کے عمل کو فرد واحد جمع متکلم کے صیغے سے اپنا عمل بتا دیتا ہے ورنہ خود حضرت علیؓ نے اپنے ان رشتہ داروں کو قتل نہیں کیا تھا۔

﴿۲۹﴾ آفتاب رسالتؐ سے دنیا روشن ہوگئی:

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے رسول اور منتخب و برگزیدہ ہیں ان کے فضل و کمال کی برابری اور اُٹھ جانے کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ تاریک گمراہیوں اور بھرپور جہالتوں اور سخت و درشت خصلتوں کے بعد شہروں کے شہر ان کی وجہ سے روشن و منور ہو گئے جبکہ لوگ حلال کو حرام اور مرد زیرک و دانا کو ذلیل سمجھتے تھے۔ خطبہ ص ۱۴۹ ص ۴۰۶) اسی خطبہ کے آخر میں ہے (اسے ایمان

والو) تم فتنوں کی راہ دکھانے والے نشان اور بدعتوں کے سربراہ نہ بنو تم ایمان والی جماعت (صحابہ کرام) کے اصولوں پر ان کی عبادت کے طور طریقوں پر جمے رہو۔"

پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام مشن ہدایت میں کامیاب ہو کر گئے آپ کی جماعت صحابہ مرتد نہ ہوئی بلکہ ایمان و ہدایت میں لوگوں کی پیشوا بنی پچھلے پہلے بڑوں کی تابعداری کریں تو لغت میں ان کو "آل فلاں" کہتے ہیں تو حضرت علی کی طرح پوری جماعت بھی آل اور واجب الاتباع تھی

﴿۲۳﴾ متقی صحابہؓ نے دنیا سے بھی فائدہ اُٹھایا:

والی مصر محمد بن ابی بکر (صدیق) کو خط میں لکھا۔

خدا کے بندو تمہیں جاننا چاہیئے کہ پرہیز گاروں نے جانے والی دنیا اور آنے والی آخرت دونوں کے فائدے، اُٹھائے وہ دنیا والوں کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک رہے۔ مگر دنیا دار ان کی آخرت میں حصہ نہ لے سکے وہ دنیا میں بہترین طریقہ پر رہے اور اچھے سے اچھا کھایا اور اس طرح وہ ان تمام چیزوں (اعلیٰ لباس و مکان) سے بہرہ یاب ہوئے جو عیش پسند لوگوں کو حاصل تھیں اور وہ سب کچھ حاصل کیا تھا۔ جو سرکش و متکبر لوگوں کو حاصل تھا۔ (پھر وہ منزل مقصود جنت میں پہنچ گئے) عہد نامہ ۲۷ ص ۶۸۹)

نوٹ: حضور علیہ السلام اور خلفاء راشدینؓ نے گو سادہ درویشی کی زندگی گزاری مگر امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیان نے کفار کے بالمقابل اعلیٰ لباس و وضع قطع میں ان پر شان و شوکت برقرار رکھی تو یہ شرعاً درست تھا ان کو ملوکیت کا طعنہ نہ دیا جائے۔

﴿۳۱﴾ مہاجرینؓ و انصارؓ کی تعریف جبریل و میکائیل کے ساتھ کردی:

اپنے ساتھیوں کی مذمت میں فرماتے ہیں۔ خطبہ ۱۹۰ قاصعہ ص ۵۴۳ کہ جب تم جنگ کے لئے نہیں اُٹھتے تو تمہارے ساتھ پہلے بزرگ بھی تو مدد کرنے

نہیں آئینگے۔

لا جبریل ولا میکائیل ولاالمهاجرون ولا الانصار ينصرونكم الا المقارعة بالسيف حتى يحكم الله بينكم

تو تمہارے ساتھ نہ جبریل و میکائیل ہونگے نہ مہاجرین و انصار ہونگے جو تمہاری مدد کریں سوائے اس کہ خود تلواریں کھٹکھٹاؤ اور اللہ فیصلہ فرما دے"

یہاں سے پتہ چلا کہ مہاجرینؓ و انصارؓ حضرت علیؓ کے محبوب ہیں اور خدا کے ہاں جبریل و میکائیل کی طرح مقبول ہیں۔ یہی خلفاء راشدینؓ کی سب بیعت کرنے والے تھے اور ان کی خلافتیں برحق قرار پائیں۔ رحمھم اللہ خدا ان کے منکروں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

﴿۳۲﴾ حضرت علیؓ امیر معاویہؓ اور اہل شام کو بھی اپنے برابر ایمانیات والا جانتے تھے:

مکتوب ۵۸ ص ۸۴۳ صفین میں بڑے قتل عام کے بعد جب بد دلی اور ناخوشی رعایا میں پھیل گئی تو ان کو اطمینان دلانے اور معذرت کے لئے پورے ملک میں یہ گشتی مراسلہ لکھ کر پھیلایا۔ "ہمارے معاملے کی ابتدا یوں ہوئی کہ ہم اور شامی آمنے سامنے ہوگئے حالانکہ ہمارا رب ایک نبی ایک اور پورا مذہب و دعوت اسلام ایک تھا نہ ہم ایمان باللہ اور اس کے رسول کی تصدیق میں ان سے کچھ زیادتی چاہتے تھے اور نہ وہ ہم سے اضافہ کے طالب تھے بالکل اتحاد تھا بجز اس اختلاف کے کہ جو ہم میں خون عثمان کے بارے میں ہوگیا تھا (وہ کہتے تھے اپنے پاس موجود قاتلان عثمان سے بدلہ لو یا ہمارے حوالے کردو ہم کہتے تھے کہ تم گورنری چھوڑ کر آؤ اور مجرم گواہوں کے ساتھ پیش کرو) اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اس سے بالکل بری الذمہ تھے (نہ میں نے قتل کیا اور نہ میں نے قتل کا حکم دیا)

اس سرکاری خط سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ ا۔ خلافت منصوص من اللہ

نہ تھی ورنہ پہلا اختلاف معاویہؓ کے انکار کا بتاتے۔۲۔ معاویہ خلافت کے منکر نہ تھے ورنہ یہ وجہ بتاتے۔۳۔ دین کی ہر بات میں آپ اور معاویہ عراقی اور شامی متحد تھے اختلاف صرف بدلہ کے طریق کار میں تھا۔ اب ایک طبقہ کے ایمان کی نفی کرنا حضرت علی کو جھٹلانا ہے۔ معاذ اللہ۔

(۳۳) حادثہ صفین پر حضرت علیؓ و معاویہؓ کے غمناک تاثرات:

حضرت علیؓ نے حسن سے فرمایا کاش مجھے ماں نہ جنتی۔ میں آج سے پہلے فوت ہو جاتا تو اچھا تھا۔۲۔ ہونٹوں کو دباتے ہوئے فرمایا: اگر میں جانتا کہ معاملہ یہاں تک پہنچے گا کہ ۸۰ ہزار کے قتل پر آج بھی ایک فرقہ کو ناز ہے) تو میں (مدینہ سے) نکل کر عراق نہ آتا اے ابو موسیٰ جاؤ فیصلہ کرو اگرچہ میری گردن جائے (تاریخ کبیر للبخاری ج ۳ ص ۲۸۴) کتاب السنۃ لامام احمد ص ۱۹۶ المصنف لابن ابی شیبہ ص ۲۶۳ ج ۱۵) ۳۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کہا۔ اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ علی مجھ سے افضل ہیں خلافت کے وہی حقدار ہیں۔ (میں خلافت کیلئے نہیں قاتلوں سے بدلہ کے لئے لڑتا ہوں) تاریخ دمشق ج ۱۶ ص ۷۱۰)

۳۔ اس حادثہ کے بعد شاہ روم نے حضرت علیؓ کے علاقہ پر قبضہ کرنا چاہا تو معاویہؓ نے اسے لکھا اگر تو باز نہ آیا تو اپنے چچا زاد بھائی سے صلح کر کے تجھ پر حملہ کروں گا کہ تجھے تیرے ملک سے بھی نکال دونگا تو شاہ روم نے ڈر کر صلح کر لی۔ (البدایہ ج ۸ ص ۱۱۱)

(۴) حضرت علی کی شہادت کی خبر معاویہ کو پہنچی تو رونے لگے بیوی نے کہا لڑنے کے بعد اب روتے ہو تو معاویہ نے کہا افسوس تجھے کیا خبر؟ کتنی بڑی فضیلت علم اور فقہ سے لوگ محروم ہو گئے (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۸ ص ۱۲۰) پھر ضرار صدائی سے ذکر علی سن کر روئے داڑھی تر ہو گئی۔ (درہ نجفیہ نہج البلاغہ شیعی ص ۳۶۰ ط ایران) (۵) کسی عراقی نے شامیوں کو کافر کہا تو عمارؓ نے کہا ایسا نہ کہو ہمارا نبیؐ اور

ان کا نبی ہمارا قبلہ اور انکا قبلہ ایک ہے وہ حق سے ہٹ گئے ہیں تو ہم ان سے واپسی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۲۹۰) (۶)
حضرت علیؓ نے صفین میں فرمایا شامی مومن ہیں۔ بتاریخ ابن عساکر ج ۱ ص ۳۷
حضرت امام باقر و جعفر بھی فرماتے ہیں ہم ان کو مشرک کافر منافق جان کر نہیں لڑے باغی جان کر لڑے دونوں گروہ خود کو حق پر جانتے ہیں۔ (قرب الاسناد ص ۱۰)
نوٹ: حضرت علیؓ کی قاتلین عثمان کی بیعت میں سبقت کے بعد سب اہل مدینہ نے پھر مسجد میں بلا کر بخوشی بیعت کر لی تھی اور حضرت علی خوب خوش ہو گئے تھے۔ اب آپ کے حامیوں میں باتفاق تاریخ دو قسم کے لوگ تھے۔ ۱۔ مومنین مخلصین کہ ان کی ہی اکثریت تھی۔ ۲۔ قاتلین عثمان بلوائی منافقین جو زیادہ صرف تین شہروں مصر بصرہ اور کوفہ سے آئے تھے۔ آپ نے اپنے اجتہاد سے (دوسروں کے روکنے کے باوجود) ان سے بیعت لے لی تا کہ یہ ادارے فسادی قابو آ جائیں اور بدلہ لے سکوں مگر افسوس کہ یہ آپ پر چھا گئے فوج مشاورت اور انتظامی امور پر قابض ہو گئے۔ طلحہ زبیر اور اکابر اہل مدینہ میں سے کسی کی نہ چلنے دی۔ اکثریتی مومنین تو صرف آپ کے اشاروں پر جان دیتے تھے۔ تو انہوں نے جنگ صفین میں باتفاق تاریخ ۵۰ ہزار سے زائد جانیں دیں مسلمان ان کو شہداء کہتے ہیں مگر یہ بلوائی منافق تو ان کو آگے کرتے رہے خود آمر اور منتظم بن کر پیچھے ہٹتے رہے اب جب شام میں ایک ہی دفعہ منہ کی کھائی تو اب جنگ کا نام نہ لیتے تھے۔ حضرت علی کے یہ بیسیوں خطبات شکایت آن سبائی منافقوں اور خارجیوں رافضیوں کی مذمت میں ہی ہیں یہ ۴۰/۳۰ ہزار بقیہ لشکر علی الا ماشاء اللہ ایسے تھے اب جگر تھام کر ان منافقوں پر حضرت علیؓ دکھی مجبور کے میزائل برسانا دیکھئے
(اگر اب بھی حضرت علیؓ ان کو طلاق دے کر اہل مدینہ وحجاز وشام وغیرہ سے صلح کر کے ان کو ساتھ ملا لیتے تو حبدار شہید نہ ہوتے تاریخ کا نقشہ اور ہوتا مگر اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

باب ہفتم:

منافقین کی مذمت

(۱) آپ کے دوست نما دشمن:

(خطبہ ۹۵ ص ۲۹۸ تا ۳۰۰)

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ یہ قوم (اہل شام) تم پر غالب آ کر رہیگی ...... اس لئے کہ وہ اپنے ساتھی (معاویہ) کی طرف باطل پر ہونے کے باوجود (شیعہ مذہب میں) تیزی سے لپکتے ہیں اور تم میرے حق پر ہونے کے باوجود سستی کرتے ہو۔ رعیتیں اپنے حکمرانوں کے ظلم و جور سے ڈرا کرتی تھیں اور میں اپنی رعیت کے ظلم سے ڈرتا ہوں میں نے تمہیں جہاد کے لئے ابھارا لیکن تم (اپنے گھر سے) نہ نکلے میں نے تمہیں (کارآمد باتوں کو) سنانا چاہا مگر تم نے ایک نہ سنی اور میں نے پوشیدہ بھی اور علانیہ بھی تمہیں جہاد کے لئے پکارا اور للکارا لیکن تم نے ایک نہ مانی اور سمجھایا بجھایا مگر تم نے میری نصیحتیں قبول نہ کیں کیا تم موجود رہتے ہوئے بھی غائب رہتے ہو اور حلقہ بگوش ہوتے ہوئے گویا خود میرے مالک ہو میں تمہارے سامنے حکمت اور دانائی کی باتیں بیان کرتا ہوں اور تم ان سے بھڑکتے ہو تمہیں بلند پایہ نصیحتیں کرتا ہوں اور تم پراگندہ خاطر ہو جاتے ہو میں ان باغیوں سے جہاد کرنے کے لئے تمہیں آمادہ کرتا ہوں تو میری بات ختم ہونے سے پہلے تم اولاد سبا کی طرح تتر بتر ہو جاتے ہو اور اپنی نشست گاہوں پر واپس چلے جاتے ہو اور ان نصیحتوں سے غافل ہو کر ایک دوسرے کے چکمے میں آتے ہو صبح کو میں تم کو سیدھا کرتا ہوں تو شام کو ٹیڑھی کمر اونٹ کی طرح واپس آتے ہو سیدھا کرنے والا تو عاجز آ گیا اور سیدھا کیا ہوا لاعلاج ثابت ہوا۔

اے وہ لوگو! جن کے دل تو حاضر ہیں اور عقلیں غائب اور خواہشیں جدا

جدا ہیں ان پر حکومتیں کرنے والے ان کے ہاتھوں آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں تمہارا حاکم (علیؑ) اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور تم اس کی نافرمانی کرتے ہو اور اہل شام کا حاکم (میرے خیال میں) اللہ کی نافرمانی کرتا ہے (کہ میری بات نہیں مانتا) مگر وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم میں یہ چاہتا ہوں کہ معاویہ دس تم میں سے مجھ سے لے لے اور بدلہ میں ایک آدمی مجھے دیدے جس طرح دینار کا تبادلہ درہموں سے ہوتا ہے۔ اے اہل کوفہ! کہ میں تمہاری تین اور پھر تین باتوں میں مبتلا ہوں پہلے تو یہ کہ کان رکھتے ہو مگر بہرے ہو بدلنے کے بوجود گنگے ہو اور آنکھیں ہوتے ہوئے اندھے ہو۔ اور پھر یہ جنگ کے موقعہ پر نہ تم سچے جوانمرد ہو اور نہ قابل اعتماد بھائی ہو اے ان اونٹوں کی چال ڈھال والو جن کے مالک گم ہو چکے ہیں جن کو اگر گھیر کر لایا جاتا ہے تو دوسری طرف بکھر جاتے ہیں خدا کی قسم میرا تمہارے متعلق یہ خیال ہے کہ اگر جنگ شدت اختیار کرلے اور میدان کارزار گرم ہو جائے تو تم ابن ابی طالب سے ایسے شرمناک طریقے سے علیحدہ ہو جاؤ گے جیسے عورت ننگی ہو کر (بھاگتی ہے)''

بھائیو! عیاں راچہ بیاں۔ شیعان علی کا آپکی زبانی بار بار حال پڑھو سنو۔ کیا یہ مکہ مدینہ اور شام سے آئے تھے یا صرف کوفی شیعہ تھے؟۔ مفتی جعفر اتباع علی میں ان کو برا کیوں نہیں کہتا خلفاء ثلاثہ اور ان کے ماننے والے کہہ کر دل کی بھڑاس کیوں نکالتا ہے؟ ابن سبا کا حضرت عثمان کو شہید کر کے حضرت علی کو نقصان پہنچا کر شہید کرنا اور خلافت راشدہ ختم کر دینا پھر آپ کی اولاد سے غداری کرنا مقصد تھا وہ پورا کر دکھایا اب خوشی سے مومن عزادار بنے پھرتے ہیں کہ یہ جلوس نکالتے ہیں قرآن اور ہادی امام کو تو ۱۲۰۰ سال سے غار میں چھپا دیا تو حید و رسالت کے کلمہ نبی کو غیر ایمانی کہتے قرآن کو بدلا ہوا مانتے اور ۵ وقت نمازیں ہرگز نہیں پڑھتے۔ بس نشہ متعہ تبرا تقیہ ماتم اور مسلم دشمنی کو اپنا مذہب مومنین بنا رکھا ہے۔ (العیاذ باللہ)

﴿۲﴾ یہ منافق متفقہ خلیفہ کے منکر تھے:

اگر تمہیں (جنگ سے) کوئی مہلت ملتی ہے تو ڈینگیں مارتے ہو اور اگر جنگ چھڑ جاتی ہے تو بزدلی دکھاتے ہو اور جب لوگ ایک امام پر اجماع کر لیں تو تم طعن و تشنیع کرتے ہو (جیسے خلفاء ثلاثہ پر اجماع ہوا تم نہ مانے معلوم ہوا اجماع حضرت علیؓ کے مذہب میں محبت شرعی ہے اور اجماعی خلیفہ کا انکار کرنا منافقوں کا کام ہے) اور اگر تمہیں (جکڑ باندھ کر) جنگ کی طرف لایا جاتا ہے تو الٹے پیر پھر جاتے ہو تمہارے دشمنوں کا برا ہو تو اب نصرت کرنے اور اپنے حق پر جہاد کرنے میں کسی چیز کے منتظر ہو موت کے یا اپنی ذلت کے۔" (خطبہ ۱۷۸ص ۴۸۱)

﴿۳﴾ اہل عراق کی مذمت میں خطبہ:

(خطبہ نمبر ۶۹ ص ۲۲۸)

"اے عراقیو! تم اس حاملہ عورت کی مانند ہو جو حاملہ ہونے کے بعد حمل کے دن پورے کرے تو مرا ہوا بچہ گرا دے اور اس کا شوہر بھی مر چکا ہو اور رنڈاپے کی مدت بھی دراز ہو چکی ہو اور (قریبی رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے) دور کے عزیز ہی اس کے وارث ہوں بخدا میں تمہاری طرف بخوشی نہیں آیا۔ (باتفاق تاریخ ۷۰۰/۸۰۰ عراقی قاتلان عثمان آپ کو اہل مدینہ کے روکنے کے باوجود جبراً لے آئے مدینہ خلافت سے محروم ہو گیا۔) بلکہ حالات سے مجبور ہو کر آ گیا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم کہتے ہو علی کذب بیانی کرتے ہیں خدا تمہیں ہلاک کرے بتاؤ میں کس پر جھوٹ باندھ سکتا ہوں کیا اللہ پر تو سب سے پہلے میں اس پر ایمان لایا یا اس کے نبی پر؟ تو میں سب سے پہلے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ ایسا انداز کلام تھا جو تمہارے سمجھنے کا نہ تھا اور نہ تم میں اس کے سمجھنے کی اہلیت تھی خدا تمہیں سمجھے میں تو بغیر کسی غرض کے (علمی جواہر ریزے) تمہیں ناپ ناپ کر دے رہا ہوں کاش کہ وہ کسی برتن میں سمائیں اب کچھ وقت

کے بعد جان لوگے۔" (اب بھی علیؓ کو معاذ اللہ جھوٹا کہتے ہیں" کہ عمر بھر تقیہ کیا شیعہ مذہب نے چلایا۔)

مفتی جعفر حاشیہ پہ لکھتے ہیں "تحکیم کے بعد جب عراقیوں نے معاویہ کے تابڑ توڑ حملوں کا جواب دینے میں سستی کی اور بددلی کا مظاہرہ کیا تو ان کی مذمت و توبیخ میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں صفین کے موقعہ پر ان کی فریب خوردگی اور جنگ سے دستبرداری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ص ۲۲۹)

﴿۴﴾ ان سے تنگ آ کر شب وفات میں یہ فرمایا۔ "میں بیٹھا ہوا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے جلوہ فرما ہوئے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے آپ کی امت کے ہاتھوں (نام کے مومن امتی دراصل مجوسی یہودی) کیسی کیسی کجرویوں اور دشمنیوں سے دو چار ہونا پڑا ہے تو رسول اللہ نے فرمایا کہ تم ان کے لئے بد دعا کرو تو میں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ مجھے ان کے بدلے میں اچھے لوگ (جنت میں اصحاب نبی) عطا کرے اور ان کو میرے بدلے میں کوئی برا امیر دے۔ (خطبہ ۶۸ ص ۲۲۷)

﴿۵﴾ چنانچہ یہ بد عا لگی زیاد پھر اس کا بیٹا عبید اللہ (شیعہ بن شیعہ) ان پر مسلط ہوا۔ یہ باپ بیٹا دونوں صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھی بن کر شامیوں سے لڑے تھے۔ "اپنے اصحاب کی مذمت میں فرمایا کب تک میں تمہارے ساتھ ایسی نرمی اور رعایت کرتا رہوں گا۔ جیسی ان اونٹوں سے کی جاتی ہے جن کی کوہانیں اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہوں اور ان پھٹے پرانے کپڑوں کی طرح جنہیں ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری طرف سے پھٹ جاتے ہیں۔ جب بھی شام کے ہراول دستوں سے کوئی دستہ تم پر منڈلاتا ہے تو تم سب کے سب اپنے گھروں کے دروازے بند کرتے ہو اور ایسے دبک جاتے ہو جیسے گوہ اپنے سوراخ میں اور بجو اپنے

بھٹ میں جسے تمہارے جیسے مددگار ملیں تو اسے تو ذلیل ہی ہونا ہے۔ (معاذ اللہ) اور جس پر تم (تیر بنا کر) پھینکے جاؤ تو گویا اس پر ایسا تیر پھینکا گیا جس کا سوفار بھی شکستہ اور پیکان بھی ٹوٹا ہوا ہے۔ (بالکل بے کار) خدا کی قسم گھروں کے صحن میں تو تم بڑی تعداد میں نظر آتے ہو لیکن جھنڈوں کے نیچے تھوڑے سے میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کس چیز سے تمہاری اصلاح اور کسی چیز سے تمہاری کجروی کو درست کیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں اپنے نفس کو بگاڑ کر تمہاری اصلاح نہیں کرنا چاہتا خدا تمہارے چہروں کو بے آبرو کرے اور تمہیں بد نصیب کرے جیسے تم باطل سے شناسائی رکھتے ہو ویسی حق سے تمہاری جان پہچان نہیں اور جتنا حق کو تم مٹاتے ہو (مجھے دباتے ہو) باطل اتنا تم سے نہیں دبایا جا سکتا۔

(خطبہ ۶۷ ص ۲۲۷)

آج بھی نام لیوا طبقہ قرآن وسنت اور اہل بیت کی سچی تعلیمات پر عمل کا نام نہیں لیتا صرف خود ساختہ رسوم و پہچان پر سب کچھ قربان کرتا ہے۔

اقوال میں نمبر ۲۶۱ ص ۸۹۵ پر ہے۔ ”کہ جب انبار پر معاویہؓ نے قبضہ کر لیا تو آپ خود پیدل چل کر مقابلہ کرنے آ گئے پھر لوگ پیچھے سے آ ملے اور بولے ہم آپ کی طرف سے کافی ہو جائینگے تو فرمایا تم اپنے سے مجھے نہیں بچاتے تو دوسروں سے مجھے کیا بچاؤ گے مجھ سے پہلے رعایا حاکموں کی شکایت کرتی تھی آج میں اپنی رعیت کے ظلم کی شکایت کرتا ہوں گویا میں رعیت ہوں یہ میرے حاکم ہیں میں ان کے تابع ہوں اور وہ مجھ پر حکم چلاتے ہیں۔“ دو آدمی آپ کے ساتھیوں سے آگے بڑھے ایک بولا میں اور میرا بھائی حاضر ہیں جو حکم دیں فرمایا جو (مقابلہ) میں چاہتا ہوں۔ وہ تم دونوں سے کیسے سر انجام پا سکتا ہے۔“

۶ اپنے بگڑے ہوئے ساتھی خارجیوں کی مذمت:

میں فرمایا خطبہ ۱۳۵ ص ۲۶۴۔۳۶۵)
اگر تم اس خیال سے باز آنے والے نہیں ہو کہ میں نے غلطی کی اور گمراہ ہو گیا ہوں تو میری گمراہی کی وجہ سے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام افراد کو کیوں گمراہ سمجھتے ہو (جیسے اب رافضی حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کو ماننے کی وجہ سے پوری امت کو ایمان سے محروم اور کافر دوزخی جانتے ہیں یہ بھی سبائی خارجیوں کی طرح تکفیر مسلمین بھی ابن سبا کے شاگرد ہیں۔) اور میری غلطی کی پاداش انہیں کیوں دیتے ہو اور میرے گناہوں کے سبب سے انہیں کیوں کافر کہتے ہو تلواریں کندھوں پر اُٹھائے ہر موقع بے موقع جگہ ان پر وار کرتے ہو اور بے خطاؤں کو خطا کاروں کے ساتھ ملا دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب زانی کو سنگسار کیا تو نماز جنازہ بھی اس کی پڑھی اور اس کے واصحابہ وارثوں کو اس کا ورثہ بھی دلوایا اور قاتل سے قصاص لیا تو اس کی میراث اس کے گھر والوں کو دلائی چور کے ہاتھ کاٹے اور زنائے غیر محصن کے مرتکب کو تازیانے لگوائے تو اس کے ساتھ مال غنیمت میں سے ان کو حصہ بھی دیا اور انہوں نے (مسلمان ہونے کی حیثیت سے) مسلمان عورتوں سے نکاح بھی کئے اسی طرح آپؐ نے ان لوگوں کو گناہ کی سزا دی تو ان کے بارے میں جو اللہ کا حق شرعی تھا وہ بھی ان کو دیا اور اسلام کے حق سے ان کو محروم نہیں کیا اور نہ اسلام سے ان کے نام خارج کئے اس کے بعد ان شر انگیزیوں کے معنیٰ یہ ہیں کہ تم ہو ہی شر پسند اور وہ لوگ جنہیں شیطان نے اپنی مقصد برآری پر لگا رکھا ہے اور گمراہی کے جنگل میں جا پھینکا ہے۔ پھر وہی حدیث ارشاد فرمائی ہے (کہ میرے بارے دو قسم کے لوگ تو گمراہ ہیں خارجی دشمن اور رافضی غالی محبّ۔ (اور صرف معتدل عقیدہ رکھنے والے سنی ٹھیک مسلمان ہیں)

﴿۷﴾ خوارج کے نعرہ ان الحکم الا للہ (حکومت دینا اور فیصلہ کرنا صرف اللہ کا کام ہے جیسے آج رافضی امام منصوص من اللہ کہتے ہیں) کے متعلق فرمایا

کلمہ تو سچا ہے مگر اس کا مقصد و معنی باطل کیا گیا ہے۔ یہ پہلے گزر چکا ہے کہ لوگوں ہر ظلم و امن میں ایک نہ ایک امیر اور حاکم کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ نیک ہو۔ یا برا ہو۔" (خطبہ ۴۰ ص ۱۹۷)

﴿۸﴾ اسی طرح خطبہ ۳۹ ص ۱۹۵ بھی گزر چکا ہے کہ اپنے شیعوں کی مذمت میں فرمایا:

مجھے ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا ہے جنہیں حکم دیتا ہوں تو مانتے نہیں بلاتا ہوں تو آواز پر لبیک نہیں کہتے تمہارا برا ہو اب اپنے اللہ کی نصرت کے لئے تمہیں کس چیز کا انتظار ہے کیا دین تمہیں ایک جگہ اکٹھا نہیں کرتا کیا تمہیں غیرت بھی جوش میں نہیں لاتی میں تم میں کھڑا ہو کر چلاتا ہوں اور مدد کے لئے پکارتا ہوں لیکن تم نہ میری بات سنتے ہو۔ نہ میرا حکم مانتے ہو یہاں تک کہ ان نافرمانیوں کے نتائج کھل کر سامنے آ جائیں نہ تمہارے خون کا بدلہ لیا جا سکتا ہے نہ کسی مقصد تک پہنچا جا سکتا ہے۔"
(خطبہ ص ۳۹)

﴿۹﴾ انہوں نے حضرت علیؓ کو عثمان کی طرح قتل کرنے کی دھمکی دیدی:

حضرت علیؓ کے پریشانی کے خطبہ نمبر ۳۵ کی شرح ص ۱۸۹ میں مفتی جعفر لکھتے ہیں۔ "آپ کے لوگ طغیانی و سرکشی پر اتر آئے سعد بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی دونوں ۲۰ ہزار آدمیوں (علی کے فوجیوں) کے ساتھ آگے بڑھے اور امیر المومنین سے کہا کہ اے علی! اگر آپ نے قرآن کی آواز پر لبیک نہ کہی تو پھر ہم آپ کا وہی حشر کریں گے جو عثمان کا کیا تھا آپ فوراً جنگ بند کرائیں۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہر تاریخ میں حادثہ صفین کے واقعات میں لکھا ہے۔" کہ جب امیر شام نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی صحابی کو حضرت علیؓ کی خدمت میں یہ پیغام دے کر بھیجا کہ میں آپ کی شامیوں سمیت بیعت کرنا چاہتا ہوں مگر آپ قاتلان عثمان

سے بدلہ لے لیں یا ان کو لشکر سے نکال کر میرے حوالے کر دیں تو ان ۲۰ ہزار نے جلوس نکال کر کہا کہ ہم سب عثمان کے قاتل ہیں معاویہ آئے ہم سے لڑ کر بدلہ لے لے۔ تو حضرت علیؓ نے جریر سے کہا میرے لشکر کو دیکھ لیا۔ میں مجبور ہوں صلح نہیں کرسکتا۔'' ہر منصف عقلمند سوچے کہ صفین میں جو ۵۰ ہزار مخلص حضرت علی کے فوجی شہید ہوئے کیا ان منتظمین کا ایک بھی ان میں سے نہ مرا کہ وہی ۲۰ ہزار اب علی کو بھی عثمان کی طرح شہید کرنا چاہتے ہیں پھر یہ آدھے خارجی بن کر لڑے اور آدھے مومن حبدار بن کر حضرت علی کو مرنے تک ستاتے رہے۔

﴿۹﴾ اہل نہروان پر ناراضی:

خطبہ ۳۶ ص ۱۹۱ اہل نہروان کو ان کے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

میں تمہیں متنبہ کر رہا ہوں کہ تم لوگ اس نہر کے موڑوں اور اس نشیب کی ہموار زمینوں پر قتل ہو ہو کر گرے پڑے ہو گے اس عالم میں کہ نہ تمہارے پاس اللہ کے سامنے (عذر کرنے کے لئے) کوئی واضح دلیل ہوگی نہ کوئی روشن ثبوت اس طرح کہ تم اپنے گھروں سے بے گھر ہو گئے اور پھر قضائے الٰہی نے تمہیں اپنے پھندے میں جکڑ لیا (معلوم ہوا حضرت علیؓ کے مذہب تقدیر پر قضاء الٰہی سے برا آدمی برے کام کرتا ہے۔ شیعہ آج اس کے منکر ہیں) میں نے تمہیں پہلے ہی اس تحکیم سے روکا تھا لیکن تم نے میرا حکم ماننے سے مخالف پیمان شکنوں کی طرح انکار کر دیا یہاں تک کہ (مجبوراً) مجھے بھی اپنی رائے کو ادھر موڑنا پڑا جو تم چاہتے تھے تم ایک ایسا گروہ ہو جس کے افراد کے سر عقلوں سے خالی اور فہم و دانش سے عاری ہیں خدا تمہارا برا کرے میں نے نہ تمہیں کسی مصیبت میں پھنسایا ہے نہ تمہارا برا چاہا تھا۔

(نہج البلاغہ ص ۱۹۲)

(نوٹ: یہی بے وقوف جذباتی طبقہ حضرت عثمانؓ کی شہادت میں بھی پیش پیش تھا۔) جن کو ایک طبقہ آج بھی سچا اور حق پرست مانتا ہے) جب مفتی جعفر نے ان کے ۲۰ ہزار افراد حضرت علی کے بھی قتل پر اب آمادہ بتائے طلحہ و زبیر کے قصاص عثمان کے مطالبہ کے وقت بھی انہوں نے آپ کے عوام کے قتل عام کی دھمکی دے دی تھی اور آپ ان کے زیر تسلط آ گئے تھے۔ (خطبہ ۱۶۶ ص ۴۵۷) اگر اس وقت آپ طلحہ و زبیرؓ اور اہل مدینہ کو ساتھ ملا کر ان سے جرات حیدری کے ساتھ انتقام لے لیتے اور اپنے کنوئیں کو یہ کالا کتا نکال کر پاک کر دیتے تو کوئی خونچکاں حادثات پیش نہ آتے ساری مسلم دنیا اپنے ایمان سے آپ پر خوش تھی۔ پھر وہ تفرقہ و تشیع کی گندگی سے پاک رہتی۔ گو اب آپ نے جرأت دکھائی اور ان کے ہزاروں مار کر حدیث نبوی کے مطابق کامیابی پائی۔ اگر اب بھی اسے قصاص عثمان کا عنوان دیتے تو امیر معاویہؓ ساتھ مل جاتے اور تاریخ کا نقشہ اور ہوتا۔

؎ مگر اے بسا آرزو کے خاک شدہ۔ اب تو پانی سر سے اوپر ہو چکا تھا نام کے حیدار بد بخت ابن ملجم نے آپ کو شہید کر کے خلافت راشدہ حقہ ہی ڈبو دی (انا اللہ وانا الیہ راجعون) اللھم العن قتلة امیر المومنین عثمان والرافضة والخوارج و جمیع الشیعة الاکفرین الی یوم الدین۔

﴿۱۰﴾ غدار منافقوں کو بددعائیں:

(خطبہ ۱۱۷ ص ۱۴۶) آپ نے جنگ پر ابھارا وہ بولے آپ ساتھ ہوں تو چلیں گے ورنہ نہیں تب آپ نے فرمایا ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تمہیں ہدایت کی توفیق نہ ہو اور نہ سیدھی راہ دیکھنا نصیب ہو (بددعائیں آج بھی لگی ہیں تم قرآن کی سینکڑوں آیات ہزاروں احادیث اور اتفاق امت کے سب اصول پڑھ سناؤ۔ رافضی صحابہ رسول کا دشمن اور اہل بیت کا قاتل ہرگز نہ مانے گا) کیا ایسے حالات میں ہی نکلوں اس وقت تو تمہارے جوانمردوں اور طاقتوروں میں سے جسے میں

پسند کروں نکلنا چاہئے میرے لئے مناسب نہیں ہیں کہ میں لشکر شہر بیت المال زمین کے خراج کی فراہمی مسلمانوں کے مقدمات کا تصفیہ اور مطالبہ کرنے والوں کے حقوق کی دیکھ بھال چھوڑ دوں اور لشکر لے کر دوسرے لشکر کے پیچھے نکل کھڑا ہوں اور خالی تیر کی طرح حرکت کروں میں چکی کے اندر کا وہ قطب ہوں کہ جس پر وہ گھومتی ہے۔ (یہی مسلمانوں کی چکی کا قطب اور کلہ آپ نے حضرت عمرؓ کو بھی بتایا تھا تعجب تو یہ ہے کہ یہ قطب مومن ہے اور وہ مومن نہیں) جب تک میں اپنی جگہ ٹھہرا رہوں اور اگر میں نے اپنا مقام چھوڑ دیا تو اس کے گھومنے کا دائرہ متزلزل ہو جائیگا اور اس کے نیچے والا پتھر بھی بے ٹھکانہ ہو جائیگا خدا کی قسم یہ تمہارا برا مشورہ ہے (جو نا منظور ہے) قسم بخدا اگر دشمن کا مقابلہ کرنے سے مجھے شہادت کی امید نہ ہو جبکہ وہ مقابلہ میں میرے لئے مقدر ہو چکی ہو تو میں سوار ہونے کے لئے اپنی سواریوں کو قریب کر لیتا اور تمہیں چھوڑ کر نکل جاتا جب تک جنوبی و شمالی ہوائیں چلتی رہتیں کبھی طلب نہ کرتا تمہارے گنتی میں زیادہ ہونے سے کیا فائدہ جبکہ تم ایک دل نہیں ہو پاتے میں نے تمہیں صحیح راستے پر لگایا ہے کہ جس میں ایسا شخص ہی بتاہ و برباد ہوگا جو خود اپنے لئے ہلاکت کا سامان کر بیٹھا ہو اور جو اس راہ پر جما رہے گا وہ جنت کی طرف جائیگا اور جو پھسل جائے گا وہ دوزخ کی جانب بڑھے گا۔ (خطبہ ۱۱۷ ص ۳۴۶۔۳۴۷)

﴿۱۱﴾ منافقوں کی چالاک نشانیاں:

خطبہ ص ۱۹۲ ص ۵۵۸ منافقوں کے اوصاف میں ہے۔

''اے خدا کے بندو میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تمہیں وصیت کرتا ہوں اور منافقوں سے بھی چوکنا کئے دیتا ہوں کیونکہ وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے۔ بیراہ اور بے راہ روی پر لگانے والے ہیں وہ مختلف رنگ اور ہر بات میں جداگانہ پنترا بدلتے ہیں اور ہر قسم کے مکر و فریب کے اڑانوں کا سہارا لیتے ہیں اور ہر گھات میں

تمہاری تاک لگائے بیٹھے ہیں ان کے دل (نفاق و مسلم دشمنی کے) روگ میں مبتلا اور چہرے (بظاہر کدورتوں سے) پاک و صاف ہیں وہ اندر ہی اندر چالیں چلتے ہیں اور (بہکانے کے لئے) اس طرح رینگتے ہوئے بڑھتے ہیں جس طرح مرض چپکے چپکے سے سیرایت کرتا ہے ان کے طور طریقے دوا باتیں شفا اور کرتوت درد بے درماں ہیں۔ وہ دوسروں کی خوشحالی پر جلنے والے انہیں مصیبتوں میں پھنسانے کے لئے جد و جہد کرنے والے اور انہیں امیدوں سے بے آس بنانے والے ہیں ہر راہ گزر پر ان کا ایک مارا ہوا اور ہر دل میں گھر کرنے کا ان کے پاس وسیلہ ہے اور ہر غم میں ان کی (آنکھوں میں مگر مچھ کے) آنسو ہیں ایک دوسرے کی قرضہ لینے پر مدح و ستائش کرتے ہیں اور اس کا بدلہ دیئے جانے کی آس بٹھاتے ہیں مانگیں تو لپٹ ہی جاتے ہیں اور برا بھلا کہنے پر آ جاتے ہیں تو رسوا کر کے چھوڑتے ہیں اگر کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو بے راہ روی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں انہوں نے ہر حق کے مقابلہ میں باطل اور راست کے مقابلے میں ٹیڑھا اور ہر زندہ کے لئے قاتل ہر در کے لئے کلید اور ہر رات کے لئے چراغ مہیا کر رکھا ہے وہ بے آسی میں آس پیدا کر لیتے ہیں کہ جس سے اپنے بازار جائیں اور اپنے مال کو رواج دیں غلط بات کو صحیح کے انداز میں کہتے ہیں اور باطل کو حق کا رنگ دے کر پیش کرتے ہیں انہوں نے اپنے لئے تو راستے آسان بنا رکھے ہیں اور دوسروں کے لئے پیچیدگیاں ڈال دی ہیں وہ شیطان کا گروہ اور آگ کا شعلہ ہیں (جیسے اللہ کا ارشاد ہے) کہ یہ شیطان کا گروہ ہے اور جان لو کہ شیطان کا گروہ ہی گھاٹا اُٹھانے والا ہے۔"

(ص ۵۵۹،۵۶۰)

بھائیو! حالات منافقین پھر پڑیں خط کشیدہ جملوں پر غور کریں کیا محرم کے دنوں میں جو کچھ ہوتا ہے یہ اس کی پوری عکاسی نہیں ہے؟

﴿۱۲﴾ کچھ منافق خوارج سے جا ملے:

خریت بن راشد جنگ صفین میں آپ کا ساتھی تھا پھر اپنی قوم سمیت خوارج سے جا ملا تو آپ نے بد دعا دی ان کے لئے دوری اور ہلاکت ہو جیسے ثمود کے لئے ہوئی جب نیزوں کے رخ ان کی طرف سیدھے ہوں گے اور تلواروں کے وار ان کی کھوپڑیوں پر پڑیں گے تو اپنے کئے پر پچھتائیں گے آج تو شیطان نے انہیں تتر بتر کر دیا ہے اور کل ان سے اظہار بیزاری کرتا ہوا ان سے الگ ہو جائے گا ان کا ہدایت سے نکل جانا گمراہی میں پڑنا حق سے منہ پھیر لینا اور ضلالتوں میں منہ زوریاں دکھانا ہی ان کے مستحق عذاب ہونے کے لئے کافی ہے۔
(خطبہ ۱۷۹ص ۴۹۳۔۴۸۴)

﴿۱۳﴾ شہر کوفہ اور اس کے باشندوں کو بد دعا:

یہ عالم ہے اس کوفہ کا جس کا بندوبست میرے ہاتھ میں ہے (کہ وہ آپ کا دارالخلافہ ہے) اے شہر کوفہ اگر تیرا یہی عالم رہا کہ تجھ میں آندھیاں چلتی رہیں تو خدا تجھے غارت کرے پھر بطور تمثیل ایک شاعر کا شعر پڑھا...... مجھے یہ خبر ملی ہے کہ بسر یمن پر چھا گیا ہے بخدا میں تو اب ان لوگوں کے متعلق یہ گمان کرنے لگا ہوں کہ وہ عنقریب یہ حکومت و سلطنت ہتھیا لینگے اس لئے کہ وہ مرکز باطل پر متحد یکجا ہیں اور تم اپنے مرکز حق سے پراگندہ و منتشر ہو تو امر حق میں اپنے امام کے نافرمان ہو وہ باطل میں بھی اپنے امام کے مطیع و فرمانبردار ہیں وہ اپنے ساتھی معاویہ کے ساتھ امانت داری کا فرض پورا کرتے ہیں اور تم خیانت سے نہیں چوکتے۔ وہ اپنے شہروں میں امن بحال رکھتے ہیں اور تم شازشیں برپا کرتے ہو میں اگر تم میں سے کسی کو لکڑی کے پیالے کا بھی امین بناؤں تو یہ ڈر رہتا ہے کہ وہ اس کے کنڈے کو توڑ کر لے جائیگا اے اللہ وہ مجھ سے تنگ دل ہو چکے ہیں اور میں ان سے وہ مجھ سے اکتا چکے ہیں اور میں ان سے اے اللہ مجھے ان کے بدلے میں

اچھے لوگ عطا کر اور میرے بدلے میں انہیں کوئی برا حاکم دے خدایا ان کو اس
طرح (اپنے غضب سے) پگھلا دے جس طرح نمک پانی میں گھول دیا جاتا
ہے۔" (خطبہ ص ۲۵ ص ۱۶۲۔۱۶۳)

پتہ چلا کہ خارجی منافق تو تین سال پہلے آپ سے جدا ہو چکے تھے۔
آخر تک ساتھ رہنے والے نام کے مومن شیعوں اور اندر سے کافروں کی یہ حالت
ہے اور بد دعائیں لے رہے ہیں۔

﴿۱۴﴾ اپنے ساتھیوں کی مذمت:

اے لوگو اگر تم حق کی نصرت و امداد سے پہلو نہ بچاتے اور باطل کو کمزور
کرنے میں کمزوری نہ دکھاتے تو جو تمہارا ہم پایہ نہ تھا وہ تم پر دانت نہ رکھتا اور جس
نے تم پر قابو پالیا وہ تم پر قابو نہ پاتا لیکن تم تو بنی اسرائیل کی طرح صحرائے تیہ میں
بھٹک گئے اور اپنی جان کے رب کی قسم میرے بعد تمہاری سرگردانی کئی گنا بڑھ
جائیگی کیونکہ تم نے حق کو پس پشت ڈال دیا اور قریبوں سے قطع تعلق کرلیا اور دور
والوں سے رشتہ جوڑ لیا ہے یقین رکھو کہ اگر تم دعوت دینے والے کی پیروی کرتے تو
وہ تمہیں رسول اللہ کے راستہ پر لے چلتا اور تم بے راہ روی کی زحمتوں سے بچ
جاتے اور اپنی گردنوں سے بھاری بوجھ اتار پھینکتے۔

(خطبہ ص ۱۶۴ ص ۴۵۴۔۴۵۵)

﴿۱۵﴾ کاش تم کو نہ دیکھا ہوتا:

خطبہ ۲۷ ان نافرمان منافقوں کی مذمت میں لمبا ہے آخر کا کچھ حصہ یہ
ہے۔ "تمہارا برا ہو تم غم وحزن میں مبتلا رہو تم تو تیروں کا از خود نشانہ بنے ہوئے ہو
تمہیں ہلاک و تاراج کیا جا رہا ہے مگر تمہارے قدم حملے کے لئے نہیں اُٹھتے وہ تم
سے لڑ بھڑ رہے ہیں اور تم جنگ سے جی چراتے ہو اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور
تم راضی ہو اگر گرمیوں میں تمہیں جنگ کی طرف بلاتا ہوں تو کہتے ہو سخت گرمی

ہے مہلت دو کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے اور اگر سردیوں میں چلنے کا کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہے اتنا ٹھہر جاؤ کہ موسم سرما گزر جائے۔ یہ سب بچنے کی باتیں ہیں جب تم سردی گرمی سے اتنا بھاگتے ہو تو خدا کی قسم تلواریں دیکھ کر تو اور زیادہ بھاگو گے اے مردوں کی شکل میں نامردو تمہاری عقلیں بچوں کی سی اور سمجھ پردہ نشیں عورتوں کی مانند ہے میں تو یہی چاہتا تھا کہ نہ تم کو دیکھتا اور نہ تم سے جان پہچان ہوتی ایسی شناسائی جو ندامت کا سبب بنی ہے اور رنج و غم کا موجب بنی ہے اللہ تمہیں مارے تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا ہے اور میرے سینے کو غیظ و غضب سے چھلکا دیا ہے تم نے میری بار بار نافرمانی کر کے اتنا غم و حزن پلایا کہ میری تدبیر و رائے تباہ کر دی اب قریش کہتے ہیں علی ہے تو مرد شجاع لیکن جنگ کے طور طریقوں سے واقف نہیں...... اس کی کیا رائے جس کی بات نہ مانی جائے۔" (ص ۱۶۷۔۱۶۸)

بھائیو! عقیدہ عصمت اور لازمہ بشری "لغزش و خطا" سے پاکدامنی کے عقیدہ پر نظر ثانی کریں حضرت علیؓ تو یہ عقیدہ نہیں رکھتے۔ وہ (خطبہ صفین ص ۲۱۴ ص ۶۰۷) کے مطابق مخلصین کے اچھے مشورے ماننے پر تیار ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کبھی ان قاتلان عثمان کو ساتھ نہ ملاتے آج نقصان اُٹھا کر نہ پچھتاتے اور نہ یہ فرماتے کاش تمہیں نہ دیکھتا نہ بلاتا۔" ان چالاک زبان درازوں کے، بقولِ مورخین ابن کثیر وغیرہ۔ مشورے ماننے پر مسلم کشی کے حادثات پیش آئے اور آپ سے بہت کم معاویہؓ کی سیاسی گڈی پروان چڑھ گئی ہم مسلمانوں کا کیا قصور ہے؟ اپنی خطایا سے توبہ کرو مسلمانوں سے مل جاؤ ملک کو امریکہ سے آزاد کراؤ۔

﴿۱۶﴾ قرآن وسنت کے مخالفوں کی مذمت:

مجھے حیرت ہے ان فرقوں کی خطاؤں پر جو اپنے دین کی دلیلوں میں اختلاف پیدا کر رہے ہیں (کہ قرآن تو بدلہ ہوا ہے سنت پر عمل تو حضور کے

زمانے میں تھا اب تو امامت کا دور ہے پوری امت کا اتفاق واجماع تو گمراہی ہے ہر گاؤں کا مجتہد اپنی پیروی کرائے۔) جو نہ نبی کے نقش قدم پر چلتے ہیں نہ وصی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ غیب پر ایمان لاتے ہیں نہ عیب سے دامن بچاتے ہیں مشکوک ومشتبہ چیزوں پر ان کا عمل ہے (دین ونجات صرف شرک و بدعت اور مسلم دشمنی کی رسوم میں رکھ دی ہے) اپنی خواہشوں کی راہ پر چلتے پھرتے ہیں جس چیز کو وہ اچھا سمجھیں ان کے نزدیک بس وہ اچھی ہے اور جس بات کو وہ برا جانیں ان کے نزدیک بس وہ بری ہے مشکل گتھیوں کو سلجھانے کے لئے اپنے نفسوں پر اعتماد کرلیا ہے گویا ہر شخص خود اپنا امام ہے۔" (خطبہ ص ۸۶ ص ۲۶۴ مترجم)

﴿۱۷﴾ قرآن وسنت چھوڑنے سے دین کی بربادی:

خطبہ ۹۶ پر ہے کہ خدا کی قسم وہ ہمیشہ یونہی رہیں گے اور کوئی اللہ کی حرام کی ہوئی چیز ایسی نہ ہوگی جسے وہ حلال نہ سمجھ لینگے اور ایک بھی عہد و پیمان ایسا نہ ہوگا جسے وہ توڑ نہ ڈالیں گے۔ یہاں تک کوئی اینٹ پتھر کا گھر اور اون کا خیمہ ان کے ظلم کی زد سے محفوظ نہ رہے گا اور ان کی بری طرز نگہداشت سے لوگوں کا اپنے گھروں میں رہنا مشکل ہو جائے گا یہاں تک کہ دو قسم کے رونے والے بن جائینگے ایک دین کے لئے رونے والا (کہ لوگ توحید وسنت کے خلاف ہوکر کیوں بداعمالیاں کررہے ہیں) اور ایک دنیا کے لئے (کہ ہائے تھوڑی کمائی ہے) یہاں تک کہ تم میں سے جو اللہ کا زیادہ اعتقاد رکھے گا اتنا ہی وہ تکلیفیں زیادہ اُٹھائے گا۔ اس صورت میں اگر تم سلامت رہو تو خدا کا شکر ادا کرو دین قبول کرو اور اگر آزمائش میں پڑ جاؤ تو صبر کرو نیک انجام تو پرہیزگاروں کا ہے۔) (ص ۳۰۳)

﴿۱۸﴾ جس امام کو تم نے دھوکہ دیا اس نے بڑا خسارہ پایا:

"جو تم کو مدد کے لئے پکارے اس کی صدا بے وقعت (یا علی مدد کہینگے علی کی مدد ہرگز نہ کرینگے) جس کا تم جیسے لوگوں سے واسطہ پڑا ہو اس کا دل ہمیشہ بے

چین ہے حیلے حوالے ہیں ہی غلط سلط اور مجھ سے تاخیر جنگ کی خواہش کرتے ہو جیسے قرض نہ دینے والا قرض خواہ کو ٹالے ذلیل آدمی ذلت والی باتوں کی روک تھام نہیں کر سکتا اور حق تو بغیر کوشش کے نہیں ملا کرتا اس گھر کے بعد اور کونسا گھر ہے جس کی حفاظت کرو گے اور میرے بعد کس امام کے ساتھ ہو کر جہاد کرو گے؟ (امام حسن و حسینؑ کا بھی ساتھ نہ دیا باقی ۹ اماموں نے تو سیاست کرنی ہی چھوڑ دی تقیہ میں زندگی گزار دی۔) خدا کی قسم جس کو تم نے دھوکہ دیا اس کے فریب خوردہ ہونے میں کوئی شک ہی نہیں اور جسے تم جیسے لوگ ملے ہوں تو اس کے حصہ میں وہ تیر آتا ہے جو خالی (وار نہ کر سکنے والا) ہوتا ہے...... خدا کی قسم اب میری کیفیت تو یہ ہے کہ نہ میں تمہاری کسی بات میں تصدیق کر سکتا ہوں اور نہ تم سے نصرت کی آس باقی ہے اور نہ تمہاری وجہ سے دشمن کو دھمکی دے سکتا ہوں تمہیں کیا ہو گیا تمہارے مرض کا علاج کیا ہے؟ اس قوم (اہل شام) کے افراد بھی تو تمہاری شکل و صورت کے مرد ہیں۔ کیا باتیں ہی باتیں رہیں گی جانے بوجھے بغیر، اور غفلت و مدہوشی رہے گی تقویٰ پرہیز گاری کے بغیر اور ناحق لالچ رہے گی؟

(خطبہ ۲۹ ص ۱۷۲۔۱۷۳)

﴿۱۹﴾ مہاجرینؓ و انصارؓ تمہاری مدد نہ کرینگے:

خطبہ ۱۹۰ قاصعہ میں ان منافقوں کی بڑی مذمت ہے۔ مثلاً (۱) مہاجرین انصار اور جبریل و میکائیل تو تمہاری مدد نہ کرینگے تم خود کو اپنی تلواروں سے اٹھنا پڑے گا۔۲۔ تم نے اسلام کی پابندیاں توڑ دیں اور اس کی حدیں بیکار کر دیں اور اس کے احکام ختم کر دیئے۔۳۔ یہ جان لو کہ تم خدائی احکام چھوڑ کر صحرائی بدو بن گئے باہمی دوستی کے بعد پھر مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہو اسلام سے تمہارا تعلق برائے نام رہ گیا ہے چند ظاہری لکیروں کے سوا تمہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ (ص ۵۴۲) ایمان کی صرف رسم پہچانتے ہو (جیسے آج بھی فرائض و واجبات کے

تارک ہو کر فخر یہ کہتے ہیں ہم تو ہیں ہی مومن بخشے بخشائے۔)

﴿۲۰﴾ کل تمہارا امیر تھا آج مامور ہوں:

تحکیم کے بعد ساتھیوں کے پیچ و تاب کھانے پر فرمایا۔ خطبہ ۲۰۶ ص ۵۸۴) ''اگر تم جمے رہتے تو جیت تمہاری تھی مگر اس کا کیا علاج کہ میں کل تک تمہارا امیر اور امر و نہی کا مالک تھا۔ اور آج تمہارا مامور ہو چکا ہوں (تمہاری بات مجبوراً مانتا ہوں اپنی نہیں منوا سکتا) کل تمہیں منع کیا کرتا تھا آج تم مجھے منع کرتے ہو تم نے دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے تو اب میرے بس میں نہیں کہ تمہیں تمہاری ناپسندیدہ بات (آخرت کے اعمال) پر مجبور کروں۔

﴿۲۱﴾ اپنے نافرمانوں کو ڈانٹ ڈپٹ:

اے غافلو! جن کی طرف سے میں غافل نہیں ہوں اے (مجھے) چھوڑنے والو جن کو نہیں چھوڑا جائے گا تعجب ہے کہ میں تمہیں ایسا دیکھتا ہوں کہ تم اللہ سے دور ہٹتے جا رہے ہو اور دوسروں کی طرف شوق سے بڑھ رہے ہو گویا تم بغیر چرواہے کے اونٹ ہو اور اسے ہلاک کرنے والی چراگاہ اور تباہ کرنے وال گھاٹ پر لایا جا رہا ہو تو تم ان چوپاؤں کے مانند ہو جنہیں چھریوں سے ذبح کرنے کے لئے چارہ دیا جا رہا ہو کہ انہیں معلوم نہ ہو کہ اس اچھے برتاؤ سے مقصد کیا ہے۔ یہ جانور تو پورے دن کو اپنا زمانہ جانتے اور پیٹ بھر لینے کو اپنا کام سمجھتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں کہ تمہارا ہر فرد کہاں سے آیا ہے اسے کہاں جانا ہے اور اس کے پورے حالات کیا ہیں۔

لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تم مجھ میں (کھو کر) پیغمبر سے کفر اختیار کر لو گے البتہ میں اپنے مخصوص دوستوں کو یہ چیزیں ضرور پہنچاؤں گا جن کے بھٹک جانے کا اندیشہ نہیں ہے اس ذات کی قسم جس نے پیغمبر کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور ساری مخلوقات پر منتخب فرمایا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے تم میں سے ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت نجات پانے والوں کی نجات اور اس امر (خلافت) کے انجام کی خبر دی ہے۔ (ثلاثہ پر اتفاق مجھ پر اختلاف کے انجام کی خبر دی ہے) ص ۴۶۸

﴿۲۲﴾ مجھے تلوار کے ہزار وار کھانا بستر پر موت سے آسان ہے:

جنگ میں اپنے ساتھیوں کو ابھارتے ہوئے فرمایا "اپنے کمزور ساتھی کی مدد کرو اور اسے بچاؤ جیسے خود اپنا تحفظ کرتے ہو بیشک موت تیزی سے ڈھونڈنے والی ہے، نہ ٹھہرنے والا اس سے بچ کر نکل سکتا ہے نہ بھاگنے والا اسے عاجز کر سکتا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں ابن ابی طالب کی جان ہے کہ بستر پر اپنی موت مرنے سے تلوار کے ہزار وار کھانا مجھے آسان ہیں۔ اسی خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے۔

گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم شکست و ہزیمت کے وقت اس طرح کی آوازیں نکال رہے ہو جس طرح سوسماروں (گوہوں) کے اژدہام کے وقت ان کے بدنوں کے رگڑنے کی آواز ہوتی ہے۔ نہ تم اپنا حق لیتے ہو اور نہ توہین آمیز زیادتیوں کی روک تھام کر سکتے ہو تمہیں راستے پر کھلا چھوڑ دیا گیا ہے (جدھر چاہتے ہو بھاگ جاتے ہو) نجات اس کے لئے جو اپنے کو جنگ میں جھونک دے اور جو سوچتا ہی رہ جائے اس کے لئے ہلاکت تباہی ہے۔ (خطبہ ۱۲۱ ص ۳۵۳)

﴿۲۳﴾ خوارج سے کلام:

تم پر سخت آندھیاں آئیں اور تم میں کوئی اصلاح کرنے والا باقی نہ رہے کیا میں اللہ پر ایمان لانے اور رسول اللہ کے ساتھ ہو کر جہاد کرنے کے بعد اپنے اوپر کفر کی گواہی دے سکتا ہوں؟ پھر تو میں گمراہ ہو گیا تم اپنے پرانے بدترین ٹھکانوں کی طرف لوٹ جاؤ اور ایڑھیوں کے بل پھر جاؤ (مرتد ہو جاؤ) یاد رکھو کہ تمہیں میرے بعد چھا جانے والی ذلت اور کاٹنے والی تلوار سے دو چار ہونا ہے (چنانچہ حضرت

معاویہؓ نے ان کو یہ ذلت اور تلوار کی کاٹ دکھائی۔) (خطبہ ۵۸ ص ۶۱۳)

مفتی جعفر بھی لکھتے ہیں۔ ''تاریخ شاہد ہے کہ امیر المومنین کے بعد خوارج کو بری طرح کی ذلتوں اور خواریوں سے دوچار ہونا پڑا چنانچہ زیاد بن ابیہ۔ عبید اللہ بن زیاد و (امیر معاویہؓ کی حکومت میں) مصعب بن زبیر حجاج بن یوسف اور مہلب بن ابی صفرہ نے انہیں صفحہ ہستی سے نابود کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔''

(ص ۲۱۴ زیر خطبہ ۵۸)

مگر انتہائی تعجب ہے کہ ان بدعقیدہ، علی و اصحاب رسول کے دشمنوں کو رضی نے (معاذ اللہ) معاویہ سے اچھا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

﴿۲۴﴾ چنانچہ اگلے خطبہ ۵۹ میں رضی صاحب خوارج کی مذمت و مدح میں یہ دو قول آپ سے نقل کرتے ہیں۔

''جب آپ نے خوارج سے جنگ کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ نہروان کا پل عبور کر کے ادھر جا چکے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ان کے گرنے کی جگہ تو پانی کے اسی طرف ہے خدا کی قسم ان میں سے دس بھی بچ کر نہ جاسکیں گے اور تم میں سے دس بھی ہلاک نہ ہونگے۔''

اس پر سید رضی آپ سے یہ نقل کرتے ہیں۔

''جب خوارج مارے گئے تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ سب کے سب ہلاک ہو گئے تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں ابھی تو وہ مردوں کی صلبوں اور عورتوں کے شکموں میں موجود ہیں جب بھی ان میں کوئی سردار ظاہر ہوگا تو اسے کاٹ کر رکھ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کی آخری فردیں چور اور ڈاکو ہو کر رہ جائینگی۔

انہی خوارج کے متعلق فرمایا ''میرے بعد خوارج کو قتل نہ کرنا اس لئے کہ جو حق کا طالب ہو اور اسے نہ پا سکے وہ ویسا نہیں ہے کہ جو باطل ہی کی طلب میں ہو اور پھر اسے بھی پالے سید رضی کہتے ہیں کہ اس سے مراد معاویہ اور اس کے ساتھی

ہیں۔'' (ص ۲۱۵)

﴿۲۵﴾ ایک شبہ کا ازالہ:

تعجب ہے کہ خوارج کا حق کو طلب کرنا کیا تھا؟ اگر یہی تھا کہ حضرت عثمان کو شہید کر کے حضرت علیؓ کو حکومت دلانا تھا تو وہ حق پالیا۔ پھر خطا کیسی؟ اور اگر ان الحکم الا للہ امامت منصوص من اللہ کا آج کے حبداروں کی طرح عقیدہ تھا کہ امام خدا ہی مقرر کرتا اور بناتا ہے عوام کے ۱۰۰ بٹہ ووٹوں سے بھی نہیں بنتا۔ پھر علیؓ کو اپنا ہم عقیدہ نہ جان کر پارٹی سے الگ (خارجی) ہو جانا (شیعہ عقیدہ میں بھی) حق ہے۔ تو علی بھی اس حق کو نہیں مانتا پھر خوارج کو طلب صواب میں خاطی اور امیر معاویہ کو طلب باطل میں برا کہنے کا کیا معنی ہے؟ حالانکہ سب تاریخوں کے اتفاق سے حضرت امیر معاویہ حضرت علیؓ کی بیعت حقہ کر کے اپنے مفتوحہ صوبہ شام میں خلفاء ثلاثہ کے دور کی طرح پر امن خلیفہ شام برقرار رہنا ہی چاہتے تھے۔
(البدایہ ابن اثیر طبری ابن خلدون نہج البلاغہ حق الیقین ص ۴۴۹ وغیرہ)

یہ کوئی طلب باطل بات نہ تھی۔ پھر واقعہ صفین تحکیم اور خوارج کے فسادات کے بعد پورے ملک میں امن و امان برقرار رکھنے کے لئے خود مختار خلافت کی آرزو اور کوشش شروع کر دی تو یہ بھی باطل کی طلب نہ تھی۔ حضرت علیؓ خوارج ہی کو تنبیہ کر کے فرماتے ہیں۔ کہ لوگوں کے لئے بہر حال نیک یا بد ایک حاکم ہونا ضروری ہے۔ جو امن قائم کر کے لوگوں سے خراج وصول کرے مقدمات کے فیصلے کرے۔ (نہج البلاغہ) پھر حضور علیہ السلام نے جنگ جمل وصفین کی تو تعریف نہ کی تھی ہاں خوارج سے جنگ میں حضرت علی کی تعریف و کامیابی ذکر فرما دی کہ ان دین سے خارجوں کے ساتھ وہ خلیفہ جنگ کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا (بخاری و مسلم) تبھی تو معاویہ کو خوشخبری سنا دی۔'' اگر تو حاکم بنے تو انصاف قائم کرنا۔'' اور علی نے اپنے صاجزادے حسنؓ سے فرمایا ''بیٹا معاویہ کی

حکومت سے کراہت نہ کرنا اگر تم نے ان کو گنوا دیا تو حالت یہ ہوگی کہ جیسے حنظل کاٹ کاٹ کر پھینکے جاتے ہیں اس طرح سر کندھوں سے کٹ کٹ کر گریں گے۔ (طبری ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۸۳ وغیرہ۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے بر سر منبر حسنؓ کے متعلق فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے گا۔ (بخاری ترمذی وغیرہ)

اور انتہائی متعصب شیعہ ابن قتیبہ الامامۃ والسیاسۃ ج۱ ص ۱۷۴ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے امام حسنؓ سے فرمایا۔

''خدا کی قسم اگر پہاڑوں اور درختوں کے جنگلوں جیسی بڑی قوت بھی معاویہ کے مدمقابل آ گئی تو بھی وہ کامیاب ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کو ٹالنا ممکن ہے نہ اس کے ارادہ کو پلٹنا کسی کے بس میں ہے۔ (بحوالہ خلفاء راشدین ص ۳۵۳ مترجم سعید الرحمٰن علویؒ) میں بار ہا نہج البلاغہ کے خطبات در مذمت منافقین نقل کر چکا ہوں ''کہ اہل شام اور معاویہ تم سے حکومت لے لینگے۔ کیونکہ تم میرے نافرمان ہو اور وہ معاویہؓ کے تابعدار ہیں تم شورشیں پھیلاتے ہو وہ اپنے ملک میں امن بحال رکھتے ہیں۔'' وغیرہ

لہٰذا سید رضی کا امیر معاویہؓ کو بر باطل کہنا ایک سیاسی تعبیر تو ہے مگر حقائق سے اس کا کوئی تعلق نہیں (خصوصاً بیعت حسن کے بعد) تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۲۳ اسـ ۴۱ھ کے حالات میں ہے کہ معاویہ کو شام میں امیر کہا جاتا تھا تو علیؓ کی شہادت کے بعد معاویہ کو امیر المومنین کہا جانے لگا۔''

﴿۲۵﴾ آپ کی بیعت پر ان کا ہجوم اور خطرہ:

خطبہ ۵۴ ص ۲۰۹ پر فرماتے ہیں۔

''وہ اس طرح بے تحاشا میری طرف (بیعت کرنے) لپکے جس طرح پانی کے دن وہ اونٹ ایک دوسرے پر ٹوٹتے ہیں کہ جنہیں ان کے ساربان نے

پیروں کے بندھن کھول کر کھلا چھوڑ دیا ہو یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ یا تو مجھے مار ڈالیں گے یا میرے سامنے ان میں سے کوئی کسی کا خون کر دے گا۔ میں نے اس امر کو اندر باہر سے الٹ پلٹ کر دیکھا تو مجھے جنگ کے علاوہ کوئی صورت نظر نہ آئی یا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکام سے انکار کر دوں لیکن آخرت کی سختیاں جھیلنے سے مجھے جنگ کی سختیاں جھیلنا سہل نظر آیا اور آخرت کی تباہیوں سے دنیا کی ہلاکتیں میرے لئے آسان نظر آئیں۔"

تبصرہ:

راقم جیسے گناہگار کو یہاں سمجھ نہیں آ رہا۔ کہ لوگ اتنی شوق و محبت سے آپ کی بیعت کر رہے ہیں کہ امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے پھر حضرت علی اتنے پریشان ہیں کہ ایک طبقہ سے فوری جنگ کرنا چاہتے ہیں اور اسے اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اگر نہ کی تو گویا آخرت کی سختیاں اور عذاب گلے پڑ جائیگا۔ پھر دنیوی تکلیف سہہ کر جنگ کی ہی ٹھانی۔ ممکن ہے الگ الگ نظریہ رکھنے والے دو گروہ حضرت علیؓ کی وجہ پریشانی الگ الگ اور متضاد بتائیں۔

﴿۱﴾ ایک یہ کہ حضرت طلحہ و زبیر کے بیعت نہ لینے کے بعد قاتلان عثمان کے لیڈر مالک بن ابراہیم اشتر نخعی کی بازار ہی میں آپ کی بیعت پر سبقت (مہاجرین و انصارؓ نے تو مسجد میں بلا کر پر امن باوقار بیعت کی تھی) اور اس کے ہزار بھر سبائیوں کے ہجوم کی بیعت میں بد امنی اور بدتمیزی کرنے والوں کی رائے ہو کہ ہم نے معاویہ طلحہ زبیر عائشہ (رضی اللہ عنہم) سے لڑنا لڑانا ہے۔ جو آج بھی ایک فرقہ یہی عقیدہ رکھتا ہے اور لاکھ بھر مسلمانوں کے قتل عام پر نازاں ہے۔

﴿۲﴾ مگر ہم ۹۵٪ قرآن و سنت کے پابند مسلمان جو انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم۔ بیشک مومن مسلمان تو سب بھائی بھائی ہیں تم ان دونوں

جماعتوں کے درمیان صلح کرا دو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے (پ ۲۶ ع ۱۳) پر ایمان رکھتے ہیں ہرگز اس نظریہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف نسبت نہیں کر سکتے بلکہ قرآن و سنت کے مطابق حضرت علی کی طرف سے یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ آپ ان ظالم قاتلوں سے بدلہ کی جنگ لڑنا چاہتے تھے اور نہ کر کے آخرت کے عذاب سے ڈر رہے تھے کیونکہ ملاحظہ فرمائیں یہ اللہ کے ارشادات ہیں۔ ا۔ اے ایمان والو جو (ناحق) قتل کئے گئے ہیں ان کے بارے میں تم پر قصاص واجب کیا گیا ہے۔ (مقبول ص ۳۱)

۲۔ اے صاحبان عقل حکم قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے تا کہ تم بچتے رہو۔ (پ۲ ع۶ مقبول ص ۳۱)

۳۔ اور جو شخص مظلوم قتل کیا جائے گا تو ہم ضرور اس کے وارث کو غلبہ دینگے پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے بیشک وہ مدد کیا گیا ہے۔ (۱۵ ع ۴ ص ۳۴۱ مقبول) احادیث نبوی ا۔ حضرت علی فرماتے ہیں (دربار رسالت میں لکھی ہوئی) ہماری کاپی میں ۳ مسئلے ہیں۔ دیت دینا قیدی چھڑانا اور مسلمان کو قتل نہ کرنا۔ (مشکواۃ ص ۳۰۰ باب قصاص)

۲۔ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کے قتل کے بدلے میں ۵ یا ۷ آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ جسے انہوں نے دھوکہ سے خفیہ قتل کیا تھا۔ (مشکوۃ ص ۳۰۲)

۳۔ کسی مسلمان کا قتل صرف ۳ وجہ سے جائز ہے۔ ا۔ اس نے کسی کو قتل کیا ہو۔ ۲۔ شادی شدہ زانی ہو۔ ۳۔ دین سے مرتد ہو کر مسلمانوں کو چھوڑ دے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۹۹) حضرت علیؓ نیک نیتی اور خدا خوفی کے باوجود ان قاتلوں نے کیوں نہ لڑ سکے ہم اس کی وجہ خطبہ ۱۶۶ میں واضح کر چکے ہیں۔ (کہ پھر وہ علیؓ کو اسی وقت قتل کر دیتے جیسے پھر خارجی بن کر قتل کر دیا)

﴿۲۶﴾ حضرت علیؓ کے دور کا معاشرہ:

ہم اہلسنت والجماعۃ حضرت علیؓ کے طرفدار اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ تھے اور ہیں۔ مگر کیا کریں قاتلین عثمان عبداللہ ابن سبا یہودی کے تابع فرمان لوگوں نے معاشرہ اسلامی ایسے بگاڑ دیا تھا۔ اور ہر وقت طالبین قصاص کے خلاف لوگوں کو ابھارتے جنگ کرتے تھے اتباع اسلام کی روح ختم کر دی تھی۔ ہمیں خطبہ نمبر۲۳ کے یہ الفاظ لکھتے ہوئے بھی شرم آ رہی ہے۔ ''خدا تم پر رحم کرے اس بات کو جان لو کہ تم ایسے دور میں ہو جس میں حق گو کم زبانیں صدق بیانی سے کند اور حق والے ذلیل وخوار ہیں یہ لوگ گناہ و نافرمانی پر جمے ہوئے ہیں۔ ظاہر داری اور نفاق کی بنا پر ایک دوسرے سے صلح وصفائی رکھتے ہیں۔ ان کے جوان بدخواہ کے بوڑھے گنہگاران کے عالم منافق اور ان کے واعظ چاپلوس ہیں نہ چھوٹے بڑوں کی تعظیم کرتے ہیں اور نہ مالدار فقیر و بے نوا کی دستگیری کرتے ہیں۔''

ہم تو روحانیت اور تصوف کے ۳ سلسلے حضرت علی ولی اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر رات دن جماعت رسول کی کردار کشی کرنے والوں کو ڈوب مرنا چاہیئے کہ آپ کے معاشرہ کو کس نے بگاڑا پھر آپ نے ان کو کیوں نیک نہ بنایا؟ روحانیت کا اثر کیوں نہ پڑا ؟

﴿۲۷﴾ دین کی طاقت کی تعریف اور اپنے ساتھیوں کی مذمت:

آپ اپنے فرمان کہ ''ہم حضور کے ساتھ ہو کر اپنے باپوں بیٹوں بھائیوں اور کنبہ کے لوگوں کو قتل کر دیتے تھے۔'' کے بعد فرماتے ہیں کہ جب اللہ نے ہماری (نیتوں کی) سچائی دیکھ لی تو اس نے ہمارے (عہد نبوت و خلافت راشدہ میں) دشمنوں (کافروں) کو ذلیل اور رسوا کیا اور ہماری نصرت و تائید فرمائی یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ پر جم گیا اور اپنی منزل پر برقرار ہو گیا۔''

(پتہ چلا کہ اپنے عہد میں جو آپ کو جنگوں سے واسطہ پڑا اور کامیابی نہ

ہوئی تو نہ وہ آپ کے اور خدا و رسول کے دشمن تھے نہ وہ جنگیں جہاد تھیں محض غلط فہمیاں اور سبائیوں کی سازشیں تھیں ورنہ عہد نبوت وصدیقی کی طرح اپنے مشن میں آپ کامیاب ہی ہوتے معاویہ اقتدار نہ پاتا۔) (پھر اپنے ساتھیوں سے فرماتے ہیں) خدا کی قسم ہم بھی تمہاری طرح (غداریاں) کرتے تو نہ کبھی دین کا ستون گڑھتا اور نہ ایمان کا تنا برگ و بار لاتا خدا کی قسم تم اپنے کئے کے بدلے میں (دودھ کے بجائے) خون دو ہو گے اور آخر تمہیں ندامت وشرمندگی اُٹھانا پڑے گی۔ (خطبہ ۵٦ ص ۲۱۱) (عہد نبوت کی طرح بالکل یہی مسلمانوں کی اور دین کی طاقت آپ نے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے دور کی بھی بتائی ہے)

﴿۲۸﴾ وَلِيَهُمْ وَالٍ فَاَقَامَ وَاسْتَقَامَ حَتّٰى ضَرَبَ الدِّيْنُ۔
بجرانہ (مہاجرین وانصار کا حاکم وہ (ابوبکر یا عمر علی اختلاف الشارحین) بنا جو خود دین پر قائم رہا اور (لوگوں) کو بھی قائم رکھا حتی کہ دین سینہ ٹیک کر بیٹھ گیا۔ (مضبوط ہو گیا) (نہج البلاغہ اقوال ۴٦۷ ص ۹۵۲)

اس کے برعکس اپنے دور کی پسماندگی اور شکست سبائیوں پر یوں ڈالتے ہیں اے لوگو! اگر تم حق کی نصرت وامداد سے پہلو نہ بچاتے اور باطل کو کمزور کرنے میں کمزوری نہ دکھاتے تو تمہارا دشمن تم پر دانت نہ رکھتا اور جس نے تم پر قابو پالیا وہ قابو نہ پاتا لیکن تم تو بنی اسرائیل کی طرح صحرائے تیہ میں بھٹک گئے اپنی جان کی قسم میرے بعد تمہاری پریشانی اور بڑھ جائیگی۔ کیونکہ تم نے حق کو پس پشت ڈال دیا اور قریبوں سے قطع تعلق کرلیا اور دور والوں سے رشتہ جوڑ لیا۔

(ص ۴۵۴۔۴۵۵)

ہلاک ہونے والے خوارج کے سرداروں کے نام:

مفتی جعفر حسین ان چند خارجی سرداروں کا ذکر کرتے ہیں جو بڑی طرح موت کے گھاٹ اتارے گئے۔

﴿۱﴾ نافع بن ازرق خوارج کا سب سے بڑا گروہ ازارقہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ سلام باھلی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

﴿۲﴾ نجدہ بن عامر خوارج کا فرقہ نجدات اس کی طرف منسوب ہے ابو فدیک خارجی نے اسے قتل کرا دیا۔

﴿۳﴾ عبداللہ بن اباض فرقہ اباضیہ اس کی طرف منسوب ہے۔ یہ عبداللہ بن محمد بن عطیہ کے مقابلہ میں مارا گیا۔

﴿۴﴾ ابوبہیس میصم بن جابر۔ فرقہ بہیسیہ اسی کی طرف منسوب ہے والی مدینہ عثمان بن جبان نے ہاتھ پیر کٹوا کرا سے قتل کرا دیا۔

﴿۵﴾ عروہ بن اُدیہ معاویہ کے عہد حکومت میں زیاد نے اسے قتل کیا۔

﴿۶﴾ قطری ابن فجاءة۔ طبرستان کے علاقہ میں سفیان بن ابرد کی فوج سے ٹکراؤ ہوا تو سورہ بن الجبر دارمی نے اسے قتل کیا۔

﴿۷﴾ شوذب خارجی سعید بن عمرو حرشی کے مقابلہ میں مارا گیا۔

﴿۸﴾ حوثرہ ابن وداع اسعدی۔ بنی طے کے ایک شخص کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

﴿۹﴾ مستورد بن عرفہ۔ معاویہ کے عہد میں مفضل بن قیس کے ہاتھ سے مارا گیا۔

﴿۱۰﴾ شبیب بن یزید خارجی دریا میں ڈوب کر مرا۔

﴿۱۱﴾ عمران بن حرب سراسبی جنگ دولاب میں مارا گیا۔

﴿۱۲﴾ زحاف بن طائی بنو طامیہ کے مقابلے میں مارا گیا۔

﴿۱۳﴾ زبیر بن علی سلیطی عتاب بن ورقاء کے مقابلے میں مارا گیا۔

﴿۱۴﴾ علی بن بشیر اسے حجاج نے قتل کروایا۔

﴿۱۵﴾ عبداللہ بن بشیر مہلب بن ابی صفرہ کے مقابلہ میں مارا گیا۔

﴿۱۶﴾ عبداللہ بن الماحوذ جنگ دولاب میں مارا گیا۔

﴿۱۷﴾ عبیداللہ ابن الماحوذ عتاب ابن ورقاء کے مقابلہ میں مارا گیا۔

﴿۱۸﴾ ابوالوازع۔ مقبرہ بن یشکر میں دیوار سے گرا کر ختم کر دیا گیا۔
﴿۱۹﴾ عبید اللہ بن یحییٰ کندی مروان بن محمد کے عہد میں ابن عطیہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ (نہج مترجم ص ۲۱۶ ۔ ۲۱۷)

یہ سب دشمنان علی خارجی بنوامیہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے۔ شیعہ ان کو اپنا گمراہ مذہبی بھائی جانتا ہے۔ مگر حضرت معاویہؓ و بنوامیہ کو اپنے بدترین دشمن مانتا ہے۔ ؎ تفو بر تو اے چرخ دوراں سند۔

غدار اور بے وفاؤں کے متعلق فرمایا:

میں تم سے ہمیشہ غداری بے وفائی ہی کے نتائج کا منتظر رہا اور فریب خوردہ لوگوں کے سے رنگ ڈھنگ کے ساتھ تمہیں بھانپ لیا تھا اگر چہ دین کی نقاب نے مجھ کو تم سے چھپائے رکھا لیکن میری نیت کے صدق و صفا نے تمہاری صورتیں مجھے دکھادی تھیں میں بھٹکانے والی راہوں میں تمہارے لئے جادۂ حق پر کھڑا تھا جہاں تم ملتے ملاتے تھے مگر کوئی راہ دکھانے والا نہ تھا تم کنواں کھودتے تھے مگر پانی نہیں نکال سکتے تھے آج میں نے اپنی اس خاموش زبان کو جس میں بڑی بیان کی قوت ہے گویا کیا ہے اس شخص کی رائے کے لئے دوری ہو جس نے مجھ سے کنارہ کشی کی جب سے مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے کبھی اس میں شک وشبہ نہیں کیا۔'' (خطبہ ۴ مترجم) اور خطبہ ۳۴ میں ہے۔'' تم ان نافرمان اونٹوں کی طرح ہو کہ ان کو ایک طرف سے سمیٹو تو دوسری طرف تتر بتر ہو جائینگے خدا کی قسم تم جنگ کے شعلے بھڑکانے کے لئے بہت برے ثابت ہوئے'' پتہ چلا مسلمانوں سے لڑانے والے یہی شریر تھے حضرت علی محکوم اور بے بس ہو گئے تھے۔

گاؤں گاؤں کے مختلف جعفری مجتہد و مفتی کیا ہیں؟

خطبہ ۱۱۸ اپنی اختلاف رائے کے مجتہدوں و مفتیوں کے رد میں ہے۔'' فتاویٰ میں علماء کے مختلف الآرا ہونے کی مذمت میں فرمایا'' جب ان میں سے کسی ایک

کے سامنے کوئی معاملہ فیصلہ کے لئے پیش ہوتا ہے تو وہ اپنی رائے سے حکم لگا دیتا ہے پھر وہی مسئلہ بعینہ دوسرے کے سامنے پیش ہوتا ہے تو وہ اس پہلے حکم کے خلاف حکم دیتا ہے۔ پھر یہ تمام کے تمام قاضی اس اپنے خلیفہ کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انہیں قاضی بنا رکھا ہے تو وہ سب کی رایوں کو صحیح قرار دیتا ہے حالانکہ ان کا اللہ ایک نبی ایک اور کتاب ایک ہے (انہیں غور تو کرنا چاہئے) کیا اللہ نے ان کو اختلاف کا حکم دیا تھا اور یہ اختلاف کر کے اس کا حکم بجالاتے ہیں یا اس نے تو حقیقتاً اختلاف سے منع کیا ہے۔ اور یہ اختلاف کرنے والے عمداً اس کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں یا یہ کہ اللہ نے دین کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اور ان سے تکمیل کے لئے ہاتھ بٹانے کا خواہش مند ہوا تھا یا کہ یہ اللہ کے شریک تھے کہ انہیں اس کے احکام میں دخل دینے کا حق ہو اور اس پر لازم ہو کہ وہ اس پر رضا مند ہو۔ یا یہ کہ اللہ نے تو دین کو مکمل اتارا تھا مگر اس کے رسول نے اس کے پہنچانے اور ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی۔ جبکہ اللہ نے قرآن میں تو یہ فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کسی چیز کے بیان کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں ہر چیز کا بیان واضح کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ قرآن کے بعض حصے بعض کی تصدیق کرتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ارشاد ہے "کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کا بھیجا ہوا ہوتا تو تم اس میں کافی اختلاف پاتے اور یہ کہ اس کا ظاہر خوشنما اور باطن گہرا ہے نہ اس کے عجائبات مٹنے والے اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں ظلمت و جہالت کا پردہ اس سے چاک کیا جاتا ہے۔ ص ۱۴۶۔۱۴۷

ایسے خطبات یار لوگ فروعات میں آئمہ اربعہ مجتہدین کے اختلافات پر خوب پیش کرتے اور برستے رہتے ہیں۔

﴿۳۱﴾ مگر وہ پہلے اپنے گھر کی بھی خبر لے لیا کریں وہ کون سا مسئلہ ہے جس میں شیعہ کے آئمہ معصومین متفق ہوں اور ایک دوسرے سے اختلاف نہ رکھتے ہوں جن کے ہر اختلافی مسئلہ پر علامہ طوسی۔ اصول اربعہ کے

سب سے بڑے آخری مصنف المتوفی ۴۶۰ھ نے ''الاستبصار فیما اختلف فیه من الاخبار ضخیم چار جلدوں میں لکھی ہے۔

﴿۳۲﴾ پھر کسی حدیث کو غلط موضوع اور ضعیف تو نہیں کہتے ہاں ہر مسئلہ کی دوسری اور متضاد احادیث کے متعلق بار بار یہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے۔ امام باقر نے جعفر کے خلاف اور جعفر نے باقر کے خلاف تقیہ کیا ہے۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں غیر مذکور یا زمانے میں تاخیر اور منسوخ ہونے اور راوی کو صحیح معلوم نہ ہونے کی وجہ سے دیانۃً اختلاف احادیث ممکن ہے نئے مسئلہ میں اجتہاد مختلف ہو تو ہر ایک کو اپنے علم پر عمل کرنا لازم ہے۔ جیسے سمت قبلہ میں مسافروں کا اختلاف ہو جائے مقامی آدمی بتانے والا نہ ہو تو ہر ایک اپنی سوچ کے مطابق مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں گے اور خدا کے فرمان ''تم جدھر بھی منہ کر کے نماز پڑھو گے اسی طرف اللہ ہوگا (نماز ہر ایک کی درست ہوگی) آئمہ اربعہ کا اختلاف۔ قرآن وسنت اور اجماع نہ ملنے کی وجہ سے۔ اسی نوعیت کا ہے

مصر کے نکلنے اور محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت پر صدمہ:

میں آپ نے فرمایا۔ نوٹ: شام کے سوا تمام ممالک ۳ سال تک حضرت علی کے قبضے میں رہے۔ یہاں کے گورنر انتہائی مدبر اور دور اندیش حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ صحابی تھے۔ یہاں خربتا کے صوبہ میں عثمان کے حامی اور سبائیوں کے دشمن بھی بہت تھے قیس نے ان کو خوش اور قابو میں رکھا ہوا تھا امیر معاویہ بھی ان کی تعریف کر دیتے تھے کہ ہمارے سیاسی حامیوں کو خوش رکھا ہوا ہے سبائی در اصل منافق اور علیؓ کی حکومت کے بھی دشمن تھے آپ کے کان بھرے کہ قیس معاویہ سے مل چکا ہے۔ حضرت علی نے اشتر و محمد بن ابی بکر کی شکایت پر آپ کو معزول کر دیا۔

محمد نے آتے ہی اہل خربتا کے وظائف بند کر کے لڑائی چھیڑ دی انہوں نے پڑوسی ملک شام سے امداد مانگی تو امیر معاویہؓ نے عمرو بن العاص فاتح مصر کو صرف چار ہزار فوج کے ساتھ بھیجا مصر بآسانی فتح ہو گیا علی کا لشکر امداد کرنے نہ آیا تو حضرت علیؓ دکھی نے اپنے سبائی لشکر پر یہ اظہار غم فرمایا۔ ''کہ کچھ بادل نخواستہ آئے کچھ حیلے بہانے کرنے لگے اور کچھ نے جھوٹ، بہانہ کر کے تعاون نہ کیا میں تو اب اللہ سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے ان کے ہاتھوں سے جلدی چھٹکارا دے خدا کی قسم اگر دشمن سے مجھے شہادت کی تمنا نہ ہوتی تو میں ان کے ساتھ ایک دن بھی رہنا پسند نہ کرتا اور انہیں ساتھ لے کر کبھی دشمن سے جنگ کو نہ نکلتا۔'' (مکتوب نمبر ۳۵ نہج ص ۷۲۵)

حضرت علیؓ کے غدار نافرمان موذی یہ منافقین کون تھے؟

قارئین کرام! اول و آخر ہدایات اور نور ایمان سے لبریز اس کتاب میں منافقوں کا تعارف پڑھ کر آپ دکھی تو بہت ہوئے ہونگے معذرت خواہ ہوں۔ مگر آپ باب ہفتم پھر غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ جن نام کے حبداروں اور مومن کہلانے والوں نے حضرت محبوب المسلمین علی شیر بہادر کو پونے پانچ سال پوری خلافت میں پریشان کئے رکھا اور کسی بھی اچھے مشن میں کامیاب نہ ہونے دیا بقول خود ''ذوالفقار حیدری بے نیام ہوگئی۔'' لاکھ سے زائد مسلمان گاجر مولی کی طرح کٹوا دیئے۔ ''بددعائیں لیں'' تمہیں ہدایت کی توفیق نہ ہو نہ سیدھی راہ دیکھنا نصیب ہو وغیرہ (خطبہ ص ۱۱۷ ص ۱۴۶)

آج تک ان کی یہی حالت ہے کہ قرآن کریم سنت و احادیث نبوی اور اہل بیت کے عقائد و اعمال صالح ہرگز نہیں اپنائینگے کسی نیک عمل اور نظریہ سے ان کی پہچان نہیں ہوگی بس ماتم تبرا تقیہ متعہ نشہ اور مسلمان دشمنی کے چھ امتیازات ہی ان کی پہچان ہیں بولیں گے تو حضرت عثمان کے خلاف آواز اُٹھائیں گے اور آپ کے قاتلوں سبائیوں بلوائیوں کو ہی اپنے مذہب کا بانی اور ہیرو مانیں گے۔ کیونکہ

یہی تو حضرت علیؓ پر ایسے سوار ہوئے کہ آپ کو مجبوراً مسلمانوں کے قصاص عثمان کے مطالبہ پر کہنا پڑا۔'' میں ان سے کیسے بدلہ لوں کہ یہ تو ہمارے مالک بن گئے ہماری ملکیت میں نہیں رہے۔'' خطبہ ١٦٦ یعنی ہم کو ان کی بات (مسلم کشی والی) مجبوراً ماننی پڑتی ہے۔ ورنہ خود مجھے عثمان کی طرح قتل کر دینگے۔

(خطبہ ۳۵ ص ١٨٩ نہج البلاغہ مترجم)

ہم ان سے اپنی نہیں منوا سکتے کہ سب مسلمانوں کو متحد کر کے ان پر حکومت کروں۔ دراصل فتوح البلدان بلاذری کے بیان کے مطابق ایران و کسریٰ کی تباہ شدہ حکومت کے یہ وہ پانچ ہزار افسران بالا ہیں جو بظاہر مسلمان ہو کر عراق میں عبداللہ ابن سبا یہودی یمنی سے مسلم دشمنی کی خاص تربیت پا کر حضرت عثمان کے گورنروں پھر آپ کی حکومت اور ذات کے خلاف تحریک چلائی پھر آپ کو مدینہ میں تلاوت قرآن کرتے ہوئے مظلوماً شہید کر ڈالا پھر سزا سے بچنے کے لئے گو حکومت کی بندوق آپ کے کندھے پر رکھ کر مسلمانوں پر چلا دی اور آج تک اس کارنامہ پر فخر کرتے آ رہے ہیں مگر ذرا عقل و عرفان اور ایمان کی پہچان سے سوچیئے کہ حضرت علی کو ان اپنے شیعوں سے فائدہ کیا ملا؟ اسلام اور مسلمانوں کو کتنا آرام اور سکھ چین نصیب ہوا۔ حضرت علیؓ نے ان کا تعارف کیا کرایا اور ان کی خدمات کو کیا خراج تحسین پیش کیا اور کن دعاؤں سے نوازا؟ مظلوم و مقہور علیؓ کے یہ بیسوں خطبات پھر سے پڑھیئے اور مذہب شیعہ پر ماتم کیجئے۔ حضرت حسن وابن عباسؓ۔ حضرت علی کے اپنے بیٹے اور بھائی تھے ان سے بہتر اور خیر خواہ حضرت علی اور آپ کی اسلامی حکومت کا کون ہوگا۔ انہوں نے بار بار مشورہ دیا کہ ان پر اعتماد نہ کریں علیحدہ رکھیں۔ امیر معاویہ اور سابقہ افسروں کو معزول نہ کریں بلا کر بیعت لیں پھر جو چاہیں کریں۔ (طبری) طلحہؓ و زبیرؓ بھی آپ کے جگری دوست تھے۔ آپ کی بیعت کی پھر تعاون کے لئے بصرہ و کوفہ کا انتظام اس لئے مانگا کہ قاتلین و فسادی زیادہ ان ہی شہروں کے ہیں۔ ان کو گرفتار کر کے آپ کی حکومت

کو مستحکم کر دیں گے مگر افسوس کہ سبائیوں نے ۵ ماہ بعد ان کو دربار سے نکال دیا۔ مالی خیانت کا الزام لگا کر ابن عباس کی بصرہ سے حکومت ختم کرادی آپ کے غریب بھائی عقیل کو بیت المال سے کچھ نہ دلا کر دور کر دیا۔ امام حسنؓ سے آج بھی دل میں اس لئے نفرت ہے کہ اس نے فرمان رسول کے مطابق امیر معاویہؓ سے صلح وبیعت کر کے ہماری اور اپنی ناک کیوں کاٹ دی ہمارا منہ کالا کر کے کیوں ذلیل کر دیا (جلاء العیون) پھر ہمارے حملے سے لشکر معاویہؓ نے اسے بچا کیوں لیا ورنہ پھر امام حسینؓ کی طرح اس کی شہرت کرتے اس طبقہ کی اپنے اماموں سے غداریاں سب کے سامنے ہیں۔ ہمارے شیعہ لوگ محب اہلبیتؓ کے ان اصلی دشمنوں کو پہچان کر ان سے تبرا کر لیں۔ صحابہ اور مسلمانوں سے مل جائیں اہل بیت کے تابعدار بنیں تو ہم ان کو گلے لگالینگے انشاء اللہ آج ترقی یافتہ دور ہے تعلیم عام ہونے کی وجہ سے شہروں دیہاتوں میں جدی پشتی اور قبائلی دشمنیاں ختم ہو رہی ہیں کنوؤں نہیں ٹیوب ویلوں سے زمینیں سیراب ہو رہی ہیں۔ آہنی ہلوں ٹریکٹروں اور کھادوں سے دوگنی چوگنی یا سال میں دو دو فصلیں حاصل کی جا رہی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سراج منیر اور آفتاب ہدایت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ماننے والی مسلم قوم دنیا کی آبادی کا ۱/۵ صرف ۱۵۰ کروڑ ہے۔ وہ بھی دست بگریباں ہے۔ کہ پانچ انگلیوں کے سوا۔ اہل بیت نبوی۔ صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کو بھی ایمان کی دولت اور اسلام کی ہدایت نہ ملی یہ ایمان و ہدایت صرف آل رسول کے قاتلوں اور جنسی نفع کے تاجروں کا مقدر ہے۔ فوا آسفا۔

نہج البلاغہ کے علاوہ تاریخ میں سبائیوں کے کرتوت:

چونکہ یہ طبقہ گھرانہ علی کے گنتی ۱۴ افراد اور ان کو امام ماننے والے قائلین متعہ کے سوا تمام مسلمانوں کا دشمن ہے تو خلفاء ثلاثہ اور ان کے متبعین ۱۰۰٪ مومنین کے علاوہ ام المومنین عائشہ صدیقہ طلحہ و زبیر جیسے عشرہ مبشرہ بالجنہ اور برادر نسبتی رسول

ہادی و مہدی حضرت امیر معاویہؓ اور بدلہ عثمان چاہنے والے مسلمانوں پر زہر اگلتا رہتا ہے۔ کہ انہوں نے ہم سے بدلہ کا مطالبہ کیوں کیا تھا۔ لہٰذا ہم پہلے ان کی صفائی اور حضرت علیؓ سے وفاداری بیان کرینگے پھر قاتلین اہل بیت کے جرائم بتائینگے۔

حضرت عائشہؓ عقیدت مند علیؓ تھیں صلح کرانے آئی تھیں:

آپ حبیبہ خاتم المرسلین اور خدیجہ طاہرہ کی طرح آپ کی سب سے بڑی شان والی ام المومنین ہیں۔ علم و فضل اخلاص وتقویٰ زہد وسخاوت خطابت وتحدیث میں بے نظیر تھیں بڑے بڑے فضلاء صحابہ کرام مشکل مسائل آپ کے دار العلوم سے حل کرانے آتے تھے۔ رئیس المنافقین ابن ابی نے آپ پر تہمت لگائی۔ کچھ بدبخت آج بھی آپ کو طیبہ مومنہ نہیں مانتے اور رات دن بدگوئی اور تبرابازی میں لگے رہتے ہیں۔ تو اللہ نے آپ کی برائت میں سورت نور پ ۱۸ میں دو رکوع اتار دیئے۔ ”کہ تہمت لگانے والوں کو بڑا سخت عذاب ہوگا...... اللہ تم کو وصیت کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو پھر کبھی ایسی بات نہ کرنا...... پاک بیویاں پاک مردوں کے لائق ہیں...... یہ سب خاندان صدیقی ایسی تہمتوں سے پاک ہے ان کے لئے بڑی بخشش اور عمدہ اجر ہے۔“ (پ ۱۸ ع ۲-۳ نور)

حضور علیہ السلام نے فرمایا عائشہؓ کی فضیلت سب عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید اور چوری۔ گوشت اور گھی میں ملی ہوئی روٹی چاول۔ کی تمام کھانوں پر فضیلت ہے آپ پر وحی اس وقت بھی آجاتی جب آپ ان کے پاس غلاف میں ہوتے روضہ اقدس آپ کے حجرہ کا نام ہے (کتب حدیث) حضرت جبریلؑ امین آپ کو سلام کہتے تھے۔ صحابہ آپ کی باری میں زیادہ ہدایا حضور علیہ السلام کو بھیجتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ سے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے پیاری بیٹی جس عائشہؓ سے میں محبت کرتا ہوں تو بھی محبت کر فاطمہ نے کہا میں عائشہؓ سے محبت کرتی ہوں۔ (مسلم

ج ۲ ص ۲۸۵)
حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کے فضائل سب سے زیادہ آپ نے بیان کئے ہیں
اس طرح آپ ۷ کثیر الروایہ حفاظ صحابہ کرامؓ میں سے ہیں اہل بیت کے دشمنوں
نے یہ پروپیگنڈہ کر رکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ اپنے ایمانی بیٹے علیؓ کی دشمن تھیں ان
سے لڑنے آئی تھیں ان عقل و نقل کے دشمنوں سے کوئی پوچھے کہ ایک حاکم بیٹے
ذوالنورین کو منافقوں نے باطلاع نبوی ظلماً شہید کر دیا۔ پھر وہ دوسرے حاکم بیٹے
کے ساتھ مل گئے۔ اب ماں نے دوسرے حاکم بیٹے کے تھانہ عدالت اور اسمبلی میں
یہ درخواست کی کہ ان کو علیحدہ اور گرفتار کر کے بدلہ لیا جائے۔ اس اسلامی قانون کو
جو آج نام کے مومن نہیں مانتے وہ بین الاقوامی قانون کے مطابق ہی بتائیں کہ یہ
دعویٰ و مطالبہ کیا جرم ہے؟ بے بس حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے اسی کا دیگر مومن
بیٹوں کو ساتھ ملا کر اجراء قانون چاہنا کیا بغاوت ہے؟ پھر امی تو باتفاق تاریخ
اصلاح اور صلح کرانے آئیں مگر انہی قاتلوں نے صلح کے بعد غداری سے ۱۳ ہزار
مسلمان شہید کر کے امی کے اونٹ پر بھی حملہ کر دیا اور مہار پکڑنے والے سینکڑوں
بنوضبہ محافظ شہید کر ڈالے۔ اور پھر الٹا آپ کو باغی مشہور کر دیا۔ یہ بے اصولی کسی
اور قوم یا لشکر میں ملے گی؟ ماں بیٹے کی نیک نیتی اور صفائی میں تاریخی بیانات
ملاحظہ فرمائیں۔ ا۔ بصرہ کے قاضی کعب بن سور نے عائشہ سے آ کر کہا (کوفہ سے
آیا ہوا) لشکر لڑنا ہی چاہتا ہے۔ آپ آئیں شاید آپ کے ذریعے اللہ صلح کرا دے
تو امی اونٹ پر سوار ہو کر آئیں۔

(طبری ج ۳ ص ۵۱۸ حادثہ جمل ۳۶ھ)

﴿۲﴾ حضرت علیؓ نے اونٹ کی ٹانگیں کٹوا کر اہل بصرہ کی شکست کا اعلان کیا تو
حضرت عائشہؓ کو باعزت رخصت کیا۔ اور عائشہؓ نے کہا اللہ کی قسم میرے
اور علی کے درمیان اتنی سی بات ہوگئی جیسے بیوی اور خاوند کے بھائیوں
میں ہو جاتی ہے وہ میرے ہاں نیک لوگوں میں سے ہیں حضرت علیؓ نے

فرمایا: لوگو اس نے سچ کہا اللہ کی قسم یہ بہت نیک ہے میرے اور اس کے درمیانی اتنی ہی بات تھی و انها لزوجة نبيكم صلى الله عليه وسلم في الدنيا والاخرة ۔ (طبری ج ۳ ص ۵۱۷ ط بیروت) یہ دنیا اور آخرت میں تمہارے نبی کی بیوی ہیں۔

﴿۳﴾ دو سبائیوں نے حضرت عائشہؓ پر تنقید کی۔ کہ وہ ایسی ایسی ہیں ہم اس کو بری ماں جیسا بدلہ دیں گے حضرت علیؓ نے اپنی پولیس سے کہا۔ ان کو ۱۰۰/۱۰۰ درے مارو پھر گردنیں اڑا دو۔ (طبری واقعہ جمل) طبری ص ۵۰۳ پر ہے ''اصلاح بین الناس کے لئے بصرہ آئی ہوں۔''

﴿۴﴾ احنف بن قیس نے کہا۔ عثمان کی شہادت کے بعد ہم کس کی بیعت کریں عائشہؓ نے فرمایا علیؓ کی کرو کیا آپ اس کا حکم دیتی ہیں اور ان پر خوش ہیں ۔فرمایا ہاں۔ پھر میں نے (مکہ سے) مدینہ آ کر حضرت علیؓ کی بیعت کر لی (اور آپ نے ان کو گورنر بنا دیا تھا۔ (طبری ص ۵۱۰ ج ۳)

﴿۵﴾ محبّ علی حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضرت عائشہؓ کو برا کہنے والے ایک سبائی سے کہا۔ بدشکل دفع ہو جا کیا تو سب مومنین کی ماں عائشہ صدیقہؓ کو برا کہہ رہا ہے حالانکہ وہ تمہارے نبی کی اس دنیا میں بھی بیوی تھیں اور جنت میں بھی ہونگی۔ (طبری حادثہ جمل)

﴿۶﴾ حضرت عمارؓ نے کوفیوں سے کہا علیؓ تمہارے نبی کے چچا زاد بھائی ہیں۔ عائشہ دنیا اور آخرت میں اس کی بیوی ہیں تو دیکھو اور پھر حق میں دیکھو۔ (طبری ج ۳ ص ۴۹۹) (نہج البلاغہ میں فرمان علیؓ ہے کہ عائشہؓ پہلے کی طرح محترم ہیں)

بھائیو! ماں بیٹے کے محبت و ایمان کے تعلقات سامنے ہیں۔ کسی پر بھی تنقید کرنے والا خارجی یا رافضی بے ایمان ہے۔ حضرت علی اس کے باپ ابوبکر کو پھر خسر رسول حضرت عمر کو بھی اپنا محبوب دوست بتاتے اور

ان دو کی خلافتوں کو برحق اور مثالی کہتے تھے چنانچہ
حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے سامنے حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر وعمرؓ کی
خلافت پر تبصرہ یوں فرمایا۔
مجھ سے پہلے لوگوں کے خلیفہ دو شخص بنے تھے انہوں نے کتاب اللہ کے مطابق عمل کیا۔ پھر تیسرا حاکم (عثمان) بنا تو لوگوں نے جو کہا اور کیا پھر میری بیعت کی، حضرت علی کے ساتھی صعصعہ بن صوحان نے جنگ صفین میں لوگوں کو معاویہ کے خلاف اُٹھاتے ہوئے حضرت علیؓ کی تعریف ابو بکر وعمرؓ جیسے خلیفہ بننے سے کی۔ ''خدا کی قسم اگر علی غالب آئے تو ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما جیسے حاکم ہونگے اگر معاویہؓ غالب آ گیا تو وہ کسی کے حق کا اقرار نہ کرے گا۔ (طبری ج ۴ ص ۴۱)

حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما:

عشرہ مبشرہ بالجنۃ کی حدیث میں بار بار چار یاروںؓ کے بعد آپ نے حضرت طلحہ وزبیرؓ کا نام لیا ہے۔ اگر جنگ جمل میں یہ سبائیوں کے ہاتھوں شہید نہ ہوتے تو علی کے بعد ان کو ہی بفضل خدا مہاجرین وانصارؓ خلیفے بناتے۔ حضرت عمرؓ کے مقرر کردہ چھ ممبروں میں دو یہ بھی تھے پھر طلحہ عثمان کے حق میں اور زبیرؓ حضرت علیؓ کے حق میں دستبردار ہوگئے تھے تاریخ ابو بکرؓ کے متفقہ خلیفہ ہو چکنے کے بعد صرف ان دو کا نام بتاتی ہے کہ یہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے شیعہ جو حضرت ابوذرؓ۔ مقدادؓ سلمانؓ صرف تین صحابہ کو محبّ علی مومن اور ارتداد سے محفوظ مانتے ہیں کہ انہوں نے تب ابو بکر کی بیعت کی جب علیؓ نے بھی کر لی۔ (روضہ کافی) یہ ان کی اپنی روایت ہے۔ تاریخ کا بیان نہیں۔ تاریخ ان دو کو ہی حضرت علیؓ کا ایسا حامی بتاتی ہے کہ انہوں نے جان خطرے میں ڈالی حضرت علی کے گھر میں مشورے کرتے تھے آخر حضرت عمرؓ نے دھمکی دے کر یہ تفرقہ کی مجلسیں ختم کرا دیں پھر دوسرے دن مسجد میں ان تین حضرات نے بھی برضا ورغبت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت

کر لی (تاریخ طبری ج ۲ بیعت ابوبکر صدیق) کتنے تعجب کی بات ہے کہ سبائیوں نے طلحہ و زبیر کو بھی علیؓ کا دشمن بنا کر مدینہ سے بصرہ پر ان کے اکثریتی حامیوں کے جلو میں۔ جو صرف قاتلوں سے بدلہ عثمان چاہتے تھے۔ ان پر حملہ کرا دیا حالانکہ انہوں نے بلوائیوں سے خود بیعت نہ لی بلکہ علی کو خود اس شرط پر بیعت کر کرا کے امیر المومنین بنا دیا۔ کہ آپ بدلہ لینگے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ (۱) تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۵۰ پر خلافت و بیعت امیر المومنین علی بن ابی طالب ۳۵ھ کے تحت ہے "مہاجرین و انصار شہادت عثمانؓ کے بعد جمع ہوئے جن میں طلحہ و زبیر بھی تھے تو وہ علی کو آ کر کہنے لگے۔ ابوالحسن! آیئے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں تو علیؓ نے فرمایا مجھے تمہارا امیر بننے کی ضرورت نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں تم جسے بھی چنو میں راضی ہوں پھر یہ سب بولے ہم آپ کے سوا کسی کو خلیفہ نہیں چنتے۔ ان کے بار بار اصرار کے بعد آپ نے ان سے بیعت لی۔"

یہاں سے پتہ چلا کہ آپ خلافت کے حریص نہ تھے۔ نہ منصوص اور خدا اور رسول کے مقرر کردہ تھے جیسے رافضی کہتے ہیں عوام کا منتخب کردہ خلیفہ ہی آپ کے مذہب میں سچا اور واجب الاتباع ہوتا تھا۔ اسی لئے امیر معاویہ سے اختلاف کیا پھر جنگ کی تھی۔ (۲) نیز طبری ج ۳ ص ۴۵۲ پر ہے کہ طلحہ و زبیر نے کہا کہ ان کو بصرہ اور کوفہ کا امیر بنا دیں۔ تو علیؓ نے فرمایا تم میرے پاس (مشیر بن کر) رہو میں تمہاری وجہ سے سر بلند ہوں گا۔ اور تم سے جدائی میں وحشت محسوس کروں گا۔ (۳) بروایت زہری یہ بھی ہے کہ علیؓ نے فرمایا چاہو تو میری بیعت کرو اور اگر چاہو تو میں تمہاری کر لوں یہ بولے نہیں ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔" یہ گفتگو ان تینوں کی باہمی خلوص و محبت کا پتہ دیتی ہے دشمن کا منہ کالا ہو۔

(۴) حضرت علی طلحہ و زبیرؓ کی صلح پسندی:

حضرت علیؓ نے بصرہ پہنچ کر قعقاع صحابی کو ان کے پاس بھیجا کہ کیوں

آئے ہیں عائشہ نے کہا بیٹا اصلاح بین الناس کے لئے ان دو نے بھی کہا ہم علی کے مخالف بن کر نہیں آئے تابعدار بن کر آئے ہیں قعقاع نے کہا اصلاح کی کیا شکل ہے پسند آئی تو صلح کرینگے ورنہ نہیں۔ انہوں نے کہا عثمان کے قاتلوں سے بدلہ ہے کہ اگر یہ چھوٹے تو قرآن ہم سے چھوٹ جائے گا اور اگر اس پر عمل ہوا تو قرآن زندہ ہو جائے گا پھر قعقاع نے کئی باتیں کیں......تو وہ بولے آپ نے بھی بہت اچھی اور درست باتیں کیں علی کی بھی یہی رائے ہو تو ہماری صلح ہوگئی وہ علی کے پاس لوٹے اور بتایا تو علی خوش ہو گئے اور قوم صلح دیکھنے لگی۔ کسی نے پسند کیا کسی نے ناپسند۔ کوفی و بصری باہم امن سے ملنے لگے۔ (طبری ص ۵۰۴) اب علی نے اعلان کر دیا ہماری صلح ہوگئی میں واپس مدینہ جا رہا ہوں۔ ہمارے ساتھ وہ نہ لوٹیں جنہوں نے عثمان کے قتل میں شرکت کی ہے۔ (طبری) اسی رات بعد از صلح غدر سے رات قاتلوں نے جنگ جمل بھڑکا دی۔

﴿۵﴾ اور ص ۴۵۶ پر ہے "بروایت محمد بن سیرین حضرت علیؓ نے طلحہ سے کہا کہ ہاتھ بڑھائیں میں بیعت کرتا ہوں تو طلحہ نے کہا آپ زیادہ حقدار ہیں اور آپ ہی امیر المومنین ہیں اپنا ہاتھ بڑھائیں تب علی نے ہاتھ بڑھایا اور طلحہ نے بیعت کر لی۔"

﴿۶﴾ طبری ص ۴۶۳ ج ۳ پر ہے۔ جب سہل بن حنیف شام سے (گورنر بنے بغیر) واپس آگئے تو حضرت علیؓ نے طلحہ و زبیر کو بلا کر کہا کہ جو مجھے خطرہ تھا وہ ہو کر رہا۔ اے میری قوم! اب یہ خطرہ ختم کرنا ہوگا یہ تو آگ جیسا ہے جتنا بھڑکے گی بڑھے گی طلحہ زبیر نے علی سے کہا ہمیں اجازت دیں تو ہم مدینہ سے نکل کر ان فتنوں کا مقابلہ کریں گے یا ہمیں اپنی حالت پر رہنے دیں حضرت علیؓ نے فرمایا میں حتی الامکان یہ (مقابلہ) نہ ہونے دوں گا ورنہ آخری علاج تو داغنا (جنگ کرنا) ہے۔"

یہ ۶ تاریخی روایات پھر پڑھیں۔ جو ان تینوں کا باہم شیر و شکر اور ایک

دوسرے کا مخلص موافق مسلمان ہونا بتاتی ہیں مگر افسوس کہ جب طلحہ وزبیر نے حضرت علیؓ سے قصاص عثمان کا مطالبہ کیا اور آپ قادر نہ ہوسکے تو ان بلوائیوں نے لگائی بجھائی کر کے طلحہ وزبیر کو دربار مرتضوی اور مدینہ سے بھی نکلوا دیا پھر باغی مشہور کر کے ان سے لڑنے بصرہ آ پہنچے ہم بالا صلح کی روایت پیش کر چکے۔ پھر حضرت علیؓ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے کچھ کجی ٹیڑھ اور شبہ تاویل کی بنا پر لڑ رہے ہیں۔ نہج البلاغہ ص ۳۵۲ خطبہ ۱۲۰۔ اجتہادی خطاء کے طور پر فرمایا انہوں نے ہم کو غلط جانا ہم نے ان کو غلط جانا جنگ ہوگئی۔

حضرت طلحہ وزبیر حضرت علی کے مخالف ہو کر آپ سے الگ نہ ہوئے سبائیوں کے تسلط اور حملہ سے بچاؤ کے لئے عمرہ کی نیت سے آپ سے اجازت مانگ کر مکہ آئے تو حضرت عائشہؓ مکہ میں حضرت علیؓ کو خلیفہ ماننے کی ترغیب دے کر خوشی سے مدینہ آرہی تھیں راستے میں طلحہ وزبیر نے یہ افسوسناک روئیداد سنائی تب مکہ واپس آئیں اور سبائیوں کے خلاف ہو کر دراصل علی کی امداد کرنا چاہی۔

﴿۱﴾ اہل مدینہ کو انہوں نے پکڑ لیا کہ سب علی کی بیعت کریں اور سبائی قوم مدینہ پر غالب ہے۔ (یہ تشدد ہی علیؓ پر سب کو جمع نہ کرسکا)

﴿۲﴾ طلحہ وزبیرؓ دونوں نے کہا ہم مدینہ سے اچکائے گئے اور بھاگ کر آرہے ہیں وہاں ایسے شورش پسند اور بدو ہیں۔ جو حیران ہیں نہ حق پہچانتے ہیں۔ نہ باطل کا انکار کرتے ہیں نہ اپنا بچاؤ آپ کرتے ہیں۔ (طبری ج ۴ ص ۴۶۸۔۴۶۹)

تب حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ دشمنی پر اتر آئے ان کا فعل قول کے مخالف ہوگیا۔ (عثمان کا) محرم خون بہایا۔ مدینہ شہر کو حلال جانا مال حرام کمایا اور ماہ ذوالحجہ محترم میں فساد سے حلال جانا خدا کی قسم عثمان کی ایک انگلی ان جیسوں کی بھری زمین سے افضل ہے ان کے اکٹھے ہونے سے ایسی نجات ہم (عوام وحکومت) کو دلائیں کہ دوسروں کو عبرت ہو اور ان کے پچھلے بھاگ جائیں ایضاً ص ۴۶۸

حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف بھی پروپیگنڈہ ہے کہ وہ علیؓ کے مخالف تھے پھر آپ سے لڑے۔ حالانکہ وہ حضرت علی کی حکومت کو پسند کرتے تھے۔ بیعت واطاعت کرنا چاہتے تھے۔ (حق الیقین ص ۱۵۹) سبائیوں نے کوئی جرم بتائے بغیر ان کی معزولی کا آرڈر دلا دیا حالانکہ ابن عباس حسنینؓ اور مغیرہ بن شعبہ سیاستدان نے ان معزولیوں سے روکا بھی تھا پھر وہ اس غلط فہمی میں پڑ گئے کہ یہ سبائیوں کا کرشمہ ہے جب تک ان کو عہدوں سے ہٹا کر انتقام نہ لیا جائے علیؓ کی حکومت نہ چلے گی پھر سبائیوں کے اس شور وغوغا "کہ علی ہمارے امام ہیں ہم نے عثمانؓ کو شہید کر کے آپ کی حمایت کی اور حکومت دلائی ہے۔" سے یہ سمجھ بیٹھے کہ علی نے معاذ اللہ عثمانؓ کو قتل کرایا ہے یہی ان کی اجتہادی غلطی تھی حضرت نے نہج البلاغہ میں اس سے بیزاری کی ہے۔ ورنہ حضرت علیؓ کے معاویہ محبّ تھے وفات کے بعد ضرار کو بلا کر علیؓ کے فضائل سنے پھر رونے لگے اور کہا خدا ابو الحسن پر رحم کرے وہ واقعی ایسے تھے۔ (نہج البلاغہ ص ۸۳۱ اقوال)

عربی کا مقولہ ہے "خذ ما صفی ودعا ما کدر" ستھری صاف باتیں لے لو گدلی اور میلی چھوڑ دو ہم اہلسنت مسلمان مشاجرات صحابہؓ کی نازک بحث میں ایک دوسرے کے حق میں اچھی اور صفائی والی روایات لیتے ہیں اور عیب گو عیب جو روایات رد کر دیتے ہیں یہی اصول ساتویں باب میں اپنایا مجرم صرف سبائیوں کو بتایا۔

نوٹ: میں نے سبائیوں کی خباثتوں سے پہلے مشاجرات والے ۱۵ اکابر صحابہ کی صفائی پیش کر دی ہے۔ بغض امی عائشہؓ سے لبریز مفتی جعفر حسین مترجم نہج البلاغہ حضرت علیؓ پر الزام لگا کر کہتا ہے۔" واقعہ افک کے سلسلہ میں امیر المومنین کا پیغمبر سے یہ کہنا کہ ان ہی الاشسع نعلیک یہ تو آپ کی جوتی کا تسمہ ہے اسے چھوڑیئے اور طلاق دے کر الگ کیجئے۔" جب حضرت عائشہؓ نے یہ سنا ہوگا تو یقیناً بے قراری کے بستر پر کروٹیں بدلی ہونگی اور حضرت کے خلاف جذبہ نفرت شدت سے ابھرا ہوگا۔" نہج البلاغہ مترجم ص ۴۲۴)

مسلمانو! اللہ ہر گھرانے کو ایسی تہمت سے بچائے یہ غیرت و بے عزتی کا کتنا نازک مقام ہے پیغمبر پاک کے اہل بیت پر منافقوں کی تہمت کی قرآن سے پہلے ہر کوئی صفائی پیش کر رہا ہے۔ بقول شیعہ صرف علی صفائی نہیں بتاتے جوتی کا تسمہ کہہ طلاق دلاتے ہیں قرآن کی صفائی کے بعد بھی حضرت علی پر تسمہ بنانے کا جھوٹا الزام فخریہ بتا رہے ہیں حالانکہ ان کو غیرت سے ڈوب مرنا چاہیئے کیا آج کسی شیعہ کی ماں پر متعہ ہی کی خدانخواستہ تہمت لگ جائے تو کیا وہ باپ سے کہے گا اس جوتے کے تسمہ کو طلاق دیدو۔ کتنا ظلم ہے کہ قرآن کا انکار اور تہمت لگانے کا کفر خود کرتے ہیں اور معاذ اللہ یہ علی پر الزام اور ان کا عقیدہ بتاتے ہیں کیا مفتی جعفر صاحب جیسوں کے کافر ہونے میں ابھی بھی شک ہے؟ بخاری کی کتاب التفسیر سورت نور میں حضرت عائشہؓ سے مفصل روایت مذکور ہے وہاں جوتی کے تسمہ پھینکنے کی توہین نہیں ہے بلکہ آپ کو بطور تسلی یہ کہنا ہے کہ عورتیں اور بھی ہیں۔ باندی سے تسلی کرلیں۔،، حضرت عائشہؓ کو اس بات سے دکھ بہت پہنچا مگر حضرت عائشہ کے دل میں بغض علی تو نہیں آیا جیسے شیعہ کے دل میں بغض عائشہ رچا ہوا ہے اور جھوٹا بغض عائشہ کا الزام علی پر لگا کر اپنے کافر ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ رافضیو! خدا ہی تم کو دونوں جہانوں میں رسوا کرے ہر صحابی اور رشتہ دار رسول سے بغض و کفر خود رکھتے ہوا الزام حضور کے اہل بیت علیؓ و عائشہؓ پر لگا دیتے ہو۔ فلعنۃ اللہ علی الکافرین)

ابن سبا یہودی کی پارٹی اور ان کے فسادات:

نہج البلاغہ کے علاوہ دوسری تاریخوں میں بھی ان کی خباثتیں اور چرکے تفصیلات کے ساتھ بکثرت مذکور ہیں کہ صدر اول کے مومنین اسلام کے فاتحین و مبلغین سے عقیدت رکھنے والا صحافی انشاء پرداز اور صاحب علم و قلم اس پر ضخیم کتاب لکھ سکتا ہے۔ اللہ کسی کو تاریخ کی تطہیر اور صفائی کی توفیق مرحمت فرمائے۔

میں یہاں نیم سنی شیعہ کی مشترکہ تاریخ طبری سے کچھ حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔

﴿۱﴾ صنعاء یمن کا رہنے والا عبد اللہ بن سبا یہودی عالم تھا حضرت عثمان کے دور میں (بظاہر) مسلمان ہوا پھر مسلمانوں کے شہروں میں اپنی گمراہی پھیلاتا رہا۔ بصرہ۔ کوفہ حجاز سے اپنے مشن کا آغاز کیا۔ مگر شام میں اپنے مدعیٰ کا کسی کو قائل نہ کر سکا (اس لئے شامیوں امویوں سے آج بھی ان کی دشمنی واضح ہے) انہوں نے اسے شام نکال دیا پھر یہ مصر آیا اور عقیدہ رجعت پھیلایا کہ حضرت عیسیٰ کی طرح محمد بھی دوبارہ قیامت سے پہلے آئینگے۔ پھر کہا ہزار نبی تھے ہر ایک کا ایک وصی تھا اور حضرت علی محمد کے وصی ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء ہیں تو علی خاتم الاوصیاء ہیں (خاتم کے بعد تو اس جیسا کوئی نہیں ہوتا پھر اور ۱۱ کیسے آگئے؟) پھر کہا اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو رسول اللہ کی وصیت پر عمل نہ کرے اور علی وصی کا حق مارے اور امت کی خلافت کرے پھر کہنے لگا عثمان نے ناحق خلافت لے لی ہے یہ رسول اللہ کے وصی ہیں ان کو خلیفہ بنانے کی تحریک چلاؤ اپنے افسروں پر اعتراضات سے آغاز کر بظاہر اچھے کاموں کا حکم دو "برائیوں سے روکو لوگوں کو اپنا بناؤ اور امامت علی کی دعوت دیتے رہو۔

تو اس نے اپنے داعی اور منشی شہروں میں بھیج دیئے جو خفیہ اپنی آراء اپنے لوگوں کو لکھ کر بھیجتے تھے اور عثمانی افسروں کے عیوب بنا کر اپنے جیسے بھائیوں سے شہر بہ شہر یہ خط پڑھواتے تھے یہاں تک کہ یہ آواز مدینہ میں بھی آگئی اور زمین پر پھیل گئی ہر ایک یہ کہتا تھا۔ کہ ہم تو پر امن ہیں۔ دوسرے شہر والوں پر ظلم ہو رہا ہے حضرت محمد بن مسلمہ اور طلحہ بن عبید اللہ۔ یہ باتیں سن کر عثمانؓ سے ملے اور پروپیگنڈہ بتایا۔ تو عثمان نے کہا مجھے تو سلامتی کی خبریں ملتی ہیں تم میرے شریک اور مسلمانوں کے گواہ ہو۔ مشورہ دو کہ کیا کروں وہ بولے آپ بااعتماد لوگوں کو ہر شہر تحقیق کے لئے بھیجیں تو آپ نے محمد بن مسلمہؓ کو کوفہ میں اسامہ بن زیدؓ کو بصرہ

ہیں عمار بن یاسرؓ کو مصر میں۔ عبداللہ بن عمرؓ کو شام میں اور ایسے کئی آدمی دوسرے شہروں میں بھیج دیئے سب نے رپورٹ یہ آ کر دی کہ کوئی ناپسند بات ہم نے نہیں دیکھی عوام خواص سب خوش ہیں۔ مسلمان پر امن ہیں افسران ان میں انصاف کرتے اور نگران ہیں۔ صرف حضرت عمارؓ نہ پہنچے تو لوگوں نے گمان کیا کہ عمار کو سبائیوں نے قابو کرلیا ہے اتنے میں حضرت عثمان کو گورنر مصر عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح کا خط آ پہنچا کہ عمار کو انہوں نے اپنا بنالیا ہے اور اس سے چمٹ گئے ہیں جن میں عبداللہ بن سبا لیڈر (سوداء کالی ماں کے بیٹے) خالد بن ملجم جس کے بھائی عبدالرحمٰن بن ملجم نے ۵ سال بعد حضرت علیؓ کو بھی شہید کر دیا تھا۔ سودان بن عمران نے کنانہ بن بشر نے (تینوں عثمان کے قاتلوں سے ہیں (طبری ج ۳ ص ۳۷۸۔۳۷۹)

یہی بات رجال کی ہر شیعہ کتاب نے ابن سبا یہودی۔ جو من لا یحضرہ الفقیہ میں حدیث تعقیب (کہ نماز کے بعد کیا وظیفے اور تبرے پڑھے جائیں) کا راوی ہے۔ کے ترجمہ میں ذکر کی ہے۔ رجال کشی تنقیح المقال للماقانی رجال طوسی رجال ابن قولون۔ وغیرہا سے ابن سبا کا مذہب شیعہ۔ امامت۔ وصیت۔ خلفاء راشدین سے دشمنی۔ تبرا بر صحابہ وغیرہ ہم نے ایمانی دستاویز میں جمع کر دیا۔

سب کے الفاظ تقریباً یہ ہیں۔ ”کہ صنعاء کا عبداللہ بن سبا یہودی تھا اس کی ماں سبا) کالی مسلن تھی۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں اسلام لایا پھر مسلمانوں کے شہروں میں گمراہی پھیلانے کے لئے گھومتا پھرا۔ بصرہ کوفہ پھر شام آیا۔ یہاں اپنا پروگرام نہ پھیلا سکا انہوں نے نکال دیا تو مصر آ کر جم گیا وہ ان سے کہتا تھا کہ تعجب ہے کہ عیسیٰ قرب قیامت میں آئینگے تو محمد کیوں نہ آئینگے...... پھر بولا ہزار نبی تھے ہر ایک کا وصی تھا اور محمد کے وصی علی ہیں پھر کہا محمد خاتم الانبیاء ہیں تو علی خاتم الاوصیاء ہیں پھر کہا وہ بڑا ظالم ہے جو وصیت رسول جاری نہ کرے اور علی کا حق مار کر امت کا خلیفہ بنے۔ عثمانؓ نے (اور پہلے دونوں خلیفوں نے) ناحق خلافت کی ہے اٹھو تحریک چلاؤ اپنے حاکموں افسروں پر اعتراضات سے شروع

کرو۔الخ (طبری ج ۳ ص ۳۷۸)

اشتر نخعی کے مظالم:

یہی باتیں آج ہر شیعہ کا عقیدہ ہیں اگر وہ اس سے توبہ کر کے قرآن و سنت والے مذہب علیؓ پر آ جائیں تو زہے نصیب سب مسلمان بھائی بھائی ہو جائیں۔ (۲) اس مذہب کا دوسرا کرتا دھرتا اشتر نخعی ہے جس کے ساتھی ابن ذی الحبکہ۔ جندب۔ صعصہ ابن الکوا کمیل اور عمیر بن ضابی ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے حامی ایک شخص اور اس کے باپ کو مار مار کر بے ہوش کر دیا۔ (طبری ج ۳ ص ۳۶۱ ۔ ۳۳ھ کے واقعات)

(۳) ایک اور شخص کے متعلق اشتر نے کہا یہ عثمانؓ کا حامی تم سے چھوٹنے نہ پائے سب اس پر پل پڑے اس پر چڑھ کر اسے خوب روندا یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گیا پھر اسے پانی میں گھسیٹ کر پھینک دیا۔ مگر وہ ہوش میں آ کر پانی سے نکل آیا۔ (طبری ص ۳۶۵) (۴) جاریہ بن قدامہ نے ابن الخضرمی عثمان و معاویہ کے ساتھی کے ۷۰ افراد کو جلا ڈالا۔ از مفتی جعفر ص ۲۱۲ مترجم زیر خطبہ ۵۶

(۵) یہ (غنڈے فسادی) اپنے گھروں اور مجلسوں میں بیٹھتے۔ عثمان اور سعید بن عاص گورنر کو گالیاں دیتے لوگ ان کے پاس بہت آنے جانے لگے۔ سعید نے حضرت عثمانؓ کو مدینہ خبر بھیجی کہ کوفہ کے کچھ لوگ دس کے تو نام لکھ دیئے تھے۔ اکٹھے ہوتے ہیں میرے اور آپ کے عیوب بتاتے ہیں ہمارے دین اسلام پر اعتراضات کرتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ یہ اس پر ڈٹے رہے تو زیادہ ہو جائیں گے تو عثمان نے سعید کو لکھا ان کو معاویہؓ کے پاس بھیج دو تو اس نے ۹ آدمی شام معاویہؓ کے پاس بھیج دیئے جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) مالک بن ابراہیم اشتر نخعی (ناک کٹا یمن کے نخع قبیلہ کا) ۲۔ ثابت بن قیس بن منقع ۳۔ کمیل بن زیاد نخعی ۴۔ صعصعہ بن صوحان دوسری روایت ص ۳۶۷ میں زید بن صوحان عبدی جندب بن زبیر غامدی

جندب بن کعب از دی عروہ بن جعد۔ عمرو بن الحمق خزاعی ہیں۔ حضرت معاویہ نے ان کو شر نہ پھیلانے دیا بلکہ سمجھا بجھا کر پرامن واپس بھیج دیا اور ان کو یہ نصیحت کی۔
"خدا سے ڈرو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو جماعت سے وابستہ رہو تفرقہ نہ پھیلاؤ اپنے افسروں حاکموں کی عزت کرو۔ جتنی قدرت رکھتے ہو ان سے اچھا سلوک کرو ان کو کسی بات میں وعظ کرنا ہو تو نرمی اور پیار سے کرو۔
(طبری ج ۳ ص ۳۶۶)

طبری میں دوسری جگہ ہے۔ "کہ یہ جب ناکام واپس ہونے لگے تو بولے۔ معاویہ! تیرے صوبہ کے سوا ہم نے ہر صوبے میں اپنی بات پھیلا دی ہماری حکومت آنے والی ہے ہم تم سے نمٹیں گے۔"

معاویہؓ حیران ہو گئے پھر جب ۳ ماہ بعد عثمان کو انہوں نے شہید کر دیا اور معاویہؓ کی معزولی کا حکم بھجوا دیا۔ تو آپ کو ان کی حکومت اور حضرت علیؓ پر تسلط کا علم ہوا۔ طبری ج ۳ ص ۵۶۶ پر ہے۔ اشتر کی بے وقوفی اور بری رائے یہ ہے کہ اس نے (حضرت علیؓ کو) عثمان بن عفانؓ کے عراقی وغیرہ گورنروں کو معزول کرنے پر ابھارا پھر اپنی بری عادات کے ساتھ آپ پر چھایا رہا اس کی بے وقوفی اور بد رائے یہ بھی ہے کہ وہ حضرت عثمان کے محل اور ٹھکانہ میں داخل ہوا اور آپ کو قتل کیا اور خون کا ذمہ دار بن گیا۔

تو معاویہؓ نے اسی وجہ سے علیؓ کی بیعت پر شرط لگائی کہ پہلے ان کو معزول کر کے بدلہ لو پھر مجھ سے اور سب اہل شام سے بیعت لے لو۔ (تاریخ) تو ان سبائیون کی آج تک امیر معاویہؓ سے دشمنی ذاتی ہے۔ دینی نہیں جیسے امیر معاویہؓ کی ان سے دشمنی عثمان کے باغی اور قاتل ہونے کی وجہ سے دینی ہے۔ اور حضرت علیؓ سے کوئی دشمنی نہیں۔ محبت و اطاعت ہے۔ جو سبائیوں نے نہ چلنے دی صفین میں کہتے تھے "معاویہ! ہم سب قاتل عثمان ہیں آ ہم سے بدلہ لے لے۔" (ہر تاریخ) چونکہ یہ لوگ بڑے سازشی اور زبان دراز تھے۔ حضرت عمار کی طرح حضرت علی کو

بھی اپنا بنانا چاہتے تھے۔ تو ایک دفعہ حضرت علیؓ نے عثمان سے آ کر کہا "معاویہؓ حضرت عمرؓ سے ان کے یرفا غلام سے بھی زیادہ ڈرتا تھا تم سے نہیں ڈرتا اور تم سے پوچھے بغیر کئی فیصلے کر دیتا ہے۔" تب حضرت عثمان نے منبر پر ان کی مذمت یہ فرمائی۔ "اس امت کے لئے فتنہ اور اتفاق کی نعمت کو تباہ کرنے والے یہ لوگ ہیں جو عیب گیر ہیں طعنے باز ہیں تم کو دکھاتے محبت کی بات ہیں مگر کرتے نفرت کی بات (اور اسے چھپاتے) ہیں تمہارے سامنے اونٹوں جیسی بڑی بات کرتے ہیں اور تابعداری اس مینگنے والے (ابن سبا اور اشتر) کی کرتے ہیں جو ان کو دور کے گھات لے جا رہا ہے۔ اب گندا (بدامنی کا) پانی پلاتا ہے مجھ پر ان باتوں کا الزام ہے جو عمر تو کرتے تھے اور تم اس کے رعب ڈر کی وجہ سے بول نہ سکتے تھے۔ (اب میرے خلاف پروپگینڈے کرتے ہو)۔ طبری ج ۳ ص ۳۷۷ حالات ۳۴ھ

﴿۶﴾ حج کے بہانے بلوائی عثمان کو شہید کرنے اپنے شہروں سے نکل کر آئے:

مصری ۳۵ھ میں ۴ گروہ بن کر آئے ان کے لیڈر عبدالرحمن بن عدیس بلوی کنانہ بن بشر لیثی سودان بن حمران سکونی اور قتیرہ بن فلاں سکونی تھے۔ سب کے امیر غافقی بن حرب عسلی تھے۔ جنگ کے لئے نکلنا بتانے کی جرأت نہ کی۔ حاجیوں کے روپ میں نکلے ابن سودا یہودی ان کا سرغنہ تھا۔ ان کی تعداد ۶۰۰ سے ۱۰۰۰ تک تھی۔

کوفی بھی چار گروہوں میں نکلے ان کے لیڈر زید بن صوحان عبدی اشتر نخعی زیادہ بن نصر حارثی عبداللہ بن اصم اور ابن صعصعہ تھے ان کی تعداد بھی یہی تھی بصری بھی ۴ گروہوں میں نکلے ان کے لیڈر حکیم بن جبلہ عبدی (جوڈاکو مشہور تھا) ذریح بن عباد بشر بن شریح۔ حطم بن ضبیعہ قیس ابن محرش بن عبد بن عمرو حنفی تھے ان کی تعداد بھی مصری کوفیوں کی طرح سینکڑوں تھی ان سب کا لیڈر حرقوص بن زہیر سعدی تھا۔ مصری حضرت علیؓ کو بصری حضرت طلحہؓ کو اور کوفی حضرت زبیرؓ کو قتل عثمان کے بعد خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ (طبری ج ۳ ص ۳۸۶)

﴿۷﴾ تینوں گروہ بلسان نبوی لعنتی تھے:

مدینہ شہر سے ۳ کوس کے فاصلے پر الگ الگ جگہ یہ آ ٹھہرے بصری ذاخشب جگہ پر کوئی مقام احوص پر اور مصری ذومرہ ٹھکانے پر اترے پھر ان کے خواص اپنے اپنے لیڈر سے جا کر ملے اپنا مقصد شہادت عثمان بتایا تو تینوں نے ان پر لعنتیں برسائیں حضرت علی نے ان کو ڈانٹ دھتکار کر فرمایا۔ ''بیشک نیک مومنون جانتے ہیں کہ ذمی مرہ ذی خشب اور اعوص کے لشکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زبان سے ملعون ہیں۔ واپس دفع ہو جاؤ خدا تمہارا ساتھ نہ دے۔ طلحہ سے بصری ملے تو ان کو ڈانٹا اور فرمایا نیک اور مومن لوگ جانتے ہیں کہ ان ۳ مقامات والے بزبان نبوی ملعون ہیں۔ کوفی حضرت زبیرؓ سے ملے اس کا بیٹا عبداللہ حضرت عثمانؓ کے پاس چلا گیا تھا تو زبیرؓ نے ان سے فرمایا کہ بیشک سب مسلمان جانتے ہیں کہ یہ تینوں لشکر نبوی زبان مبارک سے لعنتی ہیں۔

(طبری ج ۳ ص ۳۸۷)

﴿۸﴾ ہر بات میں دھوکہ:

یہ لوگ یوں دکھا کر نکلے کہ اپنے شہروں کو واپس جا رہے ہیں اپنے لشکروں کے پاس پہنچے۔ جب اہل مدینہ منتشر ہو گئے تو یہ الگ الگ مقامات سے اکٹھے ہو کر مدینہ پر چڑھ آئے حضرت علیؓ نے فرمایا تم الگ الگ مقامات سے جمع ہو کر یہاں کیسے آ گئے یہ تو سازش ہے وہ بولے آپ جو سمجھیں ہم نے تو عثمان کو قتل کرنا ہے۔ پھر حضرت عثمان کا گھیراؤ کر لیا اور اعلان کیا کہ امان صرف اسے ملے گی جو ہم پر ہاتھ نہ ڈالے (حضرت عثمانؓ نے مقابلہ سے منع کر دیا تھا) چند دن آپ نے لوگوں کو نمازیں پڑھائیں عام لوگ گھروں میں بیٹھے رہے۔ حضرت امیر معاویہؓ پہلے عثمان سے ملے تھے۔ کہ مدینہ چھوڑ کر دمشق چلیں فرمایا مدینہ نہیں چھوڑ سکتا۔ ''میں شام سے لشکر بھیجتا ہوں۔'' فرمایا ضرورت نہیں خزانہ اور اہل مدینہ پر

بوجھ ہوگا۔ حضرت علیؓ نے بھی معاویہؓ کو لشکر بھیجنے سے روک دیا کہ ہم حفاظت کر لیں گے۔ معاویہؓ مطمئن ہو کر چلے گئے پھر احتیاطاً کچھ لشکر بھیجا مگر ان کے آنے سے پہلے حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے تو امیر معاویہؓ نے وہ لشکر واپس بلا لیا۔ کہ کہیں حضرت علیؓ کے نظام میں خلل نہ آئے۔ وہ محبت علی میں آپ کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر رہے تھے اس بیان سے پتہ چلا کہ تینوں اکابر بلوائیوں سے مقابلہ یا واپس کرنے پر قادر نہ ہو سکے مگر قتل میں شریک نہ تھے جیسے رافضی ان کو قصوروار بتاتے ہیں۔ ہاں ان کو بزبان نبوی ملعون بتایا اور یہ حدیث جاننے ماننے والوں کو صالحین مومنین مسلمین کہا۔ تو اب جو فرقے (خارجی رافضی) قاتلین عثمان کو سچا اسلام کے حامی اور مومن جانتے ہیں۔ وہ ان ۱۳ اکابر کی روایت نبوی سے جھوٹے۔ اسلام کے دشمن اور بے ایمان ہیں۔

﴿۹﴾ مسلمانوں کے عقیدہ میں حضرت عمارؓ و علیؓ۔ عائشہؓ طلحہؓ و زبیرؓ اس گناہ والزام سے بری ہیں۔ تہمت لگانے والے خود سبائی ہیں البتہ تاریخ۔ دو صاحبزادوں کو بلوائیوں کا حامی ساتھی اور عثمان کے مخالف ابھارنے والا بتاتی ہے محمد بن اسماء اور محمد بن ابی حذیفہ (طبری ج ۳ ص ۳۹۳) پھر وجہ خود تاریخ نے یہ بتائی ہے کہ محمد بن حذیفہ کو عثمانؓ نے پالا تھا اور محمد بن ابی بکر کو حضرت علیؓ نے انہوں نے بڑوں کے بیٹے ہونے کے گھمنڈ میں عہدے مانگے حضرت عثمانؓ مردم شناس تھے ان کو نا اہل جان کر نہ دیئے تو یہ اپنے محسن کے بھی دشمن ہو گئے "لالچ اور پروپیگنڈہ بری بلا ہے۔"

﴿۱۰﴾ حادثہ شہادت:

مصری اسوان میں اترے حضرت عثمانؓ کا گھیراؤ کیا حکیم بن جبلہ ڈاکو بصرہ کے سواروں میں آیا اشتر نخعی کوفیوں میں آیا یہ مدینہ میں اکٹھے ہوئے۔ اشتر اور حکیم (قتل کے آمر بن کر) کنارے پر رہے۔ ابن عدیس اور اس کے ۵۰۰ ساتھی گھیراؤ کر کے قاتل بنے۔ ۴۹ دن محاصرہ کیا تھا۔ آپ جمعہ کے دن ۱۸

ذوالحجہ ۳۵ھ بوقت شام شہید کیے گئے۔ رضی اللہ عنہ (طبری ج ۳ ص ۴۱۱)

طبری ص ۴۱۵ پر ہے کہ تجیبی مصری نے چھری نکال کر ماری تو خون کا فوارہ آیت "اللہ تجھے ان کی طرف سے کافی ہے"۔ پ ۱ ع ۱۶) پر گرا ایک نے چھڑانے والی بیوی نائلہ کو دیکھ کر کہا اس کے چوتڑ بڑے موٹے ہیں۔

﴿۱۱﴾ جب بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ کی پھوپھی ام المومنین ام حبیبہؓ کی بے عزتی کی خچر سے گرا کر کھانا چھین لیا تو حضرت علیؓ نے آ کر کہا۔ اے لوگو! تمہاری یہ حرکت مسلمانوں اور کافروں والی نہیں۔ رومی عیسائی اور ایرانی مجوسی اپنے قیدیوں کو تو کھانا دیتے ہیں تم اس کا کھانا روک کر قتل کرتے ہو۔ محمد بن ابی بکر کو حنظلہ کاتب نے ڈانٹ کر کہا تو اپنی بہن ام المومنین کی بات نہیں مانتا عرب کے بھیڑیوں کے ساتھ مل گیا ہے؟ پھر یہ شعر پڑھے۔ "مجھے تعجب ہے کہ لوگ کس جرم میں پڑ گئے خلافت راشدہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر خلافت گئی تو سب بھلائیاں گئیں۔ بعد میں بری طرح ذلیل ہونگے (کہ قصاص میں ۸۰ ہزار مرے) یہود و نصاریٰ جیسے ہو جائینگے کہ وہ سب گمراہ ہو گئے تھے۔ (طبری ص ۴۱۷)

﴿۱۲﴾ حضرت عثمانؓ نے حملہ سے پہلے سب لوگوں کو اپنی امداد سے روک دیا تھا۔ اور گھر بھیج دیا سب سے آخر میں عبداللہ بن زبیرؓ گئے۔
(طبری ص ۴۲۰)

﴿۱۳﴾ شہادت عثمانؓ کی خبر سن کر حضرت طلحہؓ۔ زبیرؓ علیؓ نے افسوس کیا اور فرمایا اللہ عثمانؓ پر رحم فرمائے۔ حضرت علیؓ نے تو فرمایا حضرت عثمانؓ پر اللہ کی رحمت ہو ہم پر بہت اچھی خلافت کی۔ آپ سے کہا گیا کہ قاتل شرمندہ ہیں تو فرمایا ان کی مثال شیطان جیسی ہے کہ انسان سے کہتا ہے کہ تو کفر کر۔ جب وہ کہتا ہے میں کافر ہو گیا۔ تو یہ کہتا ہے میں تجھ سے بری ہوں میں تو رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ (پ ۲۸ ع ۵ طبری ص ۴۲۳)

﴿۱۴﴾ عثمان نے کہا۔ کہ تین آدمیوں کا قتل جائز ہے۔ ا۔ شادی شدہ زنا کرے۔۲۔ مرتد ہو جائے۔۳۔ کسی کو ناحق قتل کرے۔ میں نے یہ ۳ جرم نہیں کئے اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تلوار اپنے کندھوں پر ایسے رکھو گے کہ خدا قیامت تک تمہارے کندھوں سے نہ اتارے گا ص ۴۲۵

﴿۱۵﴾ سب مسلمان قوم خوش تھی کہ حضرت عثمان ہم پر حکومت کرتے رہیں پھر کالی (مُسلّن) کا بیٹا آ گیا اور الزامی باتیں کرنے لگا حالانکہ خوشحالی سے دنیا بہ رہی تھی مگر اس نے حادثات کئے تو لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر کو لمبا جانا (پھر شہید کر دیا۔) ص ۴۲۷۔

﴿۱۶﴾ قاتلانِ عثمان کی بدبختی کا اندازہ لگائیں کہ ایک کتا چُرانے والے ضابی کو عثمان نے جیل کی سزا دی تو اس کا بیٹا عمیر بن ضابی سبائی بن گیا اور عثمان کے قتل میں شریک رہا۔ طبری ص ۴۳۱ پھر یہ بھی قتل ہوا اسی صفحہ پر ہے کہ جو بھی عثمان کے قتل میں شریک ہوا یا سوار ہو کر آیا بری طرح قتل ہوا جیسے اشتر زید بن صوحان کعب بن ذی الحبکہ ابو زینب ابو مورع کمیل بن زیاد عُمیر بن ضابی۔ یہ عمیر بن ضابی بوڑھا ہو کر حجاج کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ (طبری ص ۴۳۱)

بد اخلاق اشتر نخعی:

﴿۱۷﴾ سبائی جب اکابر صحابہؓ کو پکڑ پکڑ کر لا رہے تھے کہ بیعت علی کریں۔ سعد بن ابی وقاصؓ کو لے آئے تو اس نے کہا کر لوں گا جب سب لوگ کر لیں گے۔ اے علیؓ میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی علیؓ نے فرمایا ان کو جانے دو پھر وہ عبداللہ بن عُمرؓ کو پکڑ لائے اس نے کہا تب کروں گا جب سب لوگ کر لیں گے اشتر نے کہا اپنا ضامن لاؤ۔ ابن عمرؓ بولے میرا ضامن نہیں اشتر نے کہا مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑا دوں

حضرت علیؓ نے کہا میں ضامن ہوں۔ پھر علیؓ بولے اشتر تو بڑا بدخلق ہے چھوٹے بڑے کی بے عزتی کرتا ہے۔ یہ وہ اشتر ہے جس نے کوفہ کے علوی گورنر ابو موسی اشعریؓ سے کہا ہمارے گورنر ہاؤس سے نکل جا تیری ماں نہ رہے تو منافقوں سے ہے (معاذ اللہ) (طبری ج ۲ ص ۵۰۱)

پتہ چلا کہ قاتل سبائیوں نے غنڈہ گردی سے فضاء ایسی بنا دی تھی کہ لوگ ڈر سے آپ سے دور ہوتے گئے اشتر نے یہی بدخلقی تلوار دکھا کر حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی بھی کی ص ۴۵۷ پھر حضرت علی پر ان کا تسلط **یملکوننا ولا نملکھم** (وہ ہمارے مالک ہیں ہم ان کے مالک نہیں) میں ان سے کیسے بدلہ لوں۔ کئی غلام اور بدوان سے مل چکے ہیں الخ نہج البلاغہ خطبہ ۱۶۶ کی طرح طبری ج ۳ ص ۴۵۸ پر بھی بعینہ موجود ہے۔

﴿۱۸﴾ حضرت علیؓ نے تیسرے دن لوگوں سے کہا ان بدوؤں کو نکالو۔ اور بدوؤں سے کہا اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ **فَاَبَتِ السَّبائیۃُ اَطَاعَھُمْ الاعراب و دخل علی بیتہ** ۔سبائیوں نے انکار کر دیا بدوان کے ساتھ مل گئے حضرت علی (مجبوراً) گھر بیٹھ رہے الخ ص ۴۵۹)

﴿۱۹﴾ ابن عباسؓ نے کہا میری مانیں اپنے گھر میں رہیں یا ینبع میں اپنے مال کے پاس چلے جائیں دروازہ بند کر لیں۔ عرب پھر آپ کو ہی خلیفہ بنا کر لے آئیں گے اللہ کی قسم اگر آپ آج ان لوگوں کے اُٹھانے سے خلیفہ بنیں گے تو خون عثمان کا دھبہ آپ پر لگ جائے گا۔ پھر ابن عباس نے یہ بھی کہا (معاویہ کو معزول نہ کرنا) اس کو برقرار رکھ احسان کرو وعدے لو حضرت علیؓ نے انکار کر دیا خدا کی قسم ایسا کبھی نہ ہوگا۔ (ص ۴۶۱)

﴿۲۰﴾ جب علیؓ نے سنا کہ طلحہ زبیر عائشہ بصرہ میں اکٹھے ہیں (کہ سبائیوں سے بدلہ لیں) تو حضرت علیؓ نے شامیوں سے لڑائی والی تیاری ادھر پھیر دی آپ کے ساتھ کوفی بصری بلوائیوں کے ہی سات سو آدمی تھے۔ عبداللہ بن سلامؓ نے آپ کی باگ پکڑ کر کہا امیر المومنینؓ! مدینہ سے نہ نکلیں خدا کی قسم

اگر آپ چلے گئے تو کبھی واپس نہ آئیں گے اور مسلمانوں کی مدینہ پر بادشاہی کبھی نہ ہوگی۔ سبائی عبداللہ بن سلام کو گالیاں دینے لگے تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑو یہ اصحاب محمد علیہ السلام کا بڑا اچھا آدمی ہے (طبری/۴۷۴، ۳۶ھ کے واقعات)

﴿۲۱﴾ حضرت حسنؓ کا آپ کو بصرہ نہ جانے کا مشورہ:

حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ حضرت عثمانؓ کے محافظ بھی تھے اور خیر خواہ بھی، سبائیوں کو برا جانتے تھے۔ اب جب حضرت علی طلحہ وزبیرؓ کے تعاقب میں (سات سو سبائیوں کے ساتھ طبری ج ۳ ص ۴۹۵ پر ۷۶۰ لکھتے ہیں اہل مدینہ کے مشورے بغیر) بصرہ جانے لگے تو امام حسنؓ روکنے آئے تو کہا ابا میں نے جو کہا میری آپ نے نہ مانی کل آپ شہید کر دیئے جائیں گے مدد گار کوئی نہ ہوگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تو مجھ پر ایسے ترس کھاتا ہے جیسے ایک بچی پر کھایا جاتا ہے۔ میں نے کس بات میں تیری نافرمانی کی؟ حسنؓ نے کہا میں نے آپ سے کہا تھا کہ جب عثمان محصور ہیں تو شہر سے نکل جائیں کہ شہادت کے وقت پاس نہ ہوں۔ پھر قتل کے بعد میں نے کہا کہ آپ ان سے بیعت نہ لیں کہ جب تک سب شہروں کے وفود اور عرب نہ آجائیں اور ہر شہر والے بیعت کریں (یہی امیر معاویہؓ کی رائے تھی) پھر میں نے کہا (طلحہ وزبیرؓ کو اپنے پاس سے نہ جانے دیں) اب جب وہ چلے گئے تو آپ گھر میں بیٹھ رہیں یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں۔ پھر اگر فساد ہوا تو آپ کے ہاتھ سے تو نہ ہوگا پھر علیؓ نے جوابات دیئے۔ (طبری ۴۴۴)

﴿۱﴾ کہ عثمانؓ کی طرح میرا گھیراؤ بھی قاتلوں نے کیا (نہ میرے کہنے پر قتل سے رُکے نہ باہر جانے دیا (تا کہ مجھ پر بھی الزام لگوادیں)

﴿۲﴾ میں بیعت نہ لوں جب تک کہ باہر سے سب لوگ آکر نہ کریں یہ بیعت کا اختیار صرف اہل مدینہ کو ہے میں نے ان کا اختیار ضائع نہ ہونے دیا۔

﴿۳﴾ طلحہ وزبیرؓ کا میرے ہاتھ سے نکل جانا یہ اہل اسلام پر کمزوری کی بات

ہوگئی (تو ان کو منوا کر اسلام کو طاقتور بناتا ہوں)اور خدا کی قسم جب (۵ ماہ) سے خلیفہ و والی بنا ہوں مسلسل دباؤ میں اور کمی میں پڑا ہوا ہوں۔ اپنی کسی (مرضی کی) مناسب بات تک نہیں پہنچ رہا۔ (اسی کمزوری سے معاویہ نے فائدہ اُٹھایا اور شیعہ اصول میں بھی بے بس اور اجراء قانون میں عاجز خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ (اصول کافی نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۷۱ میں ہے۔ ''لوگو! اس خلافت کا سب سے بڑا حقدار وہ ہے جو اس (کے نظم ونسق برقرار رکھنے) کی سب سے زیادہ قوت و صلاحیت رکھتا ہو اور اللہ کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو (پس اگر کوئی (نہ ماننے کا) فتنہ کھڑا کرے تو پہلے اس کو سمجھائیں گے پھر (اس سے لڑیں گے) (ص ۴۶۳) مگر ہم اہل السنۃ والجماعۃ اس بے بسی اور کمزوری کے باوجود اکثر اہل مدینہ کی بیعت سے آپ کو برحق خلیفہ مانتے ہیں۔'' سبائی گروہ کی سازش جان کر اور طالبین قصاص کو زمینی حقائق سے معذور و مجبور مان کر بھی علیؓ کے اقدام کی حمایت کرتے ہیں۔

۲۲ اجراء قانون کے مطالبہ کی اہمیت:

اجراء قانون کے مطالبہ کی اہمیت بھی کتب تاریخ میں یوں ہے کہ حضرت علیؓ کے ساتھی ملیح بن عوف سلمی نے زبیر سے پوچھا کیوں آئے ہو۔ زبیر نے کہا مختلف شہروں (صرف کوفہ بصرہ اور مصر) کے غنڈوں اور قبیلوں کے سازشیوں نے یہ جرم کیا بدوؤں اور غلاموں نے انکی امداد کی۔ تم کیا چاہتے ہو؟ زبیر نے کہا ہم لوگوں کو اٹھا رہے ہیں کہ عثمان کے خون کا بدلہ لیا جائے تا کہ اللہ کا قانون باطل نہ ہو کیونکہ خدا کا قانون جاری نہ کرنے میں ہم پر خدا کی حکومت کی توہین ہے۔ اب جب لوگ بدلے جیسی بات نہ چاہیں گے تو کوئی امام وخلیفہ باقی نہ رہے گا مگر اسے یہ غنڈے قتل کر دیں گے خدا کی قسم اس بدلہ کو چھوڑ دینا بڑا سخت (جرم) ہے نہ معلوم یہ مسئلہ کدھر پہنچے گا تو علی کے ساتھی اور حضرت زبیر ہر ایک کو رخصت کر کے جدا

ہو گئے لوگ بھی چلے گئے۔ (طبری ج ۳، ص ۴۷۵) یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ طلحہ زبیر عائشہ ؓ کو حضرت علیؓ کی دشمنی اور مخالفت ہرگز مقصود نہ تھی۔ وہ قانون انصاف کے اجراء اور آپ کی حکومت کے استحکام کے لئے بصرہ آئے مگر سبائی غنڈوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ حضرت علیؓ آ گئے تو پھر صلح ہو گئی مگر باتفاق تاریخ سبائیوں نے صلح توڑ کر خفیہ رات کو حملہ کر کے ۱۳ ہزار مسلمان بے گناہ شہید کر دیئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ○

﴿۲۳﴾ عمران ابن حصین اور ابوالاسود دئلی، حضرت علیؓ کے نمائندے:

حضرت طلحہؓ اور عائشہ ؓ سے آنے کی وجوہات پوچھنے آئے تو انہوں نے بھی سبائی قاتلوں سے بدلہ کی ضرورت بتائی۔ حضرت علیؓ سے نفرت اور دشمنی کی معاذ اللہ کوئی بات نہ کی۔ (الطبری)

﴿۲۴﴾ جنگ جمل سے پہلے حضرت علیؓ کی تقریر اور امن پسندی:

"اسلام مسلمانوں کا دین ہے حق ان میں ہے کتاب ان کی امام۔ ہے اُس شخص (عثمان) کو مصیبت ان لوگوں سے پہنچی ہے جن کو اس امت سے شیطان۔ نے اپنی طرف کھینچ لیا سنو! یہ امت پہلی امتوں کی طرح فرقوں میں بٹیگی۔ ہم آنے والے فتنہ سے پناہ مانگتے ہیں پھر دوبارہ یہ فرمایا یہ جو (فرقہ بندی) ہونی ہے ہو کر رہے گی سنو یہ امت ۷۳ فرقے بنے گی۔ سب سے برا فرقہ وہ ہے جو میری طرف اپنی نسبت کرے گا (شیعہ کہلائے گا) مگر میرے اعمال پر نہیں چلے گا بس تم ان کو پا چکے اور دیکھ چکے ہو (کہ میری محبت جتلا کر میرے ہم زلف عثمان کو شہید کر دیا) اب تم سب دین کو لازم پکڑو نبی علیہ اسلام کی سیرت اپناؤ آپ کی سنت کی پیروی کرو اور اپنا مشکل مسئلہ قرآن پر پیش کرو جو قرآن پہچان کرائے اسے لازم پکڑو اور جو قرآن انوکھا بتائے اسے رد کر دو اللہ جل وعز کے رب ہونے۔ اسلام کے دین ہونے اور محمد کے نبی ہونے پر خوش پر ہو جاؤ قرآن کو اپنا فیصل حاکم اور امام مانو" (یہی اسلام قرآن اور نبی) تین باتیں ماننے کی حضرت عمرؓ نے بار بار تلقین کی ہے

(بخاری)

اگلی روایت میں ہے کہ جب علیؓ ربذہ سے بصرہ کی طرف چل رہے تھے۔ ایک آدمی رفاعہ بن رافع نے پوچھا امیر المومنینؓ کدھر جا رہے ہو اور ہمیں کدھر لے جا رہے ہو فرمایا ہماری نیت اصلاح (اور درستی) ہے اگر وہ ہماری قبول کریں اور درست ہو جائیں تو اچھا ہے اور اگر نہ مانیں تو ہم ان کو معذور چھوڑ دینگے ان کو حق بتائیں گے اور صبر کریں گے۔ پھر اگر وہ راضی ہوں تو ہم ان کو چھوڑ دینگے جب تک وہ ہمیں چھوڑیں گے۔ اگر وہ ہم کو نہ چھوڑیں تو ہم رکے رہیں گے اور یہی بہت اچھی بات ہے۔ (طبری جلد ۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵) افسوس کہ اس مصلح اور اپنے امام علی کی بات مدینہ سے ساتھ آنے والے سبائیوں نے نہ مانی صلح کے بعد رات کو غداری سے حملہ کر دیا۔ (طبری ج ۳، ص ۵۰۷ سے تفصیل پڑھیں۔

﴿۲۵﴾۔ اشتر کا حضرت علیؓ کو قتل کرنے کا ارادہ اور جنگ جمل میں غداری:

جب بصریوں کے وفد کوفیوں کے پاس آنے لگے اور قعقاع ام المومنین طلحہ زبیر سے اپنی جیسی صلح کی رائے لے کر آگئے تو حضرت علی نے لشکر کو جمع کیا۔" پھر اونچی جگہ کھڑے ہو کر خدا کی خوب حمد وثنا بیان کی اور حضور علیہ السلام پر درود بھیجا پھر زمانہ جاہلیت اور اس کی بد بختی کا۔ اسلام اور اس کی نیک بختی کا اور امت کے اتفاق کا خدائی انعام یوں ذکر فرمایا کہ رسول اللہ کے بعد امت ایک خلیفہ (ابوبکرؓ) پر پھر اس کے بعد عمرؓ پر پھر اس کے بعد (تیسرے عثمانؓ) پر متفق رہی پھر یہ حادثہ (شہادت عثمان) ان لوگوں نے امت پر برپا کیا جو اس دنیا کے طالب ہیں اور اس فضیلت پر حسد کیا جو اللہ نے (فتوحات اور خوشحالی وامن سے) ان پر لوٹائی۔ ان قاتلوں نے یہ خدائی انعامات پس پشت ڈال دیئے اللہ اپنا حکم پہنچانے والا اور ارادے درست فرمانے والا ہے سنو میں صبح واپس (مدینہ) جا رہا ہوں تم بھی چلو مگر وہ لوگ صبح ہرگز (ہمارے ساتھ) نہ چلیں جنہوں نے عثمان کے قتل

میں کچھ بھی شرکت کی ہے وہ بے وقوف اپنے آپ کو ملامت کریں۔ (اس اعلان حق سے قاتلوں کو آگ لگ گئی)

﴿۲۶﴾ اب سبائی قاتلوں سے یہ لوگ الگ جمع ہوئے:

(۱) علباء بن ھیثم (۲) عدی بن حاتم (۳) سالم بن ثعلبہ عبسی (۴) شریح بن ادفیٰ۔ (۵) ابن ضبیعہ (۶) اشتر۔ ان لوگوں کے ساتھ جو قتل عثمان میں شریک اور خوش تھے ان میں مصری (قاتل) بھی آملے۔ (۷) ابن سودا (یہودی)، (۸) خالد بن ملجم اور مشورے کرنے لگے۔ بولے اب کیا رائے ہے خدا کی قسم علی ان سب سے زیادہ کتاب اللہ (قتل کا بدلہ قتل) کو جاننے والا ہے جو عثمان کے قاتلوں کو چاہتے ہیں اور عمل کرنے میں بھی ان سے زیادہ قریب ہے اور وہ جو کہتا ہے کر گزرتا ہے پھر جب وہ قوم کو چاہتا ہے قوم اس کو چاہتی ہے جب وہ اپنی کثرت کے ساتھ ہماری قلت کو دیکھیں گے تم بخدا مارے جاؤ گے اور تم کو کچھ بھی نجات نہ ملے گی۔ (تو انہوں نے یہ مشورے دیئے۔)

﴿۲۷﴾ قاتلوں کا دھوکہ سے جنگ بھڑکانے کا خفیہ مشورہ:

ا۔ اشتر بولا طلحہ و زبیر کی پالیسی تو ہم جانتے ہیں (کہ ہمیں قصاص میں قتل کریں گے) مگر ہم علی کی پالیسی آج تک نہ سمجھ سکے اللہ کی قسم سب لوگوں کی رائے ہمارے بارے ایک ہی (قتل کرنا) ہے وہ سب علی کے ساتھ صلح کریں گے تو ہمارے خونوں پر ہوگی۔

فھلمو فلنتوائب علی علی ذنلحقه بعثمان فتعود فتنه. یرضیٰ منا فیھا بالسکون (طبری ج۳، ۵۰۷)

ترجمہ: آؤ علی پر یکبارگی حملہ کریں اور عثمان سے ملا دیں پھر وہ ہم سے اس فتنہ وحملہ میں پرسکون خوش ہو جائے گا۔ (معاذ اللہ)

بھائیو! آپ نے دیکھ لیا یہ آپ کے لشکر کا زبردستی بننے والا کمانڈر انچیف ہے خود علی نے تو نہ بنایا تھا جیسے علی کے نہ چاہنے کے باوجود اس نے زبردستی بیعت کر ڈالی۔

تاریخ طبری ج ۳ ص میں ہے کہ پھر حضرت علیؓ نے قتل میں شریک کسی فرد کو عہدہ نہ دیا حالانکہ یہ کمانڈر انچیف بنا ہوا ہے۔ معلوم ہوا یہ سبائی زبردستی عہدیدار بنے ہوئے تھے۔ (مگر اس سے بھی بڑا مسلمانوں کا دشمن) عبد اللہ بن سبا بولا تیری رائے بہت گندی ہے تم اے عثمان کے قاتل کو فیوذی قار میں اڑھائی ہزار ہو اور یہ ابن حنظلیہ (طلحہ) اور اس کے ساتھی ۵ ہزار ہیں جو بڑے شوق سے تمہیں قتل کرنے کا راستہ ڈھونڈتے ہیں۔ اے اشتر تو اپنے قدم پیچھے کرلے۔

﴿۲۸﴾ ۲۔ علباء بن ہیثم نے کہا۔ ان سے الگ تھلگ ہو جاؤ اور ان کو چھوڑ دو اگر وہ تھوڑے رہے تو ان کا دشمن (یعنی ہم) طاقتور ہونگے اور اگر وہ زیادہ ہوئے تو ان سے ہماری صلح بہتر رہے گی تو ان کو چھوڑ واپنے اپنے شہروں میں واپس جاؤ حتی کہ تمہیں اپنے لوگ مل جائیں جن سے پناہ لو اور لوگوں کے حملہ سے بچ جاؤ۔ ابن سودا بولا تیری رائے بھی بہت بری ہے لوگ تو یہ چاہتے ہیں تم ایک کنارے لگو اور قومیں تمہارے ساتھ نہ ہوں جو تمہیں بچائیں تو اگر ایسا ہو تو تمہیں ہر کوئی اچک لے۔

﴿۲۹﴾ ۳۔ عدی بن حاتم نے کہا۔ خدا کی قسم میں نے نہ پسند کیا نہ خوش ہوں مجھے تعجب ہے کہ لوگ عثمان کے قتل کی باتوں میں مختلف رائے کیوں دیتے ہیں پھر جب ہوا جو ہوا اور ہم لوگ اس درجہ (قتال پر پہنچ گئے تو ہمارے پاس بھی طاقت ور گھوڑے اور عمدہ ہتھیار ہیں۔ تم (جنگ میں) آگے بڑھے تو ہم بھی بڑھیں گے اور رکے تو ہم بھی رک جائیں گے (یہ جنگی کاروائی ابن سبا کو پسند آئی) اور وہ بولا تو نے اچھی رائے دی ہے۔

﴿۳۰﴾ ۴۔ سالم بن ثعلبہ نے کہا جو دنیا (کی زندگی) چاہے اس کی مرضی میں تو یہ دنیا نہیں چاہتا کل اگر تم لڑے تو میں گھر نہ جاؤں گا اور اگر عمر لمبی ہوگئی تو اونٹوں کا گوشت کھانے میں اضافہ نہ کریں گے۔ اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں تم تلواریں (بہادر) قوم جیسی علیحدہ کرو گے تو تلواریں ہی باہم

ٹکرائیں گی۔ ابن سودا نے کہا اس نے بھی رائے خوب دی ہے۔

﴿۳۱﴾ ۵۔شریح بن اوفیٰ نے کہا نکلنے سے پہلے اپنا پروگرام پختہ بنا وُلیٹ نہ کرو۔ جلدی مناسب ہے اس کام میں جلدی نہ کرو جس میں تاخیر مناسب ہو لوگوں کے (تمہارے بارے) برے پروگرام ہیں میں نہیں جانتا کل وہ کیا کرنے والے ہیں جب وہ تم سے ٹکرائیں گے۔

﴿۳۲﴾ ۶۔ ابن سبا یہودی نے یہ مشورہ دیا۔ ای میری قوم (یعنی نام کے مومن قاتل دراصل یہودی ہیں) تمہارا غلبہ لوگوں میں ملے رہنے سے ہے۔ ان سے ملاپ رکھو صبح جب لوگ ملیں تم جنگ بھڑکا دو ان کو سوچنے کا موقعہ ہی نہ دو تو وہ تمہارا قتل عام کے پروگرام سے بچنے کی کوئی صورت نہ پاسکیں گے اور خدا۔ حضرت علی طلحہ زبیر اور ان کے حامیوں کو تمہارے اس مکروہ پروگرام سے آگاہ نہ ہونے دے، گا اپنی رائے (سازش) اپنوں میں خوب پھیلاؤ پھر اسی پر الگ الگ ہو جاؤ اور دیگر لوگوں کو پتہ نہ چلنے پائے۔ (طبری ج۳ص ۵۰۸)

﴿۳۳﴾ طبری ص ۵۱۸ پر ہے کہ عثمان پر حملہ آوروں نے یہ رات بری طرح کاٹی۔ خفیہ جنگ بھڑکانے پر متفق ہوگئے تو صبح اندھیرے جنگ میں ایسے گھسے کہ ہر قبیلہ والے نے دوسرے پر حملے کردیئے۔ ہر فریق کہتا تھا کہ دوسرے نے دھوکہ سے ہم پر حملہ کر دیا ہے"۔

﴿۳۴﴾ چنانچہ فریقین کے لشکر میں۔ سبائی قاتل اپنے حامیوں کو لے کر جا سوئے اور صبح تہجد پڑھنے کے بجائے لشکر طلحہ و زبیر پر اس اعلان سے حملہ کر دیا کہ علی کے لشکر نے غدر سے حملہ کیا ہے۔ علی کے بے خبر لشکر پر بھی حملہ میں یہ اعلان کیا کہ طلحہ و زبیر نے غداری سے ہم پر حملہ کر دیا ہے دوپہر تک جنگ میں متفقہ تیرہ ہزار ادر بقول مفتی جعفر ۱۵/۲۰ ہزار مسلمان شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

﴿۳۵﴾ پھر حضرت علیؓ نے یہ اعلان کیا کہ کسی بھاگنے والے کو نہ پکڑا جائے نہ قیدی بنایا جائے نہ قتل کیا جائے زخمی پر نہ حملہ کرو نہ پیچھا کرو سبائی جنگ بھڑکانے میں کوئی کمی نہ کررہے تھے مگر علی فرماتے تھے جنگ سے رک جاؤ (طلحہ زبیر سمیت) سب کی رائے یہ تھی کہ اس فتنہ میں مسلمان قتل نہ کئے جائیں۔ (طبری ج ۳، ۵۱۸)

﴿۳۶﴾ جنگ کے بعد حضرت علیؓ نے ام المومنینؓ کا حال پوچھا اماں کیسی ہو، فرمایا خیریت سے ہوں علیؓ نے کہا اللہ آپ کو بخشے عائشہؓ نے کہا اللہ آپ کو بھی بخشے۔ (طبری ۵۳۹)۔

﴿۳۷﴾ حضرت علیؓ نے جمل کے شہداء فریقین کے جنازے پڑھائے اور غمناک ہوکر دفن کرائے اور ان سب کو جنتی بھی بتایا اور فرمایا مجھے امید ہے کہ جو بھی ان میں سے قتل ہوا جبکہ اس کا دل پاک اور نیک نیت ہو خواہ ہمارا ہو یا ان کا اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (طبری ج ۳، ص ۵۰۹)

﴿۳۸﴾ ص ۵۴۳ پر بھی علیؓ کا فرمان ہے۔ اللہ ان کے ہر پاک دل کو جنت میں داخل کرے گا جبکہ حضرت عائشہؓ بھی فرمان نبوی سنا رہی تھیں فلاں جنت میں ہے فلاں جنت میں ہے۔ (ص ۵۴۲)

﴿۳۹﴾ حضرت علیؓ نے عثمان کے قاتلوں پر لعنت فرمائی چنانچہ طلحہؓ سے کہا تو عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ چاہتا ہے تو ان قاتلوں پر اللہ لعنت فرمائے۔

﴿۴۰﴾ اور ص ۵۴۴ پر ہے کہ علیؓ نے حضرت عائشہؓ پر تنقید کرنے والے اپنے دو سپاہیوں کو ۱۰۰/۱۰۰ درے لگوا کر گردنیں بھی اڑا دیں"۔

حضرت علیؓ نے ایک آواز سنی تو پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا عائشہؓ عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت کر رہی ہیں تو حضرتؓ نے بھی ان پر لعنت بھیجی۔ (طبری ج ۳)

آخری گزارش:

محترم قارئین کرام اور ہر مکتب فکر کے علماء و افسران عظام ہم نے اکابر صحابہ کو بچانے کے ساتھ ساتھ منافقین اور اہل بیت کے معاندین کے تعارف و مذمت میں نہج البلاغہ کے بعد تاریخ طبری کے ۴۰ حوالوں کا مواد بھی کافی لمبا پیش کر دیا ہے۔ تنگ آ کر بند کرتا اور معذرت کرتا ہوں پھر پڑھیں اور غور سے سوچیں اور ایمان سے پوچھیں کہ کیا یہ سنت نبی پر چلنے والے اور جماعت رسول کے پیروکار لوگ تھے؟ جو آج تک ۹۰/۹۵% بکثرت تابعدار سنی مسلمان چلے آرہے ہیں۔ یا خدا و رسول کے محبّ و محبوب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تابعدار پارٹی تھی؟ اگر یہ سنی شیعہ (نبی و علی کو ماننے والے) نہ تھے ہرگز نہ تھے تو ہم آج تک کیوں لڑتے آرہے ہیں؟ ہمارے اتفاق و اتحاد کی کیا یہی صورت نہیں کہ ہم یہود و مجوس کی پیداوار ان دشمنان علی اور قاتلان اہلبیت سے بیزار ہو جائیں ان کو اپنے مذہبی بھائی اور ہیرو نہ سمجھیں کوئی ان کی مذمت اور نشاندہی کرے تو ناراض نہ ہوں۔ بلکہ قرآن و سنت اور دنیا کے فاتح مبلغین اسلام کا مذہب اپنائیں۔ تقیہ فراڈ مسلم دشمنی۔ اہل بیت کی نافرمانی۔ اور اپنے کو بس بخشا ہوا جان کر جنسی انارکی اور آوارہ زندگی سے توبہ کریں۔ متحد ہو کر پھر نئی دنیا فتح کریں۔ اللہ ہمیں قرآن و سنت اور اہل بیت کے مذہب پر چلائے آمین۔

☆☆☆☆

باب ہشتم:

عبادات فرائض وواجبات

کلمہ طیبہ ایمان واسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بعد سب سے افضل نماز و زکوۃ ہے ۔ ان کا ذکر شیعہ کی اصول کافی ج۲ کتاب ''الکفر والایمان میں ہے'' اسلام کی بنیاد پانچ باتیں ہیں۔ ۱۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی۔۲۔ نماز۔۳۔ زکوٰۃ۔۴۔حج بیت اللہ۔۵۔ رمضان کے روزے۔ توحید ورسالت والا کلمہ طیبہ ہی ایمان واسلام والا ہے۔ عہد نبوت اور عہد ائمہ میں یہی تھا۔ حضرت علیؓ نے گشتی مراسلہ میں اسی سے اہل شام کو اپنے جیسے مومنین مسلمین کہا ہے۔ ''وہ اور ہم خدا و رسول کی تصدیق میں برابر ہیں نہ وہ ہم سے اضافہ چاہتے نہ ہم ان سے اضافہ چاہتے ہیں۔ خون ''عثمان'' میں اختلاف کے علاوہ ہر بات ایک اور متفقہ ہے'' اگر امامت منصوصہ اور اس کا کلمہ کہیں ہوتا تو علی اس کا ذکر فرماتے ۔ حضرت اپنے اصحاب کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو اور اسے زیادہ سے زیادہ بجا لاؤ اور اس کے ذریعہ سے اللہ کا تقرب چاہو کیوں کہ نماز مسلمانوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ واجب کی گئی ہے۔ (ارشاد ہے۔ بے شک مومنوں پر نماز اپنے اپنے وقت پر پڑھنا فرض ہے۔ پ۵ص۱۲۔ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشاء لاتعداد آیات میں انکے نام اور الگ الگ اوقات مذکور ہیں۔ دو دو کو جمع کر کے پڑھنا قرآن وسنت اور مذہب علی کے خلاف ہے۔) کیا (قرآن میں) دوزخیوں کے جواب کو تم نے نہیں سنا کہ جب ان سے پوچھا جائے گا کہ کونسی چیز تمہیں دوزخ میں کھینچ لائی ہے تو وہ کہیں گے ہم نمازی نہ تھے بلاشبہ نماز گناہوں کو جھاڑ کر اس طرح الگ کر دیتی ہے جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور انہیں اس طرح الگ کرتی ہے جس طرح چوپاؤں کی گردنوں سے پھندے کھول کر انہیں رہا کیا جاتا ہے۔ نماز کا حق تو وہی مردان خدا پہچانتے ہیں جنہیں متاع دنیا کی سج دھج اور مال و اولاد کا سرور دیدہ

دل اس سے غفلت میں نہیں ڈالتا چنانچہ اللہ وسبحانہ کا ارشاد ہے۔
''کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے نہ خرید وفروخت'' پ۱۸ع۱۱...... اور رسول اللہ ﷺ باوجودیکہ انہیں جنت کی نوید دی جا چکی تھا بکثرت نماز پڑھنے سے اپنے کو زحمت وتعب میں ڈالتے تھے کیونکہ انہیں اللہ کا ارشاد تھا۔ ''اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو''۔ پ۱۶ع۱۷۔

چنانچہ حضرت گھر والوں (اہل بیت بیویوں بیٹیوں دامادوں) کو خصوصیت کے ساتھ نماز کی تاکید بھی فرماتے تھے اور خود بھی اس کی بجا آوری میں زحمت، ومشقت برداشت کرتے تھے۔ پھر مسلمانوں کے لئے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی تقرب خدا کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے تو جو شخص اسے برضاء رغبت ادا کرے گا اس کے لئے یہ گناہوں کا کفارہ اور دوزخ سے آڑ اور بچاؤ ہے (دیکھو ادا کرنے کے بعد) کوئی شخص اس کا خیال تک نہ کرے اور نہ اس پر زیادہ ہائے وائے مچائے کیونکہ جو شخص دلی لگن کے بغیر زکوٰۃ دے پھر اس سے بہتر چیز کے لئے چشم براہ رہے وہ سنت سے بے خبر اجر میں نقصان اٹھانے والا غلط کار اور دائمی پریشانی وندامت میں گرفتار ہے......... پھر امانت کا ادا کرنا ہے جو اپنے آپ کو ادائے امانت کا حقدار نہ بنا سکے وہ ناکام ونامراد ہے۔ اس امانت کو مضبوط آسمانوں پھیلی ہوئی زمینوں اور لمبے چوڑے گڑھے ہوئے پہاڑوں پر پیش کیا گیا بھلا ان سے تو بڑھ کر کوئی چیز لمبی چوڑی اونچی اور بڑی نہیں ہے تو اگر کوئی چیز لمبائی چوڑائی یا قوت اور غلبہ کے بل پوتے پر سرتابی کر سکتے تو یہ تھے لیکن یہ تو اس کے عقاب وعتاب سے ڈر گئے اور اس چیز کو جان گئے جسے ان سے کمزور تر مخلوق انسان نہ جان سکا۔ بلاشبہ انسان بڑا نا انصاف اور بڑا جاہل ہے۔ (خطبہ ۱۹۷۔ ص ۵۷۲ تا ۵۷۴)

نماز اپنے وقت میں پابندی سے پڑھو:

آپ نے مصر کے حاکم محمد بن ابی بکرؓ کو عہد نامہ ص ۲۷ ص ۶۹۱ میں لکھا۔

نماز اپنے مقررہ وقت پر پڑھنا اور فرصت ملنے پر وقت سے پہلے بھی نہ پڑھنا اور نہ اپنے وقت سے لیٹ پڑھنا کسی اور مصروفیت کی وجہ سے یقین جانو کہ تمہارا ہر عمل نماز کے تابع ہے"۔ اب جو آپ کے نام لیوا لیٹ کر کے اکٹھی پڑھتے ہیں۔ یا عصر اور ظہر کو عشاء و مغرب کے ساتھ ملا کر وقت سے پہلے پڑھتے ہیں وہ قرآن و سنت اور حضرت علی کے مذہب پر نہیں ان کی نماز نہیں ہوتی۔

فرائض واجبات کا ایک نقشہ:

جو خطبہ ص ۱۰۸ ص ۲۲۸۔۲۲۹ پر مکتوب ہے۔

﴿۱﴾ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لئے بہترین کام اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے۔

﴿۲﴾ اور اس کی راہ میں جہاد کرنا کہ وہ اسلام کی سر بلند چوٹی ہے۔

﴿۳﴾ کلمہ توحید کہ وہ فطرت کی آواز ہے۔

﴿۴﴾ اور نماز کی پابندی کہ وہ عین دین ہے۔

﴿۵﴾ اور زکوٰۃ ادا کرنا کہ وہ فرض وواجب ہے۔

﴿۶﴾ اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا کہ وہ عذاب کی سپر ہیں۔

﴿۷﴾ اور خانہ کعبہ کا حج وعمرہ بجا لانا کہ وہ فقر کو دور کرتے ہیں اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں۔

﴿۸﴾ اور عزیزوں سے حسن سلوک کرنا کہ وہ مال کی فراوانی اور عمر کی درازی کا سبب ہے۔

﴿۹﴾ اور مخفی طور پر خیرات کرنا کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

﴿۱۰﴾ اور کھلم کھلا خیرات کرنا کہ وہ بری موت سے بچاتا ہے۔

﴿۱۱﴾ اور لوگوں پر احسانات کرنا کہ وہ ذلت ورسوائی کے مقامات سے بچاتا ہے۔

﴿۱۲﴾ اللہ کے ذکر میں بڑھے چلو اس لئے کہ وہ بہترین ذکر ہے۔

﴿۱۳﴾ اور ہر اس چیز کے خواہشمند بنو کہ جس کا اللہ نے پرہیز گاروں سے وعدہ کیا ہے۔ سورت فرقان پ ۱۹ کا رکوع نمبر ۴ دیکھ لیں۔
﴿۱۴﴾ نبی کی سیرت کی پیروی کرو کہ وہ بہترین سیرت ہے۔
﴿۱۵﴾ اور ان کی سنت پر چلو کہ وہ سب طریقوں سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہے۔
﴿۱۶﴾ اور قرآن کا علم حاصل کرو کہ وہ بہترین کلام ہے۔
﴿۱۷﴾ اور اس میں غور وفکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے۔
﴿۱۸﴾ اور اس کے نور سے شفا، حاصل کرو کہ سینوں کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔
﴿۱۹﴾ اور اس کی خوبی کے ساتھ تلاوت کرو کہ اس کے واقعات سب واقعات سے زیادہ فائدہ رساں ہیں۔
﴿۲۰﴾ وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا اس سرگرداں جاہل کے مانند ہے جو جہالت کی سرمستیوں سے ہوش میں نہیں آتا بلکہ اس پر اللہ کی حجت زیادہ ہے اور حسرت وافسوس اس پر لازم وضروری ہے اور اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ قابل مذمت ہے۔ (ص ۲۲۹)

نوٹ: ہم سنی شیعہ دونوں گروہ غور سے سوچیں کہ ان ۲۰ اعمال والے مذہب علی پر ہم کتنے عامل ہیں؟ پھر یہ بھی سوچیں کہ ان ۲۰ اعمال صالحہ میں وہ شرک و بدعت اور مسلم دشمنی والی رسوم میں سے ایک بھی ہے جس پر ہم لڑتے مرتے جلوس نکالتے اور مقروض ملک کے کروڑوں روپے فضول خرچ کراتے ہیں؟ اگر ہم سچے مذہب علی پر ہیں۔ تو ان فرائض و واجبات پر عمل کرنا ہوگا اور تمام جعلی رسوم و بدعات چھوڑنی ہونگی۔

حج فرض ہے:

اللہ نے اپنے گھر کا حج تمہارے اوپر فرض کیا جسے لوگوں کا قبلہ بنایا جہاں

لوگ اس طرح کھینچ کر آتے ہیں جس طرح پیاسے حیوان پانی کی طرف اور اس طرح وارفتگی سے بڑھتے ہیں جس طرح کبوتر اپنے آشیانوں کی طرف اللہ جل شانہ نے اس کو اپنی عظمت کے سامنے ان کی فروتنی عاجزی اور اپنی عزت کے اعتراف کا نشانہ بنایا ہے اس نے اپنی مخلوق میں سے سننے والے لوگ چن لئے جنہوں نے اس کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے کلام کی تصدیق کی وہ انبیاء کی جگہوں پر ٹھہرے عرش پر طواف کرنے والے فرشتوں سے مشابہت اختیار کی وہ اپنے عبادت کی تجارت گاہ میں منفعتوں کو سمیٹتے ہیں اور اس کی وعدہ گاہ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔ اللہ ہی نے اس گھر کو اسلام کا نشان پناہ چاہنے والوں کے لئے حرم بنایا ہے اس کا حج فرض اور ادائیگی حق کو واجب کہا ہے اور اس کی طرف راہ نوردی فرض کر دی ہے۔ چنانچہ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔

"کہ اللہ کا واجب الادا حق لوگوں پر یہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے کفر کیا تو جان لے کہ اللہ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔ خطبہ نمبر ۱ کا آخر ص ۹۲۔

پانچ نمازوں کے ۵ الگ الگ اوقات:

مکتوب نمبر ۵۲، ص ۷۵۳ مختلف شہروں کے افسروں کے نام۔

﴿۱﴾ ظہر کی نماز اس وقت تک پڑھاؤ کہ بکریوں کے باڑے کی دیوار کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔ (اسے مثل اوّل کہتے ہیں)

﴿۲﴾ عصر کی نماز اس وقت تک پڑھا دینا چاہیے کہ سورج ابھی روشن اور زندہ ہو اور دن ابھی اتنا باقی ہو کہ چھ میل کی مسافت طے ہو سکے۔ (جس پر ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے تندرست آدمی ۱۵ منٹ میں ایک میل (۱۷۶۰ گز) طے کر لیتا ہے۔

﴿۳﴾ مغرب کی نماز اس وقت پڑھاؤ کہ جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے مزدلفہ جاتے ہیں۔

﴿۴﴾ اور عشا کی نماز مغرب کی سرخی سفیدی غائب ہونے سے رات کے ایک تہائی حصہ تک پڑھا دو۔

﴿۵﴾ اور صبح کی نماز اس وقت تک پڑھاؤ جب آدمی اپنے ہمراہی کا چہرہ پہچان سکے (یعنی روشنی میں پڑھو) اور نماز اتنی مختصر پڑھاؤ جو ان میں سے سب سے کمزور آدمی ہو اس پر بھی بار نہ ہو اور لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالو۔

نوٹ: عامہ مسلمین اہل سنت خصوصاً حنفیہ ان ہی اوقات پر فتویٰ دیتے اور نماز پڑھاتے ہیں تو پانچوں اوقات الگ الگ ثابت ہوئے۔ بلاوجہ بیماری وسفر، دو دو نمازیں جمع کرنا حضرت علیؓ کا مذہب نہیں اگر عصر وعشاء اپنے وقت سے پہلے ظہر اور مغرب کے وقت میں پڑھی گئی تو نماز نہ ہوگی۔ خود مغرب کو اتنا لیٹ کرنا کہ تاریکی ہو ستارے نظر آنے لگیں خود ساختہ یہودی عادت ہے۔

عیدالاضحیٰ اور قربانی کا ذکر:

قربانی مالدار پر واجب ہے قربانی کے جانور میں یہ صفات ہونی چاہییں۔

قربانی کے جانور کا مکمل ہونا یہ ہے کہ اس کے کان اُٹھے ہوئے ہوں (یعنی کٹے ہوئے نہ ہوں) اور اس کی آنکھیں صحیح وسالم ہوں اگر کان اور آنکھ سالم ہیں تو قربانی بھی سالم اور ہر طرح سے مکمل ہے اگرچہ اس کے سینگ (تہائی) ٹوٹے ہوئے ہوں اور ذبح کی جگہ تک اپنے پاؤں کو گھسیٹ کر پہنچے۔ (خطبہ نمبر ۵۳، ص ۲۰۹)

فرائض اسلام کے فوائد:

﴿۱﴾ نماز پرہیز گار کے لئے (خدا کا) تقرب ہے۔

﴿۲﴾ حج ہر ضعیف وناتواں کا جہاد ہے۔

﴿۳﴾ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

﴿۴﴾ اور عورت کا جہاد شوہر سے حسن معاشرت ہے۔ قول نمبر ۱۳۷ نہج ص ۸۵۲

﴿۵﴾ امام حسنؑ کو وصیت میں فرمایا اے بیٹے تجھے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں اوروقت پر نماز پڑھنے کی اور واجب ہو جانے پر زکوٰۃ دینے کی۔ اچھی طرح وضو (پاؤں دھو کر) کرنے کی کیونکہ نماز بغیر پاکی کے نہیں ہوتی اور زکوٰۃ نہ دینے والے کی اللہ نماز بھی قبول نہیں کرتا تجھے گناہ بخشنے کی غصہ پینے کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ صلہ رحمی جہالت کے وقت بردباری دین کی فقہ وسمجھ کسی کام پر پختگی۔ قرآن پر عمل کی پابندی پڑوسی سے حسن سلوک اچھے کام کا حکم دینے برے کام سے روکنے اور بے حیائی کے کاموں سے رُکے رہنے کی وصیت کرتا ہوں تاریخ طبری ج۴ص۱۱۳۔۴۰ھ کے حالات، طبع بیروت لبنان۔

☆☆☆

باب نہم:

مسلمانوں کے لئے پند و نصائح اور اخلاق و عادات

﴿۱﴾ ہر مسلمان دوسرے سے بھلا کرے رشتہ دار کی خدمت کرے قصور وغیرہ معاف کرے۔ خطبہ نمبر۲۳ یہ ہے۔

ہر شخص کے مقسوم میں جو کم یا زیادہ ہوتا ہے۔ اسے لے کر فرمان قضاء آسمان سے زمین پر اُس طرح اترتے ہیں جس طرح بارش کے قطرات لہذا اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے اہل وعیال مال ونفس میں فراوانی اور وسعت پائے تو یہ چیز اس کے لئے کبیدگی خاطر کا سبب نہ بنے جب تک کوئی مرد مسلمان کسی ایسی ذلیل حرکت کا مرتکب نہیں ہوتا کہ جو ظاہر ہو تو اس کے تذکرہ سے اس کی آنکھیں نیچی ہوں اور جس سے ذلیل آدمیوں کی جرأت بڑھے وہ اس کامیاب جوئے باز کی طرح ہے جو جوئے کے تیر کا پانسہ پھینک کر پہلے مرحلے پر ہی ایسی جیت کا متوقع ہوتا ہے جس سے اسے فائدہ حاصل ہو اور پہلے نقصان کی تلافی ہو جائے۔

اسی طرح وہ مسلمان جو بددیانتی سے پاک ہو وہ دو اچھائیوں میں سے ایک کا منتظر رہتا ہے یا اللہ کی طرف سے بلاوا آئے تو اس شکل میں اللہ کے یہاں کی نعمتیں اس کے لئے بہترین ہیں اور یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے (دنیا کی) نعمتیں حاصل ہوں تو اس صورت میں اس کے لئے مال بھی ہے اور اولاد بھی اور پھر اس کا دین اور عزت نفس بھی برقرار رہے بے شک مال و اولاد دنیا کی کھیتی اور عمل صالح آخرت کی کشت زاد ہے اور بعض لوگوں کے لئے اللہ ان دونوں نعمتوں کو یکجا کر دیتا ہے۔ جتنا اللہ نے ڈرایا ہے اتنا اس سے ڈرتے ہو اور اس سے خوف کھاؤ کہ تمہیں عذر نہ کرنا پڑے عمل دے دیا کرو اس لئے کہ جو شخص کسی اور کے لئے عمل کرتا ہے اللہ اس کو اس کے حوالے کر دیتا ہے ہم اللہ کے لئے شہیدوں کی منزلیں نیکوں کی

ہمدمی اور انبیاء کی حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔
اے لوگو! کوئی شخص بھی اگر چہ وہ مالدار ہو اپنے قبیلہ والوں اور اس امر سے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے اس کی حمایت کریں بے نیاز نہیں ہو سکتا اور وہی لوگ سب سے زیادہ اس کے پشت پناہ اور اس کی پریشانیوں کو دور کرنیوالے اور مصیبت پڑنے کی صورت میں اس پر شفیق اور مہربان ہوتے ہیں۔ اللہ جس شخص کا ذکر خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے تو یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دوسروں کو وارث بنا جاتا ہے۔

تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے قریبیوں کو فقر وفاقہ میں پائے تو ان کی احتیاج کو اس امداد سے دور کرنے میں پہلو تہی نہ کرے جس کے روکنے سے یہ کچھ بڑھ نہ جائے گا اور صرف کرنے سے اس میں کچھ کمی نہ ہوگی جو شخص اپنے قبیلے کی اعانت سے ہاتھ روک لیتا ہے تو اس کا تو ایک ہاتھ رُکتا ہے لیکن وقت پڑنے پر بہت سے ہاتھ اس کی امداد کرنے سے رک جاتے ہیں۔ جو شخص نرم خو ہو وہ اپنی قوم کی محبت ہمیشہ باقی رکھ سکتا ہے۔ (نہج البلاغہ مترجم ۱۵۹ تا ۱۶۱)

پھر خطبہ ۲۴ میں ہے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس کے غضب سے بھاگ کر اس کے دامن رحمت میں پناہ لو اللہ کی دکھائی ہوئی راہ پر چلو اور اس کے عائد کردہ احکام کو بجالاؤ اگر ایسا ہو تو علی تمہاری نجات اخروی کا ضامن ہے اگر چہ دینوی کار تمہیں حاصل نہ ہو ص ۱۶۲۔

خطبہ غرا (چمکنے والا) نمبر ۸۱ اور ص ۲۴۲ تا ۲۴۷ کے مضامین

دنیا کا نقشہ:

خدا کے بندو! میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے سمجھانے کے لئے مثالیں پیش کیں اور تمہاری زندگی کے اوقات مقرر کئے تمہیں مختلف لباسوں سے ڈھانپا اور تمہارے رزق کا سامان فراہم کیا اس نے تمہارا پورا جائزہ لے رکھا ہے اور تمہارے لئے جزا مقرر کی ہے اور تمہیں اپنی وسیع نعمتوں فراخ عطیوں سے نوازا اور موثر دلیلوں سے تمہیں متنبہ کر دیا ہے وہ ایک

ایک کر کے تمہیں گن چکا ہے اور اس مقام آزمائش اور محل عبرت میں اس نے تمہاری عمریں میں مقرر کی ہیں اس میں تمہاری آزمائش ہے اور اس کی در آمد و برآمد پر تمہارا حساب ہوگا۔ اس دنیا کا گھاٹ گندہ اور سیراب ہونے کی جگہ کیچڑ سے بھری ہوئی ہے اس کا ظاہر خوشنما اور باطن تباہ کن ہے یہ ایک مٹ جانے والا دھوکہ غروب ہو جانے والی روشنی ڈھل جانے ولا سایہ اور جھکا ہوا ستون ہے جب اس سے نفرت کرنیوالا اس سے دل لگا لیتا ہے اور اجنبی اس مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ اپنے پیروکاروں کو اُٹھا کر زمین پر دے مارتی ہے اور اپنے جال میں پھنسا دیتی ہے۔ اور اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے۔

موت اور برزخ کا نقشہ:

اور اس کے گلے میں موت کا پھندا ڈل کر تنگ وتار قبر اور وحشت ناک منزل تک لے جاتی ہے کہ جہاں وہ اپنا ٹھکانہ (جنت یا دوزخ) دیکھ لے اور اپنے کئے کا نتیجہ پالے بعد میں آنے والوں کی حالت بھی اگلوں کی سی ہے نہ موت کانٹ چھانٹ سے منہ موڑتی ہے اور نہ باقی رہنے والے گناہ سے باز آتے ہیں باہم ایک دوسرے کے طور طریقوں کی پیروی کرتے ہیں اور یکے بعد دیگرے منزل منتہا اور مقام فنا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ تمام معاملات ختم ہو جائنگے۔

قیامت کا نقشہ:

اور قیامت کا ہنگامہ آجائے گا تو اللہ سب کو قبر کے گوشوں پرندوں کے گھونسلوں درندوں کے بھٹوں اور ہلاکت گاہوں سے نکالے گا گروہ در گروہ صامت و ساکت ایستادہ وصف بستہ امر الٰہی کی طرف بڑھتے ہوئے اور اپنی جائے بازگشت کی جانب دوڑتے ہوئے ہونگے۔ نگاہ قدرت ان پر حاوی اور پکارنے والے کی آواز ان سب کے کان میں آتی ہوگی وہ ضعف و بے چارگی کا لباس پہنے ہوئے ہونگے اور عجز و بے کسی کی وجہ سے ذلت ان پر چھائی ہوگی حیلے اور ترکیبیں

غائب اور امیدیں منقطع ہو چکی ہونگی دل مایوسانہ خاموشیوں کے ساتھ بیٹھتے ہونگے آوازیں دب کر خاموش ہو جائینگی پسینہ منہ پر پھندا ڈل دے گا وحشت بڑھ جائے گی اور جب انہیں آخری فیصلہ سنانے عملوں کا معاوضہ دینے اور عذاب عقوبت اور اجر وثواب کے لئے ہلایا جائے گا تو پکارنے والے کی گرجدار آواز سے کان لرزا اُٹھیں گے یہ بندے اس کے اقتدار کا ثبوت دینے کے لئے وجود میں آئے ہیں اور غلبہ وتسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے ۔نزع کی وقت ان کی روحیں قبض کر لی جاتی ہیں اور قبروں میں رکھ دیئے جاتے ہیں جہاں یہ ریزہ ریزہ ہو جائیگے ۔(انبیاء شہدا اولیاء کا معاملہ الگ ہے) اور پھر قبروں سے اکیلے اٹھائے جائینگے اور عملوں کے مطابق جزا پائینگے اور سب کو الگ الگ حساب دینا ہوگا۔

انہیں دنیا میں رہتے ہوئے گلوخلاصی کا موقع دیا گیا تھا اور سیدھا راستہ بھی دکھایا جا چکا تھا اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مہلت بھی دی گئی تھی ۔ شک وشبہ کی تاریکیاں ان سے دور کر دی گئی تھیں اور اس موت حیات و آماجگاہ عمل میں انہیں کھلا چھوڑ دیا گیا تھا تاکہ آخرت میں دوڑ لگانے کی تیاری اور سوچ بچار سے مقصد کی تلاش کرلیں اور اتنی مہلت پائیں جتنی فوائد کے حاصل کرنے اور اپنی آئندہ منزل کا سامان کرنے کے لئے ضروری ہے۔

نیک بندے کون ہیں:

یہ کتنی ہی صحیح مثالیں اور شفابخش نصیحتیں ہیں بشرطیکہ انہیں پاکیزہ دل اور سننے والے کان اور مضبوط نگاہیں اور ہوشیار عقلیں نصیب ہوں ۔ اللہ سے ڈرو اس شخص کی مانند جس نے نصیحت کی باتوں کو سنا تو جھک گیا گناہ کیا تو اس کا اعتراف کیا ڈرا تو عمل کیا خوف کیا تو نیکیوں کی طرف بڑھا قیامت کا یقین کیا تو اچھے اعمال بجالایا عبرتیں دلائی گئیں تو اس نے عبرت حاصل کی اور خوف دلایا گیا تو برائیوں سے رک گیا اور اللہ کی پکار پر لبیک کہی تو پھر اس کی طرف رخ موڑلیا اور اس کی طرف توبہ وانابت کے ساتھ متوجہ ہوا (اگلوں کی) پوری پوری پیروی کی اور حق کے دکھائے جانے پر اسے دیکھ لیا ایسا شخص طلب حق کے لئے سرگرم عمل رہا

اور دنیا کے بندھنوں سے چھوٹ کر بھاگ کھڑا ہوا اس نے اپنے لئے ذخیرہ فراہم کیا اور باطن کو پاک و صاف رکھا اور آخرت کا گھر آباد کرلیا سفر آخرت اور اس کی راہ نوردی کے لئے اور احتیاج کے مواقع اور فقر و فاقہ کے مقامات کے لئے اس نے زاد سفر اپنے ساتھ لے لیا ہے۔

اللہ کے بندو! اپنے پیدا ہونے کی غرض و غایت کے پیش نظر اس سے ڈرتے رہو اور جس حد تک اس نے تم کو ڈرایا ہے اس حد تک اس سے خوف کھاتے رہو اور اس سے اس کے سچے وعدے کا ایفاء چاہتے ہوئے اور ہول قیامت سے ڈرتے ہوئے ان چیزوں کا احساس پیدا کرو جو اس نے تمہارے لئے مہیا کر رکھی ہیں۔ (ص ۲۴۵)

اسی خطبہ نمبر ۸۱ کے یہ الفاظ بھی ہیں

خدا کی نعمتیں یاد کر کے عذاب قبر سے ڈرو:

اس نے تمہارے لئے کان بنائے تا کہ ضروری اور اہم چیزوں کو سن کر محفوظ رکھیں اور اس نے تمہیں آنکھیں دی ہیں تا کہ وہ کوری اور بے بصری سے نکل کر روشن و ضیاء بار ہوں اور جسم کے مختلف حصے جن میں سے ہر ایک میں بہت سے اعضاء ہیں جن کے پیچ و خم ان کی مناسبت سے ہیں اپنی صورتوں کی ترکیب اور عمر کی دنوں کے تناسب کے ساتھ ساتھ ایسے بدنوں کے ساتھ جو اپنی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں اور ایسے دلوں کے ساتھ ہیں جو اپنے خدائے روحانی کے تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ علاوہ دیگر بڑی نعمتوں اور احسان مند بنانے والی بخششوں اور سلامتی کے حصاروں کے اس نے تمہاری عمریں مقرر کر دی ہیں۔ جنہیں تم سے مخفی رکھا ہے اور گذشتہ لوگوں کے حالات و واقعات سے تمہارے لئے عبرت اندوزی کے مواقع باقی رکھ چھوڑے ہیں۔ اس وقت انہوں نے کچھ سامان نہ کیا کہ جب بدن سدرست تھے اور اس وقت عبرت و نصیحت حاصل نہ کی کہ جب جوانی کا دور تھا ۔ کیا یہ بھرپور جوانی والے کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں اور صحت کی ترو تازگی والے ٹوٹ پڑنے والی بیماریوں کے انتظار میں ہیں اور یہ زندگی کی فنا کی

گواہیاں دیکھ رہے ہیں جب چل چلاؤ کا ہنگام نزدیک اور کوچ قریب ہوگا اور (بستر مرگ پر) قلق و اضطراب کی بے قراریاں اور سوز و تپش کی بے چینیاں اور لعاب دہن کے پھندے ہونگے اور عزیز و اقارب اور اولاد احباب سے مدد کے لئے فریاد کرتے ہوئے ادھر اُدھر کروٹیں بدلنے کا وقت آ گیا ہوگا تو کیا قریبیوں نے موت کو روک لیا یا رونے والیوں نے کچھ فائدہ پہنچایا؟ اسے تو قبرستان میں قبر کے ایک تنگ گوشے کے اندر جکڑ باندھ کر اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سانپ اور بچھوؤں نے اس کی جلد کو چھلنی کر دیا ہے اور وہاں کی پامالیوں نے اس کی تر و تازگی کو فنا کر دیا ہے (عذاب کی) آندھیوں نے اس کے آثار مٹا ڈالے اور حادثات نے اس کے نشانات تک محو کر دیئے۔ تر و تازہ جسم لاغر و پژمردہ ہو گئے ہڈیاں گل سڑ گئیں اور روحیں (گناہ کے) بار گراں میں دبی پڑی ہیں اور غیب کی خبروں پر یقین کر چکی ہیں۔

لیکن نہ ان کے لئے اب اچھے عملوں میں اضافہ کی کوئی صورت اور نہ بد اعمالیوں سے توبہ کی کچھ گنجائش ہے کیا تم اپنی مرچکنے والوں کے بیٹے باپ بھائی اور قریبی نہیں ہو آخر تمہیں بھی تو ہو بہو انہی کے سے حالات کا سامنا کرنا اور انہی کی راہ پر چلنا ہے مگر دل اب بھی حظ و سعادت سے بے رغبت اور ہدایت سے بے پرواہ ہیں اور غلط میدان میں جارہے ہیں گویا ان کے علاوہ کوئی اور مراد و مخاطب ہے اور گویا انکے لئے دنیا سمیٹنا ہی صحیح راستہ ہے۔

یاد رکھو تمہیں پل صراط سے گزرنا ہے اور ایسی جگہوں پر قدم رکھنے ہیں جہاں وہ لڑکھڑاتے اور پاؤں پھسل جاتے ہیں اور قدم قدم پر خوف و دہشت کے خطرات ہیں۔ مرد دانا کی طرح اللہ سے ڈرو جس کے دل کو خوف قیامت نے لرزاں کر دیا ہے۔

خطبہ نمبر ۸۵، ص ۲۵۷ تا ۲۵۹

نیک اعمال والے مسلمان کی پہچان:

اللہ کے بندو اللہ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ وہ بندہ محبوب ہے

جسے اس نے نفس کی خلاف ورزی کی قوت دیدی ہے۔ جن کا اندرونی لباس حزن اور بیرونی جامہ خوف ہے (آخرت کے غم وخوف کی زندگی ہے) اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے اور آنے والے دن کی مہمانی کا اس نے تہیا کر رکھا ہے موت کو جو دور ہے اسے وہ قریب سمجھتا ہے اور سختیوں کو اپنے لئے آسان سمجھ لیا ہے۔ دیکھتا ہے تو بصیرت ومعرفت حاصل کرتا ہے (اللہ کو) یاد کرتا ہے تو عمل پر تل جاتا ہے۔ وہ سرچشمہ ہدایت کا شیریں وخوشگوار پانی پی کر سیراب ہوا ہے جس کے گھاٹ تک اللہ کی راہنمائی سے وہ باآسانی پہنچ گیا ہے اس نے پہلی دفعہ ہی خوب پانی پی لیا ہے اور ہموار راستے پر چل پڑا ہے۔ شہوتوں کا لباس اتار پھینکا ہے۔ (دنیا کے) سارے اندیشیوں سے بے فکر ہو کر صرف ایک ہی دھن میں لگا ہوا ہے وہ گمراہی کی حالات اور ہوس پرستوں کی ہوس رانیوں میں حصہ لینے سے دور رہتا ہے وہ ہدایت کے ابواب کھولنے اور ہلاکت وگمراہی کے دروازے بند کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے اس نے اپنا راستہ دیکھ لیا ہے اور اس پر گامزن ہے ہدایت کے مینار کو پہچان لیا ہے اور دھاروں کو طے کر کے اس تک پہنچ گیا ہے محکم وسیلوں اور مضبوط سہاروں کو تھام لیا ہے وہ یقین کی وجہ سے ایسے اجالے میں ہے جو سورج کی چمک دمک کے مانند ہے وہ صرف اللہ کی خاطر سب سے اونچے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا ہے کہ ہر سامنے کی مشکل کو مناسب طور سے حال کر دے ہر فرع کو اس کے اصل ماخذ کی طرف راجع کرے۔ وہ تاریکیوں میں روشنی پھیلانے والا مشتبہ باتوں کو حل کرنے والا الجھے ہوئے مسئلوں کو سمجھانے والا گنجلکوں کو دور کرنے والا اور لق ودوق صحراؤں میں راہ اٹھانے والا ہے وہ بولتا ہے تو پوری طرح سمجھا دیتا ہے اور چپ تب ہوتا ہے کہ چپ رہنا سلامتی کا سبب ہو اس نے ہر کام اللہ کے لئے کیا تو اللہ نے بھی اسے اپنا بنالیا ہے۔ وہ دین خدا کا معدن اور اسکی زمین میں گڑھی ہوئی میخ کی طرح ہے اس نے اپنے لئے عدل کو لازم کرلیا ہے چنانچہ اس کے عدل کا پہلا کام خواہشوں کو اپنے نفس سے روکنا ہے حق کو بیان کرنا ہے تو اس پر عمل بھی کرتا ہے کوئی نیکی کی حد نہیں جس کا اس نے

ارادہ نہ کیا ہو اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں نیکی کا امکان ہو اور اس نے قصد نہ کیا ہو اس نے اپنی باگ دوڑ قرآن کے ہاتھ میں دیدی ہے وہی اس کا رہبر وہی اس کا پیشوا ہے جہاں اس کا بار گراں اترتا ہے وہیں اس کا سامان اترتا ہے اور جہاں اس کی منزل ہوتی ہے وہیں یہ اپنا پڑاؤ ڈال دیتا ہے''۔

اس کے برعکس بدعتی جاہل ضدی گمراہ اور نیک مسلمانوں سے دشمنی رکھنے والے مذہبی دعویدار کا خوب رد کیا ہے۔

خطبہ نمبر ۸۳ ص ۲۵۴ پر ہے۔

نصائح و عبر:

خطبہ نمبر ۸۳، ص ۲۵۴ پر ہے۔

خدا کے بندو مفید عبرتوں سے پند و نصیحت اور کھلی ہوئی دلیلوں سے عبرت حاصل کرو اور موثر خوف دہانیوں سے اثر لو اور مواعظ و اذکار سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ موت کے پنجے تم میں گڑھ چکے ہیں اور تمہاری آرزؤں کے تمام بندھن ایک دم ٹوٹ چکے ہیں۔ سختیاں تم پر ٹوٹ پڑی ہیں اور موت کے چشمہ پر اتارا جاتا اور تمہیں کھینچ کر لے جایا جا رہا ہے اور ہر نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا ہوتا ہے اور دوسرا شہادت دینے والا ہنکانے والا اسے میدان محشر تک لے جائے گا اور گواہ اس کے عملوں کی شہادت دے گا۔

اس خطبے کا یہ جز جنت سے متعلق ہے کہ اس میں ایک دوسرے سے بڑھے چڑھے ہوئے درجے ہیں اور مختلف معیار کی منزلیں ہیں نہ اس کی نعمتوں کا سلسلہ ٹوٹے گا نہ وہاں سے ٹھہرنے والوں کو نکلنا ہے اور نہ اس میں ہمیشہ رہنے والوں کو بوڑھا ہونا ہے اور نہ اس میں بسنے والوں کو فقر و ناداری ہوگی''۔ (ص ۲۵۵ مترجم)

مواعظ گراں قدر:

خطبہ نمبر ۸۴، ص ۲۵۵ تا ۲۷ پر یہ ہے۔

وہ خدا دل کی نیتوں اور اندر کے بھیدوں کو پہچانتا ہے وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور ہر شے پر چھایا ہوا ہے اور ہر چیز پر اس کا زور چلتا ہے (یعنی صرف خدا ہی عالم الغیب کلی محیط قادر اور مختار کل ہے) تم میں سے جسے کچھ کرنا ہو اسے موت کے حائل ہونے سے پہلے فرصت کے دنوں میں اور مصروفیت سے قبل مہلت کے لمحوں میں اور گلہ گھٹنے سے پہلے سانس چلنے کے زمانے میں کچھ کر لینا چاہیے وہ اپنے لئے منزل پر پہنچنے سے پہلے سامان کا تہیہ کر لے اور اس گزرگاہ سے منزل اقامت کے لئے زاد فراہم کرتا جائے اے لوگو! (اللہ نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کی حفاظت تم سے چاہی ہے اور جو حقوق تمہارے ذمے کئے ہیں ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اس لئے کہ اللہ سبحانہ نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا اور نہ اس نے تمہیں بے قید و بند جہالت و گمراہی میں کھلا چھوڑ دیا ہے اس نے تمہارے کرنے اور نہ کرنے کے اچھے برے کام تجویز کر دیئے اور (پیغمبر کے ذریعے) سکھا دیئے ہیں اس نے تمہاری عمریں لکھ دی ہیں اور تمہاری طرف ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں ہر چیز کا کھلا کھلا بیان ہے اور اپنے نبی کو زندگی دے کر مدتوں تم میں رکھا یہاں تک کہ اس نے اپنی اتاری ہوئی کتاب میں اپنے نبی کے لئے اور تمہارے لئے اپنا پسندیدہ دین کامل کر دیا اور انکی زبان سے اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال (کی تفصیل) اور اپنے اوامر و نواہی تم تک پہنچائے اس نے اپنے دلائل تمہارے سامنے رکھ دیئے اور تم پر اپنی حجت قائم کر دی اور پہلے سے ڈرا دھمکا دیا اور (آنے والے) سخت عذاب سے خبردار کر دیا تو اب تم اپنی زندگی کے بقیہ دنوں میں (پہلی کوتاہیوں کی) تلافی کرو اور اپنے نفس کو ان دنوں (کی کلفتوں) کا متحمل بناؤ اس لئے کہ یہ دن تو دنوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں جو تمہاری غفلتوں میں بیت گئے اور وعظ و پند سے بے رخی میں کٹ گئے۔

اپنے نفسوں کے لئے جائز چیزوں میں بھی ڈھیل نہ دو ورنہ یہ ڈھیل تمہیں ظالموں کی راہ پر ڈال دے گی اور (مکروہات) میں بھی سہل انگاری سے کام نہ لو ورنہ یہ نرم روی اور بے پرواہی تمہیں مصیبت کی طرف دھکیل کر لے جائیگی۔

اللہ کے بندو لوگوں میں وہی سب سے زیادہ اپنے نفس کا خیر خواہ ہے جو اپنے اللہ کا سب سے بڑا مطیع و فرمانبردار ہے اور وہی سب سے زیادہ اپنے نفس کو فریب دینے والا ہے جو اپنے اللہ کا سب سے زیادہ گنہگار ہے۔

اصل فریب خوردہ وہ ہے جس نے اپنے نفس کو فریب دے کر نقصان پہنچایا اور قابل رشک و غبطہ وہ ہے جس کا دین محفوظ رہا اور نیک بخت وہ ہے جس نے دوسروں سے پند و نصیحت حاصل کرلیا اور بد بخت وہ ہے جو ہواؤں کے چکر میں پڑ گیا اور یاد رکھو کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور ہوس پرستوں کی مصاحبت ایمان فروشی کی منزل اور شیطان کی آمد کا مقام ہے جھوٹ سے بچو اس لئے کہ وہ ایمان سے الگ چیز ہے راست گفتار نجات اور بزرگی کی بلندیوں پر ہے اور دروغ گو ذلت و پستی کے کنارے پر ہے باہم حسد نہ کرو اس لئے کہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح لکڑی کو اور کینہ و بغض نہ رکھو اس لئے کہ یہ نیکیوں کو چھیل ڈالتا ہے اور سمجھ رکھو کہ آرزوئیں عقلوں پر سہو کا اور یاد انہی پر نسیان کا پردہ ڈال دیتی ہیں امیدوں کو جھٹلاؤ اس لیے کہ یہ دھوکا ہیں اور امیدیں باندھنے والا فریب خوردہ ہے۔

بدعتی فتنہ باز نہ بنو:

خطبہ ۱۴۹ ص ۴۰۸ کا ایک حصہ یہ ہے (ایمان والوں کی حالت کا ذکر ہے)

''کچھ تو ان میں سے شہید ہونگے کہ جن کا بدلہ نہ لیا جا سکے گا۔ (معلوم ہوا مظلوم شہید کا بدلہ لینا ضروری ہے) اور کچھ خوفزدہ ہونگے جو اپنے لئے پناہ ڈھونڈتے پھریں گے انہیں قسموں اور ظاہر زبان کی فریب کاریوں سے دھوکہ دیا جائے گا۔ تم فتنوں کی راہ دکھانے والے نشان اور بدعتوں کے سربراہ نہ بنو تم (ایمان والی) جماعت کے اصولوں اور انکی عبادت کے طور طریقوں پر جمے رہو اللہ کے پاس مظلوم بن کر جاؤ ظالم بن کر نہ جاؤ شیطان کی راہوں اور تمرد و سرکشی کی راہوں سے بچو اپنے پیٹ میں حرام کے لقمے نہ ڈالو اس لئے کہ تم اس کی

نظروں کے سامنے ہو جس نے معصیت اور خطاء کو تمہارے لئے حرام قرار دیا ہے اور اطاعت کی راہیں آسان کر دی ہیں۔"

جماعت رسول میں محشور ہونا ہی بڑا کمال ہے:

خطبہ نمبر۱۰۴، ص۳۱۶۔ مدح رسول میں فرماتے ہیں۔ "اے اللہ ان کی عمارت (فیض ہدایت) کو تمام معماروں کی عمارت پر فوقیت عطا کر اور اپنے پاس ان کو معزز بلند شرف و مرتبہ اور نعمت و فضیلت عطا فرما واحشر نا فی زمرتہ" اور ہمیں ان کی جماعت صالح میں اس طرح محشور کر کہ نہ ہم ذلیل و رسوا ہوں نہ نادم و پریشان نہ حق سے روگردان نہ عہد شکن نہ گمراہ اور گمراہ کن اور نہ فریب خوردہ ہوں"۔ پتہ چلا کہ حضرت علیؓ اور صحابہ رسول ان صفات سے پاک تھے ہادی مہدی اور معزز تھے اللہ! ان کی راہ پر چلا۔

کتاب اللہ اور جماعت مسلمین کے مخالف گمراہ ہیں:

خطبہ نمبر۱۴۵ میں ہادی رسول، قرآن اور ان کو ماننے والوں کی تعریفوں کے بعد ان کے مخالفوں کی مذمت میں فرماتے ہیں۔

"کہ گمراہی ہدایت کے موافق نہیں ہوتی اگر چہ جمع ہوں قوم مسلمین (میرے زمانہ میں) فرقے بننے پر اکٹھی ہوگئی ہے (شیعہ خارجی ناصبی) اور جماعت (سنت نبوی واتحاد کی پابند) سے علیحدہ ہوگئے ہیں گویا کتاب کے امام یہ ہیں اور کتاب ان کی امام نہیں ہے (من مانی تفسیر کرتے ہیں) ان کے پاس کتاب کا نام باقی ہے (جیسے آج قرآن کو محرف بدلا ہوا ہوا یقین رکھتے ہیں) صرف اس کا خط پہنچانتے ہیں۔ (ص۴۰۰) اسی قرآن کی تعریف اور حجت ہونے میں خطبہ نمبر۱۸۱، ص۴۹۵ میں فرماتے ہیں۔

"قرآن اچھائیوں کا حکم دینے والا برائیوں سے روکنے والا (بظاہر) خاموش اور (باطن) بولنے والا ہے اور مخلوقات پر اللہ کی حجت ہے جس پر عمل کرنے کا اس نے بندوں سے عہد لیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنایا ہے

اس کے نور کو کامل اور اس کے ذریعہ سے دین کو مکمل کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دنیا سے اٹھایا ہے کہ وہ لوگوں کو ایسے احکام قرآن کی تبلیغ کر کے فارغ ہو چکے تھے کہ جو ہدایت و درستگاری کا سبب ہیں''۔

پتہ چلا کہ کہ قرآن و رسول دو ہادیوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفاء ثلاثہ اور ان کی تابعدار رعایا کی تعریف کی ہے اپنے زمانہ کے گمراہ۔ عثمان کے قاتلوں سبائیوں پھر خارجی بنکر آپ سے لڑنے والے بے دینوں کی مذمت کی ہے جس کی باب ہفتم میں بزبان علی ہم تردید کر چکے ہیں اور خطبہ نمبر ۲۰۶ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان ''میں پہلے تمہارا امیر تھا آج مامور ہو چکا ہوں'' کی شرح ۵۸۴ میں مفتی جعفر بتا چکے ہیں۔

مسلمان کی عیب جوئی عیب گیری اور غیبت حرام ہے:

خطبہ نمبر ۱۳۸، ص ۳۸۷ـ۳۸۸ میں اسی گناہ کی مذمت ہے۔ جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک صاف ہے اور وہ بفضل خدا اپنے گناہوں سے محفوظ ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ گنہگاروں اور خطا کاروں پر رحم کریں اور اس چیز کا شکر (کہ اللہ نے ان کو گناہوں سے بچائے رکھا ہے) ان کو غیبت اور دوسروں کے عیب اچھالنے سے نافع رہے چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والا اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرے اور اسکے عیب بیان کر کے طعن و تشنیع کرے یہ آخر خدا کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا جو اُس نے خود اس کے گناہوں پر کی ہے جو اُس گناہ سے بھی جس کی وہ غیبت کر رہا ہے۔ بڑے تھے اور کیوں کر کسی ایسے گناہ کی بنا پر اس کی برائی کرتا ہے جبکہ وہ خود بھی ویسے ہی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہے (صرف احد حنین میں صحابہ کی لغزش اچھالنے والوں سے خدا نے یہ انتقام لیا کہ وہ اپنے ہی تین صحابی اماموں۔ حضرت علی، حسن۔ حسین رضی اللہ عنہم۔ کی غداری نافرمانی قتل و غارت میں مشہور اور فرار سے ان کی تاریخیں بھری پڑی ہیں) اور اگر بعینہ ویسا گناہ نہیں بھی کیا ایسے گناہ کئے ہیں جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے خدا کی قسم اگر اس نے گناہ کبیرہ نہیں بھی کیا تھا تب بھی اس کا لوگوں کے عیوب بیان کرنا بہت بڑا گناہ

کسی پر گناہ کا عیب نہ لگا شاید اللہ نے وہ بخش
دیا ہو اور اپنے کسی چھوٹے گناہ کے لئے بھی اطمینان نہ کر شاید کہ اس پر تجھے
عذاب ہو لہذا تم میں سے جو شخص بھی کسی دوسرے کے عیوب جانتا ہو وہ ان کے
اظہار سے باز رہے اس علم کی وجہ سے جو خود اسے اپنے گناہ کا معلوم ہے۔ اور گناہ سے
بچے رہنے کا شکر اسے دوسرے کے گناہ بیان کرنے سے روکے رہے"۔ (ص ۳۸۸)

بھائیو! سیاسی اختلاف کی آڑ میں آج سنی شیعہ کے جھگڑنے کا بڑا مسئلہ یہی
ہے کہ گلوکار بدزبان اپنے جلسوں، مجالس میں صحابہ کرامؓ مغفور مھم کی غیبت و عیب جوئی
کرکے لاکھوں روپے کماتے ہیں۔ حالانکہ قرآن و سنت اور مذہب علی میں دونوں کام
حرام ہی حرام ہیں۔

عمل کا دارومدار نیت پر ہے:

خطبہ نمبر ۱۲، ص ۱۳۱ میں حضرت علیؓ نے ایک شخص کی نیک نیتی کی تعریف
فرمائی۔ اس پر مفتی جعفر یوں تبصرہ فرماتے ہیں۔ "اگر کوئی شخص اسباب و ذرائع کے
ہوتے ہوئے کسی عمل خیر میں کوتاہی کرجائے تو یہ کوتاہی اور بے التفاتی اس کی نیت
کی کمزوری کی آئینہ دار ہوگی اگر عمل میں کوئی مانع سدراہ ہو جائے یا زندگی وفا نہ
کرے جس کی وجہ سے عمل تشنہ تکمیل رہ جائے تو اس صورت میں انما الاعمال
بالنیات (متفقہ فرمان نبوی) کی بنا پر اللہ اسے اجروثواب سے محروم نہ کرے گا
کیونکہ اس کی نیت تو بہر حال عمل صالح کے بجالانے کی تھی لہذا کسی حد تک وہ
ثواب کا مستحق ہوگا"۔ (ص ۱۳۱، مترجم نہج)

ہم مسلمان خیر امت صحابہ کرامؓ کے متعلق لا تعداد قرآنی نصوص۔
مثلاً یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلاً مِنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَاناً۔ (وہ رب کا فضل اور اس کی رضا چاہتے
ہیں) (پ ۲۶ فتح ع ۱۲) اور ما تنفقون الا ابتغاء وجه الله۔ پ ۳ ع ۵۔ تم
صرف اللہ کی رضا کے لئے راہ خدا میں مال خرچ کرتے ہو وغیرہ آیات سے ان
کے ہر عمل کو نیک نیتی پر محمول مانتے ہیں۔ گو دوسرا صحابی اس سے اختلاف کرے یا
اجتہاد میں اسے غلطی لگے فرمان نبویؐ ہے۔ کہ مجتہد کا کام درست ثابت ہو تو دوہرا

اجرا اور غلط ثابت ہو تو اسے اکہرا اجر تو ملے ہی گا (صحیحین) پھر ان کی کوتا عملی بھی نجات اور دخول جنت سے مانع نہیں ان قدوسی صفات کے متعلق یہ قرآنی آیات بھی ہیں۔

﴿۱﴾ بلا ضرورت جہاد سے بیٹھ رہنے والے اور راہ خدا میں مال و جان سے جہاد کرنے والے والوں کا اللہ نے بیٹھ رہنے والوں پر درجہ بڑھا دیا ہے۔ ہاں سب سے اللہ نے بھلائی (جنت) کا وعدہ کیا ہے۔ (پ۵ ع ۱۱ النساء)

﴿۲﴾ تم میں برابر نہیں وہ مسلمان جنہوں نے ختم مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا وکلا وعد اللہ الحسنٰی۔ ہاں اللہ نے سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (پ ۲۷ ص) شیعہ سنی کا یہ بھی متفقہ مسئلہ ہے کہ جیسے کسی پر عیب لگانا یا عیب مشہور کرنا جائز نہیں تو اپنے کمال کو دوسرے پر بلا وجہ جتلانا فخر کرنا کہ اسے بے عزتی محسوس ہو جائز نہیں۔

حضرت علیؓ با کمال ہو کر اس کا اظہار دوسرے پر بطرز طنز وعیب نہ کرتے تھے اور یہ کام آج آپکے شیعہ کریں اور صحابہ کرام کے واقعی یا خود ساختہ عیوب بنا کر تقریریں جمائیں تو یہ اسلام اور مذہب علیؓ کی مخالفت حرام اور گناہ ہے خوب سمجھ لو سورت، ہمزہ ان کی مذمت میں ہے۔ "ہلاکت ہو ہر اس عیب جو اور طعنہ دینے والے کی جو مال جمع کرے اور اسے گنتا رہے اس کا خیال ہے کہ اس کا مال سدا رہے گا ہر گز نہیں یقیناً وہ چورا چورا کر دینے والی دوزخ میں ڈالا جائے گا آپ کو کیا معلوم وہ حطمہ کیا ہے اللہ کی جلائی ہوئی آگ ہے جو دلوں پر جھانکے گی۔ (الخ پ۳۰)

منافق مشرک سے بھی زیادہ برا ہے:

منافق اس بظاہر دوست کو کہتے ہیں جو اندر سے قرآن بنی علی (علیہما

السلام) اوراحکام اسلام کا دشمن ہو۔ عہد نامہ ۲۷ کا ایک حصہ یہ ہے۔'' کہ امام ہدایت اور امام ہلاکت یکساں نہیں ہیں نبی کا دوست (صحابہ کرام) اور نبی کے دشمن (بیویوں، بیٹیوں، دامادوں کے دشمن) برابر نہیں ہیں مجھے نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا میں اپنی امت پر (دھوکہ کھانے سے) مومن اور مشرک سے نہیں ڈرتا ایمان کی وجہ سے خدا مومن کو بچائے گا اور مشرک کو شرک کی وجہ سے خدا ذلیل کرے گا مگر میں تم پر اس منافق سے ڈرتا ہوں جو (دل سے) محبت جتلاتا اور زبان سے عالم ہے۔ کہتا وہ ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو''۔ اس زبانی حبدار کو آپ باب ہفتم میں نہج البلاغہ اور تاریخ طبری سے پہچان چکے ہو۔ خدا بھی فرماتا ہے۔ کچھ لوگوں کی بات دنیا میں آپ کو پسند آتی ہے اور وہ دل کی باتوں پر خدا کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہی سب سے زیادہ جھگڑالو (دشمن) ہے۔ (پ۲ء۹)

دنیا اور آخرت کا موازنہ:

خطبہ نمبر ۹۷، ص ۳۰۴، ۳۰۵

جو ہو چکا اس پر ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اور جو ہوگا اس کے مقابلہ میں اللہ سے مدد چاہتے ہیں جس طرح اس کے جسموں کی صحت کا سوال کرتے ہیں اس طرح دین و ایمان کی سلامتی کے طلبگار ہیں۔

اے اللہ کے بندو میں تمہیں اس دنیا کے چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں۔ حالانکہ تم اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتے اور وہ تمہارے جسموں کو بوسیدہ و کہنہ بنانے والی ہے حالانکہ تم اسے تر و تازہ رکھنے ہی کی کوشش کرتے ہو تمہاری اس دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے چند مسافر کسی راہ پر چلیں اور چلتے ہی اگلی منزل طے کرلیں اور کسی بلند نشان کا قصد کریں اور فوراً وہاں تک پہنچ جائیں۔ کتنا ہی تھوڑا وقفہ ہے اس گھوڑا دوڑانے والے کا جو اسے دوڑا کر انتہا کی منزل تک پہنچ جائے اور اس شخص کی بقا ہی کیا ہے کہ جس کا ایک ایسا دن ہو جس سے وہ آگے بڑھ نہیں سکتا اور دنیا میں ایک تیز گام طلب کرنے والا اسے ہنکار رہا ہو یہاں تک کہ وہ اس دنیا کو چھوڑ جائے۔ دنیا کی عزت اور اس میں فخر و سر بلندی کی خواہش نہ کرو اور نہ اس کی

آسائشوں اور نعمتوں پر خوش ہو اور نہ اس کی سختیوں اور تنگیوں پر بے صبری سے چیخنے چلانے لگو اس لئے کہ اس کی عزت و فخر دونوں مٹ جانے والے ہیں اس کی سختیاں اور تنگیاں، آرائشیں اور نعمتیں زائل ہو جانے والی ہیں اس کی ہر مدت کا نتیجہ اختتام اور ہر زندہ کا انجام فنا ہونا ہے کیا پہلے لوگوں کے واقعات تمہارے لئے کافی تنبیہ نہیں اور تمہارے لئے عبرت اور بصیرت نہیں اگر تم سوچو سمجھو کیا تم گزرے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ پلٹ کر نہیں آتے اور انکے بعد باقی رہنے والے بھی زندہ نہیں رہتے تم دنیا والوں پر نظر نہیں کرتے کہ جو مختلف حالتوں میں صبح و شام کرتے ہیں اور کوئی میت ہے جسے رویا جارہا ہے اور کہیں کسی کی تعزیت کی جارہی ہے۔ کوئی عاجز و زمین گیر مبتلائے مرض ہے اور کوئی عیادت کرنے والا عیادت کررہا ہے کہیں کوئی دم توڑ رہا ہے کوئی دنیا تلاش کرتا پھرتا ہے اور موت اسے تلاش کررہی ہے اور کوئی غفلت میں پڑا ہے لیکن موت اس سے غافل نہیں ہے گزر جانے والوں کے نقش قدم پر ہی باقی رہ جانے والے چل رہے ہیں۔

میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ بد اعمالیوں کے ارتکاب کے وقت ذرا موت کو بھی یاد کرلیا کرو کہ جو تمام لذتوں کو مٹا دینے والی اور تمام نفسانی مزوں کو کرکرا کرنے والی ہے اللہ کے واجب الادا حقوق ادا کرنے اور اس کی ان گنت نعمتوں اور لاتعداد احسانوں کا شکر بجالانے کے لئے اس سے مدد مانگتے ہو"۔ ص ۳۰۵۔

آخرت کی تیاری کرلو:

خطبہ نمبر ۲۳۴، ص ۶۴۳ کا ترجمہ یہ ہے۔ اعمال بجالاؤ ابھی جب کہ تم کو زندگی کی فراخی اور وسعت ہے اعمال نامے کھلے ہوئے اور توبہ کا دامن پھیلا ہوا ہے اللہ سے رخ پھیرنے والے کو پکارا جارہا ہے اور گنہگاروں کو امید دلائی جارہی ہے۔ قبل اس کے عمل کی روشنی گل ہو جائے اور مہلت ہاتھ سے جاتی رہے اور مدت ختم ہو جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور ملائکہ آسمان پر چڑھ جائیں چاہیے کہ انسان اپنے لئے اور زندہ ہونے سے مردہ ہونے کے لئے اور فانی سے

باقی کی خاطر اور جانے والی زندگی سے حیات جاودانی کے لئے نفع و بہبود حاصل کرے وہ انسان جسے ایک مدت عمر دی گئی ہے اور عمل کی انجام دہی کے لئے مہلت بھی ملی ہے اسے اللہ سے ڈرنا ہے مرد چاہے جو اپنے نفس کو لگام دے کر اس کی باگیں چڑھا کر اپنے قابو میں رکھے اور لگام کے ذریعے اسے اللہ کی نا فرمانیوں سے روکے اور اس کی باگیں تھام کر اسے اللہ کی اطاعت کی طرف سے کھینچ لے جائے"۔ ص ۶۴۳۔

بہترین نصیحتیں:

اللہ کے بندو! لوگوں میں وہی سب سے زیادہ اپنے نفس کا خیر خواہ ہے جو اپنے اللہ کا سب سے زیادہ مطیع فرمانبردار ہے اور وہی سب سے زیادہ اپنے نفس کو فریب دینے والا ہے جو اپنے اللہ کا سب سے زیادہ گنہگار ہے اصلی فریب خوردہ وہ ہے جس نے اپنے نفس کو فریب دے کر نقصان پہنچایا اور قابل رشک و غبطہ وہ ہے جس کا دین محفوظ رہا اور نیک بخت وہ ہے جس نے دوسروں سے پند و نصیحت کو حاصل کر لیا اور بد بخت وہ ہے جو ہواؤ ہوس کے چکر میں پڑ گیا اور یاد رکھو تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور ہوس پرستوں کی مصاحبت ایمان فروش کی منزل اور شیطان کی آمد کا مقام ہے جھوٹ سے بچو اس لئے کہ وہ ایمان سے الگ چیز ہے۔ راست گفتار نجات اور بزرگی کی بلندیوں پر ہے اور جھوٹا پستی و ذلت کے کنارے پر ہے۔

اللہ کے بندو! باہم حسد نہ کرو اس لئے کہ ایمان کو حسد اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے اور کینہ و بغض نہ رکھو اس لئے کہ یہ نیکیوں کو چھیل دیتا ہے اور سمجھ لو کہ آرزوئیں عقلوں پر بھول کا اور یاد الٰہی پر نسیان کا پردہ ڈال دیتی ہیں۔ امیدوں کو جھٹلاؤ اس لئے کہ یہ دھوکہ ہیں اور امیدیں باندھنے والا فریب خوردہ ہے۔ آخر خطبہ غراء ۲۵۷۔

☆ میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ بد اعمالیوں کے ارتکاب کے وقت ذرا موت کو بھی یاد کر لیا کرو کہ جو تمام لذتوں کو مٹانے والی ہے اور تمام مزوں کو کرکرا دینے والی ہے اللہ کے واجب الادا حقوق ادا کرنے اور اس کی ان گنت نعمتوں اور لا

تعداد احسانوں کا شکر بجالانے کے لئے اس سے مدد مانگتے رہو۔ خطبہ نمبر ۹۷ کا آخر ص۳۰۵۔

☆ سنو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال آسمان کے ستاروں کی سی ہے جب ایک ڈوبتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے گویا تم پر اللہ کی نعمتیں مکمل ہوگئی ہیں اور جس کی تم آس لگائے بیٹھے تھے وہ اللہ نے تمہیں دکھا دیا ہے۔ آخر خطبہ ص ۹۸، ص ۳۰۶۔

آل وستارے جیسے یہاں لغت اور حدیث وقرآن کی رو سے امامیہ حضرات تمام نیک سادات پر اسے عام مانتے ہیں تو ہم مسلمانوں کی متعدد اسانید سے یہ فرمان نبوی متعدد کتابوں میں موجود ہے کہ میرے صحابہ، ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی نیک کاموں میں (اوراحادیث رسول سن کر) پیروی کروگے تو ہدایت پاوگے۔ (مشکواۃ ص۵۵۴۔ جمع الفوائد ج ۴۹۲/۲ ہمامرہ ص۳۱۴۔ جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص۶۰۔ اصول سرخسی ج۲ص۱۰۷ اور شیعہ کتاب عیون الاخیار معانی الاخبار۔ بحار الانوار احتجاج طبرسی وغیرہ میں موجود ہے۔

پھر عقل کے لحاظ سے ہماری احادیث زیادہ واضح ہیں کہ رات کو ہزاروں ستارے چمکتے ہیں دنیا بھر کے ممالک ان سے وقت سمت اور علاقے کے راہوں کا پتہ لگاتے ہیں ان کو غروب اور بے نور تو صرف آفتاب کرتا ہے تو آفتاب رسالت اور ماہتاب نبوت کے سامنے گویا وہ چھپ جاتے ہین۔

شیعہ دوست اس پر بھی غور فرمائیں کہ صحابہ کرام اور دربار رسالت میں آل محمد اور اہل بیت نبوت میں کوئی تغایر اور مخالفت تو ہے نہیں۔ شمس محمدی کی یہ کرنیں پوری دنیا کو جگمگا رہی ہیں۔ اوران سے مروی تقریباً ۵۰ ہزار احادیث نبویہ پر دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا عمل ہے۔ تو صرف چار اور بارہ سے ہی۔ جو صرف محدود علاقہ میں رہے۔ احادیث لینا واقعہ کے بھی خلاف ہے اور اسلام کی وسعت اور آزادی کو تنگ اور مقید کر دیتا ہے۔ اور خطبہ نمبر ۱۰۱ ص ۳۱۰ پر حضرت علیؓ یہی صفات عام گمشدہ مومنین میں بتاتے ہیں'' اس زمانہ فتن میں وہ خوابیدہ مومن ہی بچ کر نکلے گا جو نہ پہچانا جائے نہ اسے ڈھونڈا جائے یہی لوگ تو ہدایت کے

جگمگاتے چراغ اور رات کے روشن نشان ہیں نہ وہ ادھر اُدھر کچھ لگاتے پھرتے ہیں نہ لوگوں کی برائیاں اچھالتے ہیں نہ انکے رازفاش کرتے ہیں اللہ ان کو لوگوں کے لئے رحمت کے دروازے بنا دے گا اور ان سے اپنے عذاب کی سختیاں دور رکھے گا۔ص ۳۱۱ (صحابہ رسول کی بدگوئی کرنے والے اپنے مذہب پر غور کریں)۔

علم نجوم کی حرمت:

اسے لوگو علم نجوم کے سیکھنے سے پرہیز کرو مگر بظاہر اتنا کہ جس سے خشکی اور تری میں راستے معلوم کر سکو اس لئے کہ نجوم کا سیکھنا کہانت اور غیب جوئی کیطرف لے جاتا ہے اور نجومی حکم میں مثل کاہن کے ہے اور کاہن مثل ساحر کے ہے اور ساحر مثل کافر کے ہے اور کافر کا ٹھکانہ جہنم ہے پس اللہ کا نام لے کر چل کھڑے ہو"۔خطبہ نمبر ۷۷ص ۲۳۶۔

جنت کا نظارہ:

جنت میں ایسے پھل ہیں جو بغیر کسی زحمت کے چنے جا سکتے ہیں اور چننے والے کی خواہش کے مطابق آگے بڑھ جاتے ہیں اور وہاں کے بلند ایوانوں کے صحنوں میں اترنے والے مہمانوں کے گرد پاک صاف شہد اور صاف ستھری شراب (کے جام) گردش میں لائے جائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ کی بخشش و عنایت ہمیشہ ان کے شامل حال رہی یہاں تک کہ وہ اپنی جائے قیام میں اتر پڑے اور سفروں کی نقل وحرکت سے آسودہ ہو گئے اے سننے والے! اگر تو ان دلکش مناظر تک پہنچنے کے لئے اپنے نفس کو متوجہ کرے جو تیری طرف ایک دم آنے والے ہیں تو ان کے شوق میں تیری جان نکل جائے گی اور اسے جلد سے جلد پا لینے کے لئے تو میری اس مجلس سے اُٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کے پڑوسی ہونے پر آمادہ ہو جائے گا اللہ سبحانہ اپنی رحمت سے ہمیں اور تمہیں ان لوگوں سے بنائے جو نیک بندوں کی منزل پر پہنچنے کی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں۔(خطبہ نمبر ۱۶۳۔ص ۴۵۲۔۴۵۳)

(پتہ چلا کہ جنت و دوزخ کا نظارہ قیامت سے پہلے قبر و برزخ میں بھی

ہوتا ہے تو قبر کا ثواب وعقاب برحق عقیدہ ہے۔)

مور کی رنگینی:

اس خطبہ میں چونکہ مور کی عجیب وغریب خلقت اور صفات کا ذکر ہے تو مفتی جعفر اس کا خلاصہ یہ لکھتے ہیں۔

''مور ایک خوبصورت دلکش اور انتہائی چوکنا رہنے والا پرندہ ہے جو برما جاوا ہندو پاکستان اور مشرقی ایشیاء کے (گرم) مما لک میں پایا جاتا ہے اس کے پروں کی رنگینی دم کا پھیلاؤ اور رقص انتہائی جاذب نظر آتا ہے جب یہ اپنی دم کو جو ۵۵ انچ سے ۲۷ انچ تک لمبی ہوتی ہے پھیلا کر چکر کاٹتا ہے تو نظروں میں مختلف رنگ کی دنیا آباد ہو جاتی ہے۔ موسم خزاں میں درختوں کے پتوں کے جھڑنے کی طرح اس کے پر خزاں میں جھڑ جاتے ہیں اور بہار میں دوبارہ اُگ آتے ہیں بہار کا موسم اس کے حسن کے نکھار کا زمانہ ہوتا ہے جو اس موسم میں جوڑ کھاتا ہے مورنی ۳ سال کی عمر سے انڈے دینے لگتی ہے اور اس کی اوسط عمر ۳۵ برس ہوتی ہے ایک سال میں کم وبیش بارہ انڈے دیتی ہے اور ایک مہینہ تک اسے سیتی ہے مور اکثر ان انڈوں کو توڑ دیتا ہے۔ اس لئے اس کے انڈے مرغی کے نیچے بھی بیٹھا دیئے جاتے ہیں مگر مرغی کے سینے سے بچوں کی خوبصورتی اور جسمانی حیثیت میں فرق آجاتا ہے مور اپنی دلکشی وخوبصورتی کے باوجود منحوس تصور کیا جاتا ہے اور گھروں میں رکھنا برا سمجھا جاتا ہے۔ (نہج مترجم ص ۴۵۳ لاہور)

پند موعظت کے ۱۰ سنہری اصول:

﴿۱﴾ اللہ کے آگے اس کا فرض حق ادا کرو اس کے فرائض و واجبات کی ذمہ داری پوری کرو میں تمہارے اعمال (پر جنت ملنے) کا گواہ اور تمہاری طرف سے حجت پیش کرنے والا ہوں گا۔ ص ۴۷۴۔

دیکھو تقدیر سے جو کچھ ہونا تھا ہو چکا جو فیصلہ خداوندی تھا سامنے آگیا میں وعدہ الٰہی اور برہان کی رو سے کلام کرتا ہوں۔ اللہ کا ارشاد

ہے۔ ''بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اس عقیدہ پر جمے رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کھاؤ اور غمگین نہ ہو تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔(پ۲۴، ۱۸)

﴿۲﴾ جب تم اللہ کو اپنا پروردگار کہتے ہو تو اس کی کتاب اور اس کی شریعت کی راہ اور اس کی عبادت کے نیک طریقے پر جمع رہو پھر اس سے نکل کر نہ بھاگو اور نہ اس میں بدعتیں پیدا کرو (جیسے اب ہمارا خاص دنوں میں رسوم و اعمال پر ہی لڑنا مرنا ہے) اور نہ اس کے خلاف چلو اس لئے کہ اس راہ سے نکل کر بھاگنے والے قیامت کے دن خدا کی رحمت سے جدا ہونگے۔(۴۷۵)

﴿۳﴾ دورخی اور تلون مزاجی سے بچتے رہو اور ایک زبان رکھو جیسے اب تقیہ کر کے باطل سے ملاپ یا اپنوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔

﴿۴﴾ ۔انسان کو چاہیے کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے اس لئے کہ یہ اپنے مالک سے منہ زوری کرنے والی ہے(لعنت وتبرے پڑھاتی ہے) خدا کی قسم میں نے کسی پرہیز گار کونہیں دیکھا کہ تقویٰ اس کے لئے مفید ثابت ہو جب تک کہ اس نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی ہو بیشک مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے کیونکہ مومن دل سے سوچ کر اچھی بات منہ سے نکالتا ہے اور منافق جو بری بات چاہے زبان سے نکال دیتا ہے۔ص ۴۷۵

﴿۵﴾ اللہ کے دین میں رنگ برنگی سے بچو کیونکہ تمہارا حق پر ایکا کر لینا جسے تم نا پسند کرتے ہو باطل راستوں پر جا کر بٹ جانے سے۔ جو تمہارا محبوب مشغلہ ہے۔ بہتر ہے بیشک اللہ نے اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو متفرق اور پراگندہ ہوجانے میں بھلائی نہیں دی۔ اے لوگو مبارک کے

لائق وہ شخص ہے جسے اپنے عیوب دوسروں کی عیب گیری سے باز رکھیں اور وہ شخص بھی جو گھر میں بیٹھ رہے روکھا سوکھا کھائے اپنے رب کی عبادت میں لگا رہے اپنے گناہوں پر آنسو بہائے بس اپنی ذات کی فکر میں رہے اور دوسرے لوگ اس (کے ہاتھ زبان کے شر) سے آرام میں رہیں"۔ (آخر خطبہ ۱۷۴،ص ۴۷۸)

﴿۶﴾ مسلمان دو قسم کے ہیں۔ (۱)۔ متبع شریعت ہیں۔ جو قرآن وسنت اور پوری امت سے ثابت شریعت اسلام پر چلتے ہیں۔ (۲) جو بدعتوں (خودساختہ ثواب جان کر کی جانے والی باتوں) پر چلتے ہیں اس پر انکے پاس اللہ کی طرف سے کوئی روشن حجت اور (نبی کی) سنت نہیں ہے اور اللہ نے اس قرآن جیسی دلیل تو کسی اور (غیر مسلم) قوم کو نہیں دی یہی اللہ کی مضبوط رسی اور امانتدار وسیلہ ہے اسی سے دل کی بہار۔ علم کے سرچشمے اور قلب کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ (ص ۴۷۶)

﴿۷﴾ دنیا سے ڈرو کہ یہ غدار دھوکہ باز اور فریب کار ہے دینے والی (اور پھر) لے لینے والی ہے لباس پہنانے والی اور پھر اتروا دینے والی ہے اس کی آسائشیں ہمیشہ نہیں رہتیں نہ اس کی سختیاں ختم ہوتی ہیں اور نہ اس کی مصیبتیں تھمتی ہیں۔

﴿۸﴾ غسل دیتے وقت آپ نے ماتم و بین سے بھی منع فرمایا "یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی موت سے وہ سب کچھ ختم ہوگیا جو دوسرے کی موت سے نہ ہوتا۔ نبوت اس کی خبریں آسمانی حالات۔ آپ کے سوگ میں اہل بیت اور سب صحابہ برابر ہیں۔ اگر آپنے صبر کا حکم اور جزع و ماتم سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے اور یہ غم وحزن ساتھ نہ چھوڑتا۔ (خطبہ نمبر ۲۲۷،ص ۶۳۶)

﴿۹﴾ اعمال بجا لاؤ ابھی جبکہ تم کو زندگی ملی ہوئی ہے۔ اعمال نامے کھلے ہیں توبہ کا دامن پھیلا ہوا ہے۔ اللہ سے رُخ پھیرنے والے کو پکارا جارہا ہے اور گنہگاروں کو امید دلائی جارہی ہے۔ قبل اس کے کہ عمل کی روشنی گل ہو جائے اور مہلت ہاتھ سے جاتی رہے اور مدت ختم ہو جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور ملائکہ آسمان پر چڑھ جائیں انسان آخرت کے لئے کچھ کرلے۔ (خطبہ نمبر ۲۳۴ ص ۶۴۳)

﴿۱۰﴾ جہاد پر ابھارتے ہوئے فرمایا۔ خدا تم سے شکر چاہتا ہے۔ اس نے تم کو زندگی کی مہلت دے رکھی ہے تاکہ اعمال میں ایک دوسرے سے بڑھتے رہو کمریں کس لو دامن سمیٹ لو بلند ہمتی اور خواہشات ایک ساتھ نہیں چلتیں رات کی گہری، نیند دن کے کام کمزور کرادیتی ہے اس کی تاریکی ہمت و جرأت کو مٹادیتی ہے۔ (آخری خطبہ ص ۲۲۸ء۔ ص ۶۴۶)

(وصلی اللہ علی محمد وآلہ واصحابہ وامتہ اجمعین)

☆☆☆

باب دھم:

ایمان وتقویٰ ودعوات

کچا پکا ایمان:

خطبہ نمبر ۱۸۷، ص ۵۱۶ پر ہے آپ نے فرمایا۔

ایک ایمان تو وہ ہوتا ہے جو دلوں میں جما ہوا اور برقرار ہوتا ہے۔(اسے پختہ قابل نجات ایمان کہتے ہیں) اور ایک وہ (کچا) ہوتا ہے جو دلوں اور سینوں کی تہوں میں ایک مقررہ مدت کا عاریۃ ہوتا ہے (کہ فائدہ ملتا رہا تو مومن رہنگے اگر نقصان و آزمائش آئے تو ایمان چھوڑ دینگے) لہذا اگر کسی ایک میں تمہیں کوئی ایسی برائی نظر آئے جس سے تمہیں اظہار بے زاری اختیار کرنا پڑے تو اسے اس وقت تک موقوف رکھو کہ اس شخص کو موت آجائے کہ اس موقع پر اظہار بیزاری اپنی حد پر واقع ہوگئی۔ ہجرت کا اصول پہلے کی طرح اب بھی برقرار ہے کہ (آزاد ممالک اسلامیہ کے علاوہ کفار کی) زمین سے کوئی اگر چپکے سے خدا کا راستہ اختیار کرے یا علانیہ بہر حال اللہ کو اس کی احتیاج نہیں ہے زمین میں حجت خدا کی معرفت کے بغیر کسی ایک کو بھی صحیح معنی میں مہاجر نہیں کہا جا سکتا ہاں جو اسے پہچانے اور اس کا اقرار کرے وہی مہاجر ہے"۔

حجت وزنی دلیل کو کہتے ہیں جو وحی الہٰی اور پیغمبروں کے اقوال وافعال ہوتے ہیں۔ پ۶ ع ۳ میں بہت سے مشہور پیغمبروں کا ذکر فرما کر اللہ فرماتے ہیں۔ایسے رسول (ہم نے بھیجے) جو خوشخبری دینے والے بھی تھے اور ڈرانے والے بھی تاکہ ان کے آجانے کے بعد کوئی حجت باقی نہ رہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ (مقبول ۱۴۴)

یہاں سے پتہ چلا کہ آخری پیغمبر محمد رسول اللہ ہی (انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبین من بعدہ کے مطابق) خاتم النبین ہیں۔آپ

کے بعد کوئی نبی رسول اور دینی حجت نہیں ہے۔ پھر ایسے امام حجت ماننا کہ جو ان کو جانتا پہچانتا نہ ہو یا نہ مانتا ہو وہ کافر ہو جائے۔ جیسے امامیہ کے ۷۰ سے زائد فرقے ہیں جو اپنے الگ امام بناتے مانتے اور دوسرے اماموں کا انکار کر کے ایک دوسریکو خود ہی کافر کہتے آرہے ہیں۔ یہ قرآن کے خلاف عقیدہ ہے۔

البتہ پیغمبر کے بعد ان کے جانشین خلفاء راشدینؓ کو ماننا اور ان سے دین پانا۔ پھر ہر دور میں بڑے بڑے فقہاء مجتہدین اور علماء صالحین کو جاننا پہچاننا اور ان سے اسلام کا قانون۔ جو قرآن وسنت کا مغز اور خلاصہ ہوتا ہے۔ سیکھنا اپنی جگہ ضروری ہے۔ مگر وہ معین و مخصوص نہیں کہ خاص کا ماننا ہی ایمان اور انکار کفر ہو۔ حضرت علی سمیت اکابر صحابہ پھر ان کی اہل علم اولاد اس زمرہ میں آجاتی ہے اور مسلمان ان کو مانتے آرہے ہیں۔ حضرت علی اس خطبہ کے آخر میں فرماتے ہیں۔ ہمارا معاملہ ایک اور مشکل و دشوار ہے جس کا متحمل وصی بندہ مومن ہوگا کہ جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے پرکھ لیا ہو اور ہمارے قول وحدیث کو صرف امانتدار سینے اور ٹھوس عقلیں ہی محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اے لوگو مجھے کھو دینے سے پہلے مجھ سے (مسائل) پوچھ لو اور میں زمین کی راہوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں''۔ علامہ ابن میثم بحرانی شارح نہج البلاغہ نے اس کی شرح میں فرمایا ہے کہ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ ان کے دینی معلومات کا دائرہ دنیوی معلومات سے زیادہ ہے۔ سلونی قبل ان تفقدونی۔ ص ۵۱۷ نہج مترجم۔

تو اسی مفہوم میں لا تعداد قرآن وسنت اور فقہ و حدیث میں ائمہ دین مانے جا سکتے ہیں ان کی تقلید جائز ہوگی۔ مگر عدم معرفت یا انکار کفر نہ ہوگا یہ حجت صرف قرآن اور رسول کی ذات گرامی ہے۔

میرے بارے دو فرقے گمراہ ہیں اکثریتی سواد اعظم برحق ہے:

''میرے بارے میں دو قسم کے گروہ تباہ و برباد (جہنمی) ہونگے ایک حد سے زیادہ چاہنے والے جنہیں محبت (کی افراط) غلط راستے پر لگا دے گی (کہ مجھے پیغمبروں سے بھی افضل کہہ کر خدائی اختیار وصفات والا مانیگے پھر مجھے مصائب

میں پکارینگے) اور ایک میرے مرتبے میں کمی کر کے دشمنی رکھنے والے کہ جنہیں یہ عناد حق سے بے راہ کردے گا (یعنی وہ خارجی جو میری جماعت سے خارج ہو کر دشمن بن جائینگے۔ یا رافضی مجھے اپنی خلافت میں بھی بے بس اور مجبور محض بنا لینگے۔ (خطبہ ص ۱۶۶)۔ میرے متعلق درمیانی راہ اختیار کرنے والے (کہ عالم فاضل صحابی عادل اور خلیفہ راشد اہل سنت و جماعت کا امام ہوں) ہی سب سے بہتر حالت میں ہونگے تم اس راہ پر جمے رہو اور اسی بڑے (سواد اعظم) گروہ کے ساتھ لگ جاؤ کیونکہ اللہ کا ہاتھ (دست نصرۃ) اتحاد و اتفاق رکھنے والوں پر ہے (جو اہلسنت خدا کی امداد سے منصور اور غالب و حکمران چلے آرہے ہیں) اور تفرقہ و انتشار سے باز آجاؤ (جو خارجی اور شیعوں کا مذہب انتشار ہے) اس لئے کہ جماعت سے الگ ہونے والا شیطان کے حصہ میں چلا جاتا ہے جیسے ریوڑ سے علیحدہ ہونے والی (بھیڑ بکری) بھیڑیئے کو مل جاتی ہے خبردار جو بھی ایسے نعرے لگائے (کہ ہم تو شیعہ اور مسلمانوں سے علیحدہ راہ ایمان پر ہیں) اسے قتل کردو اگرچہ وہ میرے اسی عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو (یعنی میں خود کیوں نہ ہوں) مترجم مفتی جعفر ۳۶۶، خطبہ ۱۲۵) مفتی جعفر نے خود حضرت علی مراد لے کر آپ کی بے ادبی کی ہے ورنہ آپ کے نافرمان محبّ شیعہ مراد ہیں جنہوں نے آپ کی اپنے دور میں نافرمانی کی پھر امام حسنؓ پر قاتلانہ حملہ کیا کہ اس نے ہمارے دشمن معاویہ سے صلح کی کیوں پھر امام حسین کو بلایا غداری سے شہید کردیا بدعائیں لے کر رونے پیٹنے کا نیا مذہب نکالا اب حادثہ کربلا کے اچھے ہونے پر فخر یہ جلوس نکالتے اور صرف نیک مسلمانوں سے لڑتے ہیں) بھائیو! دو گمراہ فرقوں کی علامات اور سواد اعظم سنی مسلمانوں کے نشانات واضح ہیں مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ دو گمراہ فرقوں کی مذمت میں ہی فرمان علی۔ اقوال کے آخر ۴۶۹ میں ۹۵۳ پر بھی ہے۔

یهلک فی رجلان محب مفرط و بابت مفتر.

ترجمہ: دو فرقے میرے بارے ہلاک ہونگے حد سے زیادہ محبت کرنے والا اور دوسرا جھوٹ و افترا باندھنے والا۔

ھلک فی رجلان محبّ غال و مبغض قالٍ۔ میرے بارے دو شخص ہلاک ہونگے۔ غالی حبدار اور دشمنی رکھنے والا۔

تاریخ طبری ج۴/ص۱۴ میں ہے علیکم بھذا السواد الاعظم۔ تم میری اس بڑی جماعت کی پیروی کرو۔

نوٹ: یہاں سے کچھ مکتوبات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اپنے افسر اشتر نخعی کو عہد نامہ ص ۵۳:

اور نیک سنت (نبوی) کو ختم نہ کرنا جس پر اس امت کے بزرگ چلتے رہے ہیں اور جس سے اتحاد و یکجہتی پیدا اور رعیت کی اصلاح ہوئی ہے اور ایسے طریقے (بدعات) ایجاد نہ کرنا جو پہلے طریقوں کو ضرر پہنچائیں اگر ایسا کیا تو نیک روش کے قائم کرنے والوں کو ثواب تو ملتا رہے گا مگر انہیں ختم کر دینے کا گناہ تمہاری گردن پر ہوگا اور اپنے شہروں کے اسلامی امور کو مستحکم کرنے اور ان چیزوں کے قائم کرنے میں کہ جن سے اگلے لوگوں کے حالات مضبوط رہے تھے علماء اور حکماء کے ساتھ باہمی مشورہ اور بات چیت کرتے رہنا۔ (ص ۷۵۹۔)

کتنی پیاری نصیحتیں ہیں مگر اس شخص پر کیا اثر کریں جو ابن سبا کا شاگرد حضرت عثمان کو قتل کرانے والا پھر تمام فسادات کرانے والا ہی تھا۔ (ہر تاریخ)

قاضی شریح بن الحارث کو تنبیہ کہ اچھا مکان کیوں خریدا:

روایت ہے کہ امیر المومنین کے قاضی شریح بن حارث نے آپ کے دور خلافت میں ایک مکان اسی دینار میں خرید لیا۔ (دینار ۱۰ درہم کے برابر سونے کا سکہ تھا اس وقت مکان سستے ہونگے اور دینار کی ویلیو ہوگی)

حضرت کو اس کی خبر ہوئی تو انہیں بلوا بھیجا اور فرمایا مجھے پتہ چلا ہے کہ تم نے ۸۰ دینار کو ایک مکان خرید کیا ہے اور دستاویز بھی تحریر کی ہے اور اس پر گواہوں کی گواہی بھی ڈالوائی ہے شریح نے کہا جی ہاں امیر المومنین ایسا ہوا ہے۔ اس پر حضرت نے اسے غصے کی نظر سے دیکھا اور فرمایا دیکھو بہت جلد ہی وہ ملک الموت

تمہارے پاس آجائے گا جو نہ تمہاری دستاویز دیکھے گا اور نہ تم سے گواہوں کو پوچھے گا اور وہ تمہارا بوریہ بستر بندھوا کر یہاں سے نکال باہر کرے گا اور قبر میں اکیلا چھوڑ دے گا اے شریح دیکھو ایسا تو نہیں کہ تم نے اس گھر کو دوسروں کے مال سے خریدا ہو یا حرام کی کمائی سے قیمت ادا کی ہو اگر ایسا ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی دیکھو اس کی خریداری کے وقت میں تمہارے لئے ایک ایسی دستاویز لکھوا دیتا کہ تم ایک درہم بلکہ اس سے کم کو بھی اس گھر کو خریدنے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ دستاویز نمبر ۳ ص ۶۵۳۔

مکتوب نمبر ۴ ایک سالار لشکر کے نام:

اگر وہ اطاعت کی چھاؤں میں پلٹ آئیں تو یہی تو ہم چاہتے ہیں اور اگر ان کی تانیں بس بغاوت اور نافرمانی پر ٹوٹیں تو تم فرمانبرداروں کو لے کر نافرمانوں کی طرف اُٹھ کھڑے ہو اور جو تمہارا ہمنوا بن کر تمہارے ساتھ ہے اس کے ہوتے ہوئے منہ موڑنے والوں کی پرواہ نہ کرو کیونکہ جو بددلی سے ساتھ ہو اس کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے اور اس کا بیٹھے رہنا اس کے اُٹھ کھڑے ہونے سے زیادہ مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ (یہ بصرہ میں حضرت طلحہ و زبیرؓ کے ساتھ جنگی تیاری میں ہے کہ ایسے لوگ ساتھ نہ ملاؤ جو ان سے عقیدت رکھتے ہوں)

اپنے افسروں کو مالی خیانت میں ڈانٹ ڈپٹ:

﴿۱﴾ اشعث بن قیس والی آذربائیجان۔ جسے شیعہ برا ہی جانتے اور منافق کہتے ہیں کے نام لکھا۔ یہ عہدہ تمہارے لئے کوئی آزوقہ (عمدہ تحفہ) نہیں ہے بلکہ وہ تمہاری گردن میں ایک امانت کا پھندا ہے اور تم اپنے حکمران بالا کی طرف سے اس کی حفاظت پر مامور ہو تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ دعوت کے معاملے میں جو چاہو کر گزرو خبردار کسی مضبوط دلیل کے بغیر کسی بڑے کام میں ہاتھ نہ ڈالا کرو تمہارے ہاتھوں میں خدائے بزرگ و برتر کے اموال میں سے ایک مال ہے اور تم اس وقت تک اسکے خزانچی ہو جب

تک میرے حوالے نہ کرو بہر حال میں غالباً تمہارے لئے برا حکمران تو نہیں ہوں والسلام۔

﴿۲﴾ اسی طرح ایک اور افسر کو ڈانٹا کہ اپنے امام کی نافرمانی کی اور اپنی امانت داری کو بھی ذلیل وخوار کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے (بیت المال کی) زمین کو صفا چٹ میدان کر دیا ہے اور جو کچھ تمہارے پاؤں تلے تھا اس پر قبضہ جمالیا ہے اور جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں تھا اسے نوش جان کر لیا ہے تو تم اپنا حساب ذرا مجھے بھیج دو اور یقین رکھو کہ انسانوں کی حساب فہمی سے اللہ کا حساب کہیں سخت ہوگا۔" مکتوب ۴۰ص ۳۷"۔ آگے مکتوب ۴۲۔۴۳ بھی اسی طرح اپنے والیوں کی خیانت کے شاکی ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب عثمانؓ کے امانتدار عاملوں کو فوراً ہٹا لیا گیا تو ان کی جگہ سبائیوں نے یہی کرنا تھا تو مولا علی کی پریشانیوں کا اندازہ لگایئے۔

لشکر کو ہدایت نمبر ۱۴:

جنگ صفین سے پہلے اپنے لشکر کو ہدایت فرمائی۔

"جب تک وہ پہل نہ کریں تم ان سے جنگ نہ کرنا کیونکہ تم الحمد اللہ دلیل و حجت رکھتے ہو اور تمہارا انہیں چھوڑ دینا کہ وہی پہل کریں یہ ان پر دوسری حجت ہوگی۔" (تاریخ طبری ج ۳/۷۰ ۸ میں ہے۔ ابتدا عراقیوں نے کی کہ حضرت علی ذی الحجہ میں اپنے بڑے افسر کو شامیوں سے لڑنے بھیجتے تو اصحاب معاویہ بھی جماعت لے کر لڑنے آتے دونوں گھوڑے سوار اور پیدل لڑتے دونوں یہ ناپسند کرتے کہ سارے عراقی سارے شامیوں سے بیک وقت لڑیں کہ تباہی سے ڈرتے تھے) خبردار جب دشمن میدان چھوڑ جائے تو کسی پیٹھ پھیرنے والے کو قتل نہ کرنا کسی بے دست و پا پر ہاتھ نہ اُٹھانا کسی زخمی کی جان نہ لینا نہ عورتوں کو اذیت پہنچا کر ستانا چاہے وہ تمہاری عزت و آبرو پر گالیوں کے ساتھ حملہ کریں اور تمہارے افسروں کو گالیاں دیں کیونکہ ان کی قوتیں ان کی

جائیں اور انکی عقلیں کمزور وضعیف ہوتی ہیں ہم پیغمبر کے زمانے میں بھی مامور تھے کہ ان سے کوئی تعرض نہ کریں حالانکہ وہ مشرک ہوتی تھیں۔ اگر جاہلیت میں بھی کوئی شخص کسی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے گزند پہنچاتا تھا تو اس کو اور اس کی بعد کی پشتوں کو مطعون کیا جاتا تھا۔ ص ۶۶۹۔

وفات سے پہلے توحید وسنت کی وصیت نمبر ۲۳:

نام کے مومن (بگڑے سے خارجی) نے آپ کے سر اقدس پر ضرب لگائی تو وصیت فرمائی تم لوگوں کو میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا (کہ اس کی ذات صفات حقوق دعا و پکار نذر نیاز میں کسی کو شریک کرو) اور محمد ﷺ کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرنا ان دونوں ستونوں کو قائم رکھنا اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھنا بس پھر برائیوں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا (مذہب علی میں قرآن و سنت ہی ثقلین اور حجت ہیں سنت ہٹا کر امام کو رکھ دینا اور پھر دونوں کو غار میں رو پوش کر دینا دین میں از خود اضافہ قرآن وسنت و امام سے محرومی اور دین سے بیزاری کا اعلان ہے)

جائیداد کے بارے میں وصیت نمبر ۲۴:

یہ وہ ہے جو خدا کے بندے امیر المومنین علی بن ابی طالب نے اپنے اموال کے بارے میں حکم دیا ہے محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے تاکہ اسکی وجہ سے وہ مجھے جنت میں داخل کرے اور امن و آسائش عطا فرمائے۔

اس وصیت کا ایک حصہ یہ ہے۔ حسن بن علی اس کے متولی ہونگے جو اس مال سے مناسب طریقہ پر روزی لیں گے اور امور خیر میں صرف کرینگے اگر حسن کو کچھ ہو جائے اور حسین زندہ ہوں تو وہ ان کے بعد اس کو سنبھال لیں گے اور انہی کی راہ میں چلائیں گے (اس وراثت کی تقسیم کو یار لوگوں نے امامت منصوصہ بنالیا ہے) علی کے اوقاف میں جتنا حصہ فرزندان علی کا ہے اتنا ہی اولاد فاطمہ کا ہے (کہ تقسیم ورثہ میں اعلیٰ ادنی اولاد برابر ہے) بیشک میں نے صرف اللہ کی رضا

مندی، رسول کے تقرب، ان کی عزت و حرمت کے اعزاز اور ان کی قرابت کے احترام کے پیش نظر ان کی تولیت فاطمہ کے دونوں فرزندوں سے مخصوص کی ہے اور جو اس جائیداد کا متولی ہو اس پر یہ پابندی عائد ہوگی کہ وہ مال کو اس کی اصلی حالت پر رہنے دے اور اس کے پھلوں کو ان مصارف میں جن کے متعلق ہدایت کی گئی ہے تصرف میں لائے اور یہ کہ ان دیہاتوں کے نخلستانوں کی نئی پود کو فروخت نہ کرے۔ یہاں تک کہ ان دیہاتوں کی زمین کا ان نئے درختوں کے جم جانے سے عالم ہی دوسرا ہو جائے اور کنیزیں جو میرے تصرف میں تھیں ان میں سے جس کی گود میں بچہ یا پیٹ میں ہے تو وہ بچے کے حق میں روک لی جائیگی اور اس کے حصہ میں شریک ہوگی پھر اگر بچہ مر بھی جائے اور وہ زندہ ہو تو بھی وہ آزاد ہوگی اس سے غلامی چھٹ گئی ہے اور اسے بچے نے آزاد کر دیا ہے۔'' ص ۶۸۳

وصیت نمبر ۲۵ زکاۃ وصدقات کے کارندوں کے نام:

ان کو من جملہ یہ بھی فرمایا: ''اللہ وحدہ لاشریک لہ'' کا خوف دل میں لئے ہوئے چل کھڑے ہو۔ اور کسی مسلمان کو خوفزدہ نہ کرنا اس کے املاک پر اس طرح سے نہ گزرنا کہ اسے ناگوار گزرے اور جتنا اس کے مال میں اللہ کا حق نکلتا ہو اس سے زائد نہ لینا............ تا کہ ہم اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق انہیں تقسیم کریں۔ بے شک یہ تمہارے لئے بڑے ثواب کا باعث اور منزل ہدایت تک پہنچنے کا ذریعہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

امانت اور خدا خوفی کی تصویر:

ایک کارندے کے نام جسے زکوٰۃ اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے پوشیدہ ارادوں اور مخفی کاموں میں اللہ سے ڈرتے رہیں جہاں نہ اللہ کے علاوہ کوئی گواہ ہوگا اور نہ اس کے سوا نگران ہے اور انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ ظاہر میں اللہ کا کوئی ایسا فرمان بجا نہ لائیں کہ ان کے چھپے ہوئے اعمال اس سے مختلف ہوں اور جس شخص کا باطن و ظاہر اور اور

کردار و گفتار مختلف نہ ہو اس نے امانتداری کا فرض انجام دیا اور اللہ کی عبادت میں خلوص سے کام لیا...... اور میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں کو آزردہ نہ کریں اور نہ انہیں پریشان کریں اور نہ ان سے اپنے عہدے کی برتری کی وجہ سے بے رُخی برتیں کیونکہ وہ دینی بھائی اور زکوٰۃ وصدقات کے برآمد کرنے میں معین و مددگار ہیں۔

یہ بھی معلوم ہے کہ اس زکوٰۃ میں تمہارا بھی حصہ اور جانا پہچانا ہوا حق ہے اور اس میں بیچارے مسکین اور فاقہ کش لوگ بھی تمہارے شریک ہیں اور ہم تمہارا حق پورا پورا ادا کرتے ہیں تو تم بھی ان کا حق پورا پورا ادا کرو نہیں تو یاد رکھو کہ روز قیامت وہ تمہارے ہی دشمن سب سے زیادہ ہونگے اور وائے بدبختی اس شخص کی جس کے خلاف اللہ کے سامنے فریق بن کر کھڑے ہونے والے فقیر نادار سائل دھتکارے ہوئے لوگ قرض دار اور (بے خرچ) مسافر ہوں۔ یاد رکھو کہ جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اسے ٹھکرا دے اور خیانت کی چراگاہوں میں چرتا پھرے اور اپنے کو اور اپنے دین کو اس کی آلودگیوں سے نہ بچائے تو اس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلتوں اور خواریوں میں ڈالا اور آخرت میں بھی رسوا اور ذلیل ہوگا سب سے بڑی خیانت امت کی خیانت ہے اور سب سے بڑی فریب کاری دین کے پیشواؤں کو دغا دینا ہے والسلام (ص ۶۸۸ مکتوب نمبر ۲۶)۔

دنیا سے بیزاری:

آپ کے گورنر بصرہ حضرت عثمان بن حنیف انصاری پبلک کی خاص دعوت میں شریک ہوئے آپ بہت ناراض ہوئے ڈانٹ کر بہت سخت خط لکھا۔ ہم صرف آخر سے آپ کی دنیا سے بیزاری کا ذکر کرتے ہیں۔

''اے دنیا میرا پیچھا چھوڑ دے تیری باگ ڈور تیرے کاندھوں پر ہے میں تیرے پنجوں سے نکل چکا ہوں تیرے پھندوں سے باہر ہوں اور تیرے پھسلا دینے کی جگہوں سے قدم روک رکھے ہیں کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تو نے سب کھیل تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے کدھر ہیں وہ جماعتیں جنہیں تو نے اپنی

آرائشوں سے ورغلائے رکھا وہ قبروں میں جکڑے ہوئے اور خاک لحد میں دبکے پڑے ہیں اگر تو دکھائی دینے والا مجسمہ اور سامنے آنے والا ڈھانچہ ہوتی تو بخدا میں تجھ پر اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں جاری کرتا۔ تو نے بندوں کو امیدیں دلا کر بہکایا قوموں کو ہلاکت کے گڑھے میں لا پھینکا اور تاجداروں کو تباہیوں کے حوالے کر دیا اور سختیوں کے گھاٹ پر لا اتارا...... میں چاہتا ہوں تو مجھ سے دور ہو میں تیرے قابو میں آنے والا نہیں کہ تو مجھے ذلتوں میں جھونک دے...... میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے نفس کو ایسا سدھاؤں گا کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے پر خوش ہو جائے۔ خوش نصیب اس شخص کے کہ جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا سختی اور مصیبت میں صبر کئے پڑا رہا راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار کیا تو ہاتھوں کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر پڑا رہا کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار پہلو بچھونے سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں یہی اللہ کا گروہ ہے اور بے شک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔ (مجادلہ ع۳ پ۲۸)

اے ابن حنیف اللہ سے ڈرو اور اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو تا کہ جہنم کی سے آگ سے چھٹکارا پا سکو''۔ بھائیو! حضرت علی المرتضیٰ محبوب رسول خدا کے مزاج معاشرت اور دنیا سے بے رغبتی پر غور کرو اور آپ کے تابعدار بنو۔ الحمد اللہ اصحاب رسول کے تحفظ و دفاع میں مذہب اہل بیت کرامؓ کے مطابق ۵۰ سال سے تا ہنوز ۸/۱۰ ہزار صفحات میں لاجواب علمی سنجیدہ زبان میں لکھنے والا یہ درویش ایک مسجد کے خادم موذن کا بیٹا ہے۔ جاگیردار اور کارخانہ دار نہیں۔ جلد سازی کی مزدوری سے فریقین کی قیمتی کتابیں خرید کر لائبریری بنائی۔ کسی سے چندہ مانگا نہ ایسی معین جماعت بنائی جبکہ زبان و قلم کے فنکار آج بائی ائر غیر ملکی دوروں پر رہتے ہیں۔ حضرت علیؓ کے مذہب مودۃ المسلمین کا یہ خادم تابعدار ان لوگوں سے بھی علیؓ کے مذہب پر آنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ جو صرف علی و حسینؓ کے نام پر۔ امام دوم کا نام نہیں لیتے۔ کروڑ پتی تاجر بنے ہوئے ہیں۔ لکھنو سے مجالس عزا شروع کرتے

اور واشنگٹن و نیو یارک میں اختتام پزیر ہوتے ہیں اور غضب یہ کہ سیدہ خاتون جنت زہرا بتول ؑ پر تہمت تراشتے ہیں کہ نانا نے باغ فدک بنص قرآنی فقراء و مساکین کا حق اور بیت المال کا حصہ بتایا تو وہ ناراض ہو کر اپنی اڑھائی ماہ یا چھ ماہ بقیہ زندگی ان پر تبرے ہی پڑھتے رخصت ہوئیں۔ (معاذ اللہ) آج کا تاجر خون اہلبیت لاکھوں کی مقررہ فیس کا آغاز ہی اسی مسئلہ باغ فدک سے کرتا ہے کیا فریقین کا بڑا افسران کو کنٹرول کرنے والا نہیں کہ وہ تعلیمات اہل بیت پر عمل کے لئے بھی اپنے غریب معاشرہ کو آمادہ کریں۔

مکتوب نمبر ۴۶ ایک عامل کے نام:

تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دین کے قیام میں مدد لیتا ہوں اور خطرناک سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں پیش آنے والی مہمات میں اللہ سے مدد مانگو (رعیت کے بارے میں) سختی کے ساتھ کچھ نرمی آمیزش کئے رہو جہانتک نرمی مناسب ہو نرمی برتو اور جب سختی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو سختی کرو رعیت سے خوش خلقی اور کشادہ روئی سے پیش آؤ ان سے اپنا رویہ نرم رکھو اور کن اکھیوں اور نظر بھر کر دیکھنے اور اشارہ وسلام کرنے میں برابری کرو تا کہ بڑے لوگ تم سے بے راہ روی کی توقع نہ رکھیں اور کمزور تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہوں۔ والسلام۔ (ص ۷۴۷)

اپنے پیارے حسن ؓ و حسین ؓ علی ؓ جدھما و علیھما السلام کو آخری وصیت:

میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا دنیا کے خواہشمند نہ ہونا اگر چہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور جو کہنا حق کے لئے کہنا جو کرنا ثواب کے لئے کرنا ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بنے رہنا میں تم کو اپنی تمام اولاد کو اپنے کنبہ کو اور جن جن تک یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا کیونکہ آپ کے نانا جی سے میں نے سنا ہے'' کہ آپس کی کشیدگی کو مٹانا عام نماز روزے سے افضل

ہے۔ یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ان کو فاقہ کی نوبت نہ آنے پائے اور وہ تمہارے سامنے برباد نہ ہوں ہمسائیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا دوسرے لوگ اس پر عمل کر کے تم سے آگے نہ بڑھ جائیں نماز کے لئے اللہ سے ڈرنا کہ وہ تمہارے (دین کا ستون ہے) بیت اللہ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا۔ جان مال اور زبان سے راہ خدا میں جہاد کے لئے اللہ کو نہ بھولنا آپس میں میل ملاپ رکھنا بھی لازم ہے۔ ایک دوسرے کی امداد کرنا۔ امداد سے پیٹھ نہ پھرنا۔ تعلقات نہ توڑنا امر بالمعروف اور گناہوں سے روک تھام کرتے رہنا ورنہ بد کار تم پر مسلط ہو جائینگے۔ دعا قبول نہ ہوگی میرے قتل ہو جانے پر مسلمانوں کے خون سے ہولی نہ کھیلنا اسے ایک مار سے مارنا اور مثلہ نہ کرنا اگرچہ کاٹنے والا کتا ہی ہو وصیت نمبر ۴۷۔ ص ۷۴۸۔ ۷۴۹۔

آپ کی دعوات صالحہ:

سفر کی دعا شام کی طرف جاتے ہوئے یہ دعا فرمائی۔

اللهم انی اعوذبک من و عثاء السفر و كابة المنقلب و سوء المنظر فی الاهل و المال والد ولاد اللهم انت الصاحب فی السفر و انت الحليفة فی الاهل ولایجمعهما غیرک.

ترجمہ: اے اللہ میں سفر کی مشقت واپسی کے اندوہ اور اہل و مال کی بدحالی کے منظر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ تو ہی سفر میں رفیق اور بال بچوں کا محافظ ہے۔ سفر وحضر کو تیرے سوا کوئی یکجا نہیں کر سکتا۔ (خطبہ نمبر ۴۶۔ ص ۲۰۲)

اصل میں یہ دعا نبوی ہے رضی بھی تسلیم کرتے ہیں ایضاً۔

مغفرت ذنوب کی دعا:

خطبہ نمبر ۷۶۔ ص ۲۳۴۔ ۲۳۵ پر ہے۔

اللهم اغفرلی ما انت اعلم به منی فان عدت فعد علی بالمغفرة ٥

ترجمہ: اے اللہ تو ان چیزوں کو بخش دے جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر

ہیں گناہوں کی طرف پلٹوں تو تو اپنی مغفرت کے ساتھ پلٹ۔

اللھم اغفرلی ما ر ءیت من نفسی ولم تجدله وفاء عندی اللھم اغفرلی ما تقربت به الیک بلسانی ثم خالفه قلبی اللھم اغفرلی فی رمز ات الالحاظ وسقطات الالفاظ و شھوات الجنان وھفوات اللسان.

ترجمہ: بار الٰہ جس عمل خیر کے بجالانے کا میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا مگر تو نے اسے پورا ہوتے ہوئے نہ پایا اسے بھی میرے لئے بخش دے۔ میرے الٰہ زبان سے نکلے ہوئے وہ کلمے جن سے تیرا تقرب چاہا تھا مگر دل ان سے ہمنوا نہ ہوسکا ان سے بھی در گزر کر پروردگار! تو آنکھوں کے طنزیہ اشاروں اور ناشائستہ کلموں اور دل کی بری خواہشوں اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو معاف کر دے۔

بارش کی بھرپور دعا:

اے اللہ! تو دھواں دار بارشوں والے ابرا اور چھاجوں پانی برسانے والی برکھا رُت اور نظروں میں کھب جانے والے ہر بادل سے اپنے دامان رحمت کو ہم پر پھیلادے وہ موسلا دھار اور لگاتار اس طرح برسیں کہ مری ہوئی چیزوں کو ان سے زندہ کردے اور گزری ہوئی بہاروں کو پلٹا دے خدایا! ایسی سیرابی ہو کہ جو مردہ زمینوں کو سیراب بنانے والی۔ بھرپور برسنے والی۔ سب جگہ پھیل جانے والی پاکیزہ و بابرکت اور خوشگوار وشاداب ہو جس سے نباتات پھلنے پھولنے لگیں شاخیں بار آور اور پتے ہرے بھرے ہو جائیں اور جس سے تو اپنے عاجز و زمین گیر بندوں کو سہارا دے کر اوپر اٹھائے اور اپنے مردہ شہروں کو زندگی بخش دے اے اللہ ایسی سیرابی کہ جس سے ہمارے ٹیلے سبزہ پوش ہو جائیں اور ندی نالے بہ نکلیں اور آس پاس کے اطراف سرسبز وشاداب ہو جائیں اور پھل نکل آئیں اور چوپائے جی اُٹھیں اور دور کی زمینیں تربتر ہو جائیں اور کھلے میدان بھی اس سے مدد پاسکیں اپنی پھیلنے والی برکتوں اور بڑی بڑی بخششوں سے جو تیری تباہ حال مخلوق اور بغیر

چرواہے کے کھلے پھرنے والے حیوانوں پر ہیں۔ ہم پر ایسی بارش ہو جو پانی کو شرابور کر دینے والی اور موسلا دھار اور لگا تار برسنے والی ہو اس طرح کہ بارشوں سے ٹکرائیں اور بوندیں بوندوں کو تیزی سے دھکیلیں (کہ تار بندھ جائے) اس کی بجلی دھوکہ دینے والی نہ ہو اور نہ سفید ابر کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہوں اور نہ صرف ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں والی بوندا باندی ہو کر رہ جائے یوں برسا کہ قحط کے مارے ہوئے اسی کی سرسبزیوں سے خوشحال ہو جائیں اور خشک سالی کی سختیاں جھیلنے والے اس کی برکتوں سے جی اُٹھیں اور تو ہی وہ ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کے دامن پھیلاتا ہے اور تو ہی ولی و وارث اور اچھی صفتوں والا ہے۔ (خطبہ نمبر ۱۱۳، ص ۴۴۱۔۴۴۲)

توحیدی دعاء:

خطبہ نمبر ۲۱۳ میں یہ دعا ہے جو آپ بکثرت مانگتے تھے۔

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس حالت میں رکھا کہ نہ مردہ ہوں نہ بیمار نہ میری رگوں پر برص کے جراثیم کا حملہ ہوا ہے نہ برے اعمال کے نتائج میں گرفتار ہوں نہ بے اولاد ہوں نہ دین سے برگشتہ نہ اپنے پروردگار کا منکر ہوں نہ اپنے ایمان سے متوحش نہ میری عقل میں فتور آیا ہے اور نہ پہلی امتوں کے سے عذاب میں مبتلا ہوں میں اس کا بے اختیار بندہ اور اپنے نفس پر ستم راں ہوں اے اللہ تیری حجت مجھ پر تمام ہو چکی ہے اور میرے لئے اب عذر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ خدایا مجھ میں کسی چیز کے حاصل کرنے کی قوت نہیں سوا اس کے کہ جو تو مجھے عطا کرے اور کسی چیز سے بچنے کی سکت نہیں سوائے اس کے کہ جس سے تو مجھے بچائے رکھے اے اللہ میں تجھ سے پناہ کا خواستگار ہوں کہ تیری ثروت کے باوجود فقیر و تہی دست رہوں یا تیری رہنمائی کے ہوتے ہوئے بھٹک جاؤں یا تیری سلطنت میں ستایا جاؤں یا ذلیل کیا جاؤں جبکہ تمام اختیارات تجھے حاصل ہیں۔ خدایا میری ان نفیس چیزوں کو جب تو چھین لے گا میری روح کو اولیت کا درجہ عطا کر اور مجھے سونپی ہوئی ان امانتوں میں جنہیں تو پلٹا لے گا اسے پہلی امانت

قرار دے۔

اللھم انا نعوذ بک ان نذھب من قولک او نفتتن عن دینک اوتتابع بنا اھواء نا دون الھدی الذی جاء من عندک. (نھج مترجم ص ۶۰۲.۶۰۳)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھ سے پناہ کے طلبگار ہیں اس بات سے کہ تیرے ارشاد سے منہ موڑیں یا ایسے فتنوں میں پڑ جائیں کہ تیرے دین سے پھر جائیں یا تیری طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو قبول کرنے کے بجائے نفسانی خواہش ہمیں برائی کی طرف لے جائے۔

خطبہ نمبر ۲۰۴ ص ۵۸۴ پر عراقیوں کو شامیوں کی بدگوئی سے روکا تو یہ دعا سکھائی۔

اللھم احْقِنْ دماء ناو دما ئھم واصلح ذات بیننا و بینھم واھدھم من ضلالتھم حتی یعرف الحق من جھلہ و یرعوی عن الغیی والعدوان من لھج بہ ٥

ترجمہ: خدایا ہمارا بھی خون محفوظ رکھ اور ان کا بھی اور ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کی صورت پیدا کر اور انہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف لا تا کہ حق سے بے خبر حق کو پہچان لیں اور گمراہی وسرکشی کے شیدائی اس سے اپنا رُخ موڑ لیں"۔

خدا کے مختار کل ہونے کی دعا:

خطبہ نمبر ۲۲۴ ص ۶۲۸ پر یہ دعا ہے۔

"اے اللہ تو اپنے دوستوں کے ساتھ تمام انس رکھنے والوں سے زیادہ مانوس ہے اور جو تجھ پر بھروسہ رکھنے والے ہیں ان کی حاجت رَوائی کے لئے ہمہ وقت پیش پیش ہے تو انکی باطنی کیفیتوں کو دیکھتا اور ان کے چھپے ہوئے بھیدوں کو جانتا اور انکی بصیرتوں کی رسائی سے باخبر ہے ان کے راز تیرے سامنے آشکارا اور ان کے دل تیرے آگے فریادی ہیں اگر تنہائی سے ان کا دل و جی گھبراتا ہے تو تیرا ذکر ان کا دل بہلاتا ہے اگر مصیبتیں ان پر پڑتی ہیں تو وہ تیرے دامن میں پناہ لینے

کے لئے ملتجی ہوتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ سب چیزوں کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں ہے اور ان کے نفاذ پذیر ہونے کی جگہیں تیرے ہی فیصلوں سے وابستہ ہیں۔

خدایا اگر میں سوال کرنے سے عاجز ہوں یا اپنے مقصود پر نظر نہ ڈال سکوں تو تو میری مصلحتوں کی طرف رہنمائی فرما اور میرے دل کو اصلاح و بہبودی کی صحیح منزل پر پہنچا یہ چیز تیری رہنمایوں اور حاجت روائیوں کو دیکھتے ہوئے کوئی نرالی نہیں خدایا معاملہ اپنے عفو و بخشش سے طے کر نہ اپنے عدل و انصاف کے معیار سے''۔

پناہ مانگنے کی دعا:

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میرا ظاہر لوگوں کی نگاہ میں بہتر ہو اور جو اپنے باطن میں چھپائے ہوئے ہوں وہ تیری نظروں میں برا ہو درانحالیکہ میں لوگوں کے دکھاوے کے لئے اپنے نفس کی ان چیزوں سے نگاہ داشت کروں کہ جن سب پر تو آگاہ ہے اس طرح لوگوں کے سامنے تو ظاہر کے اچھا ہونے کی نمائش کروں اور تیرے سامنے اپنی بداعمالیوں کو پیش کرتا رہوں جس کے نتیجے میں تیرے بندوں سے تقرب حاصل کروں اور تیری خوشنودیوں سے دور ہی ہوتا چلا جاؤں۔ ص ۹۰۲۔

ہدایت نمبر ۱۵، نمبر ۶۷۲ پر ہے کہ جب حضرت علی لڑنے کے لئے دشمن کے سامنے آتے تو بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کرتے تھے۔

''اے اللہ دل تیری طرف کھچ رہے ہیں گردنیں تیری طرف اُٹھ رہی ہیں آنکھیں تجھ پر لگی ہوئی ہیں قدم حرکت میں آچکے ہیں اور بدن لاغر پڑ چکے ہیں۔ بارالٰہا چھپی ہوئی عداوتیں ابھر آئی ہیں اور کینہ وعناد کی دیگیں جوش کھانے لگی ہیں۔ خداوندا ہم تجھ سے اپنے نبی کے نظروں سے اوجھل ہو جانے اپنے دشمنوں کے بڑھ جانے اور اپنی خواہشوں میں تفرقہ پڑ جانے کا شکوہ کرتے تھے پروردگار تو ہی ہماری قوم اور ہمارے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کر تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے''۔

باب یازدھم

مکتوبات

اس باب میں آپ کے خطوط وصایا ہدایات اور دستاویزات میں سے کچھ نقل کیا جاتا ہے۔

جنگی ہدایات:

﴿۱﴾ دشمن کی طرف بھیجتے ہوئے ایک لشکر کو یہ ہدایتیں فرمائیں۔ جب تم دشمن کی طرف بڑھو یا دشمن تمہاری طرف بڑھے تو تمہارا پڑاؤ ٹیلوں کے آگے یا پہاڑ کے دامن میں یا نہروں کے موڑ میں ہونا چاہیئے کہ یہ چیز تمہارے لئے پشت پناہی اور روک کا کام دے گی اور جنگ بس ایک طرف یا زائد سے زائد دو طرف سے ہو۔ اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر دیدبانوں (سراغ لگانے والے مخبروں) کو بٹھا دو تاکہ دشمن کسی کھٹکے کی جگہ سے یا اطمینان والی جگہ سے اچانک نہ آ پڑے اور اس بات کو جانے رہو کہ فوج کا ہراول دستہ فوج کا خبر رساں ہوتا ہے اور ہر اول دستے کو اطلاعات ان مخبروں سے حاصل ہوتی ہیں۔ (جو آگے بڑھ کر سراغ لگاتے ہیں) دیکھو تتر بتر ہونے سے بچے رہو اترو تو ایک ساتھ اترو اور کوچ کرو تو ایک ساتھ کرو اور جب رات تم پر چھا جائے تو برچھوں کو اپنے گرد گاڑ کر ایک دائرہ سا بنا لو اور صرف اونگھ لینے اور ایک آدھ جھپکی لے لینے کے سوا نیند کا مزہ نہ چکھو۔

(ہدایت ص ۱۱ ص ۶۶۵۔۶۶۶)

عبداللہ بن عباسؓ کو وصیت ۷۶:

ان کو بصرہ میں اپنا قائم مقام بنایا تو فرمایا لوگوں سے کشادہ روئی سے

پیش آؤ اپنی مجلس میں لوگوں کو آنے دو حکم میں تنگی روانہ رکھو غصہ سے پرہیز کرو کیونکہ یہ شیطان کے لئے شگون نیک ہے اور اس بات کو جانتے رہو کہ جو چیز تمہیں اللہ کے قریب کرتی وہ دوزخ سے دور کرتی ہے اور جو چیز اللہ سے دور کرتی ہے وہ دوزخ سے قریب کرتی ہے۔ (ص ۸۰۶) رعایا کو قریب اور حکومت کو مستحکم کرنے والی یہ زریں صفات ہیں خود آپ میں بھی تھیں۔ مگر افسوس کہ سبائی سازشوں سے حضرت طلحہ زبیر عائشہ معاویہؓ اور ان کے احباب ان سے محروم رہے۔

رعایا کو پر امن رکھنے کا حلف نامہ:

یہ وہ عہد ہے جس پر اہل یمن۔ شہری دیہاتی۔ اور قبیلہ ربیعہ کے شہری دیہاتی اتفاق کرتے ہیں کہ وہ سب کے سب کتاب اللہ پر ثابت قدم رہینگے اس کی دعوت دینگے اور اس کے ساتھ حکم دینگے اور جو اس کی طرف۔ دعوت یا حکم دے گا تو اس کی آوز پر لبیک کہیں گے اس کے عوض کسی فائدہ اور بدل کے خواہاں نہ ہونگے اور جو کتاب اللہ کے خلاف چلے گا اور اسے چھوڑ دے گا اس کے مقابلہ میں متحد ہو کر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائینگے ان کی آواز ایک ہوگی اور وہ کسی سرزنش کرنے والے کی سرزنش کی وجہ سے اور ایک گروہ کے دوسرے گروہ کو ذلیل کرنے کی وجہ سے نہ کسی غصہ کرنے والے کے غصہ کی وجہ سے اور ایک جماعت کے دوسری جماعت کو گالی دینے کی وجہ سے اس عہد کو نہیں توڑیں گے بلکہ حاضر یا غیر حاضر کم عقل۔ عالم بردبار جاہل سب اس کے پابند رہینگے پھر اس عہد کی وجہ سے ان کا عہد و پیمان بھی لازم ہوگیا ہے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا۔"

کاتب سطور علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)

مودبانہ عرض ہے کہ یہی کتاب اللہ کا عہد نامہ، مقتولوں کا قصاص تم پر فرض ہے۔ "اے عقلمندو تمہاری زندگی بدلہ لینے میں ہے۔ (پ۲ ع ۵) طالبین قصاص اپنائے ہوئے تھے۔ اس کی پابندی اور عمل درآمد کرنا چاہتے تھے لہٰذا انتظامی امور میں خلل جان کر ان کو باغی نہ کہا جائے آج بھی مہربانی ہوگی۔

ابن عباس کے نام مکتوب:

تم اپنی زندگی میں حد سے بڑھ نہیں سکتے اور نہ اس چیز کو حاصل کر سکتے ہو جو تمہارے مقدر میں نہیں ہے۔ اور جان لو کہ یہ زمانہ دو دنوں پر تقسیم شدہ ہے۔ ایک دن تمہارے موافق اور ایک دن تمہارے مخالف اور دنیا مملکتوں کے انقلاب اور انتقال کا گھر ہے اس میں جو چیز تمہارے فائدہ کی ہوگی وہ تمہاری کمزوری و ناتوانی کے باوجود پہنچ کر رہے گی۔

اور جو چیز تمہارے نقصان کی ہوگی اسے تم قوت و طاقت سے بھی نہیں ہٹا سکتے۔ (مکتوب ۷۲ ص ۸۰۳)

عقیدہ تقدیر پر حضرت علیؓ کی یہ تعلیم ہر مسلمان کو ماننی چاہیئے۔ آج کے حبدار تاریخ میں اپنی ناکامیوں کی وجہ سے تقدیر کا انکار نہ کریں۔

گورنر مدینہ سھل بن حنیف انصاری کے نام:

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے یہاں کے کچھ لوگ چپکے چپکے معاویہؓ کی طرف کھسک رہے ہیں۔ تم جانے والی تعداد اور کمک پر افسوس نہ کرو۔ ان کے گمراہ ہو جانے اور تمہارے اس قلق و اندوہ سے چھٹکارہ پانے کے لئے یہی بہت ہے کہ وہ حق و ہدایت کی طرف سے بھاگ کر جہالت و گمراہی کی طرف دوڑ رہے ہیں یہ دنیا دار ہیں جو دنیا کی طرف جھک رہے ہیں اسی کی طرف تیزی سے لپک رہے ہیں انہوں نے عدل کو دیکھا پہنچانا سنا اور محفوظ کیا اور اسے خوب سمجھ لیا کہ یہاں حق کے اعتبار سے سب برابر سمجھے جاتے ہیں لہٰذا وہ ادھر بھاگ کھڑے ہوئے جہاں جنبہ داری اور تخصیص برتی جاتی ہے خدا کی قسم وہ ظلم سے نہیں بھاگے اور عدل سے جا کر نہیں چمٹے ہم امیدوار ہیں کہ اللہ ہم پر اس معاملہ کی سختی کو آسان اور اس سنگلاخ زمین کو ہمارے لئے ہموار کرے گا۔'' (مکتوب نمبر ۷۰ ص ۸۰۲)

نوٹ: رعایا امن و امان کی خاطر ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ یا یہ سیاسی اختلاف مذہبی نہیں ہوتا۔ کہ اسے گمراہی سے تعبیر کیا جائے۔ جب

امن کے لئے مقدس اہل مدینہ کی یہ حالت ہے تو دوسرے شہروں کا کیا حال ہوگا۔

اپنے افسر حارث ہمدانی کے نام:

قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اس سے پند و نصیحت حاصل کرو اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو اور گذشتہ حق باتوں کی تصدیق کرو...... ہر اس کام سے بچو جو چوری چھپے کیا جا سکتا ہو مگر علانیہ کرنے میں شرم آتی ہو ہر اس فعل سے کنارہ کش رہو جس کے مرتکب سے جواب طلب کیا جائے یا وہ خود اسے برا قرار دے یا معذرت کرے اپنی عزت و آبرو کو چہ میگوئیوں کے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ...... غصہ کو ضبط کرو اور با اختیار و اقتدار ہو کر عفو در گزر سے کام لو تو انجام کی کامیابی تمہارے ہاتھ میں رہے گی۔ (اس پر امیر معاویہ نے عمل کر کے کامیابی پائی۔)

اور یاد رکھو کہ ایمان والوں میں سے سب سے افضل وہ ہے جو اپنی طرف سے اور اپنے اہل و عیال اور مال کی طرف سے خیرات کرے کیونکہ تم آخرت کے لئے جو کچھ بھی بھیج دو گے وہ ذخیرہ بن کر تمہارے لئے محفوظ رہے گا۔ پیچھے چھوڑے ہوئے مال سے تو دوسرے فائدہ اُٹھائینگے اور اس آدمی کی صحبت سے بچو جس کی رائے کمزور اور افعال برے ہوں کیونکہ آدمی کا اس کے ساتھیوں پر قیاس کیا جاتا ہے۔ (یہی غلطی معاویہؓ کو لگی کہ سبائیوں کے آپ سے زبردستی چمٹے رہنے کو آپ نے شریک قتل کا قیاس سے الزام لگا دیا۔)

بڑے شہروں میں رہو کیونکہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی مرکز ہوتے ہیں...... اور بازاری اڈوں میں اُٹھنے بیٹھنے سے الگ رہو کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھکیں اور فتنوں کی آماجگاہیں ہوتی ہیں...... جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھے بغیر سفر نہ کرنا مگر یہ کہ خدا کی راہ میں جہاد کے لئے جانا ہو اور اپنے تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرو کیونکہ اللہ کی اطاعت دوسری چیزوں پر مقدم ہے اور اپنے نفس کو بہانے کر کے عبادت کی راہ پر لاؤ اور اس کے ساتھ بھی نرم رویہ رکھو دباؤ نہ ڈالو اسے بے فکری میں عبادت پر لگاؤ واجب عبادتیں (نمازیں) بہر حال اپنے وقت پر ادا کرنا

ضروری ہیں۔ دیکھو ایسا نہ ہو کہ موت تم پر آ پڑے اور تم پروردگار سے بھاگے ہوئے دنیا طلبی میں لگے ہو اور فاسقوں کی صحبت سے بچو کیونکہ برائی برائی کی طرف کھینچتی ہے اور اللہ کی عظمت وتوقیر کا خیال رکھو اور اس کے دوستوں سے دوستی رکھو اور غصے سے ڈرو کیونکہ یہ شیطان کے لشکروں سے بڑا لشکر ہے۔ والسلام

(مکتوب ۶۹ ص ۸۰۱ تا ۸۰۳)

حضرت سلمان فارسیؓ کے نام:

یہ وہ مشہور صحابی ہیں جن کو حضور علیہ السلام نے سلمان منا اہل البیت۔ سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہے فرمایا ہے۔ حضرت علیؓ اور دیگر خلفاء اسلام کے بڑے معتقد تھے۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے مدائن کے گورنر رہے حضرت عثمانؓ کے دور میں اسی عہدہ پر وفات پائی معلوم ہوا کہ ان کی خلافتیں برحق تھیں ورنہ ظالم حکومت کا گورنر بننا جائز نہیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت سے پہلے (دور عثمان میں) ان کو خط لکھا تھا۔

"دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جو چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے مگر اس کا زہر مہلک ہوتا ہے لہٰذا دنیا میں تمہیں جو چیزیں اچھی لگیں ان سے منہ موڑے رہنا کیونکہ ان میں سے تمہارے ساتھ جانے والی چیزیں کم ہیں ان کی فکروں سے اپنے کو دور رکھو کیونکہ تم کو ان کے جدا ہونے اور پلٹ جانے کا یقین ہے اور جس وقت ان سے وابستگی رکھو گے اس وقت ان سے زیادہ پریشان ہو گے کیونکہ دنیا دار جب بھی اس کی مسرت پر خوش ہو جاتا ہے تو وہ اسے سختیوں میں جھونک دیتی ہے۔ یا وہ اس کے انس پر بھروسہ کر لیتا ہے تو وہ اس کے انس کو وحشت و ہراس سے بدل دیتی ہے۔" مکتوب ۶۸ ص ۷۹۸)

عبداللہ بن عباسؓ کے نام:

"بندہ کبھی اس شے کو پا کر خوش ہونے لگتا ہے جو اس کے ہاتھ سے جانے والی تھی ہی نہیں اور اس چیز کی وجہ سے رنجیدہ ہوتا ہے جو اسے ملنے والی ہی

نہ تھی لہٰذا لذت کا حصول اور جذبہ انتقام پورا کرنا ہی تمہاری نظروں میں بہترین نعمت نہ ہو بلکہ باطل کو مٹانا اور حق کو زندہ کرنا ہو اور تمہاری خوشی اس ذخیرہ پر ہونی چاہیئے کہ جو تم نے آخرت کے لئے فراہم کیا ہے اور تمہارا رنج اس سرمایہ پر ہونا چاہئے جسے صحیح مصرف میں صرف کئے بغیر چھوڑ رہے ہو اور تمہیں فکر صرف موت کے بعد کی ہونا چاہیئے۔ (مکتوب ص ۲۶ ص ۷۹۷)

والی مکہ قثم بن عباس کے نام:

لوگوں کے لئے حج کے قیام کا سروسامان کرو اور اللہ کے یادگار دنوں کی یاد دلاؤ اور لوگوں کے لئے صبح و شام اپنی نشست قرار دو مسئلہ پوچھنے والے کو مسئلہ بتاؤ جاہل کو تعلیم دو اور عالم سے تبادلہ خیالات کرو اور لوگوں تک پیغام پہنچانے کے لئے تمہاری زبان کے سوا کوئی سفیر نہ ہونا چاہئے اور تمہارے چہرے کے سوا کوئی تمہارا دربان نہ ہونا چاہیئے اور کسی ضرورت منہ کو اپنی ملاقات سے محروم نہ کرنا اس لئے کہ پہلی دفعہ اگر حاجت تمہارے دروازوں سے ناکام واپس کر دی گئی تو بعد میں اسے پورا کر دینے سے بھی تمہاری تعریف نہ ہوگی۔

اور دیکھو تمہارے پاس جو اللہ کا مال جمع ہوا ہے اپنے عام عیالداروں اور بھوکوں ننگوں تک پہنچاؤ اس لحاظ کے ساتھ کہ وہ استحقاق اور احتیاج کے صحیح مرکزوں تک پہنچے اور جو اس سے بچے ہماری طرف بھیج دو تا کہ وہ ہم اپنے پاس کے لوگوں پر بانٹیں اور مکہ والوں کو حکم دو کہ وہ باہر سے آ کر ٹھہرنے والوں سے کرایہ نہ لیں کیونکہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے۔

"کہ اس میں عاکف اور بادی یکساں ہیں۔" عاکف وہ ہے جو اس میں مقیم ہو اور بادی وہ ہے جو باہر سے حج کے لئے آیا ہو خداوند عالم ہمیں اور تمہیں پسندیدہ کاموں کی توفیق دے والسلام۔" (مکتوب ۶۷ ص ۷۹۸)

بھائیو! آخرت کی فکر میں مگن رہنے والے علی کی اپنے گورنروں افسروں کو یہی تعلیم سامنے ہے اللہ ہمیں بھی آخرت والا بنائے۔ مکے والے باہر کے حاجیوں سے کرایہ مکانات نہ لیں۔ خوب تعلیم ہے۔ دور جاہلیت میں ان کی مفت قیام و

طعام کی خدمت ہوتی تھی۔ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب تو ان کو ستو کھلاتے تھے۔ نامعلوم کرایوں کا رواج کب سے پڑا ہے۔ گو لاکھوں حجاج کا قیام و طعام حکومت کا انتظام ہوتا ہے وہ درجہ چہارم کے غریب ملکوں کے حجاج کے لئے خاص سہولتیں فراہم کریں تو قدیم خدمت ہو گی۔

اپنے ایک عامل کو غلطی پر تنبیہہ:

کمیل بن زیاد نخعی کو لکھا، آدمی کا اس کام کو نظر انداز کر دینا کہ جو اسے سپرد کیا گیا ہے اور جو کام اس کے بجائے دوسروں سے متعلق ہے۔ اس میں خواہ مخواہ گھسنا ایک کھلی ہوئی کمزوری اور تباہ کن فکر ہے تمہارا اہل قرقیساء پر دھاوا بول دینا اور اپنی سرحدوں کو خالی چھوڑ دینا جبکہ وہاں نہ کوئی حفاظت کرنے والا ہے نہ دشمن کی سپاہ کو روکنے والا ہے ایک پریشان خیالی کا مظاہرہ تھا اس طرح تم اپنے دشمنوں کے لئے پل بن گئے جو تمہارے دوستوں پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں اس عالم میں کہ نہ تمہارے بازوؤں میں توانائی ہے نہ تمہارا کچھ رعب و دبدبہ ہے نہ تم دشمن کا راستہ روکنے والے ہو نہ اس کا زور توڑنے والے۔ نہ اپنے شہر والوں کے کام آنے والے ہو اور نہ اپنے امیر کی طرف سے کوئی کام انجام دینے والے ہو۔" (مکتوب ۶۱ ص ۷۸۷)

مسلمان پر چڑھائی میں ہر نیک حاکم خوف بھی کھاتا ہے:

مدینہ سے بصرہ کی طرف (طلحہ و زبیر اور عائشہؓ سے لڑنے) روانہ ہوتے ہوئے اہل کوفہ کو لکھا "بعد حمد و صلوٰۃ" واضح ہو کہ دو ہی صورتیں ہیں یا تو میں اپنے قوم قبیلے کے شہر (مدینہ) سے ظالم ہو کر نکلا ہوں یا مظلوم ہو کر یا میں باغی ہوں یا دوسروں نے میرے خلاف بغاوت کی ہے بہر صورت جن جن کے پاس میرا یہ خط پہنچے انہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور اگر میں صحیح راہ پر ہوں تو میری مدد کریں اور اگر میں غلط راہ پر جا رہا ہوں تو مجھے اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی کوشش کریں۔" (مکتوب ۵۷ ص ۷۸۳)

یہ مجتہد کا خوف وڈر اس طرح ہے جیسے عرب کے ذہنی دانشور حضرت عمرو ابن العاص مرتے وقت وصیت کررہے تھے۔ کہ کفر کی حالت میں مرتا تو یقینی دوزخی تھا۔ اسلام کے بعد حادثہ صفین سے پہلے مرتا تو قطعی جنتی تھا۔ اب مسلمانوں سے لڑنے کی وجہ سے عذاب کا ڈر ہے تو میری قبر پر کھڑے ہوئے دعائے مغفرت کرنا تاکہ تمہیں دیکھ کر (فرشتوں کے سامنے) مانوس ہوں (مسلم) عائشہ اور علی بھی روتے تھے۔ اس لئے حتمی طور پر ان حادثات میں صرف ایک طرف کو سچا ماننا اور سب سے بغض رکھنا جائز نہیں۔ بیہقی کی ایک روایت میں حضرت علیؓ نے یہی فرمایا۔ ''لوگوں کو ہم نے غلطی پر جان کر جنگ کی اور انہوں نے ہمیں غلطی پر جان کر ہمارا (دفاعی) مقابلہ کیا (تو سب کے لئے استغفار کرو)

شامی عراقی سب کامل مومن تھے:

حادثہ صفین کے بعد عوام پریشان ہوگئے تو ان کی تسلی کے لئے یہ گشتی مراسلہ ہر شہر میں پہنچایا یا پڑھوایا۔ ''ابتدائی صورت حال یہ تھی کہ ہم اور شام والے آمنے سامنے آئے اس حالت میں کہ ہمارا اللہ ایک نبی ایک اور دعوت اسلام ایک تھی نہ ہم ایمان باللہ اور اس کے رسول کی تصدیق میں ان سے کچھ زیادتی چاہتے تھے اور نہ وہ ہم سے اضافہ کے طالب تھے بالکل اتحاد تھا سوا اس اختلاف کے جو ہم میں خون عثمان کے بارے میں ہوگیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اس سے بالکل بری الذمہ تھے۔'' (مکتوب ۵۸ و۷۸۳) طرفین کے کامل مومن ومسلمان ہونے پر یہ نص صریح ہے۔ خارجی رافضی کسی کے ایمان پر شبہ کرنے والے خود ایمان محروم ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت علی کے مذہب میں نبی کے بعد امام وامامت کا ایسا تصور نہ تھا۔ کہ جو امام کو حاکم نہ مانے یا اختلاف کرے وہ کافر ہو۔ یا اس کا نیا کلمہ ہو۔

شریح ابن ہانی کو وصیت (۵۶)

صبح وشام برابر اللہ کا خوف رکھنا اور اس فریب کار دنیا سے ڈرتے رہنا اور کسی حالت میں اس سے مطمئن نہ ہونا اگر تم نے کسی ناگواری کے خوف سے

اپنے نفس کو بہت دل پسند باتوں سے نہ روکا تو تمہاری نفسانی خواہشات تمہیں بہت نقصانات میں ڈال دیں گی لہٰذا اپنے نفس کو روکتے ٹوکتے اور غصہ کے وقت اپنی جست وخیز کو دباتے کچلتے رہنا۔ (ص۷۸۲)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو طویل وصیت نامہ

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اس کے احکام کی پابندی کرنا اس کے ذکر سے قلب کو آباد رکھنا اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنا تمہارے اور اللہ کی درمیان جو رشتہ ہے اسے مضبوطی سے تھامے رہو۔ وعظ و پند سے دل کو زندہ رکھو زہد سے اس کی خواہشوں کو رد کردو ایمان و یقین سے اسے سہارا دو اور حکمت سے اسے پرنور بناؤ موت کی یاد سے اسے قابو میں کرو...... لہٰذا اپنی اصل منزل کا انتظام کرو اور اپنی آخرت کا دنیا سے سودا نہ کرو۔ جو چیز جانتے نہیں ہو اس کے متعلق بات نہ کرو...... نیکی کی تلقین کرو تاکہ خود بھی اہل خیر میں محسوب ہو ہاتھ اور زبان کے ذریعے برائی کو روکتے رہو جہاں تک ہو سکے بروں سے الگ رہو خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو اور اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو حق جہاں ہو سختیوں میں پھاند کر اس تک پہنچ جاؤ دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو حق کی راہ میں صبر وشکیبائی بہترین سیرت ہے ہر معاملہ میں اپنے کو اللہ کے حوالے کرو کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سپرد کردو گے صرف اپنے پروردگار سے سوال کرو کیونکہ دینا اور نہ دینا بس اسی کے اختیار میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب رہو۔

میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدا کے احکام شرع اور حلال وحرام کی تعلیم اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے تم پر اس طرح مشتبہ نہ ہو جائیں جیسے ان پر مشتبہ ہوگئی ہیں...... بیٹا یاد رکھو کہ میری اس وصیت سے جن چیزوں کی تم کو پابندی کرنا ہے ان میں سے سب سے زیادہ اہم اللہ کا ڈر

ہے اور یہ کہ جو فرائض اللہ کی طرف سے تم پر عائد ہیں ان پر اکتفاء کرو اور جس راہ پر تمہارے آباؤ و اجداد اور تمہارے گھرانے کے افراد چلتے رہے ہیں اسی پر چلتے رہو۔

توحید کی تعلیم:

اب اے فرزند میری وصیت کو سمجھو اور یہ یقین رکھو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے۔ اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے وہی مارنے والا بھی ہے اور جو نیست و نابود کرنے والا ہے وہی دوبارہ پلٹانے والے بھی ہے۔ اور جو بیماری دیتا ہے وہی صحت میں عطا کرتا ہے بہرحال دنیا کا نظام وہی رہے گا جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے ابھی نعمتوں کا دینا ابتلاء و آزمائش میں ڈالنا اور آخرت میں جزا و سزا دنیا وہی کرتا ہے جو اس کی مشیت میں گزر چکا ہے۔

اے فرزند تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ کسی ایک نے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعلیمات کو ایسا پیش نہیں کیا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پیش کیا لہٰذا ان کو بطیّب خاطر اپنا پیشوا اور نجات کا رہبر جانو میں نے نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی اے فرزند یقین کرو کہ اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے اور اس کی سلطنت و فرمانروائی کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال و صفات بھی کچھ معلوم ہوتے مگر وہ ایک اکیلا خدا ہے جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے اس کے ملک میں کوئی اس سے ٹکر نہیں لے سکتا وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ بغیر کسی نقطہ آغاز کے تمام چیزوں سے پہلے ہے اور بغیر کسی انتہائی حد کے سب چیزوں کے بعد ہے وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات قلب و نگاہ کے گھیرے میں آجانے سے وابستہ ہو۔ (ص ۷۱۰)

جب بھی اسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو وہ جان لیتا ہے تم اسی سے مرادیں مانگتے رہو اور اسی کے سامنے دل کے بھید کھولتے رہو اسی سے اپنے دکھ درد کا رونا روتے رہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے رہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے رہو اور اس کی رحمت

کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے رہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا جیسے عمروں میں درازی جسمانی صحت وتوانائی اور رزق میں وسعت اور اس پر اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کے کھولنے والی کنجیاں دیدی ہیں اس طرح کہ اس نے تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا اس طرح جب تم چاہو دعا کے ذریعے اس کی نعمتوں کے دروازے کھلوا لو اس کی رحمت کے جھالوں کو برسالو۔ (ص ۷۱۴)

ہر مسلمان سے محبت پیار رکھو:

خبردار کہیں دشمنی وعناد کی سواریاں تم سے منہ زوری نہ کرنے لگیں اپنے کو اپنے بھائی کے لئے اس پر آمادہ کرو کہ جب وہ دوستی توڑے تو تم اس سے جوڑو وہ منہ پھیرے تو تم آگے بڑھو اور لطف ومہربانی سے پیش آؤ وہ تمہارے لئے کنجوسی کرے تم اس پر خرچ کرو وہ دوری اختیار کرے تو تم اس کے نزدیک ہونے کی کوشش کرو وہ سختی کرتا رہے اور تم نرمی کرو وہ خطا کا مرتکب ہو اور تم اس کے لئے عذر تلاش کرو یہاں تک کہ گویا تم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقائے نعمت ہے مگر خبردار یہ برتاؤ بے محل نہ ہو اور نا اہل سے یہ رویہ اختیار نہ کرو (ص ۷۱۸) الحمد للہ کہ حضرت امام حسنؓ نے ان وصایا پر عمل کیا ہر کسی سے محبت کی ہر کسی کے محبوب بنے مگر سبائیوں نے خود آپ کو ان اصولوں پر نہ چلنے دیا۔ محبوں کو دشمن بنا کر لڑا دیا۔

زمانے میں سنبھل کر چلو:

ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا فرصت کا موقع بار بار نہیں ملا کرتا کبھی آنکھوں والا صحیح راستہ کھو لیتا ہے اور اندھا صحیح راستہ پا لیتا ہے برائی کو پس پشت ڈالتے رہو...... جاہل سے علاقہ توڑنا عقلمند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے۔ جو دنیا پر اعتماد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے دنیا اسے دغا دے جاتی ہے اور جو اسے عظمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اسے وہ پست وذلیل کر دیتی ہے ہر تیر انداز کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھا کرتا جب حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے راستے سے پہلے شریک سفر اور گھر

سے پہلے ہمسایہ کے متعلق پوچھ گوچھ کرلو...... عورت کو اس کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے اختیارات نہ سونپو کیونکہ عورت ایک پھول ہے وہ کارفرما اور حکمران نہیں ہے...... اپنے خدمت گزاروں میں ہر شخص کے لئے ایک کام مقرر کر دو جس کی جواب وہی اس سے کر سکو اپنے قوم قبیلے کا احترام کرو کیونکہ وہ تمہارے ایسے پر و بال ہیں کہ جن سے تم پرواز کرتے ہو اور ایسی بنیادیں ہیں جن کا تم سہارا لیتے ہو اور وہ تمہارے دست و بازو ہیں جن سے حملہ کرتے ہو میں تمہارے دین اور تمہاری دنیا کو اللہ کے حوالے کر دیتا ہوں اور اس کے حال و مستقبل اور دنیا و آخرت میں تمہارے لئے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں۔ والسلام (ص ۷۲۱/۷۲۲)

ابن میثم نے کہا ہے کہ یہ وصیت نامہ محمد بن حنفیہ کے نام ہے۔ مفتی جعفر فرماتے ہیں کہ مخاطب خواہ امام حسن ہوں یا محمد بن حنفیہ یہ منشور امامت تمام نوع انسانی کے لئے درس ہدایت ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے سعادت و کامرانی کی راہیں کھل سکتی ہیں۔'' (ص ۷۲۲) راقم مہر محمد کہتا ہے کہ آج بھی ان ہدایات اور امام حسنؑ کی سیرت پر چلا جائے تو سب مسلمان ایک ہو سکتے ہیں۔)

مدینہ چھوڑ کر بصرہ جاتے ہوئے اہل کوفہ کے نام خط:

......اور لوگوں نے میری بیعت کر لی اس طرح کہ نہ ان پر زبردستی تھی اور نہ انہیں مجبور کیا گیا تھا بلکہ انہوں نے رغبت اور اختیار سے ایسا کیا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دارالہجرت (مدینہ) اپنے رہنے والوں سے خالی ہو گیا ہے اور اس کے باشندوں کے قدم وہاں سے اکھڑ چکے ہیں اور وہ دیگ کی طرح ابل رہا ہے اور فتنہ کی چکی چلنے لگی ہے لہٰذا اپنے امیر کی طرف تیزی سے چلو اور اپنے دشمنوں سے جہاد کے لئے جلدی سے نکل کھڑے ہو۔'' (ص ۶۵۰) اس پر تبصرہ سے ہمارا جی کانپتا ہے۔ سب اہل مدینہ خوشی سے بیعت کر چکے ہیں۔ وہ حضرت علیؑ کو عراق و بصرہ میں طلحہ و زبیرؓ سے لڑنے کے لئے نہیں جانے دیتے۔ صرف ۷۰۰ قتل عثمان کرنے والے بصری کوفی بلوائی بضد و اصرار سے آپ کو لے جانا چاہتے ہیں مدینہ والے ساتھ نہیں دیتے پھر آپ کیسے کہتے ہیں مدینہ اپنے باشندوں سے

خالی ہوگیا یا ان کے پاؤں اکھڑ گئے کوفیو! اپنے دشمن بصریوں سے جہاد کرنے نکلو (معاذ اللہ) یہ پروگرام قاتلان عثمان کا ہے علی کا اپنا نہیں۔

معاویہ کے نام اہم خط میں لکھا کہ حضرت ابوبکر عمر عثمان کی طرح شوریٰ مہاجرین و انصار نے میری بیعت خلافت کر لی ہے تم بھی بیعت کرلو" جن لوگوں نے ابوبکر و عمر عثمان کی بیعت کی تھی انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول سے بیعت کی جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بنا پر جو حاضر ہے اسے پھر نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہو اسے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شوریٰ کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے۔ وہ اگر کسی پر ایکا کر لیں اور اسے خلیفہ مقرر کرلیں تو وہ اللہ کی رضا اور خوشی سے مقرر شدہ خلیفہ ہوتا ہے۔ مکتوب ۶ نہج مترجمہ ص ۶۵۷ اس سے واضح ہوگیا کہ جیسے میں مہاجرین و انصار اور ان کی شوریٰ کا بنایا ہوا برحق خلیفہ ہوں۔ کیونکہ ان کا مقرر کردہ خدا کا بھی پسندیدہ خلیفہ ہوتا ہے۔ تو اے معاویہ تم بھی میری بیعت کرلو یہ بیعت کا اصول عام تم کو بھی شامل ہے۔ ورنہ تم اجماع امت کے مخالف ہوگے اور تم سے جنگ کرنی جائز ہوگی۔"

مومنین کا منتخب خلیفہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہے:

جب آپ نے خلفاء ثلاثہؓ کو بھی مہاجرینؓ و انصارؓ اور ان کی شوریٰ کے منتخب کردہ اور خدا کا بھی مقررہ پسندیدہ خلفاء راشدین مان لیا اور ان کے منکر کو سبیل المومنین کے خلاف چلنے والا اور قابل جنگ مجرم جان لیا تو مذہب شیعہ کی تو جڑ کٹ گئی جو وہ یہ غلط عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ علی ان کو سچے خلیفے نہ مانتے تھے۔ بلکہ وہ ان کو معاویہ کے اصول پر الزامی اور درست مانتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

اس غلطی کی ۳ وجہیں ہیں۔ ۱۔ الزامی ہوتا تو معاویہ کا نام لے کر کہتے کہ تمہارے اصول میں اس جائز طریقہ سے میں بنا ہوں۔ پھر اسے خدا کی طرف نسبت کیوں دیتے ہیں۔ کہ ان کا بنایا ہوا خدا کا بھی بنایا ہوا پسندیدہ اور برحق خلیفہ ہوتا ہے۔ حضرت علی خدا کی طرف تو جھوٹی نسبت نہیں کر سکتے۔

۲۔ پھر قرآن کی آیت کا حوالہ ہے کہ سبیل المومنین سے جو خلیفہ بنے۔ اس کا

مخالف و منکر خدا و رسول کا اور پوری امت کا مخالف ہی ہے اس سے جنگ ہوگی تو پھر اگر تمام مسلمین کی بیعت و اتفاق سے خلیفہ نہیں بنتا تو آیت کا حوالہ دینے اور اسے گمراہ۔ راہ مومنین کے خلاف چلنے والا کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ ۳۔ یہ بھی پتہ چلا کہ تمام صحابہ کرام مومن تھے۔ ان کا تینوں کی بیعت کرنا ہی دلیل ایمان ہے ''جسے آج کل'' اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ''کفر کی دلیل بنا دیا گیا ہے کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے تمام شاگرد و مرید مومنین حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کی بیعت کر کے ایمان سے خارج اور کافر بن گئے۔ پھر اسی اصول پر علی کی بیعت کر کے وہ کیسے مومن بن گئے؟ دنیا میں یہ کس جماعت کا اصول ہے۔ کہ ایک کام کسی کے ہاں گناہ ہو۔ پھر اس گناہ کو بنیاد بنا کر اپنی عمارت و خلافت کی تعمیر جائز کر دے۔

معاویہ کے نام ایک خط میں لکھا: جب آپ کی بیعت ہوگئی تو معاویہ کے نام پہلا خط (نرم انداز میں) لکھا جسے واقدی نے کتاب الجمل میں تحریر کیا ہے۔ ''خدا کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام امابعد۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے لوگوں کے بارے میں پورے طور پر حجت ختم کر دی اور تمہارے معاملات سے چشم پوشی کرتا رہا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوکر رہا جسے ہونا تھا اور روکا نہ جا سکتا تھا۔ یہ قصہ لمبا ہے اور باتیں بہت ہیں بہرحال جو گزرنا تھا گزر گیا اور جسے آنا تھا آ گیا لہٰذا اُٹھو اور اپنے یہاں کے لوگوں سے میری بیعت حاصل کرو اور اپنے ساتھیوں کے وفد کے ساتھ میرے پاس پہنچو!

(مکتوب ۷۵ ص ۸۰۶)

ہماری یہ دیانتدارانہ رائے ہے کہ یہ پہلا اور نرم خط امیر معاویہؓ سمجھ جاتے اور خود بھی نرم ہو کر حضرت علیؓ کے حق میں بیٹھ جاتے تو بہتر تھا۔ غالباً یہ وہی دور ہے کہ مجلسی کے حق الیقین میں بیان کے مطابق۔ ''معاویہ حضرت علی کی شان اور کسی کمال کے منکر نہ تھے۔ وہ آپ کو برحق خلیفہ مان کر صرف یہ چاہتے تھے کہ علی اسے سابق خلفاء کی طرح شام کی امارت پر برقرار رکھیں اور وہ سب اہل شام سے آپ کی بیعت کرالے۔ مگر افسوس کہ دو بھائیوں۔ داماد رسول۔ برادر نسبتی رسول کے

اس ملاپ و مصالحت میں سبائیوں نے حضرت علی کو اور شامی درباریوں نے معاویہ کو اپنے اپنے موقف۔ معزولی اور بیعت سے پہلے قصاص عثمان پر اصرار نے اتنا مضبوط کر دیا۔ کہ خلیج صلح پاٹنے کے بجائے وسیع ہوگئی۔ پھر دونوں بزرگ پچھتائے بھی مگر پانی سر سے گزر چکا تھا۔ اور تفریق بین المسلمین کی سبائی مجوسی سازش کام کر گئی اور آج تک جاری ہے۔

صحابہ کرامؓ کے مشاجرات میں اسلامی عقیدہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے باہمی اختلافات منفی خطوط ایک دوسرے پر دباؤ پھر تصادم ایسے گمبھیر اور پیچیدہ مسائل ہیں۔ کہ ہم ان پر بحث سے حتی الامکان بچتے ہیں۔ کہ جن کو خدا نے اپنی رضا کا تاج پہنایا ہے اور فتح مکہ سے پہلے کے مہاجرین و انصار ہوں یا فتح مکہ کے بعد تازہ مسلمان ہوں سب سے اللہ نے وکلا وعد اللہ الحسنیٰ (پ ۲۷ و پ ۵) سب سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے تو ہم کسی ایک جماعت کے بارے میں صواب اور غلطی کا حتمی فیصلہ سے گریز کریں تاکہ کسی کی ہتک نہ ہو کیونکہ اللہ قرآن کی لاتعداد آیات میں ان کے کام الابتغاء وجہ اللہ۔ سے وابستہ بتاتے ہیں تو اختلاف کے باوجود ہر فریق مدمقابل کو غلطی پر جاننے کے بعد بھی ان کو بدنیت نہیں کہہ سکتا اور نہ ہم بعد والے ان پر حرف گیری کر سکتے ہیں۔ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ وہ اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے ایسا کرتے تھے جیسے مجتہدین دیانۃً طلب صواب و درستگی میں ایک دوسرے سے اجتہاد میں اختلاف کرتے ہیں گو واقعۃً ایک کا صواب اجتہاد دو گنا اجر لاتا ہے۔ اور غلط و نقصان دہ اجتہاد (دوسرے مجتہد کے ہاں) ایک گنا ثواب دلاتا ہے۔

یہ بات سمجھنے کے بعد یہ بھی یقین کر لیجئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہ واحد ہر دلعزیز خلیفہ ہیں جو بلا مقابلہ کثرت رائے سے منتخب ہوئے حضرت طلحہ و زبیر بخوشی آپ کے حق میں بیٹھ گئے اور آپ کی بیعت کر لی نہ کرنے یا جبراً کرنے کی روایات ہمارے ہاں غلط ہیں پھر کوئی بھی آپ کو یا آپ کی حکومت کو ناپسند نہ کرتا تھا۔ شیعہ کا خاتم المحدثین بھی کہتا ہے۔ کہ معاویہؓ علیؓ کی کسی فضیلت و شان کا

منکر نہ تھا صرف یہ چاہتا تھا کہ علی اسے اپنے مفتوحہ شام صوبہ پر گورنر برقرار رکھیں اور وہ سب اہل شام سے بیعت کرا کر علی کا تابعدار رہے (حق الیقین مجلسی) حضرت عائشہ مکہ میں تھیں شہادت عثمان کی خبر پر استرجاع کی اور بدیل بن ورقاء جیسوں کے پوچھنے پر فرمایا۔ حضرت علی سے چمٹ جاؤ حضرت سہل بن حنیف کو بھی عائشہ نے کہا علی کی بیعت کرو چنانچہ پھر علیؓ نے ان کو بصرہ کا گورنر بنا دیا (طبری) طلحہ و زبیر تو ۵ ماہ جمادی الاولیٰ سمیت علیؓ کے دربار میں رہے اور کوئی مخالفت نہ کی صرف قصاص کا مطالبہ کرتے رہے بیعت اسی شرط پر کی تھی اگر آپ کہیں کہ یہ اگر علیؓ کے محبّ اور حامی تھے تو علیؓ نے ان سے خوفناک تباہ کن جنگیں کیوں لڑیں۔ کہ آج ہر حبدار کہتا پھرتا ہے کہ یہ سب دشمن علی تھے۔ اور اہل مکہ و مدینہ اور سب شامیوں کے متعلق ان کی مستند و معتبر کتاب روضہ کافی میں لکھا ہے کہ "یہ سب سے بدترین کافر اور یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر تھے۔" (کیونکہ شیعہ جو نہ تھے) ہماری مودبانہ عرض یہ ہے "کہ آگ لینے آئی چولھے کی مالکہ بن بیٹھی" مثل ان ہی لوگوں پر صادق ہے۔ کہ عثمان کو شہید کر کے بیعت کرنے میں پہل کی اور آپ کے ایسے مالک و قابض بنے کہ لاکھ بھر محبّ علی مسلمان کاٹ کٹوا دیئے پھر خارجی بن کر آپ سے لڑے اور آپ کو شہید کر دیا پھر صلح با معاویہؓ کے جرم میں امام حسینؓ پر قاتلانہ حملہ کیا وہ بچ گئے تو امام حسینؓ کو بلا کر دیرینہ ارمان پورا کر لیا اب رمضان سمیت پورا سال معاصی کے اڈے اور متعہ خانے آباد رکھتے ہیں صرف دس دن امام کی عبادت گاہ میں مجلس پڑھ سن کر اندر سے خوشی کے فخریہ جلوس نکالتے ہیں کہ ملک کا خزانہ اور امن عامہ تباہ ہو جاتا ہے چند آنسو بہا کر جنت کی ٹکٹ مفت مل جاتی ہے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ حضرت علیؓ کے ۳۰ سالہ دور امامت۔ خلافت سمیت میں آپ کا کوئی کارنامہ بتائیں جو امام باڑوں میں بتاتے ہو کہ ہم بھی وہ کافروں کو بتا کر مسلمان بنائیں۔ پھر تیسرے امام حسینؓ کی کوفی مومنوں کے ہاتھوں بیعت و شہادت کے علاوہ پوری عمر کا کوئی تو کارنامہ بتائیں جو مجلسوں میں سناتے ہو؟ اس سے بڑھ کر بھی اہل بیت اور اسلام رسول کے ساتھ فراڈ ہو سکتا

ہے۔ کہ دین سے بیزار ہر سینئر افسران کے آگے خچر بنا ہوا ہے اگر کوئی غیرت مند افسر شرکاء جلوس عزا کے لئے یہ شرط لگا دے کہ ''صرف باریش اور پانچ ٹائم نماز پڑھنے والا ہی شریک ہوگا۔'' تو جلوس میں ۱۴ آدمی نظر نہ آئینگے امن ہی امن ہوگا تجربہ شرط ہے۔

طالبان قصاص کا کردار:

اسلام کی معتبر تاریخوں میں ہے۔ ''جب حضرت علیؓ کی بیعت مکمل ہوگئی تو طلحہ زبیر اور دیگر مدینہ کے سردار صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے پاس آئے اور قصاص عثمان اور حدود قائم کرنے کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے معذرت کی کہ ان لوگوں کو مدد ہے اور معاون ہیں یہ ان دنوں ممکن نہیں ہے۔ زبیر نے یہ کہا کہ مجھے کوفہ کا امیر بنائیں تو وہاں سے (آپ کی امداد میں) لشکر لاؤنگا۔ طلحہ نے کہا بصرہ کی مجھے گورنری دیں تو وہاں سے لشکر آئے گا اور اس کا ان باہر سے آئے ہوئے حملہ آوروں اور جاہل بدوؤں سے مقابلہ ہوگا۔ جو حضرت عثمان کو شہید کرنے میں امدادی بنے تو حضرت علی نے ان سے فرمایا۔ ذرا ٹھہرو میں اس مسئلہ میں غور کر لوں۔ اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ آپ کے پاس آئے تو مشورہ دیا۔ ''میری رائے یہ ہے کہ اپنے ان (عثمانی) افسروں کو برقرار رکھیں جب وہ (بیعت کر کے) آپ کے تابعدار ہو جائیں۔ تو پھر جیسے چاہیں دوسرے سے بدل دیں اور جسے چاہیں معزول کر دیں حضرت علی نے یہ بات نہ مانی۔ پھر وہ اگلے دن آئے تو مشورہ دیا ان سب کو معزول کر دیں تاکہ فرمانبردار اور نافرمان کو پہچان سکیں۔ حضرت علی نے (چچازاد بھائی) ابن عباس کو یہ دو مشورے بتائے۔ تو ابن عباس نے کہا۔ کل خیر خواہی کا مشورہ تھا۔ آج دھوکہ کا ہے۔ (کہ سب کو معزول کر دیں) جب یہ بات مغیرہ کو پہنچی تو کہا ہاں کل میں نے خیر خواہی کی تھی جب علی نہ مانے تو میں نے غلط مشورہ دے دیا۔ پھر مغیرہ تو مدینہ چھوڑ کر مکہ آ رہے پھر ایک جماعت طلحہ و زبیر کے ساتھ بھی مکہ آ گئی انہوں نے عمرہ کی اجازت چاہی تھی جو آپ نے دیدی پھر حضرت ابن عباسؓ نے بھی علیؓ کو یہ مشورہ دیا کہ ان کو شہروں پر گورنر برقرار رکھیں

یہاں تک کہ حکومت مضبوط ہو جائے۔ خصوصاً معاویہ کو شام پر برقرار رکھیں اور ابن عباس نے علی سے کہا مجھے ڈر ہے کہ آپ نے اسے معزول کیا تو وہ آپ سے عثمان کا بدلہ چاہے گا اور میں طلحہ و زبیر پر بھی مطمئن نہیں کہ وہ بھی یہی مطالبہ کرنے لگیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں آپ کی رائے نہیں مانتا۔ لیکن آپ شام چلے جائیں میں نے آپ کو گورنری دیدی۔ ابن عباس نے علی سے کہا مجھے ڈر ہے کہ معاویہ عثمان کے بدلے مجھے قتل نہ کر دے یا آپ سے رشتہ داری کی بنا پر قید کر دے لیکن مجھے معاویہ کے نام ایک خط لکھ کر دے ''کہ اسے برقرار رکھ کر اس پر احسان کرو اور اس سے وفا و پیمان کا عہد لے لو۔'' (بلوائیوں کے غلط مشورہ کی وجہ سے) حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین جنگ میں دھوکہ دینا درست ہے۔ جیسے حضور نے بھی فرمایا (جنگ دھوکہ ہوتی ہے) خدا کی قسم اگر آپ میری بات مان لیں تو میں ان کو آپ کے پاس (مطیع بنا کر) لے آؤں گا۔ (کاش کہ ابن عباس کو اشتر نخعی ایک دو مرتبہ ہی معاویہؓ کے پاس جانے دیتا تو یہ معاویہؓ کو رام کر لاتے جیسے آدھے خارجی ٹھیک کر دیئے تھے۔) اور ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کو اس سے منع کیا کہ آپ ان (بلوائیوں) کی بات مانیں جو آپ کو عراق (طلحہ زبیر سے لڑنے) لے جانا چاہتے ہیں اور مدینہ چھڑاتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ابن عباسؓ کی ہر بات کا انکار کر دیا۔ **وطاوع امراء اولئک الامراء من اولئک الخوارج من اهل الامصار** (قاتلان عثمان) سرداروں کی بات مان لی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۲۹ طبری وغیرہ) (افسوس کہ زیاد بن ابیہ کو تو گورنر ایران بنایا گیا مگر معاویہ کو امیر شام نہ مانا گیا قاتل عثمان اشتر نخعی تو زبردستی کمانڈر انچیف بن بیٹھا وہ منظور ہے مگر فاتح مصر عمرو بن العاص جنگ صفین بند کرانے والا پر امن صحابی منظور نہیں؟)

حضرت امیر معاویہؓ کے حالات میں ہے، اکثر شامی شہادت عثمان کے سال بیویوں سے الگ ہے۔ معاویہ اور بڑے صحابہ کی جماعت لوگوں کو بدلہ عثمان پر ابھارتے تھے کہ ان قاتل خارجیوں سے بدلہ لیا جائے ان میں حضرت عبادہ بن

صامت ابو الدرداء ابو امامہ اور عمر بن عنبسہ وغیرہم اکابر صحابہؓ تھے۔ اور تابعین میں سے شریک بن حباشہ ابو مسلم خولانی اور عبدالرحمٰن غنم وغیرہم تھے۔ (البدایہ ج ۷ ص ۲۲۸)

حضرت علی اور طالبین قصاص کا الگ الگ موقف:

حضرت علی پر قاتلین عثمان کا دباؤ تھا کہ ہم سے بدلہ نہ لیں سب لوگوں سے پہلے بیعت لیں ورنہ ہمارے حامی اور مددگار بدو دیہاتی بہت ہیں ہم آپ کو دی ہوئی حکومت ختم کر دینگے۔ نہج البلاغہ خطبہ ۱۶۶ طبری ج ۳ ص ۴۵۸ وغیرہ کے مطابق حضرت علی فتنہ کے ڈر سے بے بس ہو گئے پھر ان کے خلاف کسی کا مشورہ نہ مانا جن کو معزول کیا اور ابن عباس کے مشورہ کے خلاف ان سے بیعت نہ لی تھی اب بیعت مانگتے تھے تو امیر معاویہ کی طرح سب نے شرط لگا دی کہ پہلے ان سے بدلہ لو یا الگ کر کے ہمارے حوالے کرو ہم ولی الام ہیں عثمان کے بیٹوں کے ہم نمائندے ہیں یہ امیر معاویہ کا موقف تھا۔

طلحہ زبیرؓ کا موقف اور حادثہ جمل:

طلحہ و زبیرؓ اور عائشہؓ حضرت علیؓ کی حامی تھیں۔ مگر بلوائیوں کے مدینہ پر قبضہ اور علیؓ پر دباؤ کے پیش نظر قصاص عثمان کا انہوں نے بھی مطالبہ کر دیا۔ پھر مکہ اور بصرہ میں ۵ ہزار افراد کی جماعت بنا لی قاتل عثمان حکیم بن جبلہ ڈاکو نے اپنے غنڈوں سے ان پر حملہ کر دیا وہ اور اس کے ساتھی مارے گئے تو ان کے حامیوں نے حضرت علیؓ کو یہ اطلاع دی کہ طلحہ زبیرؓ نے بغاوت کی بصرہ پر قبضہ کر لیا آپ بصرہ آزاد کرانے جلدی آئیں۔ افسوس کہ یہ خبر حقیقت کے خلاف تھی۔ تینوں حضرت علی کے مخالف نہ تھے حامی تھے مقصد صرف بلوائیوں سے آپ کو چھڑانا اور آپ کی حکومت کو استحکام بخشنا تھا۔ تاہم آپ کو صحیح اطلاع دینے کی ان کی طرف سے سستی ہوئی یا تاریخ نے اس تسلی بخش اطلاع کا ذکر نہ کیا۔ حضرت علیؓ تو غصے میں آ کر ۷۰۰ بیرونی حملہ آوروں کو ہی ساتھ لے کر بصرہ کی طرف چل پڑے۔ صاحبزادہ حسن۔ عبداللہ بن سلام اور اہل مدینہ کے روکنے پر بھی نہ رکے۔ اب

بصرہ میں پہلے ان تینوں کو ملنا اور تصادم کا پتہ وسبب پوچھنا چاہیئے تھا۔ مگر افسوس کہ سبائیوں نے ملنے نہ دیا۔ کہ ہم تو تھوڑے ہیں کوفہ سے لشکر منگوائیں تب بصریوں سے آنکھ ملا کر بات کریں گے وہاں سے ۱۰ ہزار کا لشکر آ گیا اور اب حضرت قعقاع بن عمرہؓ صحابی نے طلحہ و زبیرؓ سے مل کر بات کی تو پتہ چلا کہ کوئی اختلاف اور جنگ کا پروگرام نہیں صرف بلوائیوں کو علیؓ سے الگ کرنا اور ان سے بدلہ لینا ہے۔ حضرت طلحہ وزبیرؓ اتنی جرأت کرتے کہ علیؓ کے آتے ہی آپ سے خود مل لیتے تو صلح یقینی تھی جنگ نہ ہوتی مگر تاریخ ان کی ایسی ملاقات نہیں بتاتی۔ اب حضرت علیؓ نے خطبہ دیا کہ ہماری صلح ہوگئی یہ میرے جگری یار باغی نہیں میرے حامی ہیں۔ قاتلین عثمان میرے لشکر سے الگ ہو جائیں، علم غیب خاصہ خداندی ہے حضرت علی اور طلحہ وزبیرؓ کو اس سازش کا پتہ نہ تھا نہ ان پر سی آئی ڈی بٹھائی گئی۔

اب سب تاریخیں یہ بتاتی ہیں کہ ۲۰ سبائیوں نے رات کو مشورہ کر کے سحری کو غداری سے فریقین پر حملہ کرا دیا۔ اور بے خبری غلط فہمی سے اس حادثہ جمل میں ۱۲/۱۳ ہزار مسلمان شہید ہوگئے۔ طلحہ وزبیرؓ کو حضرت علیؓ ایک حدیث سنا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ ان کی طرف سے جنگ بند ہوگئی مگر علی کے لشکر نے جاری رکھی۔ اور غداری سے تنہا طلحہ وزبیرؓ کو بھی شہید کر دیا۔ پھر حضرت قاضی بصرہ کعب بن سوار کے مشورہ پر حضرت عائشہؓ صلح کرانے آئیں۔ تو مالک بن ابراہیم اشتر نخعی کمانڈر انچیف مرتضوی نے آپ کے اونٹ پر حملہ کر دیا اور ہزاروں بنوضبہ کے نوجوان بصرہ ایک ایک لگام پکڑتے شہید ہوگئے۔ حضرت علی کو یک طرفہ اپنے لشکر کے ہاتھوں مسلم کشی کا پتہ چلا تو تشریف لائے اونٹ کی کونچیں کاٹ کر گرایا۔ اہل بصرہ کی شکست کا اعلان کیا۔ حضرت عائشہ کو دنیا و آخرت میں حضور کی بیوی فرما کر عزت سے رخصت کیا۔ دو سبائیوں نے ام المومنین کو برا کہا تو ان کو ۱۰۰/۱۰۰ درے لگوا کر قتل کرا دیا۔ مقتولین کے مشترکہ جنازے پڑھے ۵۰ لاکھ کا بصرہ کا خزانہ اپنے ۱۰ ہزار فوجیوں میں بانٹا مگر افسوس کہ یہ تحقیق و انکوائری کسی نے نہ کی کہ صلح کے بعد غداری سے جنگ کس نے کی اور مظلوم مقتولوں کے ورثاء کو بھی کچھ دیا جائے۔

سانحہ صفین شام:

افسوس کہ ۱۰ ہزار کے اس انعام یافتہ فاتح کوفی لشکر نے حضرت علیؓ کو امن وامان کے شہر مدینہ واپس نہ جانے دیا کوفہ لے گئے ایک ماہ ہی میں ۹۰ ہزار اورعراقی لشکر بنا کر رجب ۳۶ھ میں صفین شام دریا کے کنارے خیمہ زن ہو گئے اور امیر معاویہ کوللکارا آؤ ہم سب قاتلان عثمان تمہارے گھر آ گئے ہیں بدلہ لے لو فاتح قیصر امیر معاویہ مجبورا ۴۰ ہزار کا صوبائی لشکر لے کر آئے ۶ ماہ پر امن بیٹھے رہے۔ حضرت علیؓ کو یہی کہتے کہ قاتل آپ کے لشکر میں بڑے عہدوں پر ہیں خدا کا قانون ''بدلہ لینا تم پر فرض ہے۔ (''پ ۲ ع ۵) ان پر جاری کر دیا ہمارے حوالے کرو۔ جو دراصل ۱۲/۱۰ ہی ہیں۔ کہ ہم وارث بدلہ لے سکیں۔ ''حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں خلیفہ وقت ہوں میری اطاعت تم پر فرض ہے۔ معزولی کا حکم مانو وردی اتارو تنہا میرے پاس آؤ مقدمہ کرو گواہ پیش کرو تا کہ بدلہ لیا جائے۔'' معاویہ کہتے۔ مجرم گواہ عدالت مدعی سب آپ کے دربار میں ہیں۔ ان سے بدلہ لیکر ولکم فی القصاص حیواۃ پ ۲ ع ۵ (میری اور) تمہاری زندگی بدلہ لینے میں ہے، سچ کر دکھاؤ۔ حضرت علیؓ نے یہ پیغام خدا اپنے سبائی لشکر کو سنایا ۲۰ ہزار کا جلوس اُٹھ کھڑا ہوا۔ ہم سب قاتل عثمان ہیں۔ معاویہ آؤ ہم سے بدلہ لے لو۔ بالآخر عراقی لشکر نے پہل کی خوفناک جنگ چھڑ گئی۔ ۲۰ ہزار شامی پھر ۵۰ ہزار عراقی کام آئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

معاویہؓ بھی ابوسفیان سردار عرب کا بیٹا تھا۔ وردی اتار کر تنہا نہ آیا کہ سارے طلحہ و زبیرؓ کی طرح تنہا علیؓ کے ساتھ ہو جاتے تو سبائی تکہ بوٹی کر دیتے کیونکہ انہوں نے تو سوا سال پہلے شام آ کر معاویہؓ کو یہ دھمکی دی تھی ہماری حکومت آنے والی ہے ہم تم سے نمٹیں گے طبری حالات ۳۵ھ پھر عثمان کو شہید کر کے سب کو معزول کرا دیا۔

بھائیو! آپ کو اب یقین ہو چکا ہوگا کہ مشاجرات صحابہؓ کی بحث بڑی نازک ہے ہم کسی صحابیؓ پر طعن نہیں آنے دیتے۔ سبائیوں کے پروپیگنڈے اور

باہمی غلط فہمی سے یہ خونچکاں حادثات پیش آئے ہر صحابی نیک نیت تھا صرف قاتلین عثمان بلوائی بدنیت تھے۔ صفین میں مار اور شکست کھا کر علی کے بھی نافرمان بن گئے۔ آخر میں صرف دو کوئی بھائی کہتے۔ حضرت ہم کو حکم دیں ہم لشکر معاویہ سے لڑتے ہیں۔ آپ نے افسوس سے فرمایا تم دو سے یہ کام نہیں بن سکتا۔ (خطبہ ۲۰۰ غالباً)

حضرت امیر معاویہؓ کی سیاست اور صفائی:

میں تاریخ سے کچھ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ معاویہ نے کہا میں تلوار نہیں اُٹھاتا جب تک کوڑا کام دے۔ کوڑا بھی نہیں اُٹھاتا جب تک میری زبان کام کرے اگر میرے اور لوگوں کے درمیان ایک بال کا تعلق بھی ہو تو اسے نہ کاٹوں گا لوگوں نے پوچھا یہ کیسے؟ تو فرمایا جب وہ کھینچیں گے میں ڈھیلا کر دوں گا جب چھوڑیں گے میں کھینچ لوں گا۔

﴿۲﴾ امام شعبیؒ فرماتے ہیں معاویہؓ تابعدار اونٹ کی طرح تھے جب مالک چپ ہو چلتا رہے جب وہ واپس کرے تو رک کر پیچھے آ جاتا ہے۔

﴿۳﴾ اپنے بیٹے یزید سے کہا۔ صرف دھمکی سے اتنا کام ہوتا ہے۔ جو مارنے سے نہیں ہوتا تو قتل سے بچنا کیوں کہ پھر اللہ قتل کرنے والوں کا قاتل ہے۔

﴿۴﴾ ایک (سبائی) نے معاویہؓ کو برا بھلا کہا آپ نے برداشت کیا۔ کہا گیا اس بات پر بھی صبر و تحمل؟ تو کہا ہم لوگوں اور ان کی زبانوں پر دخل نہیں دیتے جب تک وہ ہمارے اور حکومت کے درمیان دخل نہ دیں۔

﴿۵﴾ معاویہؓ کے پاس زیاد ابن ابیہ حضرت علیؓ کے ایرانی گورنر اور معاویہؓ کے بھائی۔ غلام سلیم نے بڑا فخر کیا معاویہؓ نے کہا چپ ہو جا تمہارے ساتھی (حضرت علیؓ) نے تلوار چلا کر وہ چیز اتنی نہ پائی جتنی میں نے اپنی زبان

چلا کر پائی۔

﴿۶﴾ ولید بن عبدالملک نے باپ سے پوچھا ابا سیاست کیا ہے۔ باپ نے کہا خاص ہیبت و رعب۔ رعایا سے سچی دوستی پھر انصاف کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو اپنے تابع کر لینا۔ (شیعہ کتاب شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج ۱۵ص ۱۰۲مطبوعہ ایران حکیمانہ اقوال)

﴿۷﴾ حضرت ابوالدرداء اور ابوامامہؓ۔شام میں رہنے والے خاص صحابی۔ نے معاویہؓ سے آ کر کہا تم اس شخص سے کیوں لڑتے ہو۔ جو تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام لانے میں پہلا۔ تجھ سے زیادہ حضور علیہ السلام کا قریبی رشتہ دار اور خلافت کا تجھ سے زیادہ حقدار ہے؟ تو معاویہؓ نے کہا میری جنگ خون عثمان پر ہے اس نے قاتلوں کو پناہ دے رکھی ہے اسے جا کر کہو کہ وہ ہمیں عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ دلا دے پھر اہل شام میں سے سب سے پہلے میں اس کی بیعت کروں گا پس وہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اسے یہ بات بتائی تو حضرت علیؓ نے فرمایا وہ یہ لشکر ہے جن کو تم دیکھ رہے پھر تو بہت بڑی مخلوق باہر میدان میں نکل آئی اور بولے ''ہم سب عثمان کے قاتل ہیں جو چاہے ہم سے بدلہ لے لے۔'' پس حضرت ابوالدرداء اور ابوامامہؓ ناکام واپس آ گئے اور کسی کے ساتھ جنگ میں شرکت نہ کی۔

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۷ص ۲۶۰)

﴿۸﴾ جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو آپ کو ان کے بہت سے بڑے افسروں نے حضرت معاویہؓ کو معزول کرنے کا مشورہ دیا جنہوں نے قتل عثمان میں شرکت کی تھی۔ تو حضرت سہل بن حنیف کو آپ نے گورنر بنا کر شام بھیجا مگر یہ گورنری قبول نہ کی گئی۔ (البدایہ ج ۸ص ۲۱)

﴿۹﴾ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت علیؓ کے فوجی سہل بن حنیف نے صفین کی

جنگ میں فرمایا لوگو! اپنی رائے کو دین میں تہمت لگاؤ (صفین کا قتل عام غلط جانو) میں نے حدیبیہ کے موقع پر ابو جندل کو (ابڑھیوں میں) دیکھا اگر قادر ہوتا تو رسول اللہ کا فیصلہ نہ مانتا۔ خدا کی قسم اسلام لا کر ہم نے اپنی تلواریں گردنوں پر جب بھی اُٹھائیں ہم نے وہ کام آسان کر دیا کہ اسے پہچانتے ہیں۔ سوائے اس جنگ کے کہ ہم ایک سوراخ بند کرتے ہیں تو دوسرا کھل جاتا ہے ہم نہیں جانتے کہ اس کا کیا علاج کریں۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۶۸)

﴿۱۰﴾ جنگ صفین حکم رسول سے نہ تھی۔ ذاتی رائے (یا سبائیوں کے مشورے) سے تھی۔ قیس بن عباد نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے پوچھا کہ تمہاری علی کے ساتھ ہو کر یہ (بصرہ و شام) سے جنگ ذاتی رائے سے ہوئی؟ کہ رائے غلط اور درست دونوں ہو سکتی ہیں۔ یا تم سے رسول اللہ نے کوئی عہد لیا تھا تو عمارؓ نے کہا ہم نے رسول اللہ سے ایسا کوئی عہد نہ لیا تھا۔ جو اور لوگوں سے نہ کیا ہو۔ (البدایہ ج ۷ ۲۲۸)

﴿۱۱﴾ حضرت علیؓ نے شامیوں کی دعوت الی القرآن تسلیم کر لی تھی تب جنگ بند ہوگئی۔ عمرو بن العاصؓ نے معاویہؓ سے کہا کہ علیؓ کی طرف قرآن بھیجیں اور اسے اس کی دعوت دیں وہ انکار نہ کرے گا تو آدمی قرآن لے کر آیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان قرآن فیصل ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ فیصلہ کرنے والی ہے میں اس کا زیادہ ماننے والا ہوں تو خارجی قراء بگڑ گئے تلواریں اُٹھا کر کہتے یہ دھوکہ ہے ہم ان سے جنگ لڑیں گے۔ (البدایہ ج ۷ ص ۶۷۳)

نوٹ: تاریخ کی حضرت علیؓ کے قرآن کو فیصل ماننے کی یہ روایت۔ طبری وغیرہ کی اس روایت سے بہتر ہے جس میں حضرت علیؓ نے نیزوں پر قرآن

دیکھ کر فرمایا یہ دھوکہ ہے قرآن ؓ سے فیصلہ کرانا نہیں ہے تم شام تک جنگ جاری رکھو کیونکہ یہ خارجیوں کی بات تھی حکمین کے فیصلہ پر بھی بہت لے دے ہوئی ہے۔ وہ بھی غلط ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حکمین کا فیصلہ دونوں کو اپنے اپنے علاقوں پر حاکم برقرار رکھنے کا تھا۔ جب تک اکابر اور خلیفہ نہ چنیں۔ حضرت علیؓ نے اسے تسلیم کیا۔ معزولی نہ مانی اور معاویہ کی حکومت بھی مستقل ہوگئی جسے پھر صلح کر کے آپ نے تسلیم کر لیا۔

﴿۱۲﴾ ابو اسحاق کہتے ہیں حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان لمبے خطوط کے بعد صلح ہوگئی کہ جنگ بند رہے گی حضرت علیؓ عراق پر اور معاویہؓ شام پر حاکم رہینگے کوئی دوسرے کے عمل دخل میں شرکت نہ کرے گا نہ کوئی غارت اور جنگ ہوگی...... معاویہؓ نے حضرت علیؓ کو لکھا تھا آپ عراق کے حاکم رہیں میرا ملک شام ہو۔ آپ اس امت سے تلوار بند کریں اور مسلمانوں کا خون نہ بہائیں حضرت علی نے مان لیا دونوں اس پر راضی ہوگئے۔ لشکر لے کر معاویہؓ شام میں رہے آس پاس سے ٹیکس وصول کرتے اور علیؓ عراق میں اسی طرح رہے وصول کرتے اور اپنے لشکر میں بانٹتے۔

(طبری ج ۴ ص ۱۰۷۔۱۰۸)

﴿۱۳﴾ حضرت علیؓ کی طرف سے سبائی معاویہؓ کو دعوت بیعت دینے لگے۔ عدی نے خدا کی حمد کے بعد کہا تیرا چچا زاد (علی) مسلمانوں کا سردار آگے بڑھنے میں افضل اسلام کے اعمال میں سب سے اچھا ہے۔ لوگ اس پر متفق ہیں تیرے سوا کوئی باقی نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ جمل والی مصیبت تجھ پر بھی آ پڑے معاویہ نے کہا تو دھمکی دینے آیا ہے صلح کرانے نہیں خدا کی قسم تو ہی تو ابن عفان پر چڑھائی کرنے والا اور قاتلوں میں سے ہے...... تم جس جماعت اور اطاعت کی دعوت دیتے ہو وہ ہمارے پاس بھی ہے تمہارے ساتھی کی تابعداری ہم اس لئے نہیں کرتے کہ اس

نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا (غلط الزام ہے) ہماری جماعت میں تفریق کی قاتلوں کو پناہ دی اگر اس کا خیال ہے کہ وہ قاتل نہیں تو ہم اس کی تردید نہیں کرتے مگر بتاؤ تو تم نے ہمارے ساتھی کے قاتل دیکھے؟ کیا وہی تمہارے ساتھی کے لشکری نہیں وہ ان کو ہمارے حوالے کرے کہ ہم ان کو قتل کر دیں پھر ہم تمہاری دعوت اور جماعت میں داخل ہو جائیں۔
شبث بن ربعی بولا (یہ عثمان کا قاتل پھر حسین کو بلا کر قاتل سبائی تھا) اے معاویہ کیا تجھے پسند ہے کہ تو موقع پائے تو عثمان کے بدلے عمارؓ کو قتل کر دے الخ (طبری ج ۴ ص ۲-۳) حالات ۳۷ھ (پتہ چلا کہ ان سبائیوں نے عمارؓ کو قاتل عثمان بنا کر مارا مروایا ہے) حدیث نبوی سچی ہے۔

﴿۱۴﴾ حکمین کی تحریر میں دونوں کی جماعت کو مومنین مسلمین لکھا گیا ہے۔
قاضی علی و من معهم من المومنين والمسلمين و كذا قاضى معاوية على اهل الشام و من كان معهم من المومنين و المسلمين ۔ (طبری ج ۴ ص ۳۸) تو فریقین، عراقیوں شامیوں کو مومن مسلمان جاننا قانوناً ضروری ہے ورنہ منکرِ علی کا مخالف ہوگا۔

﴿۱۵﴾ طبری ج ۴ ص ۵۵۹ پر ہے کہ حضور نے عمر کو عمان بھیجا تھا۔ تو ایک عالم یہود نے عمر کو دیکھ کر پیشنگوئی کی کہ تمہارے نبی کی وفات کے بعد ۵ خلیفے ایسی صفات کے ہونگے۔ پہلے کی عمر کم ہوگی پھر ان تینوں پر اتفاق ہوگا چوتھے پر اتفاق نہ ہوگا۔ پانچواں معاویہؓ ارض مقدسہ کا امیر ہوگا حکومت لمبی کرے گا اس پر انتشار اور فرقہ والے سب متفق ہونگے پھر وہ وفات پائے گا۔"

حضرت علیؓ کے معاویہؓ کے نام خطوط:

ہمیں تاریخ سے معاویہ کے بنام علی خطوط کا چنداں علم نہ ہو سکا۔ تو نہج البلاغہ سے ہی آپ کے نرم و گرم بطور نمونہ خطوط حاضر ہیں۔

﴿۱﴾ جریر بن عبداللہ صحابی بجلی کو معاویہؓ کی طرف بھیجا اس کے پلٹنے میں دیر ہوئی تو انہیں یہ تحریر فرمایا۔
میرا خط ملتے ہی معاویہؓ کو دوٹوک فیصلہ پر آمادہ کرو اور اسے ابھی آخری قطعی رائے کا پابند بناؤ اور دو باتوں میں سے کسی ایک کو ماننے پر مجبور کرو۔ ا۔ کہ گھر سے بے گھر کر دینے والی جنگ یا ۲۔ رسوا کرنے والی صلح اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو تمام تعلقات اور گفت و شنید ختم کرو اور اگر صلح چاہے تو اس سے بیعت لے لو۔

والسلام مکتوب (ص ۸ ص ۶۵۸)
پہلے گزر چکا ہے۔ کہ معاویہؓ نے جریر سے کہا کہ میں بیعت کے لئے تیار ہوں۔ مگر علی قصاص لے لے۔ مگر علیؓ کے لشکر سبائیوں نے کہا ہم سب قاتل عثمان ہیں تو جریر کسی کے ساتھ جنگ میں نہ رہے

﴿۲﴾ مکتوب ۹ ص ۶۱۱ کے آخر میں۔ '' جو تو نے عثمان کے قاتلوں کا اپنے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا ہے تو میں نے اس پر غور کیا ہے ان کا تیرے حوالے کرنا میرے بس میں نہیں ہے اور نہ کسی اور کے حوالے کر سکتا ہوں مجھے میری جان (کے خدا) کی قسم اگر تو اپنی گمراہی اور انتشار پسندی سے باز نہ آیا تو تم بہت جلدی ان (قاتلوں) کو پہچان لوگے وہ خود تمہیں ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے اور تمہیں جنگلوں دریاؤں پہاڑوں اور میدانوں میں ان کے ڈھونڈنے کی زحمت نہ دیں گے مگر یہ ایک ایسا مطلوب ہوگا جس کا حصول تمہارے لئے ناگواری کا باعث ہوگا اور وہ آنے والے ایسے ہونگے جن کی ملاقات تمہیں خوش نہ کر سکے گی سلام اس پر جو سلام کے لائق ہو۔''
بھائیو! پہلے تو شکایت تھی کہ قاتلوں نے خود علیؓ کو دھمکی دی تھی۔ کہ بدلے کا مسئلہ نہ اُٹھاؤ ورنہ تجھے عثمان سے ملا کر حکومت ختم کر دینگے اور آپ کو

مجبوراً کہنا پڑا ''میں ان سے کیسے بدلہ لوں یہ تو ہمارے مالک بن گئے ہماری ملکیت میں نہ رہے۔'' (خطبہ ۱۶۶) اب حاکم ان کے ہاتھوں اتنا مجبور ہے۔ کہ خود ان کو ورثاء مقتول پر چڑھا رہا ہے۔ اب معاویہ ''مرتا کیا نہ کرتا'' جب وہ کہتے ہیں کہ ہم سب قاتلان عثمان ہیں معاویہؓ آؤ بدلہ لے لو قرآن و سنت کے تو یہ منکر تھے ہی۔ کوئی عالمی قانون ہی بتائے کہ ایسے قاتلوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ کیا آج بھی بلوائی قاتلوں کا گروہ کسی مشہور شخصیت کو قتل کر کے۔ تھانہ۔ عدالت۔ یا بڑے سردار و افسر کے ہاں پناہ گزیں ہو جائے۔ وارث گرفتاری یا بدلے کا مطالبہ کرنے آئیں تو ان کو بزور طاقت یہ جواب ملے۔ ''کہ خاموش ہو کر گھروں میں جاؤ ورنہ یہی تم پر چڑھا کر تم کو فنا کر دیں گے۔'' تو سوچئے کیا صورت حال ہوگی۔ اور وارث ایسے حامی و پناہ دہندہ کو قتل میں شریک نہ جانیں گے؟

﴿۳﴾ اے معاویہؓ! تمہارا نصیحتوں کا پلندہ اور بنایا سنوارا ہوا خط میرے پاس آیا جسے اپنی گمراہی کی بنا پر تم نے لکھا اور اپنی بے عقلی کی وجہ سے تم نے بھیجا یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے کہ جسے نہ روشنی نصیب ہے کہ اسے راہ دکھائے اور نہ کوئی رہبر ہے کہ اسے صحیح راستے پر ڈالے جسے نفسانی خواہش نے پکارا تو وہ لبیک کہہ اُٹھا اور گمراہی نے اس کی رہبری کی تو وہ اس کے پیچھے ہولیا اور یا وہ گوئی کرتے ہوئے اول فول بکنے لگا اور بے راہ ہوتے ہوئے۔ بھٹک گیا۔'' (مکتوب ۷ ص ۶۵۸)

﴿۴﴾ ...... لہٰذا دعویٰ (قتل کا بدلہ قتل) سے باز آ جاؤ حساب و کتاب کا سرو سامان کرو آنے والی موت کے لئے تیار ہو جاؤ اور گمراہوں کی بات پر کان نہ دھرو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر تمہاری عقلوں پر جھنجوڑ کر تمہیں متنبہ کر دوں گا تم عیش و عشرت میں پڑے ہو شیطان نے تم پر اپنی گرفت

مضبوط کرلی ہے وہ تمہارے بارے اپنی آرزوئیں پوری کر چکا ہے اور تمہارے اندر روح کی طرح سرایت کر گیا ہے اور خون کی طرح دوڑ رہا ہے۔ اسے معاویہ بھلا تم لوگ (بنوامیہ کی اولاد) کب رعیت پر حکمرانی کی صلاحیت رکھتے تھے اور کب امت کے امور کے والی و سرپرست تھے۔"

﴿۵﴾ تمہارا یہ مطالبہ کہ میں شام کا علاقہ تمہارے حوالے کر دوں تو وہ میں آج تمہیں دینے سے رہا جس سے کل انکار کر چکا ہوں اور تمہارا یہ کہنا کہ جنگ نے عرب کو کھا ڈالا ہے اور آخری سانسوں کے سوا اس میں کچھ بھی نہ رہا تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جسے حق نے کھایا ہے وہ جنت میں سدھارا ہے اور جسے باطل نے لقمہ بنایا ہے وہ دوزخ میں جا پڑا ہے رہا یہ دعویٰ کہ ہم فن جنگ اور کثرت تعداد میں برابر برابر ہیں۔ تو یاد رکھو تم شک میں اتنے سرگرم عمل نہیں جتنا میں یقین پر قائم رہ سکتا ہوں۔ (خط ۱۷ص ۶۷۴)

تبصرہ:

بھائیو! ۲۰ میں سے یہ ۵ بطور نمونہ خطوط ہیں۔ علمی مذہبی سیاسی اور تمدنی لحاظ سے دیکھیں کہ اتنی بڑی شخصیت کی۔ یہ زبان ہو سکتی ہے؟

مانا کہ امیر معاویہؓ کی حضرت علی المرتضیٰؓ کے مقابلے میں ۲۰/اپوزیشن بھی نہیں مگر جب چھوٹے سے آدمی کو بڑا اپنے مدمقابل کھڑا کر دے تو قانون مقدمہ اور جنگ میں پوزیشن برابر ہو جاتی ہے حضرت علیؓ کا کسی صحابی سے مذہبی اختلاف تو تھا نہیں۔ معاویہؓ سے سیاسی اختلاف بن گیا جبکہ صفین کے بعد گشتی مراسلہ بھی۔ ایمان باللہ والرسول اور احکام شرع میں وحدت کے باوجود صرف خون عثمان کے طریق کار میں اختلاف بتاتا ہے۔ اور حضرت علیؓ نے فرما دیا ونحن منہ براء۔ میں اس الزام سے پاک ہوں۔ سیاسی پاور اور اقتدار بھی حالات بدلا دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکر و عمرؓ کے خاندان بنو تیم و بنو عدی معمولی تھے اسلام میں سبقت و شہرت سے اللہ نے خلافتیں دیں تو پھر بنوامیہ و معاویہؓ کو خاندانی پوزیشن سے یہ دولت خدا

نے دیدی تو کسی کو کیا اعتراض ہے۔ رضی اللہ عنہم

دنیا کا مسلمہ قانون ہے جیسے کسی کے ذاتیات میں دخل دینا درست نہیں تو کسی کی نیت پر حملہ کرنا بھی درست نہیں شامی بھی قاتلان عثمان کو قتل کرانے میں نیک نیت تھے۔ صفین میں حضرت علی کے ساتھی یزید بن قیس ارجی نے کہا۔ ''ٹھیک مسلمان وہ ہے جسے اس کا دین اور رائے (قتل مسلم سے) بچائے رکھے خدا کی قسم اگر یہ شامی ہم سے اس لئے لڑتے ہیں کہ دین (کا قانون) قائم ہو جسے ہم نے ضائع کر دیا ہے اور حق زندہ ہو جسے ہم نے مار دیا ہے۔ (تو یہ غالب اور خوش ہونگے) اور اگر وہ ہم سے اس لئے لڑیں کہ جابر بادشاہ بن جائیں تو خدا ان کو غالب اور خوش نہ رکھے گا۔'' (تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۲ حالات ۳۷ھ)

اب یہ ہر کسی کو معلوم ہے کہ خدا نے ان کو فتح دی اور خوش کیا تو یزید بن قیس کی بات سچی نکلی کہ وہ اپنے مشن میں نیک نیت تھے۔

☆☆☆

باب دواز دہم:

اقوال وارشادات

سب کو ایک اور نیک بنانے کے اصول:

﴿۱﴾ فتنہ وفساد کے وقت اس طرح رہو جس طرح اونٹ کا وہ بچہ جس نے اپنی عمر کے دو سال ختم کئے ہوں کہ نہ تو اس کی پیٹھ پر سواری کی جاسکتی ہے۔ اور نہ اس کے تھنوں سے دودھ دوہا جاسکتا ہے۔ (ص ۸۰۹ مترجم)

یعنی وہ فتنہ کے لئے بیکار ثابت ہو۔ نہ اس پر اعتماد کر کے کوئی اسے فتنہ میں لے جائے نہ وہ خود شریک ہو دور مرتضوی میں خانہ جنگیاں فتنہ تھیں۔ احادیث فتن میں حضور علیہ السلام نے ان سے ڈرایا گویا روکا تھا۔ اب حضرت علیؓ کی رائے بھی حضور علیہ السلام کے مشابہہ ہوگئی۔ تو صحابہ کرامؓ کا بڑا تیسرا گروہ جو ان جنگوں سے الگ رہا جیسے سعد بن ابی وقاص۔ عبداللہ بن عمر اسامہ بن زید صہیب رومی زید بن ثابت محمد بن مسلمہ سلمہ بن دقش اور بہت سے انصار رضی اللہ عنہم (ان کی تعریف ہوگئی) (طبری ج ۳ ص ۴۵۴)

﴿۲﴾ ''عقلمند کا سینہ اس کے بھیدوں کا مخزن ہوتا ہے اور کشادہ روئی محبت و دوستی کرنے کا پھندا ہے تحمل و بردباری عیبوں کا مدفن ہے یا یہ فرمایا۔ صلح و صفائی عیبوں کو ڈھانپنے کا ذریعہ ہے۔'' (ص ۸۱۰)

سیاستدان ہر دلعزیز اور لوگوں سے بنا رکھنے والا آدمی اپنے مشن و ہنر میں کامیاب ہوتا ہے۔ امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیانؓ نے حضرت علیؓ نے یہی اصول سیکھ کر ۲۰ سال پر امن حکومت کی کہ کسی طبقہ کو سوائے مجوسیوں سبائیوں کے۔ سیاست مذہب اخلاق اور تہذیب میں کسی بات

پر اعتراض نہ تھا۔

﴿۳﴾ جو شخص اپنے آپ کو بہت پسند کرتا ہے (میں ایسا قابل با کمال ہوں میں نے یہ یہ کر دکھایا ہے۔) وہ دوسروں کو ناپسند ہو جاتا ہے اور صدقہ کامیاب دوا ہے اور دنیا میں بندوں کے اعمال آخرت میں آنکھوں کے سامنے ہونگے۔ ص ۸۱۰ الحمد اللہ چار یار خلفاء راشدینؓ ان خوبیوں کا مرقع تھے۔ وہ اپنے کو باکمال نہ کہتے ۱۰۰٪ مسلمانوں نے ان کو باکمال مانا۔

﴿۴﴾ یہ ''انسان تعجب کے قابل ہے کہ وہ چربی سے دیکھتا ہے۔ گوشت کے لوتھڑے سے بولتا ہے اور ہڈی سے سنتا ہے اور ایک سوراخ سے سانس لیتا ہے۔'' (ص ۸۱۱)

﴿۵﴾ دنیا یعنی بخت کسی کا بڑھتا ہے تو دوسروں کی خوبیاں بھی اسے عاریۃً مل جاتی ہیں اور جب بخت نہ رہے تو اس کے اپنے کمالات بھی چھن جاتے ہیں۔

دوستند آنکہ راز مانہ نواخت   دشمن اند آنکہ راز مانہ بیفگند

﴿۶﴾ لوگوں سے ایسے ملاپ رکھو کہ اگر تم مُرو تو وہ تم پر روئیں اور جئو تو تمہارے مشتاق ہوں۔ (ص ۸۱۲)

﴿۷﴾ دشمن پر قابو پانے کا شکریہ یہ ہے کہ اسے معاف کر دو۔ (ص ۸۱۲)

﴿۸﴾ بامروت لوگوں کو لغزشوں سے درگزر کرو کیونکہ ان میں سے جو بھی لغزش کھا کر گر تا ہے تو اللہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسے اوپر اٹھا لیتا ہے۔ (ص ۸۱۵) تو امیر معاویہ کو خدا نے لغزش سے اقتدار دیدیا ہے۔

﴿۹﴾ جسے اس کے اعمال پیچھے ہٹا لیں اسے حسب ونسب آگے نہیں ٹھہرا سکتا۔ '' (ص ۸۱۶) سادات پیر زادے علماء کی اولاد اور صاحبزادے اس سے عبرت حاصل کریں۔

﴿۱۰﴾ کسی بے قرار کی داد و فریاد سننا اور مصیبت زدہ کو مصیبت سے چھٹکارا

دلانا بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے۔'' (ص ۸۱۷)

﴿۱۱﴾ جس نے کوئی بات دل میں چھپا کر رکھی وہ اس کی زبان سے بے ساختہ نکلے ہوئے الفاظ اور چہرہ کے آثار سے نمایاں ضرور ہو جاتی ہے۔
(ص ۸۱۷)

ایمان و کفر کیا ہے:

﴿۱۲﴾ حضرت نے ایمان کے سوال پر فرمایا کہ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے صبر، یقین، عدل اور جہاد...... پھر جہاد کے متعلق فرمایا اس کی ۴ شاخیں ہیں۔ ا۔ اچھے کام کا حکم دینا ۲۔ برے کام سے روکنا۔ ۳۔ ہر جگہ سچ بولنا۔ ۴۔ فاسقوں کو برا جاننا۔ چنانچہ جس نے نیکی کا حکم دیا تو مومنوں کی پشت مضبوط کی جس نے برائی سے روکا اس نے کافروں کو ذلیل کیا جس نے تمام موقعوں پر سچ کہا اس نے اپنا فرض ادا کر لیا۔ اور جس نے فاسقوں کو برا جانا اور اللہ کے لئے غضبناک ہوا اللہ بھی اس کے لئے دوسروں پر غضبناک ہوگا اور قیامت کے دن اس کو خوشی کا سامان فراہم کرے گا۔ ص (۸۱۹)

﴿۱۳﴾ اور کفر کے بھی ۴ ستون ہیں۔ حد سے بڑی ہوئی کاوش۔ جھگڑا پن۔ کج روی اور اختلاف جو بے جا تعمق اور کاوش کرتا ہے وہ حق کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ جو جہالت سے آئے دن جھگڑے کرتا ہے وہ حق سے ہمیشہ اندھا رہتا ہے۔

جو حق سے منہ موڑ لیتا ہے وہ اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے اور گمراہی کے نشے میں مدہوش رہتا ہے۔ اور جو حق کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کے راستے دشوار۔ معاملات پیچیدہ اور بچ نکلنے کی راہ تنگ ہو جاتی ہے۔

﴿۱۴﴾ سخاوت کرو فضول خرچی نہیں۔ کسی کا کام کرو۔ بخل نہ کرو۔
﴿۱۵﴾ اچھا کام کرنے والا خود اچھائی سے بہتر ہے۔ اور برائی کرنے والا خود برائی سے برا ہے۔ (ص ۸۲۰)

﴿۱۶﴾ اپنے بیٹے حسنؓ کو وصیت فرمائی:

مجھ سے چار اور پھر ۴ باتیں یاد رکھو جب ان پر عمل کرو گے نقصان نہ اُٹھاؤ گے۔
﴿۱﴾ سب سے بڑی دولت عقل و دانش ہے۔
﴿۲﴾ سب سے بڑی ناداری حماقت اور بے عقلی ہے۔
﴿۳﴾ سب سے بڑی وحشت وتنہائی غرور اور خود بینی ہے۔
﴿۴﴾ سب سے بڑا جوہر حسن اخلاق ہے۔
﴿۱﴾ اے بیٹے! بیوقوف سے دوستی نہ رکھنا کیونکہ وہ تمہیں بظاہر فائدہ پہنچانے میں بھی نقصان پہنچائے گا (جیسے کوفیوں نے امام حسین کو پہنچایا۔)
﴿۲﴾ بخیل سے دوستی نہ کرنا وہ مدد کے وقت تم سے دور بھاگے گا (جیسے عراقیوں نے خود مجھ سے کیا۔ باب ہفتم پھر دیکھیں)
﴿۳﴾ بدکردار سے دوستی نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ دے گا۔
﴿۴﴾ اور جھوٹے سے دوستی نہ کرنا کہ وہ سراب کی مانند دور کی چیزوں کو نزدیک اور قریب کی چیزوں کو دور کر کے دکھائے گا۔ (ص ۸۲۲)

یہ آپ کے دور خلافت کے تجربات ہیں۔ جو آپؑ نے حضرت عثمان کے قاتلوں سبائیوں سے پائے اور نقصانات اُٹھائے۔ اس پر امام حسنؓ نے عمل کیا ان دوست نما دشمنوں کو منہ نہ لگایا۔ تو صلح کے بعد پر امن و سکون ۱۰ سال زندگی گزار کر طبعی وفات پائی۔ مگر آج یہ طبقہ آپ پر ناراض ہے اور سنت نبی پر چلنے والی ۹۵٪ مسلم قوم بھی ان کی ہاں میں

ہاں ملا کر ۵ ربیع الاول ۴۱ھ کا رنامہ صلح اور اس کی یاد "عام الجماعۃ" سے صلح اور اتحاد و اتفاق کا سبق نہ سیکھتی ہے نہ سکھاتی ہے اس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ ورنہ یہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہم سب کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ ہم امیر معاویہ کو بھی عادل خلیفہ برحق مان کر سنت حسنی اپنائیں اور خوب مشہور کریں اور یزید صفت کسی فاسق کو الیکشن میں حاکم نہ بنا کر سنت حسینی اپنائیں تو سب ایک ہو جائیں گے۔

﴿۱۷﴾ حضرت خبابؓ بن ارت کی تعریف:

اللہ خباب بن ارت پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ اپنی خوشی سے اسلام لائے۔ خوشی سے (مکہ سے مدینہ کو) ہجرت کی۔ ضرورت بھر پر قناعت کی اور اللہ کے فیصلوں پر راضی رہے اور مجاہدانہ زندگی بسر کی۔"

(ص ۸۲۵)

﴿۱۸﴾ وہ آدمی مبارک کا حق دار ہے جس نے آخرت کو یاد رکھا۔ حساب کتاب کے لئے عمل کیا۔ معمولی مال پر قناعت کی اور اللہ سے راضی اور خوش رہا۔ (ص ۸۲۴)

﴿۱۹﴾ منافق (بظاہر دوست) دشمن علیؓ ہے اور مومن علیؓ کا دوست ہے:

"اگر میں مومن کی ناک پر تلوار چلاؤں کہ مجھ سے دشمنی کرے پھر بھی وہ دوستی رکھے گا اور اگر منافق کے آگے تمام متاع دنیا ڈھیر کر دوں کہ مجھ سے دوستی رکھے تو بھی وہ مجھے دوست نہ بنائے کا یہ وہ فیصلہ ہے کہ پیغمبر امی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرما دیا ہے۔

"اے علی کوئی مومن تم سے دشمنی نہ رکھے گا اور کوئی منافق تم سے محبت نہ کرے گا۔" (ص ۸۲۴)

بھائیو! حضرت نبی و علی (علیھما السلام) کے اس فرمان باایمان کی صداقت حادثات جمل وصفین سے دیکھو سبائی منافقوں نے مدینہ میں اپنے سے

خون عثمان کا بدلہ نہ لینے دیا۔ قتل کی دھمکی دے کر آپ پر چھا گئے۔'' وہ ہم پر حکومت کرتے ہیں ہماری ملکیت وحکومت میں نہیں (خطبہ ۱۶۶) پھر حضرت طلحہ زبیر امی عائشہ پر غدر غلط میں حملہ سے بارہ ہزار سوئے ہوئے بے گناہ مسلمان کاٹے اور فتح پا کر بصرہ کا ۵۰ لاکھ کا خزانہ تو مولا علی سے لے لیا پھر اس سے کئی گنا کوفہ کے خزانہ سے لیکر لاکھ بھر صفین شام پر جا حملہ آور ہوئے۔ مخلص ۶۰/۵۰ ہزار تو شہید ہو گئے مگر یہ نام کے حبدار سبائی منتظم بن کر خود پیچھے ہٹتے رہے۔ پھر خارجی بن کر آپ سے بھی لڑے بد بخت ابن ملجم منافق ملجم نے آپ کو بھی شہید کر دیا۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

سوچئے ان غداروں نے حضرت علیؓ سے مالی خزانے تو وصولی کر لئے مگر علی کی تابعدارانہ دوستی ہرگز نہ کی۔ ہاں مخلصین اہل مدینہ۔ غیر جانبدار مسلمانوں اور قصاص کے طالبوں نے۔ تلواروں سے زخم کھا کر ہزاروں جانوں کا نذرانہ پیش کر کے محبت علیؓ پر آنچ نہ آنے دی۔ علی کو برحق خلیفہ اور خدا و رسول کا محبوب مانتے ہیں۔ غلطیاں اور نقصانات دوسروں پر ہی ڈالتے ہیں اے اہلسنت تمہارے ایمان اور علی کی اتباع والے مذہب پر لاکھوں سلام ہوں۔

منافقین کی قرآنی پہچان:

پھر ہر مسلمان غور سے سوچے کہ ان منافقوں نے خلافت علیؓ کا چراغ ہی گل نہ کیا بلکہ ۶ ماہ بعد امام حسنؓ پر اس لئے قاتلانہ حملہ کیا۔ کہ فرمان نبویؐ کے مطابق آپ نے علم اتحاد بلند کر کے سب مسلمانوں کو ایک قوم کیوں بنا دیا۔ آپ بچ گئے تو پھر امام حسینؓ کو بلا کر نام کے کوفی مومنوں نے غداری سے شہید کر دیا اور دیرینہ ارمان پورا کر لیا اس مسلم کشی اور اہل بیت کی تباہی پر آج نازاں ہیں۔ بنام ماتم فخریہ جلوس ہی نکالتے مقروض ملک کے اربوں روپے اپنے تحفظ پر تو خرچ کراتے ہیں مگر حضرت علی وحسنینؓ کا مذہب اسلام اتباع قرآن وحدیث ہرگز قبول نہیں کرتے۔ پورا سال تھیٹر سینمے قحبہ خانے معاصی کے اڈے ناچ گانوں سے تو آباد رکھتے ہیں صرف ۱۰ دن کے احترام میں۔ رمضان میں بھی نہیں۔ وہ بند کر کے

امام کی عبادتگاہ میں گناہ بخشوانے آ جاتے ہیں۔

سوچئے یہ کیا مذہب ہے؟ کہ خدا کا اتارا ہوا۔ خاتم النبیین کا پڑھایا ہوا کلمہ طیبہ ایمان واسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پ ۲۶

تو ہرگز کلمہ ایمان نہیں مانتے دو لاکھ صحابہ وصحابیات نے جو یہ کلمہ پڑھا ہرگز ان کو مومنین اور جنتی نہیں مانتے دشمن علی جانتے ہیں کہ تین جبزی نیا کلمہ ایمان صدیوں بعد خود ان کا بنایا ہوا صحابہؓ نے کیوں نہ پڑھا تھا۔ نبوت کے مقابل امامت کی ہدایت کیوں نہ مانی تھی۔ کلمہ طیبہ کے بعد ایمان واسلام کا بڑا رکن نماز ہے۔ ۵ نمازوں کے الگ الگ اوقات قرآن نے بتائے ہیں مگر یہ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً پ ۵ ع ۱۲۔ کہ ہر نماز اپنے وقت پر پڑھنا مومنین پر فرض ہے۔ کے علانیہ منکر ومخالف ہیں۔

سکردو گلگت سے کراچی تک کسی مسجد میں بھی سنت نبوی کی آذان و جماعت کے ساتھ اپنے اپنے وقت میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ کچھ لوگ پڑھیں بھی تو فجر کے سوا۔ ظہر وعصر اور مغرب وعشا اکٹھی پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ نماز لیٹ کرنا گناہ ہے وقت سے پہلے تو باتفاق مسلمین نماز ہوتی ہی نہیں کیا قرآنی آیات ان نام کے پروپیگنڈہ باز مومنوں کو۔ علی کے دشمنوں، حسین کے قاتلوں، صحت قرآن کے منکروں اور تمام مسلمانوں کو بے ایمان جاننے والوں کو۔ منافقین اور پکے دوزخی نہیں بتاتی۔ گلے از گلزار سے نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ اور آدمیوں میں سے ایسے (بھی) ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ خدا کو اور مومنوں کو (تقیہ کر کے) دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ اپنے ہی آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔

﴿۲﴾ اور جب ان سے یہ کہا جائے کہ زمین میں (ماتمی جلوس نکال کر) فساد مت کرو تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں۔

﴿۳﴾ جب ان سے یہ کہا گیا کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی

ایمان لاؤ تو انہوں نے یہ کہہ دیا کیا ہم اس طرح ایمان لے آئیں۔ جس طرح یہ بے وقوف ایمان لے آئے۔ خبر دار رہو یہ لوگ خود (ہی) بے وقوف ہیں ولیکن جانتے نہیں۔

﴿۴﴾ اور جب یہ مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب خلوت میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں ان سے تو ہم صرف ہنسی کرتے ہیں (پ ا ع ۲ ترجمہ مقبول ص ۵۰۴)

﴿۵﴾ اور جب وہ تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لائے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تمہارے برخلاف غصہ سے اپنی انگلیاں اپنے دانتوں سے کاٹتے ہیں کہہ دو تم آپ ہی اپنے غصہ سے مر جاؤ۔ (پ ۴ ع ۳ مقبول ص ۷۷)

﴿۶﴾ یقیناً منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہونگے اور تم ان کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ (پ ۵ ع ۱۸)

﴿۷﴾ جس وقت منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ضرور اللہ کے رسول ہو اللہ بھی یہ جانتا ہے۔ کہ تم بے شک اس کے رسول ہو اور اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

﴿۸﴾ یہ وہی تو ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ رسول خدا کے پاس جو لوگ (صحابہ کرام) ہیں ان پر اپنا پیسا خرچ نہ کرو تا کہ وہ بھاگ جائیں۔

﴿۹﴾ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ پلٹ کر گئے تو جو زیادہ عزت دار ہے وہ مدینہ سے زیادہ ذلیل (مکی مہاجرین صحابہ) کو ضرور بر ضرور نکال دے گا حالانکہ حقیقی عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنین کی لیکن منافق اتنا بھی نہیں جانتے۔ (سورت منافقون مقبول ص ۶۶۴)

﴿۱۰﴾ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دل میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو ان کے در پے کر دیں گے پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہینگے مگر بہت ہی کم اور ہر طرف سے ان پر لعنت ہوتی رہے گی وہ جہاں کہیں پائے جائینگے پکڑے جائینگے اور ایسے قتل کئے جائینگے جیسا کہ قتل کئے جانے کا حق ہے۔" (پ۲۲ ع ۵ مقبول ص ۵۱۰))

آخری آیت یوں سچی ہوئی کہ منافق گھٹتے گئے پھر کچھ منافقین زکوٰۃ کے منکر یا کھلے مرتد ہوئے تو سیف صدیقی نے ان سب کا صفایا کر دیا۔

نبوت کے بعد عقیدہ امامت کیا ہے:

بھائیو! اپنے ایمان دیانت اور خدا خوفی سے خود سوچئے کہ سینکڑوں میں سے ان دس آیات نے منافقوں کا عقیدہ و کردار کیا یہ نہیں بتایا ہے؟ کہ وہ مدینہ میں اقلیتی ہو کر اکثریتی مسلمانوں کی طرح ایمان نہ لاتے بدامنی پھیلاتے بس ہم ہی مومن ہیں مومن ہیں کا پروپیگنڈہ کرتے صحابہ کے دشمن ہو کر ان کو بے وقوف کہتے ان کا کھانا بند کراتے تاکہ بھاگ جائیں ان کو مدینہ سے نکالنے کی سازش کرتے پھر یہ زکوٰۃ اور خلیفہ اول کے منکر بنے کچھ نے حضرت محمد رسول اللہ کے پڑھائے پھیلائے ہوئے اسلام کا انکار کیا اور مرتد ہو گئے اب سوچئے کہ آج کے نام کے مومن فرقہ کی من وعن یہی علامات نہیں کہ وہ صرف زبانی دھوکہ دیتے ہوئے "محمد رسول اللہ" کا کلمہ تو پڑھ لیتے ہیں مگر رسول اللہ کی بحثیت رسول ہادی کوئی بات بھی سچی اور کامیاب نہیں مانتے۔ علانیہ آپ کو مشن ہدایت و تعلیم میں ناکام کہتے۔ آپ کے تمام شاگردوں صحابیوں، مریدوں، خلیفوں، بیویوں، بیٹیوں دامادوں (حسنین اور ان کے والدین کے سوا) سسروں خوش دامنوں نسبتی بھائیوں بہنوں مومن چچوں پھوپھیوں ماموں اور ان کی اولادوں اور تمام پابند سنت و شرع مسلمانوں کو تاہنوز غیر مومن جان کر لعنتوں تبروں سے نوازتے ہیں۔ ان کی ساری

کتابیں ان گالیوں سے بھری پڑی ہیں۔شیعوں کے ان عقائد واعمال کی رو سے یہ فرمان نبی سچا نکلا۔''علی تجھ سے محبت وتابعداری مومن کرے گا اور منافق غداری دشمنی کرے گا۔''۔فرمان علی''سواد اعظم کی پیروی کرو ان کا عقیدہ ہی میرے بارے معتدل اور برحق ہے، کے مطابق اہلسنت ہی سچے محبّ علی تابعدار اور آپ کی نیک اولاد کے وفادار چلے آرہے ہیں۔امامیہ کی طرح تفریق نہیں کرتے۔کہ کچھ کو امام مانو باقی سب کو جو امام مانیں۔ان کو منکر نبی کی طرح معاذ اللہ کافر و مرتد مانو تو عقیدہ امامت تکفیری میزائل ہے جس سے کوئی مسلمان نہیں بچ سکتا۔

﴿۲۰﴾ انسان کی جتنی ہمت ہو اتنا ہی وہ قابل قدر ہوگا اس میں جتنی مروت اور جوانمردی ہو اتنا ہی راست گو ہوگا۔جتنی حمیت وخودداری ہو اتنا بہادر ہوگا جتنی غیرت ہوا اتنا ہی پاکدامن ہوگا۔(ص ۸۲۵)

﴿۲۱﴾ بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے کے حملے سے ڈرتے رہو۔(ص ۸۲۵) یعنی شریف کی عزت پر حملہ کرو تو وہ بھوکے شیر کی طرح تم پر آ پڑے گا۔اگر ذلیل وکم ظرف اپنی حیثیت سے بڑھ جائے تو وہ متکبر ہو کر دوسروں کے وقار پر حملہ آور ہوگا۔

﴿۲۲﴾ قناعت وہ سرمایہ ہے جو ختم نہیں ہو سکتا۔رضی کہتا ہے یہ حضور علیہ السلام کا بھی فرمان ہے۔

﴿۲۳﴾ جب تم پر سلام کیا جائے تو اس کا اچھے طریقے سے جواب دو اور کوئی جب تم پر احسان کرے تو اس سے بڑھ چڑھ کر اس کا بدلہ دو اگرچہ ہر صورت میں فضیلت پہل کرنے والی کی ہی ہوگی۔(ص ۸۲۷)

﴿۲۴﴾ دوستوں کو کھو دینا غریب الوطنی ہے۔(جو آپ کو اپنے دور خلافت میں محسوس ہوئی پھر حضرت عمرؓ کے متعلق فرمایا۔خود چلا گیا ہم کو پراگندہ چھوڑ گیا نہ بھٹکے ہوئے کو راہ ملتا ہے۔نہ راست رو کو درستی کا یقین ہوتا ہے۔ (خطبہ ص ۶۲۵)

﴿۲۵﴾ جو لوگوں کا امام پیشوا بنے وہ پہلے اپنے آپ کو تعلیم دے جو زبان سے درس تعلیم دینا چاہیے وہ پہلے اپنے سیرت و کردار سے تعلیم پائے جو اپنے نفس کی تادیب و تعلیم کرے وہ دوسروں کی تعلیم و تادیب کا بڑا حقدار ہوگا۔ (۸۲۹)

﴿۲۶﴾ انسان کی ہر سانس ایک قدم ہے جو اسے موت کی طرف بڑھاتا جا رہا ہے۔

﴿۲۷﴾ جب کسی کام میں اچھے برے کی تمیز نہ رہے تو آغاز دیکھ کر انجام پہچاننا چاہیئے۔ (قاتلان عثمان دھوکے سے دوست بنے رہے تو آغاز و انجام سے ہی حضرت عثمان و علی کے باغی اور قاتل عمارؓ باغیہ پہنچانے گئے۔

﴿۲۸﴾ ضرار صدائی نے امیر معاویہؓ کے سامنے حضرت علیؓ کے یہ ارشادات سنائے۔

''اے دنیا اے دنیا دور ہو مجھ سے کیا کہتی اور میرے سامنے اپنے کو لاتی ہے یا میری فریفتہ بن گئی ہے تیرا وہ وقت نہ آئے کہ مجھے فریب دے جا کسی اور کو دھوکہ دے سے مجھے تیری حاجت نہیں ہے۔ میں نے تو تجھے تین طاقیں دیدیں جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں تیری زندگی تھوڑی۔ ہمت کم آرزو ذلیل و پست ہے۔ افسوس میرا زاد راہ سفر (آخرت) تھوڑا راستہ لمبا اور منزل سخت ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا خدا ابوالحسن پر رحم کرے وہ واقعتہً ایسے ہی تھے۔ پھر ضرار سے پوچھا آپ سے جدائی میں تیری کیا حالت ہے ضرار نے کیا بس یہ سمجھ لو کہ میرا غم اتنا ہی ہے جتنا اس ماں کا ہوتا ہے کہ جس کی گود میں اس کا اکلوتا بچہ ذبح کر دیا جائے۔
(نہج البلاغہ مترجم مفتی جعفر ص ۸۲۱)

﴿۲۸﴾ حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے اسے حاصل کرو اگرچہ منافق سے لینا

پڑے۔ (ص۸۳۲)

﴿۲۹﴾ تمہیں ایسی ۵ باتوں کی وصیت کرتا ہوں کہ اگر اونٹوں کے ریوڑ کے بدلے میں لینی پڑیں تو لے لو۔

﴿۱﴾ اپنے رب کے سوا کسی سے آس نہ لگاؤ۔

﴿۲﴾ اپنے گناہ کے سوا کسی چیز سے آدمی خوف نہ کھائے۔

﴿۳﴾ تم میں سے کسی سے ایسی بات پوچھی جائے جو نہ جانتا ہو تو وہ یہ کہنے سے نہ شرمائے کہ مجھے پتہ نہیں ہے۔

﴿۴﴾ اگر کوئی شخص کسی بات کو نہ جانتا ہو تو کسی سے اس کے سیکھنے میں شرم نہ کرے۔

﴿۵﴾ اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے اگر سر نہ ہو تو بدن بے کار ہے یونہی ایمان کے ساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔

ہر کہ را صبر نیست ایمان نیست ص۸۳۳

باعث امان دو چیزیں:

﴿۳۰﴾ امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا:

دنیا میں عذاب سے دو چیزیں باعث امان تھیں ایک اُٹھ گئی ہے دوسری باقی ہے لہٰذا اسے مضبوطی سے تھامے رہو۔ جو امان اُٹھائی گئی وہ حضور علیہ السلام کی ذات گرامی تھی (جس سے جماعت صحابہ اور اہلبیت کرام کو امن حاصل تھا۔) باقی امان توبہ و استغفار ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے" اللہ ان لوگوں کو عذاب نہ کرے گا جب تک آپ ان میں ہیں اللہ ان لوگوں کو عذاب نہ کرے گا۔ جب تک وہ استغفار کرتے رہینگے۔

(ص۸۳۴۔۸۳۵)

﴿۳۱﴾ جس نے اپنے اور اللہ کے مابین معاملات ٹھیک رکھے تو اللہ اس کے اور

لوگوں کے درمیان کے معاملات ٹھیک رکھے گا اور جس نے اپنی آخرت کو سنوار لیا تو خدا اس کی دنیا بھی سنوارے گا اور جو خود اپنے کو وعظ و نصیحت کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا رہے گا۔ (ص ۸۳۵)

﴿۳۲﴾ پورا عالم و دانا وہ ہے جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے مایوس اور اس کی آسائش و راحت سے ناامید نہ کرے اور نہ انہیں اللہ کے عذاب سے مطمئن کردے۔''

اہل بیتؓ اور آل محمدؐ کا مصداق:

﴿۳۳﴾ انبیاء سے زیادہ قرب و تعلق ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔ (اسی لئے اہلسنت نے مرفوع احادیث کو اولیت دی ہے ان کی بیسیوں کتابیں ہزاروں احادیث نبویہ سے مملوٴ ہیں الحمد اللہ) پھر حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی ''ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ قرب اور خصوصیت ان لوگوں کو تھی جو آپ کے پیروکار تھے۔ اب اس نبی اور اس پر ایمان لانے والے لوگوں (صحابہ و اہل بیت) کو یہ خصوصیت حاصل ہے۔ (اور اللہ مومنوں کا سرپرست ہے۔ پ ۳ ع ۱۵) پھر فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اگرچہ آپ سے (نسبی) قرابت نہ رکھتا ہو اور آپ کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگرچہ نزدیکی قرابت رکھتا ہو (یہی امام جعفر کا بھی فرمان ہے۔) (ص ۸۳۷)

اہل السنّت والجماعت قرآن و حدیث اور لغت کے لحاظ سے آل رسول اور اہل بیت کا مفہوم و مصداق اتباع کے واسطہ سے عام اور وسیع رکھتے ہیں۔ جیسے ایک مجوسی کافر کے بیٹے حضرت سلمان فارسیؓ کو آپ نے منا اہل البیت فرمایا ہے (متفقہ حدیث) تو تمام مومنین متقین صحابہ کرام آل

محمد و اہل بیت بھی ہیں۔ ان میں تفریق اور دشمنی کی شہرت یہود و مجوس غیر مسلموں کی سازش وشرارت ہے۔ (اللهم لا تجعلنا منهم)

﴿۳۴﴾ جب کوئی حدیث سنو تو اسے عقل کے معیار پر پرکھو صرف نقل الفاظ پر بس نہ کرو کیونکہ علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں مگر اس میں غور وفکر کرنے والے (فقہا مجتہدین) کم ہیں۔ (ص ۸۳۷)

تبھی تو اہل سنت کے عقلمند علماء ومحدثین فریقین کی ایسی روایات کو جھوٹا بتاتے ہیں۔

جو ا۔ تمام تلامذہ نبوت کو فیل اور مرتد کہیں ۲۔ جو حضور علیہ السلام کو اپنے مشن و ہدایت میں ناکام کہیں۔ ۳۔ ورحماء بینھم ۔ باہم مہربان اہل بیت وصحابہ کرام میں دشمنیاں بتائیں۔ ۴۔ پھر ڈر کے مارے اہل بیت کو اصل مذہب چھپانے والے اور تقیہ باز کہیں ۔ ۵۔ قرآن وسنت اور اتفاق امت کے مقابل شرک و بدعت اور مسلم دشمنی چلانے والوں کو شیعہ فلاں اور جنتی بنائیں۔

حضرت علیؓ کا تقویٰ اور خدا خوفی:

﴿۳۵﴾ (کچھ لوگوں نے آپ کے منہ پر تعریف کی تو) فرمایا:

اے اللہ تو مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے۔ اور ان لوگوں سے زیادہ میں اپنے نفس کو جانتا ہوں۔ اے خدا جو ان لوگوں کا خیال ہے ہمیں اس سے بہتر بنا دے اور ان لغزشوں کو بخش دے جن کا ہمیں علم نہیں۔

﴿۳۶﴾ بوسیدہ پیوند لگے کپڑے پہننے کی وجہ یہ بتائی۔

اس سے دل متواضع اور نفس رام رہتا ہے اور مومن اس کی تاسی (تابعداری) کرتے ہیں۔ دنیا و آخرت باہم دشمن اور جدا جدا راستے والے ہیں جو دنیا کو چاہے اور اس سے محبت کرے اس نے آخرت کو دشمن جانا اور اس سے بغض رکھا تو ان میں مشرق ومغرب کا فرق ہے

ان میں سے ایک کی سمت چلنے والا دوسری سے دور ہوتا جائیگا۔ یہ دو سوکنیں ہیں۔''

﴿۳۷﴾ نوف بکالی کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ایک رات ستاروں کو دیکھ کر فرمایا۔

خوش نصیب وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا سے بے رغبتی اور زہد کو اختیار کیا اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ ہوئے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو فرش مٹی کو بستر اور پانی کو شربت خوشگوار قرار دیا قرآن کو سینے سے لگایا اور دعا کو سپر بنایا پھر حضرت مسیح کی طرح دامن جھاڑ کر دنیا سے الگ ہو گئے۔

اے نوف! حضرت داؤد علیہ السلام بھی رات کے ایسے حصے میں اُٹھے اور فرمایا یہ وہ گھڑی ہے جس میں بندہ جو دعا بھی مانگے مستجاب ہوگی سوائے اس کے جو سرکاری ٹیکس وصول کرنے والا۔ لوگوں کی برائیاں بیان کرنے والا ہو۔ (جیسے آج ایک طبقہ صحابہ رسول کی خود ساختہ برائیاں بیان کرنا بڑا کار ثواب جانتا ہے۔) یا ظالم حکومت کا سپاہی ہو۔ یا ڈھول سارنگی باجے بجانے والا ہو۔'' (ص ۸۴۰)

شریعت کی پابندی کرو:

﴿۳۸﴾ اللہ نے چند فرائض تم پر عائد کئے ہیں۔ (توحید و رسالت کا کلمہ طیبہ نماز زکوٰۃ حج وغیرہ) ان کو ضائع نہ کرو اور تمہارے حدود کار متعین کر دیئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اس نے چند چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرو اور جن چند چیزوں کا اس نے حکم بیان نہیں کیا اور انہیں بھولے سے نہیں چھوڑا تو خواہ مخواہ ان کو جاننے کی کوشش نہ کرو (کہ وہ بنا بتا کر بدعتیں اور اپنا مذہب بنا لو جو آج ہر فرقہ کی علامت بن

چکی ہے)

﴿۳۹﴾ ہم وہ نقطہ اعتدال ہیں کہ پیچھے رہنے والوں کو اس سے آ کر ملنا ہے اور آگے بڑھ جانے والوں کو اس کی طرف پلٹ کر آنا ہے۔'' ص ۸۴۱ اس کتاب سے ہم نے حضرت علیؓ کا یہی معتدل کلام جمع کیا ہے فریقین مان کر ایک ہو جائیں۔

﴿۴۰﴾ حکم خدا کا نفاذ وہی کر سکتا ہے جو (حق کے معاملہ میں) نرمی نہ برتے عجز و کمزوری کا اظہار نہ کرے اور حرص و طمع کے پیچھے نہ گر جائے۔ (ص ۸۴۲) کاش کہ سبائی قاتلان عثمان پر نرمی اور عجز و کمزوری (خطبہ ۱۶۶) کا اظہار نہ ہوتا تو تاریخ کا نقشہ اور ہوتا بنو امیہ کو اقتدار نہ ملتا۔

﴿۴۱﴾ جو ہم اہل بیتؑ سے محبت کرے اسے جامہ فقر پہننے کے لئے آمادہ رہنا چاہیئے۔ (ص ۸۴۲)

آج گھنٹوں میں لاکھوں کی مقررہ فیس بمع جنسی نفع لینے والے سوچیں وہ کون ہیں؟ اگر آج ہزاروں ایسے مذہبی پیشوا فرمانِ علی کے مطابق حبدار اہل بیت نہیں ہو سکتے۔ تو بیچارے مظلوم غریب حبدار اہل بیت ان کو چھوڑیں اس تلخیص نہج البلاغہ میں پیش کردہ متبع سنت سچے مذہب علی کو اپنا لیں۔ شرک و بدعت آوارگی مسلم دشمنی چھوڑ کر سنت نبوی و جماعت والے مسلمانوں سے مل جائیں۔

؎ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

﴿۴۲﴾ جب دنیا اور اہل دنیا میں نیکی کا چلن ہو۔ (جیسے عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہ میں تھا) پھر کوئی کسی ایسے شخص سے جس سے رسوائی کی کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی سوءِ ظن رکھے تو اس نے اس پر ظلم و زیادتی کی (تو صحابہ کرام پر تمام تراشے ہوئے مطاعن گناہ اور ان پر ظلم ثابت ہوئے) اور جب دنیا و اہل دنیا پر شر و فساد کا غلبہ ہو اور پھر کوئی شخص کسی

دوسرے سے حسن ظن رکھے تو اس نے خود ہی اپنے کو خطرے میں ڈالدیا۔ (ص۸۴۲)

بلا ثبوت بدظنی کسی دور میں کسی پر کرنا از روئے قرآن حرام ہے۔ یہ آپ نے عمومی حالت بیان فرمائی نے کہ حسن ظنی احتیاط سے کرے۔

﴿۴۳﴾ ھلک فی رجلان محب غال و مبغض قال۔ دو قسم کے لوگ میرے بارے ہلاک ہوجائینگے۔ (بد مذہب اور جہنمی ہونگے۔)

ایک حد سے زیادہ محبت رکھنے والا (کہ پیغمبروں سے بھی بڑھا کر خدائی صفات والا بتائے) اور ایک بہت دشمنی رکھنے والا۔ (ص۸۴۴) تشریح پہلے گزر چکی ہے کہ رافضی اور خارجی تباہ شدہ ہیں اکثریتی سنت و جماعت والے ہی برحق تابعدار علی ہیں۔

﴿۴۴﴾ دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ جو چھونے میں نرم (دیکھنے میں پھولدار خوبصورت) مگر اس کے اندر زہرہلا ہل بھرا ہوتا ہے فریب خوردہ جاہل اس کی طرف کھنچتا ہے اور ہوش مند دانا اس سے بچ کر رہتا ہے۔ (ص ۸۴۴)

قریش کی نمایاں صفات:

حضرت سے قریش کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا قبیلہ بنومخزوم (ابوجہل و خالد بن ولید والا) قریش کا مہکتا ہوا پھول ہیں ان کے مردوں سے گفتگو اور ان کی عورتوں سے شادی پسندیدہ ہے اور بنی عبدشمس (بنو امیہ ہاشم کے بھتیجے کی اولاد) دور اندیش اور پیٹھ پیچھے کی اوجھل چیزوں کی پوری روک تھام کرنے والے ہیں (ان کی فوجی اور سیاسی بصیرت و کامیابی کا اشارہ ہے) لیکن ہم (بنی ہاشم) تو جو ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے صرف کر ڈالتے ہیں اور موت پر جان دیتے ہیں۔

بڑے جوانمرد ہوتے ہیں...... اور یہ بنو امیہ گنتی میں زیادہ تدبیر میں

ہوشیار اور بدصورت ہوتے ہیں اور ہم خوش گفتار و خیر خواہ اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ (ص ۸۴۵)

نیک مسلمان کی صفات:

﴿۴۵﴾ وہ شخص بڑا بابرکت ہے جو فروتنی اختیار کرے پاک و پاکیزہ حلال مال کمائے نیک نیت اور عمدہ خصال و عادات والا ہو۔ اپنی ضرورت سے زائد مال خدا کی راہ میں صرف کرے بیکار باتوں سے اپنی زبان روک لے مردم آزاری سے کنارہ کش رہے۔ سنت نبوی کو خوب اپنایا کوئی بدعت اس کی طرف منسوب نہ ہوئی۔ (ص ۸۴۶)

﴿۴۶﴾ عورت کا غیرت کرنا کفر ہے (کہ خاوند نے دوسری شادی کیوں کی) اور مرد کا غیور ہونا ایمان ہے۔ (ص ۴۴۶)

﴿۴۷﴾ میں اسلام کی صحیح تعریف یہ کرتا ہوں جو کسی نے نہ کی۔
اسلام سر تسلیم خم کرنا ہے اور سر تسلیم جھکانا یقین ہے اور یقین تصدیق (سچا ماننا) اور تصدیق اقرار ہے اور اقرار ادا کرنا ہے اور اداءِ (فرائض) کو ہی عمل کہتے ہیں۔'' (ص ۸۴۷)

﴿۴۸﴾ جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے وہ رنج و اندوہ میں مبتلا رہتا ہے اور جس کے مال و جان میں اللہ کا کچھ حصہ نہ ہو اللہ کو ایسے شخص کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (ص ۸۴۸)

﴿۴۹﴾ اللہ کی عظمت کا احساس تمہاری نظروں میں کائنات کو حقیر و پست کر دے۔

﴿۵۰﴾ بہترین زادہ راہ تقویٰ ہے:

جنگ صفین میں سبائیوں کی ضد اور شر سے جب صلح نہ ہو سکی تو ان کی پہل سے ۷۰/۸۰ ہزار مسلمان کام آئے۔ قبرستان بھر گئے تو واپسی پر

کوفہ کے ایک قبرستان پر کھڑے ہو کر فرمایا۔
''اے وحشت افزا گھروں اجڑے مکانوں اور اندھیری قبروں کے رہنے والو اے خاک نشینوں اے عالم غربت کے ساکنو! اے تنہائی اور الجھن میں بسر کرنے والو تم تیز رو ہو جو ہم سے آگے بڑھ گئے ہو ہم تمہارے نقش قدم پر چل کر تم سے ملا چاہتے ہیں اب صورت یہ ہے کہ گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں۔ بیویوں سے اوروں نے نکاح کر لئے ہیں اور تمہارا مال و اسباب تقسیم ہو چکا ہے یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے اب تم بتاؤ تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے؟ پھر حضرت نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر ان کو بات کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ تمہیں بتائیں گے۔ ''کہ بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔'' (ص ۸۴۹)

﴿۵۱﴾ اللہ کا ایک فرشتہ ہر روز یہ ندا کرتا ہے کہ موت کے لئے اولاد پیدا کرو برباد ہونے کے لئے مال جمع کرو اور تباہ ہونے کے لئے عمارتیں کھڑی کرو۔ (ص ۸۵۱)

﴿۵۲﴾ دنیا اصل منزل قرار کے لئے ایک گزرگاہ ہے رہنے کا ٹھکانہ نہیں ہے اس میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جنہوں نے اپنے نفس کو بیچ دیا اور ہلاک ہوئے اور ایک وہ جنہوں نے اپنے نفس کو (اعمال صالحہ سے) خرید کر آزاد کر دیا۔'' (ص ۸۵۱)

دوست کے اوصاف:

﴿۵۳﴾ دوست وہی سچا ہوتا ہے جو اپنے بھائی کے تین موقعوں پر کام آئے۔
مصیبت کے موقع پر (مدد کرے) اس کے پس پشت (اہل خانہ کی نگرانی اور حفاظت کرے۔)
مرنے کے بعد (اس کے لئے دعائیں کرے۔) (ص ۵۸۱)

﴿۵۴﴾ جس شخص کو چار چیزیں عطا ہوں وہ اور چار چیزوں سے محروم نہیں ہوتا۔

۱۔ جو دعا کرے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔

۲۔ جسے توبہ کی توفیق ہو وہ مقبولیت سے ناامید نہیں ہوتا۔

۳۔ جسے استغفار نصیب ہو وہ بخشش سے محروم نہیں ہوتا۔

۴۔ جو شکر کرے وہ اضافہ نعمت سے محروم نہیں ہوتا۔

ان کی تصدیق قرآن کریم سے ہوتی ہے۔ چنانچہ دعاء کے متعلق ارشاد ہے۔ تم مجھ سے دعائیں مانگا کرو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ (پ۲۴ ع ۱۱)

اور استغفار کے متعلق ارشاد ہے جو شخص کوئی برا عمل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت کی دعا مانگے وہ اللہ کو بڑا بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔ (پ۵ ع ۱۳)

اور شکر کے بارے میں فرمایا ہے اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر (نعمت میں) اضافہ کروں گا۔ (پ۱۳ ع ۱۴)

اور توبہ کے لئے فرمایا ہے اور اللہ ان ہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو جہالت کی بنا پر کوئی بری حرکت کر بیٹھیں پھر جلدی سے توبہ کر لیں تو خدا ایسے لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ (پ۴ ع ۱۴)

مصیبت پر صبر واجب ہے:

﴿۵۵﴾ مصیبت کی مقدار اللہ کی توفیق سے صبر حاصل ہوتا ہے جو شخص مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارے تو اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ (ص۸۵۳)

مصیبت پر صبر کرنے کے احکام شہداء غیر شہداء اور اپنے بیگانے، چھوٹے بڑے سب کے لئے یکساں ہیں جب حضرت نبی و علی نے حضرت حمزہ۔

جعفر طیار زید بن حارثہ عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم کی شہادتوں پر صبر کیا ماتم نہیں کیا تو شہداء کربلا پر ہم کو بھی بین ماتم منہ سینہ پیٹنا لہولہان ہونا جائز نہیں۔ یہ صرف قاتلان امام حسینؑ کربلا والوں کی بددعاؤں کی وجہ سے کرتے اور سزا پاتے ہیں مذہب علیؑ میں ماتم جائز نہیں ہے۔

﴿۵۶﴾ صدقہ کے ذریعہ روزی طلب کرو۔

﴿۵۷﴾ جتنا خرچ (خدا کی راہ میں) کرو اتنی ہی امداد ملتی ہے۔

﴿۵۸﴾ جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔

﴿۵۹﴾ میل ملاپ محبت پیدا کرنا (اور لوگوں سے بنا کر رکھنا) آدھی عقل ہے۔

﴿۶۰﴾ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزوں کا ثمرہ بھوک پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔

بہت سے عابد شب بیدار ایسے ہیں جنہیں عبادت کا صلہ جاگنے اور مشقت اُٹھانے کے سوا نہیں ملتا۔

(یعنی اخلاص نہیں۔ ریا کاری ہے یا کر حسد وغیرہ برے اعمال ان اعمال کو بے ثواب کر دیتے ہیں۔)

زیرک و دانا لوگوں کا سونا اور روزہ نفلی نہ رکھنا بھی قابل ستائش ہوتا ہے۔ (ص ۸۵۴)

﴿۶۱﴾ صدقہ سے اپنے ایمان کی نگہداشت اور زکوۃ سے اپنے مال کی حفاظت کرو اور دعا سے مصیبت و ابتلاء کی لہروں کو دور کرو۔ (ص ۸۵۴)

کسی فعل پر راضی گویا وہ خود کرنے والا ہے:

﴿۶۲﴾ کسی جماعت کے فعل پر رضا مند ہونے والا ایسا ہے جیسا اس کے کام میں شریک ہو اور غلط کام میں شریک ہونے والے پر دو گناہ ہیں ایک

اس پر عمل کرنے کا اور ایک اس پر رضا مند ہونے کا۔" (ص ۸۶۲)

نوٹ: ہر مسلمان کا اور اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰؓ نہ قتل عثمان پر راضی تھے۔ نہ شریک تھے نہ آپ کے حکم سے یہ فعل ہوا۔ آپ نے اپنی خوب برأت کی ہے۔ مگر عثمانؓ کے قاتلوں دشمنوں کا پروپیگنڈہ آج تک یہ چلا آ رہا ہے کہ علی ہمارے امام تھے اور ہمارے اس فعل پر راضی تھے اس لئے ہم سے بدلہ نہیں لیا۔ اسی پروپیگنڈہ کا شکار ہو کر حضرت امیر معاویہؓ اور اہل شام آپ کو ان کا حامی اور شریک و راضی سمجھنے لگے (معاذ اللہ) "راضی کا شریک کار سمجھا جانا "تو آپ کے فرمان سے ظاہر ہے۔ آج بھی کوئی جج یا ذمہ دار جماعت ۔ دشمنی عثمان کا اقرار کرنے والے گروہ یا ذمہ داروں سے حلفیہ بیان لے کر ہاں یا نہ میں مختصراً پوچھے کہ تمہارے عقیدہ میں امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ۔ امیر المومنین عثمان کے دشمن ،مخالف اور قتل پر راضی تھے یا نہیں؟ کوئی حبدار آپ کی براءت نہ کر سکے گا۔ نہ حضرت علی کو عثمانؓ کا دوست اور بری مان کر قاتلوں پر لعنت کر سکے گا۔ جبکہ طبری میں بار بار صراحت ہے کہ حضرت عائشہؓ کی طرح حضرت علیؓ بھی بار بار ان فسادی قاتلوں پر لعنت کرتے تھے۔

امام وامامت کی ایک تشریح:

﴿۶۳﴾ تم پر ان لوگوں کی اطاعت لازم ہے جن کو ماننے میں تم معذور نہیں ہو۔" (ص ۸۶۰) اس کا سیدھا سا مفہوم یہ ہے کہ تم بیعت کر کے اپنا نیک امام اور حاکم بناؤ پھر اس کی نیک کاموں میں اطاعت بھی کرو۔ جو ایسے نیک حاکم اور امام کو نہ بنائے اور نہ مانے جانے وہ گویا جاہلی موت مرا ہے۔ مفتی صاحب نے اپنے عقیدہ کے مطابق حضرت علیؓ کو اس کا

مصداق بنایا اور گیارہ امام بنانے ماننے کی تو جرأت نہ کی پھر اس کی تائید میں معتزلی شیعہ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ کی عبارت نقل کی جس میں یہ بھی ہے۔ ''امام کی پہچان ان اصول کلیہ میں سے ہے جو ارکان دین ہیں۔ لیکن ہم امامت علی کے منکر کو کافر نہیں کہتے بلکہ فاسق (گنہگار) کہتے ہیں خارجی اور دین سے بیزار مانتے ہیں اور شیعہ منکر امامت کو کافر کہتے ہیں۔ یہی ہم معتزلی شیعہ اور اثنا عشری شیعہ میں فرق ہے۔ جو لفظی ہے۔ معنی میں نہیں ہے۔ (شرح ابن ابی الحدید ج ۴ ص ۳۱۹ مترجم نہج البلاغہ ص ۸۶۱)

ہماری گذارش یہ ہے کہ یہاں اگر سیاسی حاکم اور عادل حکمران مراد ہے تو اہل سنت حضرت ابوبکر عمر عثمان علی حسن معاویہ عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہ سے لے کر عمر بن عبدالعزیزؒ تک مسلسل مانتے ہیں ۱۲ حاکم وامیر والی حدیث اسی کی مؤید ہے۔ (مسلم وغیرہ)

اگر فقہی امور اور عملی زندگی میں حلال وحرام کے مسائل بتانے والے فقہاء اور آئمہ مجتہدین مراد ہوں تو بھی یہ ممکن ہے اہل سنت کا یہ معمول ہے کہ ایسے فقہاء مجتہدین دوسری تیسری صدی میں ہوئے تو بکثرت ہیں مگر پھر چوتھی صدی سے تا ہنوز۔ شہرت واتباع، آئمہ اربعہ کو (امام اعظم ابوحنیفہ۔ عراق۔ مالک مدینہ۔ شافعی مکہ اور احمد بن حنبل بغداد کو) نصیب ہوئی شیعہ ایسے صرف ۲ فقہاء کو مان کر باقری اور جعفری کہلاتے ہیں۔ جو ان کا خاص مذہب ہے۔ مگر یہ تو بڑی زیادتی۔ امت پر ظلم۔ ختم نبوت پر حملہ اور اسلام میں نیا اضافہ ہوگا کہ حضور علیہ السلام کے بعد۔ ۴۔ ۱۲۔ یا زائد ایسے امام حاکم مجتہد مانے جائیں کہ نبی کی طرح ان کے نام جاننا معصوم ماننا۔ کلمہ تک بنا لینا جو نہ جانے مانے اسے منکر رسول کی طرح کافر کہنا فرض ہو جو اثنا عشریہ کا اور ہر امامی کا یہ عقیدہ ہے۔ مسلمانوں کے ہاں یہ نیک حاکم وامام مجتہد غیر معین۔ ماننا اتنا کافی ہے کہ اپنے دور اور ملک میں اس کی شہرت ہو لوگ اسے جانیں مانیں اتباع کریں۔ اگر دوسرے دور اور ملک کے لوگ دوسرے

کسی حاکم و مجتہد کو مانیں اور اتباع کریں تو وہ بھی مسلمان ہیں کافر نہیں ہیں۔

﴿۶۳﴾ نہ میں نے جھوٹ بولا نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا نہ میں بھٹکا نہ بھٹکایا گیا۔ (ص ۸۶۷)

﴿۶۴﴾ ظلم میں پہلے کرنے والا کل (ندامت سے) اپنے ہاتھ دانتوں سے کاٹتا ہوگا۔
جن سبائیوں نے جمل میں صلح کے بعد غدر میں پہل کی پھر صفین میں بھی پہل کی ان کا انجام کیا ہوگا۔

﴿۶۵﴾ دل بھی رغبت اور شوق سے کبھی آگے بڑھتے ہیں کبھی پیچھے ہٹتے ہیں لہٰذا ان سے اس وقت کام لو جب ان میں خواہش و میلان ہو کیونکہ دل کو مجبور کر کے کسی کام پر لگایا جائے تو اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ (ص ۸۶۸)

ان الحکم الا للہ کا کیا مطلب ہے:

﴿۶۶﴾ جب آپ نے خوارج کا یہ کلمہ سنا لا حکم الا للہ (فیصلہ صرف اللہ کا ہے یا حکومت خدا کی نص سے ملتی ہے۔) (یہ جملہ قرآن میں ان الحکم الا للہ آیا ہے) تو فرمایا کلمہ تو سچا ہے مگر اس کا مطلب غلط سمجھا گیا ہے۔ (ص ۸۶۹) جیسے مسلمانوں سے الگ ہونے والے اور آپ کی جماعت سے خارج ہونے والے پہلے سبائی ٹولہ نے آیت کا غلط استعمال کیا اسی طرح ان کے دوسرے ٹولہ۔ عمر بھر تقیہ میں زندگی گزارنے والے اور اپنے ۱۲ آئمہ کو اپنی حمایت سے محروم رکھنے والے کہ حضرت باقر صادق (رحمہما اللہ) تو ۳ مخلص مومنوں کے لئے ترسیں اور بارھویں غار میں روپوش ہو جائیں، (کافی تقیہ و کتمان وغیرہ) نے آج تقیہ چھوڑ کر یہی خارجی نعرہ امام منصوص من اللہ'' ہوتا ہے لگانا شروع کر دیا۔ کہ خدا کے مقرر کئے بغیر امام ہو ہی نہیں ہوسکتا۔ تو جن خلفاء راشدین کی ۱۰۰٪ امت مومنین اور صحابہ متقین نے ہر دور میں بیعت کی اور ان کو امام برحق اور خلیفہ راشد

مانا وہ تو ظالم و غاصب سمجھے گئے اور خود اپنے بقول جن اماموں کو ہر دور میں دو ہاتھوں کی انگلیوں کے برابر کسی نے امام و خلیفہ نہ بنایا۔ عمر بھر تقیہ میں رہے وہ امام منصوص من اللہ بن گئے کہ خدا نے نبوت سے بھی افضل درجوں کا ان کو امام بنایا (جن کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں) وہ ایسے امام ہیں کہ ان کو نہ جاننے اور نہ ماننے والا پکا کافر اور ایمان سے محروم دوزخی ہے۔

؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

چنانچہ شیعہ کی مستند ترین کتاب اصول کافی کتاب الحجہ میں حضرت علی کو حضور کے برابر شریعت لانے والا بتایا ہے۔

امام جعفر صادق حضرت علیؓ کی فضیلت میں فرماتے ہیں۔

ماجاء به علی آخذبه وما نهٰی انتهی عنه جریٰ له من الطاعة بعد رسول اللّٰه ما جری لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آله وسلم والفضل لمحمد صلی اللّٰه علیه وسلم

جو شریعت علی لائے ہیں وہ لیتا ہوں اور جسے وہ روکیں رکتا ہوں ان کی حضور کے بعد وہی تابعداری ہوگی جو رسول اللہ کی تھی (تمام کائنات پر) حضرت محمد کو فضیلت ہے (اسی طرح علی کی بھی سب پر فضیلت ہے) آپ سے پہل کرنے والا خدا اور رسول پر پہل کرنے والا ہے آپ سے کس کو افضل بتانے والا اللہ کے رسول پر افضلیت بتانے والا ہے کسی چھوٹی بڑی بات کو رد کرنے والا گویا خدا سے شرک کرنے والا ہے۔ یہی شان ایک ایک امام کو ملی ہے۔"

علامہ مجلسی نے حق الیقین وغیرہ میں اس سے زیادہ۔ حضرت علی و آئمہ کو ایسا نہ ماننے والے مسلمانوں پر۔ کفر شرک اور جہنمی ہونے کے فتوے لگائے ہیں۔ حالانکہ قرآن نے وکلا فضلنا علی العالمین۔ فرمایا ہے کہ ہم نے پیغمبروں کو تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے ان کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ پ ۷ ع ۱۶۔ ان کو بشیر نذیر بنا کر اس لئے بھیجا تا کہ رسولوں کے بعد اور کوئی لوگوں کے لئے حجت الٰہی نہ

بنے۔ تو اب کتاب الحجۃ قائم کر کے آیات و احادیث نبوی کے بغیر اپنی روایتوں سے آئمہ کو ایسی حجت مثل خاتم المرسلین اور پیغمبروں سے افضل ماننا ختم نبوت کا انکار ہے۔ جیسے مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا کو نہ ماننے والا کافر ہے شیعہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے اماموں کو نہ ماننے والا پکا کافر ہے۔

جلوس مذہب علیؓ میں حرام ہیں:

﴿۶۷﴾ بازاری آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ (جلوسوں) کے بارے میں فرمایا:
یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ مجتمع ہوں تو چھا جاتے ہیں اور جب منتشر ہوں تو پہچانے نہیں جاتے ایک قول یہ ہے کہ جب اکٹھے ہوں تو باعث ضرر ہوتے ہیں (فسادات اور مقروض ملک کے اربوں کروڑوں روپے اخراجات ہو جاتے ہیں۔) اور جب منتشر ہو جاتے ہیں تو فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں...... کہ پیشہ ور اپنے کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔
(ص ۸۷۰) آپ کے سامنے ایک مجرم لایا گیا جس کے ساتھ تماشائیوں کا ہجوم تھا تو آپ نے فرمایا:
''ان چہروں پر پھٹکار ہو کہ جو ہر رسوائی کے موقع پر ہی نظر آتے ہیں۔''
(ص ۸۷۰)

﴿۶۸﴾ ہر انسان کے دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جب موت کا وقت آتا ہے تو وہ اس کے اور موت کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں بے شک انسان کے لئے مقررہ عمر اس کے لئے مضبوط سپر ہے (ص ۸۷۰)

طلحہؓ زبیرؓ کی علیؓ سے دوستی:

﴿۶۹﴾ طلحہ و زبیرؓ نے حضرتؓ سے کہا کہ ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ حکومت میں آپ کے ساتھ شریک رہینگے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ

تم تقویت پہنچانے اور ہاتھ بٹانے میں شریک اور عاجزی اور سختی کے وقت مددگار ہوگے۔ (ص ۸۷۰)

یہ لفظوں کا ہیر پھیر ہے حکومت کو تقویت دینے والا۔ عاجزی سختی میں مددگار۔ ہاتھ بٹانے میں شریک گویا انتظام حکومت میں شریک ہوتا ہے جیسے ہر حکومت کے سنئیر افسر اور اعلیٰ ملازم حکومت کا کل پرزہ ہوتے ہیں یہاں سے پتہ چلا کہ حضرت علیؓ کے یہ جگری یار طلحہ و زبیر۔ علی کے بعد بزبان نبوی پانچویں چھٹے عشرہ مبشرہ ۔ بالجنۃ آپ کے حامی محبّ اور مددگار تھے ملعون سبائیوں نے دربار سے نکلوا کر ان سے ناجائز جنگ لڑی ہے اور معاذ اللہ باغی اور دشمن بناڈالا ہے۔ ورنہ پھوپھی زاد زبیر کے قاتل عمرو بن جرموز کو آپ ملعون اور دوزخی نہ کہتے۔ جس کی مذمت آج کوئی حبدار نہیں کرسکتا۔ طلحہ شہید کے قاتل کو نہ دھتکارتے اور احد میں حضور کی گردن بچا کر شہید ہونے والے آپ کے شل ہاتھ کو نہ چومتے اور روتے۔ جن کو خراج عقیدت آج پیغمبر پاک کی بیویوں پر تبرے پڑھنے والا کوئی کروڑ پتی مجتہد پیش نہیں کرسکتا باغی باغی کی رٹ لگاتا ہے۔

﴿۷۰﴾ خدا سے ڈرو موت کی تیاری کرو:

اے لوگو اللہ سے ڈرو اگر تم کچھ کہو تو وہ سنتا ہے اور دل میں چھپا کر رکھو تو وہ جان لیتا ہے اس موت کی طرف بڑھنے کا سامان کرو جس سے تم بھاگو تو وہ تمہیں پالے گی اگر ٹھہرو تو گرفت میں لے لے گی اگر تم اسے بھول بھی جاؤ تو وہ تمہیں یاد رکھے گی۔ (ص ۸۷۱)

﴿۷۱﴾ ہر برتن کچھ رکھنے سے تنگ ہو جاتا ہے مگر علم کا برتن علم سے بڑھتا ہی جاتا ہے۔ (ص ۸۷۱)

﴿۷۲﴾ جو شخص اپنے علم کا محاسبہ کرے وہ فائدہ اُٹھاتا ہے جو غافل رہے وہ

نقصان میں رہتا ہے جو ڈرتا ہے وہ عذ ، سے بچ جاتا ہے جو عبرت حاصل کرے وہ بینا ہو جاتا ہے۔ بینا بافہم ہوتا اور فہیم عالم بن جاتا ہے۔ (ص۸۷۲)

﴿۷۳﴾ انمول موتی:

﴿۱﴾ سخاوت عزت و آبرو کی پا ۔ن ہے۔ ﴿۲﴾ بردباری احمق کے منہ کا تسمہ ہے (کہ وہ منہ بند رہ کر حملہ نہ کر سکے گا) اور یہ کامیابی کی زکوٰۃ بھی ہے۔ ﴿۳﴾ جو غداری کرے اسے بھول جانا اس کا بدل ہے۔ ﴿۴﴾ مشورہ دینا خود صحیح راہ پانا ہے۔ ﴿۵﴾ جو شخص اپنی رائے پر اعتماد کر کے بے نیاز ہو جاتا ہے وہ اپنے کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ (آپ کی خلافت اسی کی تصویر ہے) ﴿۶﴾ جبر مصائب و حوادث کا مقابلہ کرنا ہے۔ ﴿۷﴾ بے تابی و بے قراری زمانہ کے مددگاروں میں سے ہے۔ ﴿۸﴾ بہترین دولت مندی آرزوؤں سے ہاتھ اُٹھا لینا ہے۔ ﴿۹﴾ بہت سی عقلیں امیروں کی ہوا و ہوس میں دب کر غلام ہو جاتی ہیں۔ ﴿۱۰﴾ تجربہ اور آزمائش کی نگہداشت حسن توفیق کا نتیجہ ہے۔ ﴿۱۱﴾ دوستی و محبت اکتسابی قرابت ہے۔ (افسوس کہ عوام سے یہ قرابت ایک طبقہ نے آپ سے نہ کرنے دی۔ ﴿۱۲﴾ جو تم سے تنگ دل اور رنجیدہ ہو اس پر اطمینان نہ کرو۔" (ص۸۷۳)

﴿۷۴﴾ اغض علی القذی والالم ترض ابدا۔ تکلیف سے چشم پوشی کرو ورنہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔" (ص۸۷۴) اسی مفہوم میں آپ کا یہ ارشاد بھی ہے بلند انسان کے بہترین اعمال میں سے یہ ہے کہ وہ ان (غلط) چیزوں سے چشم پوشی کرے جو وہ جانتا ہے۔ (ص ۸۷۵)

۸ھ میں مکہ فتح ہوا ہاشمیوں کی طرح سب اموی بھی مسلمان ہو گئے حضور

علیہ السلام نے سب سرکاری اور مذہبی عہدے بنو امیہ کو دیدیئے تاریخ نہیں بتاتی کہ ۳۵ھ شہادت عثمان تک کسی اموی سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچا ہو۔ عثمان کو شہید کرنے والے طبقہ نے حضرت معاویہؓ اورامویوں کے خلاف خوب پروپیگینڈہ شروع کر دیا۔ اس ارشاد کی روشنی میں ہماری مؤدبانہ گذارش یہ ہے کہ بالفرض کوئی تکلیف تھی بھی تو چشم پوشی کی جاتی اور آپ کی خلافت دائمی خوشی سے منور رہتی۔

﴿۷۵﴾ جس درخت کی لکڑی نرم ہو اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں۔'' ص ۸۷۴
مفتی جعفر حسین اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔'' جو خوش خلق اور شیریں زبان ہو لوگ اس کے قرب کے خواہاں اور اس کی دوستی کے خواہشمند ہونگے اور وقت پڑنے پر اس کے معاون اور مددگار ثابت ہونگے جس سے وہ اپنی زندگی کو خوشگوار بنا سکتا ہے۔'' (مترجم ۸۷۴)
کاش کہ سبائی مچھر مکھیاں آپ سے دور ہوتی اور رعایا آپ کے قریب ہو کر آپ کی زندگی خوشگوار بنا لیتی۔

﴿۷۶﴾ جو منصب پالیتا ہے دست درازی کرنے لگ جاتا ہے۔ ص ۸۷۴)
اس کی شرح باب ہفتم میں خود پڑھ لیجئے کہ سبائیوں نے مناصب پا کر کیا دست درازیاں کیں۔

﴿۷۷﴾ حالات کے پلٹوں میں مردوں کے جواہر کھلتے ہیں۔ ص ۸۷۴

حضرت علیؓ کو مفید و مضر مشورے کن، کن لوگوں نے دیئے:

مفتی جعفر کا یہ بیان اس کی شرح سمجھئے۔ ''چنانچہ جب (مخلص حسنینؓ و ابن عباسؓ وغیرہ) لوگوں نے آپ کو یہ مشورے دیئے کہ عثمانی دور کے عمال کو ان کے عہدوں پر برقرار رہنے دیا جائے اور طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہما) کو کوفہ بصرہ کی امارت دے کر ہمنوا بنا لیا جائے اور معاویہؓ کو شام کا

اقتدار دے کر اس کے دنیوی تدبر سے فائدہ اُٹھایا جائے تو آپ نے دنیوی مصلحتوں پر شرعی تقاضوں کو ترجیح دیتے ہوئے اسے ماننے سے انکار کر دیا اور معاویہ کے متعلق صاف کہہ دیا اگر میں معاویہ کو اس کے مقبوضہ (نہیں رومیوں سے خود مفتوحہ) علاقہ (شام) برقرار رہنے دوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا قوت بازو بنا رہا ہوں۔'' (ص ۵۷۶)

• یہی سبائی پروپیگنڈہ اور ان کے مشوروں کے اثرات ہیں۔ ورنہ خدارا کوئی کروڑ پتی مجتہد بتائے کہ وہ شرعی تقاضا کیا تھا اور معاویہ کی گمراہی کیا تھی دنیوی تدبر سے فتوحات اور امن کا قیام بھی معاذ اللہ گمراہی ہے؟

تاریخ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۱ ط بیروت اور ریاض میں ہے۔ ''حافظ ابن عساکر (پانچویں صدی کے تاریخ دمشق لکھنے والے بڑے مورخ) لکھتے ہیں جب حضرت علیؓ خلیفہ بنائے گئے تو آپ کے بہت سے افسروں نے جو قتل عثمان میں شریک تھے آپ کو مشورہ دیا کہ معاویہ کو شام سے ہٹائیں اور سھل بن حنیف کو گورنر بنا دیں آپ نے معاویہ کو معزول کر دیا مگر یہ عزل درست نہ رہا شامیوں کی بڑی جماعت معاویہ کے گرد جمع ہوگئی حضرت علی کے گورنر کو نہ آنے دیا۔ معاویہ نے کہا میں علی کی تب بیعت کروں گا کہ وہ عثمان کے قاتل میرے سپرد کرے کیونکہ وہ مظلوم شہید ہوئے اللہ فرماتے ہیں جو ظلماً مارا جائے تو ہم اس کے ولی وارث کو طاقتور بناتے ہیں۔ بروایت طبرانی ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مجھے یقین ہو گیا کہ امیر المومنین معاویہ بن جائینگے۔

چونکہ اعداء صحابہ آج حضرت عثمان کے قاتلوں کو اپنے قومی ہیرو اور مومنین کی پہلی بانی مذہب جماعت جانتے ہیں تو ان کی ہر حرکت اور ایسے تخریبی مشوروں پر بہت خوش ہیں۔ حوالہ جات کی ضرورت نہیں ہے۔

﴿۷۸﴾ یہ انصاف نہیں کہ صرف ظن و گمان پر اعتماد کرتے ہوئے فیصلہ کیا جائے۔'' (ص ۵۸۵)

﴿۷۹﴾ ایمان کے سوال پر آپ نے فرمایا۔ کہ ایمان دل سے پہچاننا زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء سے عمل کرنا ہے۔ (ص ۸۷۶)

اہلسنت کے آئمہ محدثین ایمان کی تعریف ان تینوں کا مجموعہ بتاتے ہیں۔ جبکہ فقہا اور احناف دل کی تصدیق کو اصل ایمان۔ زبانی اقرار کو اس کی شرط اور اعضاء کے اعمال صالحہ کو متمم اور تحسین و تزئین سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ یہ تفریق قرآن کی ان سینکڑوں آیات سے کرتے ہیں جن میں الذین آمنوا وعملوا الصالحات آیا ہے کہ واؤ عاطفہ ہے اور واؤ عاطفہ۔ ایمان اور اعمال کو الگ الگ چیز بتاتی ہے۔

﴿۸۰﴾ ایمان کے لئے مضر باتیں:

جو شخص دنیا کے لئے اندوہناک ہو وہ قضاء وقدر الٰہی سے ناراض ہے۔
جو پڑی ہوئی مصیبت کا شکوہ کرے تو وہ اپنے رب کا شاکی ہے۔
جو دولت مند کے پاس جا کر اس کی دولت کے لئے جھکے تو اس کا دو تہائی ایمان جاتا رہتا ہے۔ جو شخص قرآن کی تلاوت کرے پھر بھی دوزخ میں جائے تو وہ ان لوگوں میں سے ہوگا۔ جو اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے جس کا دل دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو جائے تو اس کے دل میں یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں ایسا غم جو اس سے جدا نہیں ہوا ایسی حرص جو پیچھا نہیں چھوڑتی ایسی امید جو بر نہیں آتی۔ (ص ۸۷۷)

﴿۸۱﴾ اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا۔ کہ کسی کو مقابلہ کے لئے خود نہ للکار ہاں اگر دوسرا للکارے تو فوراً جواب دو کیونکہ از خود دعوت جنگ دینے والا زیادتی کرنے والا ہے۔ اور زیادتی کرنے والا تباہ ہو جاتا ہے۔ ص ۸۷۸ (صلح حسن کا راز یہی ہے)

﴿۸۲﴾ عورت کی تین اچھی باتیں مردوں کے لئے برائی ہیں۔ غرور بزدلی اور کنجوسی۔ عورت مغرور ہوگی تو وہ کسی کو اپنے اوپر موقعہ نہ دے گی۔ کنجوس ہوگی تو اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی بزدل ہوگی تو وہ ہر چیز سے ڈرے گی (نقصان نہ اُٹھائے گی)

﴿۸۳﴾ عقلمند کی تعریف میں آپ نے فرمایا کہ عقلمند وہ ہے جو ہر چیز کو اس کے موقع و محل پر رکھے جاہل اس کے خلاف کرتا ہے۔ (ص ۸۷۹)

﴿۸۴﴾ خدا کی قسم تمہاری دنیا میری نظروں میں سور کی ان انتڑیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کسی کوڑھے مجذوم کے ہاتھ میں ہوں۔ (ص ۸۸۰)

﴿۸۵﴾ تین قسم کے عبادت گزار:

ایک طبقہ نے اللہ کی عبادت ثواب کے شوق میں کی یہ تاجروں کی جماعت ہے۔ ۲۔ ایک طبقہ نے خدا کے خوف سے عبادت کی یہ غلاموں کی جماعت ہے۔ ۳۔ ایک نے طبقہ نے نعمت کے شکریہ میں عبادت کی یہ آزادوں کی جماعت ہے۔ (ص ۸۸۰)

﴿۸۶﴾ میں نے رب کو ۳ باتوں سے پہچانا:

(۱) ارادے ٹوٹ گئے (پورے نہ ہوئے میں نے کچھ چاہا اللہ نے کچھ اور چاہا۔ جیسے صفین کی جنگ میں میرا ارادہ پورا نہ ہوا یعنی ٹوٹ گیا۔

(۲) گرہیں کھل گئیں یعنی نیتیں پست ہو گئیں (۳) دل کے ارادے اور خواہشات پوری نہ ہوئیں۔ معلوم ہوا مختار کل اللہ کی ذات ہے جو چاہے وہ کرے۔ سب مخلوق عاجز ہے۔ ص ۸۸۲

﴿۸۷﴾ احکام شرع کی اغراض و فوائد:

﴿۱﴾ ایمان اس لئے فرض ہے کہ آدمی شرک سے پاک رہے اس کی ذات صفات حقوق عبادات نذر و دعا میں کسی کو شریک نہ کرے۔

﴿۲﴾ نماز اس لئے کہ عاجزی ہے۔ تکبر سے روکتی ہے۔
﴿۳﴾ زکوٰۃ رزق بڑھنے کا سبب بنتی ہے۔
﴿۴﴾ روزہ مخلوق کے آزمانے کے لئے ہے کہ وہ مخلص ہے یا نہیں۔
﴿۵﴾ حج دین کو تقویت پہنچانے کے لئے ہے۔
﴿۶﴾ جہاد اسلام کو تقویت دینے کے لئے ہے۔
﴿۷﴾ امر بالمعروف لوگوں کو فائدہ پہچانے کے ہے۔
﴿۸﴾ لوگوں کو گناہوں سے روکنا بے وقوفوں کے سدھارنے کے لئے ہے۔
﴿۹﴾ صلہ رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک اور امدادی افراد بڑھانے کے لئے ہے۔
﴿۱۰﴾ قصاص و بدلہ خونریزی کے روکنے کے لئے ہے۔
﴿۱۱﴾ حدود شرعیہ کا اجراء محرمات کی اہمیت کے لئے ہے۔
﴿۱۲﴾ شراب نوشی پر سزا عقل کی حفاظت کے لئے ہے۔
﴿۱۳﴾ چوری سے روکنا بچانا، پاکبازی (اور مال بچانے) کے لئے ہے۔
﴿۱۴﴾ زنا کی حرمت۔ نسب محفوظ رکھنے کے لئے ہے۔
﴿۱۵﴾ لواطت کی حرمت نسل بڑھانے کے لئے ہے۔
﴿۱۶﴾ گواہی انکار حقوق کے مقابلہ میں ثبوت فراہم ہونے کے لئے۔
﴿۱۷﴾ جھوٹ نہ بولنا سچ کی حفاظت کے لئے ہے
﴿۱۸﴾ سلام دینا۔ امن کے لئے اور خطروں سے بچنے کے لئے ہے۔
﴿۱۹﴾ امانتوں کو ادا کرنا امت کے نظم کے لئے ہے۔
﴿۲۰﴾ حاکم و افسر کی اطاعت امامت کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

جس حاکم کی ۱۰۰٪ اطاعت ہوگی وہی معزز امام مقبول عوام ہوگا جیسے خلفاء راشدین اور امیر معاویہ وغیرہم ان ۲۰ باتوں کی مفتی جعفر نے بہت اچھی تشریح کی ہے۔ ہم صرف ان کی ۳ باتیں لکھتے ہیں۔

ا۔قصاص:

"یہ ایک حق ہے جو مقتول کے وارثوں کو دیا گیا ہے کہ وہ قتل کے بدلہ میں قتل کا مطالبہ کریں تاکہ پاداش جرم کے خوف سے کسی کو قتل کی جرأت نہ ہو سکے اور وارثوں کے جوش انتقام میں ایک جان سے زیادہ جانوں کے ہلاک ہونے کی نوبت نہ پہنچے بیشک عفوو درگزر اپنے مقام پر فضیلت رکھتا ہے...... مگر اس موقعہ پر قتل وخونریزی کے انسداد اور حیات انسانی کی بقاء کا واحد ذریعہ قصاص ہی ہوگا چنانچہ ارشاد قدرت ہے۔" اے عقل والو تمہارے کے لئے قصاص میں زندگی ہے۔ (پ۲ع ۶ ص ۸۸۵ نہج البلاغہ)

طالبان قصاصِ عثمان، حضرت علیؓ کو خلیفہ وقت مان کر یہی اجراء قانون مانگتے تھے مگر افسوس کہ قاتلان عثمان ان سے لڑ کر امت کو تباہ کر بیٹھے۔

(۲) زناء ولواطت اس لئے حرام ہے کہ نسب محفوظ رہے اور نسل انسانی پھلے پھولے کیونکہ زنا سے پیدا ہونے والی اولاد اولاد ہی قرار نہیں پاتی نہ نسب ثابت ہوتا ہے، نہ وہ مستحق میراث بنتا ہے۔" (ص ۸۸۵)

ہمارے ہاں متعہ بھی اس لئے حرام ہے کہ نسب ثابت نہیں ہوتا نہ اولاد متعہ کو۔ کوئی آدمی اپنی جائز اولاد کہتا ہے اور عند الشیعہ بیوی سے لواطت یا اپنی باندی جماع کے لئے دینا، یہی نقصان پیدا کرتا ہے۔ کہ خلاف فطرت عمل سے نسل نہیں بڑھتی اور باندی سے دوسرے کی اولاد عزت پر قبیح دھبہ ہے۔

﴿۳﴾ امامت کے اجراء کا مقصد یہ ہے کہ امت کی شیرازہ بندی ہو اور اسلام کے احکام تبدیل وتحریف سے محفوظ رہیں کیونکہ اگر امت کا کوئی سربراہ اور دین کا کوئی محافظ نہ ہو تو نہ امت کا نظم ونسق باقی رہ سکتا ہے اور نہ احکام دوسرے کی دست برد سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور یہ مقصد اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ جب امت پر اس کی اطاعت بھی واجب ہو اس لئے کہ اگر وہ مطاع اور واجب الاطاعت نہ ہوگا تو وہ نہ

عدل و انصاف قائم کر سکتا ہے نہ ظالم سے مظلوم کا حق دلایا جا سکتا ہے نہ تو انہیں شریعت کا اجراء و نفاذ مل سکتا ہے۔ اور نہ دنیا سے فتنہ و فساد کے ختم ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔" (ص ۸۸۶)

نوٹ: مفتی صاحب کے یہ الفاظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں مگر آپ عقل و انصاف سے سوچئے کہ امامت کے خط کشیدہ یہ ۶ کمالات۔ حاکم۔ خلیفہ امام کی صفات ہیں۔ جو صرف حضرت علی میں تھیں۔ باقی ۱۱ کو نہ اقتدارِ حکومت ملا نہ وہ قوانین شریعت کا اجراء نفاذ کر سکے نہ فتنہ فساد ختم کیا نہ امت کی شیرازہ بندی ہوئی۔ کہ امامت کے نام سے اولاد علی میں ۷۰ سے زائد شیعہ امامی فرقے بن گئے جو ایک دوسرے کی تکفیر کرتے آ رہے ہیں۔

نہ ان کے عقیدہ میں اسلام کے احکام تبدیلی سے بچے نہ قرآن تحریف سے محفوظ رہا نہ عدل و انصاف قائم ہوا نہ کسی مظلوم کو اس کا حق دلایا جا سکا۔ کیونکہ سب آئمہ تقیہ اور دین حق چھپانے میں ہی زندگی گزارتے رہے البتہ حضرت علیؓ نے اہل سنت مسلمانوں کے عقیدہ میں یہ کچھ کام کئے مگر بظاہر وہ سب غلط مسلمانوں کے اعمال تھے شیعہ عقیدہ وعمل والے نہ تھے اس لئے قاضی نور اللہ شوستری۔ لکھنوی علماء اور مجتہد ڈھکو وغیرہ آپ کی خلافت کو ظاہری اور برائے نام کہتے ہیں۔ مجالس المومنین تجلیات صداقت وغیرہ کے حوالے گزر چکے ہیں۔

دور علیؓ میں ۵۰ مومن بھی نہ تھے:

آئمہ سے سارے دین اسلام کو تباہ کرانے اور پوری امت کو ایمان سے خارج، دشمن علی اور دوزخی ماننے والے بزرجمہر تو اب یہ کہنے لگے ہیں۔ کہ ایک لاکھ علی کے لشکر میں ۵۰ افراد بھی صحیح شیعہ اور امامی عقیدہ والے نہ تھے (بلکہ ۵ مومن بھی نہ تھے۔) تو ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارے عقیدہ میں لاکھ بھر مسلمانوں کو کاٹنے کٹوانے کے علاوہ علی مشکل کشا اور مالک ارض وسماء افضل الانبیاء نے اپنے مشن

ہدایت و تبلیغ کا ۳۰ سال میں کتنا کام کیا؟ بینوا وتو جروا۔

یا روکس قدر ظلم صریح ہے کہ چوتھی پانچویں اور آٹھویں نویں صدی میں بنی بویھہ اور صفوی دور میں لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کر کے ایک نیا مذہب نکالا جائے جب وہ عہد نبوت۔ خلافت راشدہ دور علی و آئمہ اور قرآن وسنت میں ہرگز نہ ملے تو ان سب ہستیوں کو اپنے مشن ہدایت و تبلیغ میں ناکام۔ تقیہ باز قران ہادی کو محرف مانا جائے سنت نبویؐ و حدیث کا یوں انکار کر دیا جائے کہ حضور کے بعد صرف قرآن و امام حجت ہیں۔ وہ بھی خیر سے ۱۲۰۰ سال سے غار میں غائب ہیں سب دنیا ہدایت سے محروم ہے۔ حدیث و اعمال نبوی حجت نہیں۔ اس لئے حدیث نبوی پر ان کی چھوٹی بڑی کوئی کتاب ہمارے علم میں نہیں۔ ۹۹٪ کا مذہب صرف اتنا ہے۔" کہ پورا سال معاصی و جرائم کے سب اڈے آباد رکھو۔ پھر صرف ۱۰ دن چھٹی کر کے امام بارگاہیں آباد کرو روؤ پیٹو ناچو گاؤ۔ پھر بے نماز و بے شرع ذاکروں سے جنت کی ٹکٹ پا کر جلوسوں میں پورے ملک کا امن و امان تباہ کر دو۔" اللہ سب افسروں اور مسلمانوں کو ہدایت دے اور ملک کو ان کے شر سے بچائے۔ آمین

﴿۸۸﴾ اے فرزند آدم! اپنے مال میں اپنا وصی خود بن اور جو تو چاہتا ہے کہ تیرے بعد مال میں سے خیر خیرات کی جائے وہ خود انجام دیدے۔ (ص ۸۸۷)

﴿۸۹﴾ کمیل بن زیاد نخعی سے فرمایا اے کمیل اپنے عزیز و اقارب کو ہدایت کرو کہ وہ اچھی خصلتیں حاصل کرنے کے لئے دن میں نکلیں اور رات کو سو جانے والوں کی حاجت روائی اللہ سے مانگیں اس ذات کی قسم جس کی قوت شنوائی سب آوازوں پر غالب ہے جس کسی نے بھی کسی کے دل کو خوش کیا تو اللہ اس کے لئے اس سے ایک لطف خاص خلق فرمائے گا کہ جب بھی اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ نشیب میں بہنے والے پانی کی طرح تیزی سے بڑھے گا اور اجنبی اونٹ ہنکانے والے کی طرح اس مصیبت کو ہنکا کر دور کر دے گا۔" (۸۸۸)

میرے شیعہ بھائیو! تم کو تو ذاکروں نے جنت کی خوشخبریاں سنا کر نیک اعمال سے غافل کر کے سلا دیا ہے یہ آپ کا بھائی آپ کو جگانے اپنی اخروی حاجات پوری کرنے اور آپ کے لئے بھلائیاں چاہنے کی یہ تگ و دو کر رہا ہے کہ ہم خدا اور رسول کے کلام کے بعد مولا علیؓ کے ارشادات عالیہ سے بھی مستفیض ہوں اور اپنے لئے جنت حاصل کریں مسلمانوں سے محبت کریں کسی کا گلہ غیبت اور بدگوئی بالکل نہ کریں یہی اللہ والے علیؓ کا مذہب ہے اس کتاب کو خود پڑھیں دوستوں سے پڑھوائیں۔ میری کہیں تنقید کو کڑوی گولی جانکر شفا کے لئے کھالیں۔

﴿۹۰﴾ جب تنگدست ہو جاؤ تو صدقہ کے ذریعے اللہ سے بیوپار کرو۔ ص ۸۸۸

﴿۹۱﴾ ایمان ایک سفید نقطہ دل میں پیدا کر دیتا ہے جوں جوں ایمان بڑھتا ہے وہ نقطہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔ (ص ۸۹۲)

حضور علیہ السلام سب سے زیادہ بہادر تھے:

﴿۹۲﴾ جب جنگ سرخ ہو جاتی (یعنی خوب بھڑک اٹھتی) تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی اوٹ اور پناہ لیتے تھے اور ہم میں سے کوئی بھی آپ سے زیادہ دشمن کے قریب نہ ہوتا تھا۔ (ص ۸۹۴)

اس میں تمام صحابہ سے زیادہ حضور کی بہادری کا بیان ہے کہ آپ ہی دشمن کے قریب ترین ہوتے تھے گویا ہم حضور سے ڈھال کی طرح اپنا تحفظ کرتے تھے۔ اسے کوئی شخص حضرت علی یا صحابہ کرام کی بزدلی پر محمول نہ کرے۔ بلکہ حضور علیہ السلام کو سب سے زیادہ بہادر جانے جیسے حضرت عمر اسلام لانے کے لئے جبل ابوقبیس پر حضرت زید بن ارقمؓ کے مکان پر آئے۔ صحابہ سہم گئے سب سے پہلے حضور علیہ السلام نے اُٹھ کر دروازہ کھولا اور عمر کا گریباں پکڑ کر کہا کس نیت سے آئے ہو۔ عمر قدموں

پر گر پڑا کہ مسلمان ہونے آیا ہوں تو کلمہ پڑھ لیا اور تمام صحابہ کرامؓ نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ کہ سب شہر مکہ لرز اُٹھا اور کافر اسلام عمر سے ہکہ بکہ رہ گئے۔ (سیرت ابن ہشام)

رضی نے اس کی وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ السلام دشمن کے زیادہ قریب ہونگے تو اللہ کی نصرت کو جوش آئے گا۔ تو رحمت و مدد زیادہ حاصل ہوگی۔

﴿۹۴﴾ باہم لڑانے والے ساتھیوں کی آخری حالت:

جب انبار پر شامیوں نے قبضہ کر لیا۔ تو حضرت علی اکیلے مقام نخیلہ پر لڑنے آ گئے۔ تو لوگ آپ کے ساتھ پیچھے سے آ ملے اور کہا ہم کافی ہو جائینگے آپ چلے جائیں تب آپ نے فرمایا ''تم اپنے سے تو میرا بچاؤ کر نہیں سکتے دوسروں سے کیا بچاؤ کرو گے مجھ سے پہلے رعایا اپنے حاکموں کے ظلم و جور کی شکایت کیا کرتی تھی مگر آج میں اپنی رعیت کی زیادتیوں کا گلہ کرتا ہوں گویا کہ میں (ان کی) رعیت ہوں اور وہ حاکم۔ میں حلقہ بگوش ہوں اور وہ فرمانروا (ص ۸۹۵)

ہمیں تبصرہ کرنے سے ادب مانع ہے کیونکہ ان کی یہ حالت ہے۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے۔

یہاں حضرت نے ان پر خوب گرفت کی تو دو آدمی آگے بڑے ایک بولا حضرت! میں صرف اپنا اور اپنے بھائی کا مالک ہوں ہمیں جو حکم دیں بجا لائینگے۔ اس پر حضرت نے فرمایا:

جو میں چاہتا ہوں وہ صرف تم دو سے کیسے ہوسکتا ہے۔ (ص ۸۹۵)

سوچئے یا یہی وہ شیعہ علی ایمان و محبت کے ٹھیکیدار جنت کے وارث سبائی قاتلان عثمان ہیں۔ کہ اہل مدینہ سے بھی پہلے بیعت کر کے آپ پر چھا گئے مدینہ اور اہل مدینہ سے آپ کو چھڑا کر عراق لے آئے بصرہ میں صلح کے بعد غدر سے بارہ ہزار کو مگر اب تقریباً ساٹھ ہزار مخلصین کو صفین

میں شہید کرا دیا۔ اب مخالف کو پوری ریاست پر قبضہ دلا کر حضرت علیؓ سے یہ برتاؤ کر رہے ہیں کہ لاکھ بھر سے دو وفادار نکلے ہیں؟ اب صرف معاویہ پر کیا برستے ہو کچھ ان غداروں اور انوکھے وفاشعاروں کے منہ میں بھی گھاس ڈالو ہم تمہارے ساتھ ہی ہیں۔

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو (باب ہفتم پھر پڑھ لیجئے۔) دنیا بھر کے قوانین میں دشمنی پر دشمنی کا یہی انجام ہوا کرتا ہے۔ (معاذ اللہ)

﴿۹۴﴾ دوسروں کے پسماندگان سے بھلائی کرو تا کہ تمہارے پسماندگاں پر بھی کسی کی نظر پڑے'' (ص ۸۹۶)

﴿۹۵﴾ اے فرزند آدم! آنے والے کل کی فکر کا بار آج کے دن پر نہ ڈال اس لئے کہ اگر ایک دن بھی تیری عمر کا باقی رہے گا تو اللہ تیرا رزق تجھ تک پہنچائے گا۔ (ص ۸۹۷) یہ کلام خدا پر توکل کی تعلیم دیتا ہے۔

دوستی دشمنی معتدل رکھو:

﴿۹۶﴾ اپنے دوست سے بس ایک حد تک محبت کرو کیونکہ شاید وہ کسی دن تمہارا دشمن ہو جائے۔ دشمن کی دشمنی بس ایک حد میں رکھو ہو سکتا ہے کہ کسی دن تمہارا دوست ہو جائے۔ (ص ۸۹۸)

آپ نے اس کا تجربہ کر لیا۔ کہ سبائی جنگ صفین کے بعد علانیہ آپ کے نافرمان بن گئے۔ آپ کی شکایات انہی کی داستان ہے پھر اصحاب رسول کی دشمنی میں غالی علانیہ خارجی اور آپ کے دشمن بن گئے لڑے پھر آپ کو شہید کر دیا۔ ادھر حکم رسول کے مطابق امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر لی دشمنی ختم ہوگئی معاویہ نے اپنے خزانے ان کے آگے انڈیل دیئے۔ حسنین و اہل بیتؓ بڑے مالدار ہوگئے۔ ۲۰ سال زندگی بڑی عیش و مسرت سے بسر کی۔ ان کی فیاضی اور اپنے حبداروں کو

دعوتیں انعامات اسی زمانے کی یادگار ہیں قاتل حسین رافضی سب کچھ کھا پی کر ان کو برا کہتے ہیں دنیا بھر میں نمک حرامی کی ایسی بدترین مثال کسی قوم میں نہ ملے گی۔

﴿۹۷﴾ تقدیر کا عقیدہ:

آپ سے قضا وقدر کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:
یہ ایک تاریک راستہ ہے۔ اس میں قدم نہ اُٹھاؤ ایک گہرا سمندر ہے اس میں نہ اترو اللہ کا ایک راز ہے اسے جاننے کی زحمت نہ اُٹھاؤ۔ (ص ۹۰۳) یعنی جو کسی کے ساتھ اچھا برا ہوتا ہے اللہ کی تقدیر سے ہوتا ہے اس پر ایمان لاؤ مگر بحث وکرید میں مت پڑھو۔

﴿۹۸﴾ فرائض جائیں تو مستحبات چھوڑ دو:

فرمایا۔ جب مستحبات فرائض میں سد راہ ہوں تو انہیں چھوڑ دو۔ (ص ۹۰۲) آج ہر فرقہ نے خاص پیدائش و وفات کے دنوں میں خود بدعتیں اور جلوس ایجادات کر کے اپنا مذہب بنا رکھا ہے۔ اس پر بہت لڑتے مرتے اور لاکھوں کروڑوں روپے فضول خرچی پر خرچ کرتے کراتے ہیں۔ جب دلیل پوچھو تو خود قیاس ورائے سے ان کو کارثواب اور زیادہ سے زیادہ مستحب کہتے ہیں۔ حالانکہ ایسا خود ایجاد کردہ کارثواب شریعت میں بدعت بن جاتا ہے جو شرک کے بعد بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ جو دشمنی بڑھاتا اسراف کراتا اور نماز باجماعت چھڑا دیتا ہے علامہ ڈھکو نے اصلاح المجالس والمحافل میں ان بدعات کا بہت رونا رویا ہے اور صاف لکھا ہے۔
''کہ مستحبات سے فرائض چھوٹ جائیں۔ تو مستحب کا ترک کرنا ضروری ہے۔'' فقہ حنفیہ اور جعفریہ کا یہ متفقہ مسئلہ ہے۔ اگر دیندار علماء اور نیک

افسران و حکمران ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے جج صاحبان یہ فسادی اسراف و فضول خرچی والے فرقہ وارانہ جلوس رکوا دیں تو بڑی خدمت دین ہوگی اور مقروض ملک فضول اخراجات سے بچ جائے گا۔

﴿۹۹﴾ صبر کی تلقین:

﴿۱﴾ اشعث بن قیس کو بیٹے کی وفات پر تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔

اے اشعث! اگر تم بیٹے پر رنج و ملال کرو تو یہ خون کا رشتہ اس کے لائق ہے اور اگر صبر کرو تو اللہ کے نزدیک ہر مصیبت کا عوض ہے۔ اگر تم نے صبر کیا تو تقدیر الٰہی نافذ ہوگی اس حال میں کہ تم اجر وثواب کے حقدار ہوگے اور اگر چیخے چلائے جب بھی حکم قضا جاری ہو کر رہے گا مگر اس حال میں کہ تم پر گناہ کا بوجھ ہوگا تمہارے لئے بیٹا مسرت کا باعث ہوا حالانکہ وہ ایک زحمت و آزمائش تھا اور اب تمہارے لئے رنج واندوہ کا سبب ہوا حالانکہ وہ (اب) مرنے سے تمہارے لئے اجر رحمت کا باعث ہوا ہے۔" (ص ۹۰۵)

﴿۲﴾ صفین کے قتل عام پر عورتیں چیخ چلا رہی تھیں۔ آپ نے ان کے سردار حرب بن شرجیل شبامی سے کہا کیا تم پر عورتیں غالب آ گئیں کہ ان کو ماتم سے نہیں روکتے۔ پھر ایک مرتبہ اس سے کہا دفع ہو جا تیرے جیسے کا میرے ساتھ پیادہ چلنا والی کے لئے فتنہ اور مومن کے لئے ذلت ہے۔ (۹۱۴)

﴿۳﴾ حضور علیہ السلام کے دفن کے وقت قبر پر یہ الفاظ فرمائے۔

آپ کے غم کے سوا صبر اچھی بات ہے اور آپ کی وفات کے سوا بے تابی و بے قراری بری چیز ہے اور بلاشبہ آپ کی موت کا صدمہ عظیم ہے۔ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آنے والی ہر مصیبت آسان ہے۔" (ص ۹۰۵)

﴿۱۰۰﴾ دوست و دشمن ۳ قسم کے ہیں:

تیرے دوست تین قسم کے ہیں۔ اور دشمن بھی تین قسم کے ہیں۔ تمہارا دوست تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن اور دشمن یہ ہیں۔ تمہارا دشمن تمہارے دوست کا دشمن اور تمہارے دشمن کا دوست۔'' (ص۹۰۶)

یہ دنیا داروں کی عمومی دوستی دشمنی کا حال ہے۔ مسلمانوں کا حال نہیں۔ مسلمان کو دوسرے مسلمان سے کسی دنیوی وجہ سے دشمنی رکھنا روا نہیں۔ متفقہ حدیث نبوی ہے۔ کہ چوتھے دن ناراضگی ختم کر کے ایک دوسرے سے ملو اور سلام کرو قرآن میں آیا ہے۔ مومن بھائی بھائی ہیں تو ان میں صلح کرا دو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔'' (۲۶ ع ۱۳) یار لوگوں نے اس فرمان کی آڑ میں صرف مسلمانوں میں دشمنیوں کا جال تن رکھا ہے اور اسی میں پھنسے ہوئے ہیں کسی بھی پابند سنت مسلمان سے دشمنی مٹانے اور دوستی بڑھانے کا نام بھی نہیں لیتے اور مطاعن کے گنبد میں قید ہیں۔

﴿۱۰۱﴾ یہ فرمان بھی اس کا مؤید ہے''۔ جو دشمنی اور جھگڑے میں حد سے بڑھ جائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور جو اس میں کمی کرے اس پر ظلم ڈھائے جاتے ہیں اور جو لڑتا جھگڑتا ہے اس پر مشکل ہوتا ہے کہ خوف خدا پر قائم رہے۔ (ص۹۰۷)

﴿۱۰۲﴾ فرمایا مجھے وہ گناہ اندوہناک نہیں رہتا جس کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں اور اللہ سے امن و عافیت کا سوال کروں۔'' (ص۹۰۷)

﴿۱۰۳﴾ غریب و مسکین اللہ کا بھیجا ہوا ہے جس نے اس سے اپنا ہاتھ روکا اس نے

خدا سے ہاتھ روکا اور جس نے اسے کچھ دیا اس نے خدا کو دیا۔ (ص ۹۰۸)

﴿۱۰۴﴾ فرمایا تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہاری طرف سے کامیاب ترین ترجمانی کرنے والا تمہارا خط ہے۔" (ص ۹۰۸) کیونکہ خط کے الفاظ میں کمی بیشی نہیں کی جاسکتی)

﴿۱۰۵﴾ فرمایا اہل ایمان کے گمان سے ڈرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ نے حق ان کی زبانوں پر قرار دیا ہے۔ (ص ۹۰۹)

اسی لئے اہل سنت والجماعۃ عامہ مومنین کی اتباع کرتے ہیں بنص قرآنی (پ ۵ ع ۱۴) اجماع امت برحق ہے جیسے ہم خواص کو بھی برحق کہتے ہیں۔ فرمان نبوی ہے کہ اللہ نے عمر کی زبان پر وفی روایۃ علیؓ کی زبان پر بھی۔ حق رکھ دیا ہے۔

﴿۱۰۶﴾ فرمایا قرآن میں تم سے پہلے کی خبریں۔ تمہارے بعد کے واقعات اور تمہارے درمیانی حالات کے احکام ہیں۔ (ص ۹۱۱)

پتھر کا جواب پتھر:

﴿۱۰۷﴾ فرمایا "جدھر سے پتھر آئے اسے ادھر ہی پلٹا دو کیونکہ سختی کا دفعیہ سختی ہی سے ہوسکتا ہے۔" (ص ۹۱۱)

ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ جنگ صفین کی تباہی اس لئے ہوئی۔ کہ سبائیوں نے شہادت عثمان سے پہلے امیر معاویہ سے کہا تھا۔ "ہماری حکومت آنے والی ہے ہم تم سے نمٹیں گے (طبری) پھر عثمان کو شہید کر کے معاویہ اور تمام عاملان عثمان کی برطرفی کا حکم دلایا پھر جمل میں تباہی کرنے کے بعد لاکھ بھر لشکر صفین (شام) جا پہنچا۔ نکلو ہم سب قاتلان عثمان ہیں ہم سے بدلہ لو۔ یہ فاتح قیصر ۶ ماہ صبر سے بیٹھا رہا بار بار ادب

سے قاصد بھیج کر یہ مطالبہ کرتا رہا کہ ان سے بدلہ لو ورنہ ۸/۱۰ مجرم ہی ہمارے حوالے کرو۔ حضرت علیؓ ان کے آگے بے بس تھے۔ ورنہ وہ جان سے مار دیتے جیسے پھر خارجی بن کر آپ کو شہید کر دیا۔ حضرت عثمان کا آمر قتل اشتر نخعی مر چکا تھا۔ ورنہ ابن ملجم قاتل نہ ہوتا۔ آپ کا کمانڈر انچیف یہی نخعی ہوتا جو باتفاق تاریخ طبری جمل میں طلحہ کی طرح علیؓ کو بھی عثمانؓ سے ملانا چاہتا تھا۔ مگر اپنے پیر ابن سبا یہودی نے اسے روک دیا تھا کہ ابھی قتل نہ کرو مسلمانوں سے ملے جلے رہو۔ (خوب لڑا کر پھر عثمان کی طرح دوسرے داماد علی کو بھی شہید کرو۔) باتفاق تاریخ پہل۔ حضرت علیؓ کے روکنے کے باوجود در نہج البلاغہ۔ عراقی لشکر نے کی مجبوراً معاویہ نے فرمان علی کے مطابق یہ پتھر ان پر واپس پھینک دیا تو ایسی مار پڑی اور ۵۰ ہزار عراقی ۲۰ ہزار شامی آدھے آدھے کام آ گئے کہ پھر کبھی عراقی بلوائیوں نے معاویہ سے لڑنے کا نام نہیں لیا۔ محمد بن اسماء (ولد ابی بکر) نے مصر میں۔ عثمان کے حامی خربتا والوں کو مارا پیٹا۔ معاویہ کو مصر فتح کرنے کا موقع مل گیا۔ پھر تو اس کی جرأت اتنی بڑھی اور پبلک اس کے حق میں رام ہوگئی کہ چند آدمی بھیجتے اور علی کے علاقہ پر قبضہ کر لیتے آخر ۳۸ھ میں۔ حضرت علیؓ نے معاویہؓ سے صلح کر لی۔ پُر امن حکومت دونوں حضرات چلاتے رہے۔ حتی کہ بدبخت ابن ملجم نام کے مومن نے آپ کو شہید کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مسلمان بھائیو! اب آپ کو پتہ چل گیا ہوگا کہ مشاجرات صحابہؓ کی بحث کتنی نازک ہے اور ہمیں اہلسنت اکابر نے بحث کرنے سے کیوں روکا ہے کہ کوئی فریق دلائل سے خالی نہیں کوئی ایک دوسرے کے آگے دبنے جھکنے والا نہیں سازش سب عثمان کے قاتلوں کی ہے کہ اپنی غلطی اب تک نہ مان کر امت محمدیہ کی تباہی کرا دی۔ اور سنی شیعہ خارجی تین فرقے

ایسے بنائے جواب تک لڑتے آرہے ہیں۔ یہ تو اللہ نے معاویہؓ کو طاقتور حکمران بنا کر مسلم کشی رکوا دی جیسے علیؓ نے فرمایا تھا۔ لوگو! امیر معاویہؓ (تمہاری نافرمانیوں کی وجہ سے) حاکم بن جائینگے تم ان کو برا نہ جاننا خدا کی قسم اگر یہ نہ رہے تو سر کندھوں سے گرتے رہیں گے۔ (طبری نہج البلاغہ وغیرہ) (جیسے حادثہ کربلا۔ حرہ اور مختار بن عبید ثقفی کا ۸۰ ہزار عراقی مارے مرانے کا فتنہ وغیرہ۔

اس معاویہؓ نے بار بار جوابی حملہ میں خارجیوں کا سر تو پھوڑ دیا۔ اور رافضی تقیہ و متعہ کے نہاں خانہ میں مستور ہوگئے اور اموی حکمران مسلسل فتوحات کرتے رہے۔ مگر ۹۰ سال بعد ابو مسلم خراسانی نے جب اہل بیت کے نام سے ابن سبا کی طرح اُٹھ کر لاکھوں عربوں اور امویوں کو بنو عباس اور ایرانیوں سے مروایا۔ بنو عباس شیعہ تو نہ بن سکے مگر تاریخ سبائیوں نے غلط درج کرادی اور فتوحات آج تک رک گئیں ((فوا اسفاء)

﴿۱۰۸﴾ ایک یہودی نے کہا کہ ابھی تم لوگوں نے اپنے نبی کو دفن نہیں کیا تھا کہ ان کے بارے میں اختلاف شروع کر دیا۔'' (ص۹۱۱) یہی ابن سبا کا پروپگینڈہ ہے۔ ورنہ اس وقت خلافت پر بھی کوئی اختلاف نہ ہوا۔ سب کے اتفاق سے حضرت ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر کثرت رائے سے علی رضی اللہ عنہم خلیفے ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم نے ان کے بارے میں اختلاف نہیں کیا بلکہ ان کے بعد جانشین کے سلسلہ میں اختلاف ہوا (کہ میں اور ۴ ساتھی مجھے چاہتے تھے) مگر تم تو وہ لوگ ہو کہ ابھی دریائے قلزم سے نکل کر تمہارے پیر بھی خشک نہ ہوئے تھے کہ اپنے نبی سے کہنے لگے کہ ہمارے لئے بھی ایسا خدا بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے خدا ہیں تو موسیٰؑ نے کہا بیشک تم ایک جاہل قوم ہو۔'' (ص۹۱۲)

حضرت ابن عباسؓ کا عمدہ مشورہ:

عبداللہ ابن عباس نے ایک امر میں آپ کو مشورہ دیا جو آپ کے نظریہ کے خلاف تھا۔

﴿۱۰۹﴾ تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے رائے دو اس کے بعد مجھے مصلحت دیکھنا ہے اور اگر میں تمہاری رائے کو نہ مانوں تو تمہیں میری اطاعت لازم ہے۔ (مترجم نہج ص ۹۱۳)

اس پر مفتی جعفرؒ لکھتے ہیں۔ عبداللہ بن عباس نے امیر المومنین کو یہ مشورہ دیا تھا کہ طلحہ اور زبیر کو کوفہ کی امارت کا پروانہ لکھ دیجئے اور معاویہ کو شام کی ولایت پر برقرار رہنے دیجئے یہاں تک کہ آپ کے قدم مضبوطی سے جم جائیں اور حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا۔ الخ

تبصرہ:

بھائیو! عقل و انصاف سے سوچیں کہ یہ چچا زاد بھائی جرامت ترجمان القرآن حضرت علیؓ اور آپ کی حکومت کا خیر خواہ ہے یا نہیں۔ اس مشورہ میں کونسی بات دین کے یا حضرت علی کی حکومت کے خلاف ہے؟ سبائی قاتلوں کا ان تین لیڈر صحابہ کے خلاف مشورہ دینا اپنی بات منوا لینا امت کی تباہی ہونا پھر اسی ابن عباسؓ پر ابوالاسود دؤلی کا مالی ناجائز الزام لگا کر بصرہ سے معزول کرا دینا بڑے بھائی عقیلؓ پر دولت طلبی کا الزام لگا کر معاویہؓ کے پاس بھجوا دینا۔ ان کے کیا کیا مشورے نقل کریں شرم آتی ہے۔ حضرت علی کا آخر پریشان ہو کر بار بار کہنا۔ ''کاش تمہیں دیکھا نہ ہوتا۔ تمہیں نہ بلایا ہوتا۔ تمہیں چھوڑ کر کہیں چلا جاتا۔ (نہج البلاغہ وغیرہ) مفتی جعفر جیسوں کو کیا یہ حق دیتا ہے کہ کہیں ''حضرت نے فرمایا میں،

دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنے دین کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتا۔'' (۹۱۴)
یہ تو'' رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا'' والی بات ہے۔ امام کو لغزش و خطاء سے معصوم مان کر اپنی کسی غلطی کا یہ سبائی اعتراف نہ کریں گے۔

﴿۱۱۰﴾ وہ عمر جس کے بعد اللہ کسی آدمی کے عذر کو قبول نہیں کرتا وہ ساٹھ سال کی عمر ہے۔ (ص ۹۱۵) یعنی اب بڑھاپے میں تو کوئی گناہ نہ کرے ہر وقت ندامت توبہ واستغفار میں لگا رہے۔

﴿۱۱۱﴾ اغنیاء کے مالوں میں اللہ نے غریبوں کی خوراک رکھی ہے لہٰذا اگر کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دولت مند اپنے مال کو سمیٹتا ہے غریب کا حق ادا نہیں کرتا تو خدائے بزرگ اس سے حساب لینے والا ہے۔'' (ص۹۱۵)

﴿۱۱۲﴾ سچا عذر پیش کرنے سے زیادہ وقیع یہ بات ہے کہ وہ گناہ وحق تلفی کرے ہی نہیں جس سے معافی مانگنی پڑے۔

﴿۱۱۳﴾ سلطان وحکمران اللہ کی سرزمین میں اس کے پاسبان ہیں۔'' (ص۹۱۶)
یہاں بادشاہوں کی حضرت علیؓ نے تعریف فرما دی کہ وہ خدا کی زمین و ملک میں رعایا کے پاسبان ہیں تو ان کی بھی عزت اور قدردانی کی جائے۔ بڑے اچھے خلیفوں سے ان کو کم پا کر ''بادشاہ تھے بادشاہ تھے۔'' کا طعنہ نہ دیا جائے تو خلفاء بنو امیہ ہوں یا بنوعباس۔ عثمانی ہوں یا برصغیر کے مغلیہ ہوں۔ ان کی اچھائیاں بھی لوگوں کو بتانی چاہئیں۔

﴿۱۱۴﴾ <u>مومن کے اوصاف عالیہ:</u>

﴿۱﴾ مومن کے چہرے پر بشاشت اور دل میں غم و اندوہ رہتا ہے۔
﴿۲﴾ ہمت اس کی بلند ہے اور وہ اپنے دل میں خود کو ذلیل وخوار سمجھتا ہے۔ ﴿۳﴾ سربلندی کو برا سمجھتا اور شہرت سے نفرت کرتا ہے اس کا غم

بے پایاں ہوتا ہے۔ ﴿۴﴾ بہت خاموش ہمہ وقت مشغول شاکر صابر فکر میں غرق، دست طلب بڑھانے میں بخیل خوش خلق اور نرم طبیعت ہوتا ہے۔ ﴿۵﴾ (شیطان کے مقابلہ میں) اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت اور خود (خدا کے لئے) غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے۔ (ص ۹۱۶)

﴿۱۱۵﴾ علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو (واقعہ کے مطابق سچا ہو) نفس میں میں رچ بس جائے ایک وہ جو صرف سن لیا گیا ہو۔ یہ علم فائدہ نہیں دیتا جب تک وہ دل میں راسخ (سچا یقینی) نہ ہو۔ (ص ۹۱۷)

﴿۱۱۶﴾ ظالم کے لئے انصاف کا دن اس دن سے زیادہ سخت ہوگا جس دن مظلوم پر ظلم کیا تھا۔ (ص ۹۱۸)

﴿۱۱۷﴾ سب سے بھاری گناہ وہ ہے جس کا ارتکاب کرنے والا اسے سبک اور معمولی سمجھے۔ (ص ۹۱۹) جیسے آج صحابہ کرام اولیاء عظام اور پابند سنت لوگوں پر تنقید اور عیب جوئی ایک فیشن اور معمولی سمجھتے ہیں۔

﴿۱۱۸﴾ جو شخص اپنے عیوب پر نظر رکھے گا وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہے گا۔" (ص ۹۱۹) (تجھے پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو فرقہ پرست غور کریں۔) اور جو اللہ کے دیئے رزق پر خوش رہے گا وہ نہ ملنے والی چیز پر رنجیدہ نہ ہوگا۔ زیادہ بولنے والا زیادہ لغزشیں کرے گا۔" (ص ۹۲۰)

﴿۱۱۹﴾ میرے ساتھیو! زن و فرزند کی زیادہ فکر میں نہ رہو۔ اگر وہ دوستان خدا ہیں تو خدا اپنے دوستوں کو برباد نہ ہونے دے گا۔ اور اگر وہ دشمنان خدا ہیں تو (اصلاح و نصیحت کے سوا) ان کی فکروں اور دھندوں میں پڑنے سے مطلب ہی کیا ہے۔ (ص ۹۲۱)

﴿۱۲۰﴾ سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس عیب کو برا کہو کہ اس جیسا خود تمہارے اندر موجود ہے۔ (ص ۹۲۱)

جو لوگ صحابہ کرام اور علماء دین پر تنقید کرتے اور ان کے غلط صحیح عیب

ڈھونڈ کر اچھالتے ہیں وہ اس سے عبرت پکڑیں۔

﴿۱۲۱﴾ کسی کے منہ سے نکلنے والی بات میں اچھا پہلو نکل سکتا ہو (تو وہی اس کی مراد سمجھو) اس کے بارے میں بدگمانی نہ کرو۔'' (ص ۹۲۳)

﴿۱۲۲﴾ دعا قبول کرانے کا ذریعہ:

جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم پر درود بھیجو پھر اپنی حاجت مانگو کیونکہ خداوند عالم سے یہ بلند تر ہے کہ وہ ایک دعا درود تو قبول کرے اور دوسری قبول نہ کرے۔ (ص ۹۲۳)

﴿۱۲۳﴾ وقت و امکان سے پہلے کسی کام میں جلدی کرنا اور موقعہ آنے پر دیر کرنا دونوں حماقتیں ہیں۔

﴿۱۲۴﴾ علم عمل سے وابستہ ہے لہٰذا جو جانتا ہے وہ عمل بھی کرتا ہے اور علم عمل کو پکارتا ہے اگر وہ لبیک کہے تو بہتر ورنہ وہ بھی اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔'' (ص ۹۲۵)

﴿۱۲۵﴾ فرقہ پرست اور فتنہ باز نہ بنو:

لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا جب ان میں صرف قرآن کے نقوش اور اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اس وقت مسجدیں تعمیر و زینت کے لحاظ سے آباد اور ہدایت (اتفاق) کی رو سے ویران ہونگی۔ ان میں ٹھہرنے والے اور انہیں آباد رکھنے والے (شرک و بدعت سے ملوث فرقہ وارانہ رسوم کی وجہ سے) اہل زمین کے بدترین لوگ ہونگے وہ فتنوں کا سرچشمہ اور گناہوں کا مرکز ہونگے جو ان فتنوں سے منہ موڑے گا (غیر بدعتی پابند سنت مسلمان ہوگا) انہیں ان ہی فتنوں (اپنے نعروں بدعتوں) کی طرف پلٹائینگے اور قدم پیچھے ہٹانے والوں کو دھکیل کر ان کی

طرف لائینگے۔ (ص ۹۲۵)

(آج لوگوں کو ایمان، سنت اور باہمی محبت سے دور کرنے والا ہر فرقہ سوچے کہ وہ خود قرآن وسنت اور اتفاق امت کا کتنا پابند ہے؟)

﴿۱۲۶﴾ کوئی شرف اسلام سے بلند تر نہیں کوئی بزرگی تقویٰ سے زیادہ باوقار نہیں کوئی پناہ گاہ پرہیز گاری سے بہتر نہیں کوئی سفارش کرنے والا توبہ سے بڑھ کر کامیاب نہیں۔ کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ بے نیاز کرنے والا نہیں۔ (ص ۹۲۶)

﴿۱۲۷﴾ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے آپ نے فرمایا اے جابر ۴ قسم کے آدمیوں سے دنیا قائم ہے۔

﴿۱﴾ عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو۔ ﴿۲﴾ وہ جاہل جو علم سیکھنے میں عار شرم نہ کرتا ہو۔ ﴿۳﴾ وہ سخی جو دینے میں بخل نہ کرتا ہو۔ ﴿۴﴾ وہ فقیر جو آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچتا ہو۔ تو جو عالم علم کو برباد کرے۔ ان پڑھ علم نہ سیکھے۔ سخی بخل کرے فقیر خدا کے بجائے دنیا والوں سے دولت مانگتا پھرے۔ (گویا جہان اپنے درست عمل پر قائم نہ رہا ضائع ہو گیا۔)

(ص ۹۲۷)

﴿۱۲۸﴾ تین قسم کے آدمی:

ایک وہ ہے جو برائی کو ہاتھ زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے چنانچہ اس نے اچھی خصلتوں کو پورے طور پر حاصل کر لیا۔ (جیسے کوئی نیک طاقتور کرے) دوسرا وہ ہے جو زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے لیکن ہاتھ سے اسے نہیں مٹاتا تو اس نے اچھی خصلتوں میں سے دو کو اپنایا اور ایک کو ضائع کر دیا تیسرا وہ ہے جو دل سے برا سمجھتا ہے لیکن اسے مٹانے کے لئے ہاتھ اور زبان سے کوئی کام نہیں لیتا (جیسے بے علم کمزور) اس نے

تین خصلتوں سے دو کو ضائع کر دیا اور ایک (چوتھا) وہ بھی ہے۔ جو ہاتھ زبان سے نہیں روکتا دل سے بھی برا نہیں جانتا (جیسے آج کل کا عالمی معاشرہ) تو وہ زندہ (رہ کر) مردہ لاش ہے معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام اعمال خیر۔ جہاد فی سبیل اللہ سمیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے گہرے سمندر میں سیپی۔ یہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایسا نہیں کہ اس کی وجہ سے موت قبل از وقت آ جائے یا رزق معین میں کمی ہو جائے اور ان سب سے بہتر وہ حق بات ہے جو کسی جابر حکمران کے سامنے کہی جائے۔'' (ص ۹۲۸)

یہ طویل ارشاد گویا اہلسنت کی ایک ایسی حدیث نبویؐ کی تشریح ہے۔ وللہ الحمد

﴿۱۲۹﴾ جسے عمل پیچھے کر دے اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔ (جیسے بڑے معلم کا بیٹا بھی محنت نہ کرنے سے فیل ہو جاتا ہے۔) اور ایک دوسری روایت میں ہے جسے ذاتی شرف و منزلت حاصل نہ ہو اسے آباؤ اجداد کا مرتبہ فائدہ نہیں دیتا۔'' (ص ۹۳۲)

یہ عام عند اللہ اور قانون کی بات ہے مگر سب مسلمان ایک نسبت و تعلق کی بھی قدر کرتے ہیں جیسے گناہگار سادات کا احترام کرتے ہیں اس لئے ہر قسم کے مسلمان آپ کی طرف منسوب شاگرد مرید صحابی کی عزت کریں جیسے امہات المومنین بنات طاہرات آپ کے دامادوں نواسوں۔ نسبی اور سسرالی تمام رشتہ داروں کی (مسلمان) قدر کرتے ہیں اور ان کے بدگو کو دشمن رسول جانتے ہیں۔

﴿۱۳۰﴾ مومن کے اوقات تین کاموں میں صرف ہوتے ہیں۔ ﴿۱﴾ اپنے پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے۔ ﴿۲﴾ بال بچوں کی روزی کماتا ہے۔ ﴿۳﴾ اپنی ذات اور اس کی لذتوں کے بارے سوچتا ہے

کہ کیا درست کام کروں اور کیا غلط کام چھوڑ دوں عقلمند آدمی کو زیب نہیں کہ وہ تین کاموں کے سوا گھر سے نکلے۔ معاش کے لئے۔ امر آخرت اور عبادت کے لئے یا ایسی لذت اندوزی اور ورزش کے لئے جو حرام نہ ہو۔'' (ص ۹۳۲)

﴿۱۳۱﴾ والد پر اولاد کے حقوق ہیں۔ اور اولاد پر والدین کے بھی۔ باپ کا حق اولاد پر یہ ہے کہ وہ سوائے خدا کی نافرمانی کے ہر بات میں ماں باپ کی فرمانبرداری کریں۔ اور والدین پر اولاد کے حقوق یہ ہیں کہ وہ ان کے اچھے نام رکھے۔ اچھے اخلاق و عادات سے آراستہ کرے اور قرآن کی ان کو تعلیم دے۔'' (ص ۹۳۴)

﴿۱۳۲﴾ ۳ باتیں واقعۃً ہو جاتی ہیں۔ نظر بد۔ جادو۔ نیک فال۔ البتہ بدفالی اور ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانے کا عقیدہ۔ جب تک خدا نہ چاہے۔ غلط ہے خوشبو سونگھنا۔ شہد کھانا۔ سواری کرنا سبزے پر نظر رکھنا غم واندوہ اور قلق و پریشانی کو دور کرتا ہے۔'' (ص ۹۳۴)

﴿۱۳۳﴾ لوگوں سے ان کے اخلاق و اطوار میں ہمرنگ ہونا ان کے شر سے محفوظ ہو جانا ہے۔ (ص ۹۳۴) یہ سیاست وحکومت میں کامیابی کی دلیل ہے مگر گناہوں اور بداخلاقی میں ان کے ہمرنگ نہ ہو بلکہ ان کے معاشرہ کو حاکم نیک چلن بنائے۔)

﴿۱۳۴﴾ خدا ہی سب کچھ طاقت والا ہے:

آپ سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ (قوت وتوانائی نہیں مگر اللہ کے سبب سے) کے معنے دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ ہم خدا کے ساتھ کسی چیز کے مالک نہیں اس نے جن چیزوں کا ہمیں مالک بنایا ہے بس ہم ان پر اختیار رکھتے ہیں تو جب اس نے ہمیں ایسی چیز کا مالک بنایا

جس پر وہ ہم سے زیادہ طاقت رکھتا ہے تو ہم پر شرعی ذمہ داریاں عائد کیں اور جب وہ اس چیز کو واپس لے گا تو ہم سے اس ذمہ داری کو بھی برطرف کر دے گا۔" (ص ۹۳۵)

مفتی صاحب اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ "مطلب یہ ہے کہ انسان کا کسی شے پر مستقلا تملک واختیار نہیں بلکہ یہ حق ملکیت اور قوت وتصرف قدرت کا بخشا ہوا ایک عطیہ ہے اور جبتک یہ تملک واختیار باقی رہتا ہے تکلیف شرعی برقرار رہتی ہے اور جب اسے سلب کرلیا جاتا ہے تو تکلیف بھی برطرف ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں تکلیف کا عائد کرنا تکلیف مالا یطاق ہے۔" (کہ بچے پاگل کو کہو تم نماز روزہ کرو یا غریب کو کہو کہ زکواۃ دو حج کرو غیرہ مفتی صاحب کی اس شرعی طاقت واختیار کی تشریح سے معلوم ہوا کہ جو جاہل حضرت علی یا دیگر آئمہ اولیاء کو عطائی طور پر مختار کل تمام کام کر سکنے کے مالک کلی عالم الغیب ہر جگہ ناظر وموجود خدا کے نور کا حصہ وجز اور دعا وپکار کے لائق جانتے ہیں وہ ان کو خدائی اختیار والا مان کر شرک کرتے ہیں ایسوں کو علیؓ نے زندہ جلایا تھا۔"

﴿۱۳۵﴾ تمہارے نفس کی آراستگی کے لئے یہی کافی ہے کہ جس چیز کو اوروں کے لئے ناپسند کرتے ہو اس سے خود بھی پرہیز کرو۔ (ص ۹۳۷)

یعنی تم نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارا گلہ غیبت اور عیب جوئی کرے تو تم بھی ایسا نہ کرو خاص کر صحابہؓ واولیاءؒ کی عیب جوئی بڑا گناہ ہے۔

﴿۱۳۶﴾ صاحبزادے امام حسن مجتبیٰؑ کو فرمایا: دنیا کی کوئی چیز اپنے پیچھے نہ چھوڑو۔ کیونکہ یا تو وہ ورثہ اس نیک آدمی کو ملے گا جو اس مال کو خدا کی راہ میں صرف کرے گا۔ (بات تو اچھی ہوئی مگر اس مال سے فائدہ اس نے اُٹھایا تم نے تو صدقہ کر کے فائدہ نہ اُٹھایا۔) یا لینے والا اسے خدا کی نافرمانی میں خرچ کرے گا تو وہ مال اس کی بدبختی کا سبب بنا اور تم اس

کے مددگار بن گئے۔ (ص ۵۳۸)

﴿۱۳۷﴾ حلم وتحمل ایک پورا قبیلہ ہے۔ص ۹۳۹ کہ سب کو اپنا معین و مددگار بنالیتا ہے۔ حضرت علیؓ کے محبّ وتابعدار امیر معاویہؓ نے یہی اصول اپنایا ان کا صبر وتحمل ضرب المثل بن گیا تو ۲۰ سالہ گورنری اور ۲۰ سالہ خلافت پرامن طریقہ سے کی ساری رعایا خوش اور مددگار بنی رہی مخالف بھی رام ہو گئے۔

﴿۱۳۸﴾ آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے۔ایک خوبصورت عورت گزری تو سب اسے دیکھنے لگے تو آپ نے (ڈانٹ کر) فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے کسی عورت کو پسند سے دیکھے تو بیوی کے پاس چلا جائے وہ بھی تو اس جیسی عورت ہے۔'' (ص ۹۴۰) ہم تو رافضیوں کی طرح اس سبائی معاشرہ پر تبصرہ نہیں کرتے۔ جیسے وہ بات کا بتنگڑ بنا کر اصحاب رسول پر کرتے ہیں۔)

﴿۱۳۹﴾ جو اپنے اندرونی حالات کو درست رکھتا ہے خدا اس کے ظاہر کو بھی درست کر دیتا ہے اور جو دین کے لئے سرگرم عمل رہتا ہے اللہ اس کے دنیا کے کاموں کو پورا کر دیتا ہے اور جو اپنے اور اللہ کے درمیان خوش معاملگی رکھتا ہے خدا اس کے اور بندوں کے درمیان کے معاملات ٹھیک کر دیتا ہے۔'' (ص ۹۴۱)

مسلمانوں کو نیک اور ایک بن کر رہنے اور حقوق اللہ وحقوق العباد کو درست رکھنے اور متحد ہونے کے لئے یہ نسخہ اکسیر ہے۔

﴿۱۴۰﴾ اولیاء اللہ کون ہیں:

دوستان خدا اور اللہ والے وہ ہیں جب لوگ دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کے باطن پر نظر رکھتے ہیں اور جب لوگ اس کی جلد میسر آجانے

والی نعمتوں میں کھو جاتے ہیں تو وہ آخرت میں حاصل ہونے والی چیزوں میں منہمک ہو جاتے ہیں اور جن چیزوں کے متعلق انہیں کھٹکا تھا کہ وہ انہیں تباہ کر دینگی تو انہوں نے خود ان کو تباہ کر دیا اور جن چیزوں کے متعلق انہوں نے جان لیا کہ وہ ان کو چھوڑ دینے والی ہیں تو انہوں نے وہ خود چھوڑ دیں اور دوسروں کے دنیا سمیٹنے کو کم خیال کیا اور اسے حاصل کرنے کو کھونے کے برابر جانا وہ ان چیزوں کے دشمن ہیں جن سے دوسروں کی دوستی ہے اور ان چیزوں کو دوست رکھتے جن سے اور ان کو دشمنی ہے۔

ان کے ذریعے سے قرآن کا علم حاصل ہوا اور قرآن کے ذریعے ان کا علم ہوا اور ان کے ذریعے سے کتاب خدا محفوظ اور وہ اس کے ذریعے برقرار ہیں وہ جس چیز کی امید رکھتے ہیں۔ اس سے کسی چیز کو بلند نہیں سمجھتے اور جس چیز سے وہ خائف ہیں اس سے زیادہ کسی شے کو خوفناک نہیں جانتے۔ (مترجم نہج البلاغہ ص ۹۴۱۔۹۴۲)

یہ صحابہ کرامؓ ہی کی مثال ہے پیغمبروں کے بعد سب سے بڑے اولیاء اللہ یہی ہیں گویا حضرت علیؓ نے اس آیت سے ان کے اوصاف عالیہ کی تصویر کشی کی ہے۔

''بیشک جو لوگ اپنے رب کی ہیبت و خشیت سے خوفزدہ ہیں اور وہ اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنے رب کے ساتھ (دعا و پکار نذر و امداد میں) کسی کو شریک نہیں کرتے جو لوگ اپنے رب کی راہ میں مال اس حالت میں دیتے ہیں کہ ان کے دل اس خوف سے کانپتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔ یہی لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ لگا رہے ہیں اور سب سے آگے بڑھ گئے ہیں ہم کسی کو ان کی طاقت سے زیادہ کا پابند نہیں کرتے ہمارے پاس ان کا نامہ اعمال ہے

وہ ٹھیک حق بتائے گا ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ ((مومنون ع ۴ پ ۱۸)
یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مذہب علی میں قرآن صحیح سالم و محفوظ ہے صحابہ کرام (خلفاء و راشدینؓ) نے اسے محفوظ و جمع کر کے دنیا میں بڑھایا پھیلایا۔ قرآن نے ان کے اوصاف حسنہ کو بیان کیا وہ خدمت قرآن ہی کی وجہ سے برقرار اور مسلمانوں کے دلوں میں محبوب ہیں۔ رضی اللہ عنہم

ایک طبقہ کا قرآن کو تبدیل شدہ ماننا اور جامعین قرآن کو تبدیل کرنے والا جاننا۔ قرآن کا انکار اور حضرت علیؓ کو جھوٹا کہنا ہے۔ (معاذ اللہ)

﴿۱۴۱﴾ زہد کی مکمل تعریف قرآن کے دو جملوں میں ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔
جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو اور جو چیز خدا تمہیں دے اس پر مت اتراؤ۔" (پ ۲۷ حدید ع ۳)
لہٰذا جو شخص جانے والی چیز پر افسوس نہیں کرتا اور آنے والی چیز پر اتراتا نہیں ہے اس نے زہد کو دونوں سمتوں سے سمیٹ لیا۔ (ص ۹۴۵)

﴿۱۴۲﴾ حکومت لوگوں کے لئے آزمائش کا میدان ہے۔" (ص ۹۴۵)
بالکل سچا فرمان ہے جن حکومتوں میں اسلام اور عوام کو فائدہ ہوا وہ کامیاب ہوگئے اور نقصان پہنچانے والے ناکام ہوگئے۔

﴿۱۴۳﴾ وہ تھوڑا عمل جس میں ہمیشگی ہوگی اس زیادہ سے بہتر ہے جس سے تنگ دل ہو (کر چھوڑ دے)

اہل بیت کو سیاسی نقصان کیسے پہنچا:

﴿۱۴۴﴾ زبیر (بن العوام حضرت علیؓ کا پھوپھی زاد بھائی) ہمارے اہل بیت کا فرد تھا۔ حتی کہ اس کا بدبخت بیٹا عبداللہ آ گیا (ہم اسے رضی یا سبائی پروپیگنڈہ کہتے ہیں۔ ورنہ جس داماد ابوبکرؓ نے۔ حضرت علیؓ کی بیعت کرنا

چاہی سب عمرؓ علیؓ کا رفیق و یار رہا انتخاب عثمان کے وقت اپنا حق حضرت علی کو دیدیا۔ پھر طلحہؓ کی طرح حضرت علیؓ کی بخوشی بیعت کر کے ذوالحجہ تا جمادی الاولی ۳۶ھ/ ۵ ماہ تقریباً حضرت علیؓ کے دربار سے وابستہ رہا۔ استحکام حکومت کے لئے مفید مشورے دیتا رہا۔ چونکہ یہ دونوں بلوائیوں سے بدلہ عثمانؓ کا حضرت علیؓ سے دلوانا چاہتے تھے۔ تو علیؓ پر قابض ان لوگوں نے (خطبہ ۱۶۶) طلحہ و زبیرؓ کو نکلوا دیا۔ تو اب بیٹے کو منحوس کہا جا رہا ہے۔)

قارئین محسوس نہ فرمائیں تو ڈر ڈر کر عرض کرتا ہوں۔ کہ سبائیوں کے شور و غوغا نے اہل بیت کی سیاست پر منفی اثر ڈالا وہ عام و خاص سے الگ رہے۔ حضرت عمر کے قتل کے آمر شہزادہ۔ ہرمزان کے قتل کے بدلے میں عبید اللہ بن عمرؓ کے قتل کا مشورہ تو دیا گیا۔ مگر امن عامہ کے نباض عثمان نے سب مہاجرین کی مان کر۔ دیت ادا کر دی۔ اور مسلمانوں کو جنگ و قتال سے بچا لیا۔ حضرت امام حسینؓ کوفہ چل پڑے اپنے ۱۰۰۰ سے زائد ہاشمیوں کو بھی ساتھ نہ لیا۔ ورنہ ابن زبیرؓ کی طرح مکہ و مدینہ والوں کو ساتھ ملا کر یزید سے جنگ لڑی جا سکتی تھی۔ پھر جب صفیہ ہاشمیہ (حضرت نبی و علی کی پھوپھی) کے پوتے عبداللہ بن زبیر قصاص حسین کے لئے اُٹھے افسوس کہ حضرت علی کے بیٹوں دامادوں نے بھی ساتھ نہ دیا۔ اہل مدینہ پر قیامت گزر گئی۔ جب یزید کے بعد عبداللہ بن زبیر خلیفہ بن گئے تو بنو ہاشم کو خوش ہو کر ساتھ دینا چاہئے تھا مگر وہ ان کی نصرت سے محروم رہے۔ مروان نے شام میں الگ حکومت قائم کر لی حتی کہ ۱۰ سال بعد حضرت زبیر کو خانہ کعبہ پر سولی لٹکا دیا اور بنو امیہ مضبوط ہو گئے۔

اگر مروان کے اُٹھنے سے پہلے ہاشمی ہی زبیرؓ کی طرف سے شام کے گورنر

بن جاتے تو بنوامیہ کی حکومت پھر ہرگز نہ آتی مگر۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

شیعو! ''ہم پاک طیب ہیں ہمارے امام معصوم ہیں۔'' کے نعروں سے ہی دل نہ بہلایا کرو کہیں اپنی غلطیاں بھی گنا کرو۔

﴿۱۴۵﴾ ابن آدم کو فخر و مباہات سے کیا واسطہ جبکہ اس کی ابتدا نطفہ اور انتہا مردار ہے وہ نہ اپنے لئے زندگی میں رزق کا سامان کر سکتا ہے اور نہ موت کو اپنے سے ہٹا سکتا ہے۔'' (ص ۹۴۷)

﴿۱۴۶﴾ دو خواہشمند سیر نہیں ہوتے۔ طالب علم اور طالب دنیا۔ (ص ۹۴۹)

﴿۱۴۷﴾ ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تمہارے لئے سچائی باعث نقصان ہو تو اسے جھوٹ پر ترجیح دو اگر چہ جھوٹ بولنے میں نفع ہو اور تمہاری باتیں تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں اور دوسرے کے متعلق بات کرنے میں اللہ کا خوف کرتے رہو۔ (ص ۹۵۰)

معلوم ہوا گلہ غیبت اور عیب جوئی گیری میں لگا رہنا ایمان کے خلاف ہے جو آج نام کے مومنوں کا شعار ہے۔

﴿۱۴۸﴾ تقدیر ٹھہرے ہوئے اندازے پر غالب آجاتی ہے۔ یہاں تک کہ چارہ سازی ہی آفت کا سبب بن جاتی ہے۔'' (ص ۹۵۰)

﴿۱۴۹﴾ انصار کی مدح و توصیف میں فرمایا خدا کی قسم انہوں نے اپنی خوشی سے اسلام کی اس طرح تربیت کی جس طرح کہ یکسالہ بچھڑے کو پالا پوسا جاتا ہے۔ اپنے کریم ہاتھوں اور تیز زبانوں کے ساتھ۔ (ص ۹۵۲)

یہ وہی انصار ہیں کہ اپنے سردار حضرت سعد بن عبادہ کو خلیفہ نہ چنا حضرت ابوبکر صدیق ہی کو اپنے اسمبلی ہال سے خلیفہ بنا کر اُٹھایا پھر مہاجرین وغیرہ سب نے بیعت کی۔

﴿۱۵۰﴾ غالی دوست اور دشمن ہلاک ہیں:

یھلک فی رجلان محب مفرط و باھت مفتر.
دو گروہ میرے بارے ہلاک ہونگے۔ حد سے زائد محبت کرنے والا۔
رضی کہتے ہیں یہ اسی طرح ہے جو آپ نے فرمایا۔ دوسرا جھوٹ و افترا (باندھنے والا) اور حدیثیں خود گھڑ کر اہل بیت کا کلام بتانے والا)
''دو آدمی میرے بارے ہلاک ہونگے۔ غالی حبدار اور دوسرا دشمنی و عناد رکھنے والا۔ (ص ۹۵۳)
اس کی تشریح گزر چکی۔ حد سے بڑھ کر دوست و دشمن دونوں گمراہ ہیں اکثریتی پابند اعتدال محبّ ٹھیک مسلمان و مومن ہیں۔

﴿۱۵۱﴾ زیاد بن ابیہ حضرت کی طرف سے گورنر ایران تھے تو آپ نے عدل و انصاف کی یوں تلقین فرمائی اور پیشگی مالگزاری لینے سے روکا عدل کی روش پر چلو بے راہ روی اور ظلم سے کنارہ کشی کرو کیونکہ بے راہ روی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں گھر بار چھوڑنا پڑے گا۔ اور ظلم انہیں تلوار اُٹھانے کی دعوت دے گا۔'' (ص ۹۵۵)
یہ زیاد حضرت علیؓ کا خاص محبّ اور سپاہی پارٹی شیعہ میں سے تھا شام میں لشکر معاویہؓ سے جنگ جا لڑی تھی۔ معاویہؓ کو خط لکھا کرتا تھا کہ علیؓ کی بیعت کرو جبکہ مہاجرینؓ و انصارؓ اور بکثرت مسلمان آپ کے ساتھ ہیں۔'' تا زیست حضرت علی کا وفادار رہا جب سبائی خارجیوں نے حضرت علی کو شہید کر دیا۔ اور امیر معاویہ نے اس کی لیاقت دیکھ لی تھی تو بیعت حسن کے بعد اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ سیاسی اونٹ کسی کروٹ وفا شعار نہیں ہوتا۔ یہ ابوسفیان کا بیٹا تھا مگر مشہور نہ تھا زیاد بن ابیہ اسے کہتے تھے۔ امیر معاویہؓ کو ایسے لوگ مل گئے جنہوں نے اس کی ماں سمیہ سے جاہلی قسم کے نکاح کی شہادت دی تو آپ نے اسے اپنا بھائی قرار دیا دہ

اور حضرت علیؓ نے بھی گواہی دی کہ ابوسفیان نے میرے سامنے اسے اپنا بیٹا کہا تھا۔ پھر اپنے دور میں اسے گورنر بنائے رکھا اس وقت تو کسی شیعہ نے اسے حرامی نہ کہا اب معاویہ کے اسے اپنا بھائی ثابت کرنے پر شیعہ نے اسے حرامی بنا دیا اور اب تک یہ طعن دیتے آ رہے ہیں اسی پر ایک شاعر نے کہا ہے۔

تیری زلف میں تھی تو حُسن کہلائی
وہی تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے

حضرت عمرؓ کی خاص تعریف:

﴿۱۵۲﴾ حضرت علی کے اقوال و ارشادات اور تلخیص نہج البلاغہ کا خاتمہ ہم آپ کے اس فرمان منبع ایمان پر کرتے ہیں۔

وقال علیه السلام فی کلام له و ولیهم و ال فاقام و استقام حتی ضرب الدین بجرانه (ص ۹۵۴)

(بعد از پیغمبر، لوگوں کے امور کا ایک وہ حاکم و فرمانروا بنا جو سیدھے راستے پر چلا اور لوگوں کو اس سیدھی راہ پر چلایا یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ ٹیک دیا۔ (یعنی وہ خوب مستحکم اور پختہ ہو گیا۔)

باتفاق شارحین نہج البلاغہ اس خلیفہ سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ یا عمر فاروقؓ یا دونوں ہیں۔

مفتی محمد عبدہ کی شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۱۰۷ طبع بیروت میں ہے یا حضور علیہ السلام کی ذات مراد ہے کہ آپ ان کے امور کے سرپرست بنے۔ اور شریعت ان میں چلائی ایک قائل یہ کہتا ہے کہ عمر بن خطاب مراد ہیں۔

نہج البلاغہ کی شرح ابن ابی الحدید ج ۲۰ ص ۲۱۸ ط اسماعیلیان قم ایران میں اس سے پہلے عبارت یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے خطبہ میں فرمایا:

فاختار المسلمون بعده بآرائهم رجلا منهم فقارب و سدد

حسب استطاعة علی ضعف و حد کا نافیه وولیهم و ال فاقام و استقام حتی ضرب الدین بجرانه.

(شرح ابن الحدید قدیم ج ۳ ص ۹۲ مصر)

حضور علیہ السلام کے بعد سب مسلمانوں نے اتفاق رائے کے ساتھ اپنے میں سے ایک آدمی (ابوبکر صدیقؓ) کو خلیفہ چنا جس نے (اسلام پر) مسلمانوں کو قریب (جمع) کر دیا اور حفاظت کی مضبوط دیوار قائم کر دی۔'' (کہ منکرین زکوٰۃ مرتدوں اور جھوٹے دعویداران نبوت کا خاتمہ کر دیا۔) پھر عمر والی بنے۔الخ

حضرت علیؓ کے اس کلام صداقت اسلام نے اور شارحین نہج البلاغہ نے شیخین اسلام حضرت ابوبکر و عمرؓ کے ایمان و خلافت پر پوری امت کے اتفاق کی بھی صراحت کر دی جس سے کسی مسلمان کو انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

شیعہ کے ہاں مستند کتاب تاریخ طبری ج ۲ حالات ۱۱ھ در سقیفہ بنو ساعدہ میں ہے۔

(جب حضرت ابوبکرؓ نے انصار کو الائمۃ من قریش۔ کہ خلیفے قریش سے ہونگے۔ارشاد نبوی سنا کر مطمئن کر دیا پھر فرمایا یہ عمر اور ابوعبیدہ بن الجراح قریشی موجود ہیں ان میں سے ایک کی بیعت کر لو تو ان دونوں نے کہا آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ سب مہاجروں سے افضل (کہ ہجرت پیغمبر کے ساتھ کی تھی) غار میں حضور کے دوہرے ساتھی۔نماز پڑھانے میں حضور علیہ السلام کے جانشین ہیں نماز دین میں سب سے افضل ہے تو ابوبکر ہاتھ بڑھائیں ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔مگر ان دو سے پہلے بشیر بن سعد انصاری اور اس کے ساتھی نے کر لی جو حضور علیہ السلام کی تدفین میں مصروف ابوبکر و عمرؓ کو بلا کر لائے تھے۔تو اب سب انصار۔خزرجی اوسی بیعت کرنے لگے قبیلہ اسلم پوری جماعت لے آیا کہ گلیاں بھر گئیں اور ابوبکر کی بیعت کی۔ہر طرف سے لوگ ابوبکرؓ کی بیعت کرنے آ رہے تھے سب انصار کی بیعت کے بعد سعد (بن عبادہ سردار انصار) نے بھی کر

لی۔ (طبری ج ۲ ص ۴۵۸۔ ۴۵۹ ط بیروت) آخر میں یہاں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر مناسب ہے تو اس سے پہلے خلیفہ اول حضرت عبداللہ بن عثمان (ابوبکر صدیقؓ) کو خراج عقیدت پیش کرنا ضروری ہے کہ آپ نے خدا و رسول کے فیصلے اور تمام مسلمانوں کے اتفاق سے خلافت راشدہ کی بنیاد ایسے رکھی کہ دنیائے کفر کو متزلزل کر دیا اور بین الاقوامی طاقتیں ایران و روم کو ختم کر کے پرچم اسلام چار سو لہرا دیا اور خدا کا فرمان سچا ہوا۔ ''تم ہی سب پر غالب رہو گے اگر تم مومن ہو گے۔ (پ ۴ ع ۵)

پھر عثمان ذوالنورینؓ کو بھی خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔ حضرت علیؓ کا ذکر خیر مقدمہ میں آ چکا ہے یہ چاروں۔ دو باپ کی طرح محترم اور دو بیٹوں کی طرح پیارے۔ حضور علیہ السلام اور پوری امت کو محبوب تھے ہم تمام فرقے بھی مومن اور جنتی تب ہونگے کہ خدا کی محبوب ہستی کے ان ۴ پیارے رشتہ داروں سے محبت برقرار رکھیں کسی کی محبت میں کمی نہ کریں اور دشمنی تو کفر ہی ہے۔

عام کتب رجال کے سوا تاریخ طبری وغیرہ سے سیرت خلفاء حاضر ہے کہ ہر مکتب فکر عقیدت سے پڑھے۔

☆☆☆

پہلا خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی عبداللہ ولد عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب ہے ساتویں پشت مرہ میں حضور علیہ السلام سے نسب مل جاتا ہے۔ ماں ام الخیر سلمہ بن صخر بن عامر ہیں ماں باپ بیٹے پوتے چاروں صحابی مسلمان ہیں۔ یہ خصوصیت اور کسی صحابی کو حاصل نہیں آپ کا نام عتیق (شریف اور دوزخ سے آزاد) بھی بتایا گیا ہے۔ بکر نام کا آپ کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ بکر صبح تڑکے کو کہتے ہیں ہر اچھے کام میں سبقت کرتے تھے۔ تو ابوبکر کنیت مشہور ہوگئی جیسے بھلائی والے کو ابو الخیر امداد دینے والے کو ابوالنصر سخی کو ابو الفیض اور پیسے والے کو ابو الدینار والدراھم عرب کہہ دیتے ہیں۔

عام الفیل کے ۳ سال بعد ۵۷۳ء میں پیدا ہوئے حضور علیہ السلام کی طرح ۶۳ سال عمر پا کر ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ میں وفات پائی اور حضور علیہ السلام کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ خلافت ۲ سال ۳ ماہ اور ۱۰ دن پائی وفات مغرب و عشاء کے درمیان ہوئی بیٹے عبدالرحمٰن اور بیوی نے غسل دیا دو پرانے اور ایک نئے کپڑے میں کفن ملا حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی قبر میں عمر عثمان طلحہ عبدالرحمٰن ابن ابی بکرؓ نے اتارا اور رات منگل کے دن دفنائے گئے۔ اے یار غار و مزار آپؐ پر لاکھوں سلام! خوبصورت چہرہ میانہ قد لاغر بدن گہری نظروں والے پتلی ٹانگوں والے مگر سب پر بارعب تھے مہندی لگاتے تھے رضی اللہ عنہ۔

ترمذی شریف کی روایت کے مطابق آپ سب سے پہلے اسلام لائے گو تاریخ میں حضرت خدیجہ علی زید بن حارثہ اور ابوبکر صدیقؓ کا پہلے دن ایمان لانا لکھا ہے۔ طلبہ کے اول و دوم داخلہ پر بحث نہیں ہوتی لیاقت اور مانٹیر بن جانے پر ہوتی ہے۔ اگر تین پہلے مسلمان مانے جائیں مگر حضور کے میدان تبلیغ میں معاون بالغ مرد آزاد ابوبکر صدیق ہی تو بنے اور دو کے سوا سب عشرہ بالجنۃ اور دیگر لاتعداد افراد آپ کے ذریعے مسلمان ہوئے۔

عمرو بن عبسہؓ باہر سے آنے والے مسلمان یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ کے ساتھ ایک آزاد اور ایک غلام ہی امدادی تھے۔ عتیق کی طرح صاحبہ (حضور کے ساتھی) آپ کا لقب زبان زد عام وخاص تھا۔ ہجرت کے مشکل سفر میں اللہ نے اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ۔فرما کر یہی لقب مشہور استعمال کیا وہ پیغمبر اپنے ساتھی (ابوبکر) سے کہہ رہا تھا (میرا) غم وفکر نہ کر اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ (پ ۱۰ ع ۱۲) سفر ہجرت میں دونوں کے قتل کا انعام کفار نے ۱۰۰/۱۰۰ اونٹ مقرر کیا تھا۔ بارہا ایسا ہوا کہ حضور تقریر فرماتے ہیں کافر مارنے آ جاتے ہیں ابوبکر چھڑا کر کہتے ہیں۔ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ ۔کیا تم اسے قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر کفار ابوبکر کو مار مار کر بے ہوش کر دیتے ہیں۔ ہوش آتا تو پھر پوچھتے ہیں حضور علیہ السلام کا کیا حال ہے والدہ ڈانٹتی ہیں خود مر رہے ہو ابھی حضور کی فکر ہے۔ فرمایا۔ جب تک حضور علیہ السلام کی سلامتی کی خبر نہ لاؤ گی میں کچھ نہ کھاؤں پیئوں گا۔ والدہ گئیں تو حضور نے فرمایا میرے یار کو کہو میں صحیح وسلامت ہوں (ابن ہشام)

رات کو آواز سے قرآن پڑھتے لوگ مسلمان ہو جاتے کفار نے مجبور کیا تو ہجرت پر جا رہے تھے کفار کا سردار ابن دغنہ راستے سے واپس لے آیا کہ تم جیسوں کو نکالنے والے بے وقوف ہیں۔ ا۔تم تو صلہ رحمی کرتے ہو۔ ۲۔ سچ ہی بولتے ہو۔ ۳۔محتاجوں کے کام آتے ہو۔ ۴۔ مصیبت زدوں کی امداد کرتے ہو۔ ۵۔مہمان نواز ہو تم ایسے بامروت انسان کو باہر نہیں جانا چاہیئے پھر کفار کو کہا کہ میں ان کو امان دیتا ہوں۔ آپ ٹھہر گئے پھر رات کو قرآن اونچا پڑھنا شروع کر دیا کفار نے ابن دغنہ سے شکایت کی تو ابوبکر نے کہا میں تیری امان واپس کرتا ہوں۔ اللہ میرا محافظ ہے اب بحکم رسول ہجرت آپ کے ساتھ کروں گا۔ یہی اعلیٰ انسانی اوصاف حضور کے تھے۔ اور حضرت خدیجہؓ نے آغاز وحی پر آپ کے بتا کر تسلی دی تھی۔ (کتب سیرت)

عہد نبوت کی طرح زمانہ جاہلیت میں بھی آپ زنا وشراب وغیرہ قبائح

سے پاک تھے اور قاضی تھے۔ کیونکہ آپ کے قبیلہ قریش بنو تیم کا منصب بھی یہی تھا تو اگر کسی مجرم کا مال کم ہوتا تو دیت وتاوان کی کمی خود پوری کر دیتے تھے مکہ کی ہر سختی مصیبت میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ شعب ابی طالب کی ۳ سال کی قید آپ کے ساتھ گزاری۔ معراج کی سب سے پہلے آپ نے کفار کے سامنے تصدیق کی اور فرمان رسالت سے ''صدیق'' کا لقب پایا بدر احد خندق صلح حدیبیہ خیبر فتح مکہ غزوہ حنین وطائف وغیرہا ہر معرکے میں آپ کے ساتھ اور ثابت قدم رہے۔ آپ کے بیٹے عبداللہ جنگ طائف میں زخمی ہوئے پھر ایک ماہ بعد شہید ہوگئے مکہ میں قریش سے گفتگو میں نمائندگی ابوبکر وعمر ہی کرتے تھے۔ جب رومیوں کو ایرانیوں سے ۶ نبوت میں شکست ہوئی اور کفار نے طعنہ دیا تو سورت روم کی آیت نازل ہوئی کہ ''شکست کھانے والے رومی چند سالوں میں پھر غالب آ جائینگے۔'' تو ابوبکر نے رومیوں کی فتح کے یقین میں شرط طے کرادی جو اس وقت جائز تھی۔ تو بدر کی فتح کے موقعہ پر رومی بھی ایرانیوں پر غالب آ گئے اور ابوبکر تنہا مکہ آئے مقررہ انعام عکرمہ بن ابو جہل سے وصول کر کے مسلمانوں کو دیا غالباً عکرمہ نے باپ کے وعدہ کی پابندی کی اور مال دے دیا۔ تو خدا نے فتح مکہ کے بعد ایمان کی دولت اسے دیدی۔ اس خطرناک موقعہ پر ابوبکر کا دشمنوں کے گھر آ کر انعام وصول کرنا آپ کی بے مثال جرأت ہے۔

جیسے شب ہجرت سارا مال گھر سے اُٹھا لیا۔ مکہ میں بلال و زہیر جیسے مسلمان غلاموں باندیوں کو آزاد کرایا اور الاتقیٰ۔ سب سے بڑے متقی کی قرآنی شہادت پائی۔ تبوک میں سارا مال حضور علیہ السلام کو دے دیا۔ ہر موقع پر بے مثال چندہ دیتے تھے۔ مفسرین نے یہ آیت آپ کی شان میں لکھی ہے ''جو لوگ اپنے اموال دن رات کھلے چھپے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے لئے رب کے ہاں ثواب مقرر ہے ان کو نہ ڈر ہوگا نہ وہ غمگین ہونگے۔ (پ۳ ع۶) ابوبکر کو آپ نے بطور وزیر مشیر اور محافظ ساتھ رکھا۔ سپاہیانہ خدمات کم لی۔ پھر ولیعہد بنایا ۹ھ میں پہلے حج کا امیر آپ کو بنایا پھر سورت توبہ نازل ہوئی تو اعلان براءت کے لئے

آپ نہ آسکے تو علی کو نمائندہ بنا کر بھیجا۔ آپ نے اعلان برأت کیا اور صحابہ سے کرایا۔ مگر حج ابوبکر نے پڑھایا حضرت علی نے بھی پڑھا مرض وفات میں مصلی ابوبکر کے حوالے کیا یہ کہہ کر منبر بھی آپ کے حوالے کیا۔ کہ اگر تو پھر مسئلہ پوچھنے آئے اور مجھے نہ پائے تو ابوبکر سے پوچھنا۔ نیز فرمایا میں چاہتا تو ہوں کہ خلیفہ ابوبکر کو بنا جاؤں کہ اور کوئی تمنا نہ کرے مگر ضرورت نہیں و یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر۔ خدا اور مسلمان صرف ابوبکر کو ہی خلیفہ بنائینگے۔ آپ نے حضرت ابوبکر کو اپنا بعد از خدا خلیل۔ سب لوگوں سے زیادہ احسان کرنے والا سب سے زیادہ پیارا غار اور حوض کا ساتھی۔ مسلمانوں کا امام۔ آگ سے عتیق و آزاد۔ جنت میں سب پہلے جانے والا فرمایا۔ نیز شیخین کے متعلق فرمایا۔'' کہ میرے بعد (ان کو خلیفہ بنا کر) ابوبکر وعمر کی پیروی کرنا۔ دونوں کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ ہم تینوں جنت میں یوں داخل ہونگے۔ یہ دونوں میری آنکھ اور کان ہیں۔

میرے زمین کے وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ جنتی ہیں۔ حضرت عثمان۔ عمر ابوبکر اور حضور احد پہاڑ پر تھے وہ رعب سے کانپا تو فرمایا تھم جا تجھ پر نبی صدیق اور دو شہید ہیں تینوں کو بار بار جنت کی بشارت دی۔ ابن عمر کا بیان ہے ہم حضور علیہ السلام کی زندگی میں ابوبکر و عمر عثمان کو سب سے افضل کہتے تھے ایک خواب میں حضور کے ساتھ ان کو جوڑا گیا تو یہ تعبیر ہوئی۔ کہ آپ کے بعد آپ کے یہ خلیفے ہونگے۔ (ابو داؤد) آپ کی خلافت پر سب مسلمانوں نے اتفاق کیا۔ حضرت علی طلحہ زبیر نے شریک مشورہ نہ ہونے کی شکایت کی۔ حضرت ابوبکر نے اچانک ہنگامی حالت بیان کر کے مطمئن کر دیا تو یہ بھی فرمایا میں بیعت واپس کرتا ہوں تم میں سے جو چاہے خلیفہ بن جائے۔ ان تینوں نے کہا آپ ہی سب سے زیادہ حق دار ہیں پھر بیعت کر لی پھر عمر اور عثمان پر بھی سب نے اتفاق کیا تو خلفاء ثلاثہ کو برحق نہ ماننا۔ قرآن حدیث اور سب مسلمانوں کی تکذیب کرنا ہے۔ آپ نے لغت قریش والے ایک قرآن کو جمع کیا اسامہ کا لشکر روم بھیجا جو کامیاب واپس آیا عراق و شام کو فتح کیا مسلیمہ کذاب سے جنگ میں بنو حنیفہ سے ایک باندی

حضرت علی کو دی جس سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے ۔ ابوبکر خلیفہ ہوئے تو بڑی آزمائش یہ آ گئی۔ کہ منافق زکوٰۃ کے منکر بنے کچھ کھلے مرتد ہوئے۔ کچھ جھوٹے دعویداران نبوت کے حامی بنائے گئے۔ یہ حضور کو دیکھنے والے صحابی نہ تھے۔ الحمد للہ کوئی مومن صحابی مرتد نہ ہوا تو ابوبکر صدیق نے پامردی سے سب فتنوں کا مقابلہ کیا اسلام کو دست برد ہونے سے بچالیا خدا نے پہلے ہی ابوبکر اور آپ کی جماعت کے کامیاب اور مومن ہونے کی خبر دیدی تھی۔ ''مسلمانو اگر تم میں سے کوئی مرتد ہو جائے تو خدا عنقریب ایسے لوگوں کو لائے گا جن سے خدا محبت کرے گا اور وہ خدا سے محبت کرتے ہونگے مومنوں کے لئے وہ رحمدل ہونگے اور کافروں کے لئے سخت راہ خدا میں جہاد کرینگے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرینگے یہ فضل خدا ہے جسے چاہے عطا کرے۔ اللہ بڑے وسیع علم والے ہیں۔ (پ ۶ ع ۱۲)

خسر پیغمبر خلیفہ دوم امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن زراح بن عدی بن کعب۔ آپ کی ساتویں پشت کعب میں حضور علیہ السلام سے مل جاتے ہیں ۔ والدہ کی طرف سے چھٹی پشت میں جا ملتے ہیں۔ قریش کی طرف سے آپ کا خاندان بنو عدی سفارت کا کام کرتا تھا آپ کی کنیت بیٹی حفصہ جو امہات المومنین ہیں ۔ کے نام سے ابوحفصہ اور لقب فاروق ہے۔ جو حضور نے آپ کو اس وقت دیا جب آپ کا فیصلہ نہ ماننے والے منافق کو آپ نے قتل کر دیا تھا مسلمانوں نے سب سے پہلے آپ کو امیر المومنین کا لقب دیا۔ بعثت نبوی کے وقت عمر ۲۷ سال تھی۔ مسلمانوں کے سخت مخالف تھے۔ جب ۵ نبوت بہت سے مسلمان مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کو ہجرت کر گئے تو عمر کا پتھر دل نرم ہوا بہن فاطمہ کو مارنے سے ترس آ گیا ایک دن پہلے جو حضور نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! عمر یا ابوجہل میں سے ایک کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ وہ منظور ہوگئی آپ چالیسویں مسلمان ہیں۔ ۳ دن پہلے حمزہ مسلمان ہوئے تھے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ''اے نبی تجھے اللہ کافی

ہے اور وہ مسلمان کافی ہیں جو مومنین تابعدار ہیں۔ یا اللہ آپ کو اور آپ کے اُن تابعدار مومنین کو کافی ہے (پ ۱۰ ع ۴)

مسلمان ہوتے ہی آپ نے یہ تحریک اُٹھائی اب ہم خانہ کعبہ جا کر نماز پڑھینگے۔ مسلمانوں نے جبل ابوقبیس سے اترتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا شہر مکہ لرز اُٹھا۔ کفار سہم گئے۔ مسلمانوں نے ایک جگہ بتوں سے پاک کر کے پہلی دفعہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھی۔ مسلمانوں کو خانہ کعبہ کا حق عمر نے دلا دیا تبھی تو حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ ''عمر کا اسلام لانا مسلمانوں کا غلبہ اور عزت تھی ہجرت کرنا خدا کی مدد تھی اور عمر کی خلافت خدا کی رحمت تھی۔ ہم خانہ کعبہ میں نماز نہ پڑھ سکتے تھے تو عمر نے نماز پڑھوائی (ہر کتاب سیرت)...... پھر عمر خانہ کعبہ کے دروازوں پر کھڑے ہوتے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ زور سے پڑھتے کافر پل پڑتے مارتے گراتے آپ ان کو کشتی میں بچھاڑتے۔ بالآخر انہوں نے سب سے پہلے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا آپ کو حضور نے گھر میں چھپ رہنے کا حکم دیا کہ ہم نے غلبہ اسلام کے لئے آپ کو خدا سے مانگا ہے۔ اس لئے نہیں کہ ابھی تنہا لڑ کر شہید ہو جاؤ پھر آپ نرم پڑ گئے اب ان کے اسمبلی ہال میں پہنچ کر تقریر کرتے ان کے آدمی مسلمان بناتے۔ اس سے کفار اور تنگ آ گئے آخر سب شہر نے معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکایا اور شعب بنو ہاشم میں ۳ سال تک سب مسلمانوں کو قید کر دیا۔ ۱۰ نبوت میں رہائی پائی اور آپ کو جسمانی معراج آسمانی کی سعادت کے بعد مدینہ میں مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت مل گئی۔ وہ تنہا تنہا چھپ کر ہجرت کو جاتے تھے۔ جب عمر نے ہجرت کرنا چاہی تو اعلان کیا آج ہجرت علانیہ کروں گا جس نے بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرانا ہو وہ مجھے فلاں جگہ ملے۔ چھپے ہوئے مسلمانوں کی ہمت بڑھ گئی عمر کے ساتھ ۲۰ مہاجروں نے علانیہ ہجرت کی جن میں سید الشہداء حمزہؓ بن عبدالمطلب بھی تھے۔ پورا شہر بھی ان کو نہ روک سکا۔ جنگ بدر میں حضرت عمرؓ نے ماموں کو قتل کیا۔ پھر کوئی کافر سامنے نہ ٹھہرتا تھا۔ اللہ نے فتح دی۔ ۷۰ کافر مارے گئے ستر رؤسا قریش قید ہوئے۔ عام مسلمانوں کے برعکس عمر کی

رائے ان کو قتل کرنے کی تھی مگر کثرت رائے سے فدیہ لیا گیا تو عمر کی تائید میں انفال کی عتابی آیات نازل ہوئیں۔ ''اگر نوشتہ تقدیر نہ ہوتا تو جو تم نے ان سے فدیہ لیا اس پر تم کو بڑا عذاب آتا۔'' (پ ۱۰ ع ۵) تو سب مسلمان رونے لگے احد میں ثابت قدم رہے جب مسلمانوں نے نیچی میدانی جگہ میں نقصان اُٹھانے کے بعد پہاڑی پر چڑھ کر مورچہ بدلا خالد و ابوسفیان نے وہاں چڑھنا چاہا تو حضرت عمرؓ نے بحکم رسول چند مہاجرین کو ساتھ لے کر پتھروں سے ان کو مار بھگایا۔ ابن قمئہ کافر نے ابوسفیان کو بتایا تھا کہ حضرت محمد ابوبکر و عمر تینوں مسلمانوں کے بڑے لیڈر مارے گئے ہیں اسلام کا خاتمہ ہو گیا تب اس نے پہاڑی سے پوچھا (افیکم محمد افیکم ابن ابی قحافہ افیکم عمر بن الخطاب حضور نے جواب سے روک دیا۔ وہ خوش ہو کر بولا اسلام ختم ہو گیا۔ پھر اُعلُ ھُبُل کا نعرہ لگایا اب حضور نے عمر سے کہا جواب دو تو عمر بولے اے دشمن خدا ہم تینوں زندہ ہیں۔ پھر فرمایا اللہ اعلیٰ و اجل اور ''ہمارا عزیٰ ہے'' کے جواب میں کہا اللہ مولانا و لا مولیٰ لکم اللہ ہی ہمارا مالک و مددگار ہے۔ تمہارا نہیں پتہ چلا کہ کافروں کو یہی تین لیڈر کھٹکتے تھے۔ ان کی وفات کی غلط خبر سن کر خوش ہوئے۔ پھر عشرہ مبشرہ سمیت ۷۰ صحابہ نے ان کا تعاقب کیا تو الذین استجابو آیات اتریں پ ۴ ع ۹)

۵ ہجری خندق کے موقع پر اہم مورچے پر متعین تھے ضرار بن خطاب سامنے آ گیا حضرت عمر نے خندق سے چھلانگ لگا کر اسے بھگایا وہ کافروں میں جا گھسا۔ مجلسیؒ نے حیات القلوب میں بطور طعن لکھا ہے۔ کہ ایک آدمی کو بھی عمر نہ مار سکے۔ لیکن یہ بہادری کیا کم ہے کہ جہاں سے نکلا پیدا ہوا وہاں جا پہنچایا ان کے لشکر میں تنہا گئے۔ کسی کافر کو حملہ کی جرأت نہ ہوئی صحیح سالم واپس آئے (سیرت النبی شبلی) فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان کو قتل کرنا چاہا مگر حضرت عباسؓ نے پناہ دے کر حضور تک پہنچایا اور وہ سب خاندان قوم بنی امیہ سمیت پکے مسلمان ہو گئے مکہ میں حضور علیہ السلام نے ہزاروں مردوں سے بیعت اسلام لی جب عورتوں کی باری آئی تو عمر سے فرمایا تم بیعت لو تو عمر نے ہزاروں عورتوں سے بیعت لی۔ عشق

رسالت کی وجہ سے وفات نبویؐ کی خبر برداشت نہ کر سکے انکار کر دیا کوئی آپ کو نہ روک سکا آخر حضرت ابوبکرؓ نے آیات پڑھ کر سمجھایا منوایا (بخاری و مسلم)

یہاں سے پتہ چلا کہ شیخین کا مرتبہ ہی سب سے بلند ہے۔ وہ خود ہی ایک دوسرے کو کنٹرول کر سکتے ہیں دوسرے یہ جرأت نہیں کر سکتے۔

حضرت عمرؓ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ملہم من اللہ تھے اللہ خاص بات دل میں ڈالتے اور اس پر حضرت عمر عمل کر گزرتے۔ جیسے یمامہ کی جنگ میں ۱۱۰۰ یا ۷۰۰ حافظ قاری شہید ہو گئے قرآن کتابی شکل میں یکجا نہ تھا گو ہزاروں صحابہ کو اسی لوح محفوظی ترتیب سے یاد تھا۔ تو قرآن کو یکجا لکھنے کی ابوبکر کو تجویز دی بالآخر وہ مان گئے پھر کاتب وحی زید بن ثابت انصاری کو ایک جماعت دے کر لکھوایا آج لغت قریش پر وہی قرآن سات متواتر قرأتوں کے ساتھ ساری دنیا میں پڑھا جا رہا ہے۔ حضرت عثمان جامع القرآن نے تو متعدد نسخے لکھوا کر گویا تاج کمپنی کی طرح اسے چھپوا دیا اور آل ورلڈ میں پھیلایا۔ خلفاء وثلاثہ کا یہ دنیا پر کتنا بڑا احسان ہے۔ جن کے منکر آج قرآن پر ایمان سے بھی محروم ہو گئے ہیں کئی آیات حضرت عمر کی پہلی رائے اور تجاویز کے موافق نازل ہوئیں۔ مثلاً بدر کے قیدیوں کو قتل کرنے کی رائے۔ ازواج مطہرات کو پردہ کرانے کی تجویز شراب کی حرمت۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کے جنازہ سے روکنا ازواج مطہرات کو ڈانٹنا کہ حضور پر دباؤ نہ ڈالو ورنہ ممکن ہے کہ اگر وہ تم کو طلاق دیدیں تو خدا تمہارے بدلے آپ کو تم سے بہتر مسلمان ایمان والیاں عبادت گزار تائبات عابدات روز بیدار خاوند دیدہ اور کنواریاں بیاہ دے (پ ۲۸ تحریم ع ۱) اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ نے طلاق تو کسی کو نہ دی۔ تو امہات المومنین دنیا کی سب عورتوں سے بڑھ کر ایمان والیاں اور ان جمیع کمالات والیاں تھیں آج اگر کوئی ان کے ایمان و اسلام میں شک کرے تو اس نے حضور سے نکاح صحیح نہ ہونے اور آپ کی عصمت و پاکدامنی پر تہمت لگا دی۔ تو یہ نام کا مومن دراصل یہودی مجوسی مسلمان کہاں رہا۔

حضرت ابن مسعودؓ کے بقول آپ کی خلافت تو خاص خدا کی رحمت تھی کہ کافروں

نے بھی پر امن اور منظم حکومتیں چلانے کے اصول آپ سے سیکھے مسٹر گاندھی نے بھی کہا تھا۔ انگریز سے ملک آزاد ہوتو حضرت ابوبکر وعمرؓ کی طرز پر عادلانہ پر امن حکومت چلاؤ۔ ہماری بدقسمتی کہ ہم نے ان کے نام بھی بھلا دیئے حضرت عمرؓ نے قادسیہ کی جنگ میں کسریٰ ایران کو فتح کیا اور یرموک کی بڑی جنگ میں قیصر روم کو شکست دی۔ مدائن۔ جلولاء۔ بیت المقدس مصر فسطاط اسکندریہ وغیرہا بائیس لاکھ مربع میل ممالک فتح کئے سب کو ایسا مسلمان کیا کہ عثمانی اور معاویہؓ اموی کی فتوحات سمیت ۵۰ ممالک سے زائد آج بھی مسلمان ہیں۔ دریائے نیل کے نام پروانہ لکھا وہ آج تک جاری ہے مدینہ کو آگ لگی پھونک سے بجھائی آج تک مدینہ محفوظ ہے۔ حضرت خالدؓ جیسے بہادر فاتح کو معزول کر کے ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو مامور کیا فتوحات میں فرق نہ آیا۔ نہ خالد جیسے جری نے کوئی عمر کی شکایت و مخالفت کی حضور علیہ السلام نے مدح عمر میں فرمایا (۱) ان سے شیطان بھاگتا ہے۔ ۲۔ حق اس کی زبان سے بولتا ہے۔ ۳۔ میں نے جنت میں آپ کا محل دیکھا۔ ۴۔ علم کی قمیص پورے بدن کو چھپائے ہوئے تھی۔ ۵۔ آپنے بقیہ علم کا دودھ والا پیالہ عمرؓ کو پلایا۔ ۶۔ عمرؓ نے ہدایت کے کنوئیں سے جو پانی خوب کھینچا ایک دنیا کو سیراب کر دیا۔ ۷۔ غلبہ اسلام کے لئے آپ کو خدا سے مانگا۔ ۸۔ عمرؓ سے زیادہ بہتر پر سورج طلوع نہ ہوا۔ ۹۔ بروایت علی عمرؓ کی زبان پر سکینت بولتی ہے۔ ۱۰۔ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ (مشکوٰۃ مناقب عمر) اے پیغمبر کے ساتھ سونے والے عمرؓ تجھے لاکھوں سلام۔

☆☆☆

ذوالنورین خلیفہ سوم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

ابوعبد اللہ عثمان بن عفان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف الاموی القرشی ہیں۔ عبد مناف میں حضور علیہ السلام سے نسب مل جاتا ہے والدہ اروی بنت بیضاء بنت عبد المطلب۔ حضور کی پھوپھی زاد بہن ہیں اپنی قوم قریش میں اتنے مقبول عوام تھے کہ عورتیں بچوں کو یہ لوری دے کر سلاتی تھیں احبک الرحمٰن حب قریش عثمان۔ قسم ہے رحمان کی میں تجھ سے ایسی محبت کرتی ہوں جیسے قریش عثمان سے کرتے ہیں۔ (ابن ہشام)

شروع میں ہی حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بقیہ عشرہ مبشرہ کے ساتھ ایمان لائے۔ حبشہ کو اپنی بیوی رقیہ بنت النبی کے ساتھ پہلی ہجرت کی۔ امن سن کر پھر مکہ آئے تو دوبارہ حبشہ ہجرت کی۔ پھر آ کر مدینہ طیبہ بھی ہجرت کی۔ شروع اسلام میں چچا حکم بن ابی العاص بہت اذیت دیتا تھا۔ صفوں میں لپیٹتا دھواں دیتا کہ دم گھٹ کر مر جائیں مگر پائے استقلال میں فرق نہ آیا بدر میں شریک ہونے لگے مگر رقیہ بیمار تھیں حضور نے فرمایا۔ رقیہ کی خدمت کرو تمہیں ثواب اور غنیمت پورا ملے گا صلح حدیبیہ میں بیعت رضوان ان کا بدلہ لینے ہی کے لئے ہوئی۔ کفار سے اجازت عمرہ لینے گئے تھے انہوں نے کہا خود عمرہ کر لو مگر محمد اور اس کے ساتھیوں کو اجازت نہیں۔ آپ نے نہ کیا کفار نے زدوکوب کیا تو خبر شہادت مشہور ہوگئی تب بدلہ میں جان قربان کرنے پر آپ نے بیعت لی پھر حضور نے بیعت رضوان کے وقت اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔ کہ عثمان کی طرف سے میں خود بیعت کر رہا ہوں۔ اس دلہا کی وجہ سے ۱۵۰۰ کی برات کو جنت اور جہنم سے آزادی کا تمغہ ملا کہ آپ نے فرمایا۔ ”بیعت رضوان میں درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں سے کوئی بھی دوزخ نہ جائیگا (صحیحین) بدر میں رقیہ فوت ہوگئیں۔ حضرت عمر اپنی بیوہ بیٹی حفصہؓ کو عثمان سے بیاہنا چاہتے تھے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں عثمان کو اس سے بہتر بیوی اور حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر خاوند دیتا ہوں۔ چنانچہ اپنی چھوٹی

کنواری بیٹی ام کلثوم عثمانؓ کو بیاہ دی اور بحکم خدا حفصہؓ سے خود نکاح کر لیا۔ ۷ھ میں ام کلثوم فوت ہوگئیں تو حسرت سے فرمایا۔ ''کاش میری اور بیٹی ہوتی تو وہ بھی عثمان کو دیتا۔ تو یکے بعد دیگرے دو بیٹیوں سے شادی کی وجہ سے ذوالنورین مشہور ہیں۔ جہادی چندوں میں ابوبکر کے بعد عثمان کا ہی نمبر رہا۔ تبوک میں آپ کی بار بار اپیل پر۔ ۳۰۰ اونٹ غلہ سے بھرے ہوئے دیئے سونے کے سکہ دینار کی تھیلی اتنی بھر کر لائے کہ جھک کر چلتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا۔ عثمان کو اس کے بعد کوئی عمل نقصان نہ پہنچائے گا۔ چھ مرتبہ بزبان نبوی جنت کی خوشخبری پائی۔ عہد نبوت میں مسجد نبوی کی پہلی توسیع (قریبی مکان خرید کر) اور تعمیر آپ نے ہی کرائی بئر رومہ میٹھے پانی کا ایک کنواں یہودی کا تھا وہ مسلمانوں کو پانی بیچ کر دیتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ جو یہ کنواں خرید کر وقف عام کر دے اس کے لئے جنت ہے۔ تنہا عثمان نے خریدا اور وقف عام کر دیا۔ بلوائی مجوسی یہودی نام کے مومن کہلانے والوں نے دوران شہادت یہ پانی بھی نہ پینے دیا۔ عہد نبوت میں حضرت ابوبکر عمر علی وغیرہ کی طرح مفتی قاضی اور بڑے قاریوں میں سے تھے علم میراث کے بڑے ماہر تھے۔

حضور علیہ السلام کی گھر کی ضرورتوں کا خاص خیال رکھتے ایک دفعہ راشن بھیجا تو حضور نے فرمایا۔ ''اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی رہ۔'' باوجود مالدار ہونے کے سادہ غذا کھاتے معمولی لباس پہنتے مسکینوں غلاموں کے ساتھ مل کر کھاتے۔ ابوبکر کے دور میں قحط سالی تھی غلہ سے بھرے ہزار اونٹ باہر سے آئے تاجر بڑھ چڑھ کر نرخ لگانے لگے۔ عثمان نے سب سے زیادہ رقم ادا کی پھر وہ سب اہل مدینہ کے گھروں میں مفت تقسیم کرا دیئے کہ خدا مجھے دس سے لیکر سات سو گنا تک نفع دے گا۔ ہر جمعہ ایک غلام خرید کر آزاد کرتے۔ خدا کا خوف اور قبر کی فکر کا یہ عالم تھا کہ قبرستان دیکھ کر داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی وجہ پوچھنے پر فرماتے کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے۔ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی سیڑھی ہے۔ اگر پاؤں ٹھیک پڑ گیا (آرام ملا) تو آگے بھی آرام کی امید ہے ورنہ اگلا جہان تو اور سخت ہے یہ اس قطعی جنتی کا حال ہے جسے حضور علیہ السلام نے

۶ مرتبہ جنت کی خوشخبری سنائی ہے۔ ایک طرف ہم گناہگار ہیں کہ قبر وحشر کی ذرا فکر نہیں بس ان قطعی جنتی اقارب رسول کو برا کہنا اور جاننا ہی مغفور ہونے کی نشانی بنالی ہے۔ (معاذ اللہ)

عہد نبوت میں دوہرے داماد رسول کی خدمت نبی بے مثال رہی اور ان اکابر صحابہ میں سے ہیں جن سے حضور راضی رخصت ہوئے پھر حضرت ابوبکر وعمر کی خاص شوریٰ کے منبر تھے حضرت ابوبکر کی آخری وصیت لکھنے والے عثمان ہی تھے۔ مزاج نبی وصدیق کا پتہ تھا کہ عمر خلیفہ ہونگے۔ ابوبکر لکھواتے ہوئے بے ہوش ہوگئے تو عثمان نے عمر کا نام لکھا۔ حضرت علیؓ نے بھی پہلے سے کہہ رکھا تھا کہ عمر کے سوا ہم کسی کو خلیفہ قبول نہ کرینگے۔ حضرت ابوبکر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لکھا۔ جب عمر کا نام سنا تو خوش ہوگئے تو حضرت ابوبکر اور تمام حاضرین صحابہ نے عمر پر صاد کر دیا اور سب بیعت کرنے لگے۔ ایک صحابی نے عمر کی سخت مزاجی کا ذکر کیا تو ابوبکر سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور آنسو بہاتے ہوئے فرمایا۔ میں اپنے اللہ سے کہوں گا کہ سب سے بہتر لائق اور افضل کو خلیفہ بنا کر آیا ہوں وہ اس لئے سخت تھے کہ میں نرم تھا اب بوجھ خلافت ان پر پڑے گا تو دب کر نرم ہوجائینگے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ مردوزن اگر عمر کی کوئی بات ناپسند کرتے تو بلا جھجک عمر قبول کرتے برا نہ مناتے۔ پھر عمر نے جو آخری کمیٹی برائے خلافت مقرر فرمائی وہ حضرت عثمان علی طلحہ زبیر سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ تھے جو عشرہ مبشرہ بالجنۃ اور خدا ورسول کی رضا والے تھے۔ طلحہ عثمان کے زبیر علی کے اور سعد عبدالرحمٰن کے حق میں دستبردار ہوگئے عبدالرحمٰن نے عثمان وعلی سے کہا میں تمہارے حق میں دستبردار ہوں مگر مجھے مہلت دو کہ میں اہل مدینہ کی رائے عامہ معلوم کروں کہ وہ تم سے کس کو چاہتے ہیں تو تین دن رات حضرت عبدالرحمٰن گھر گھر پردہ دار عورتوں تک سے پوچھنے گئے تقریباً سب نے عثمان کے حق میں ووٹ دیا تو بحیثیت الیکشن کمشنر عبدالرحمٰنؓ نے سب مہاجرین و انصار کو مسجد میں جمع کر کے عثمانؓ کی بیعت کی اور فرمایا۔ فاذاھم لا یعدلون بعثمان احدا۔ طبری وغیرہ)

کہ عثمان کے برابر۔ اہل مدینہ کسی کو نہیں ملاتے۔ حضرت علیؓ اور پھر تمام صحابہ نے بیعت کر لی یہاں شیعہ روایت کے مطابق حضرت علیؓ کے حامی مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔ کہ سب لوگوں نے ہدایت تو اہل بیتؑ سے پائی مگر سب نے اتفاق کر لیا کہ خلافت غیر اہل بیت کو ملے یہ مخالف کی عثمان کے حق میں بڑی گواہی ہے۔ ورنہ عثمان بھی تو حضورؐ کے دوہرے داماد اور پھوپھی بیضاء کے نواسے ہیں تو اہل بیت رسول ہی ہوئے۔ سب علماء دین اور مورخین کہتے ہیں کہ جو کوئی حضرت عثمان کی خلافت کو نہ مانے جیسے مفتی جعفر نے طعن کیا کہ عبدالرحمٰن عثمان کے بہنوئی تھے اس لئے ان کو مقرر کیا تو یہ تمام مہاجرین وانصار پر حملہ اور ان کی نیت پر تہمت ہے۔ اور علیؓ کی ذات پر بہتان ہے کہ آپ نے امت کے متفقہ خلفاء کو برحق تسلیم نہیں کیا اور معاذ اللہ۔

یہ کہتے رہے۔ "کہ میرے تین چار طرفداروں کے سوا سب امت ایمان سے محروم اور مرتد ہوگئی آج بھی کوئی محروم امیدوار یہ کہنا اپنی بہت بڑی بے عزتی جانتا ہے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے ۱۲ سال بڑی پر امن خلافت کی۔ عہد فاروقی کی طرح مشرق ومغرب شمال وجنوب برو بحر میں فتوحات کا ہی زور رہا۔ مفتوحہ ممالک بخوشی مسلمان ہوتے گئے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ فاتح مصر عمرو بن العاص کے بعد۔ مصر کے گورنر عثمان نے مقرر کئے اس نے افریقہ پر حملہ کیا جرجر متکبر بادشاہ کو مکمل شکست دی اس میں یہ شاہزادے بھی شریک جنگ تھے۔ امام حسن۔ حسین عبداللہ بن زبیر عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم۔ امیر معاویہؓ نیوی کے بانی ہیں ۲۷ھ میں عثمان سے اجازت لے کر ۵۰۰ بحری بیڑے تیار کئے اور جزیرہ قبرص۔ روڈس پر قبضہ کر کے رومی فوجی اڈے ختم کر دیئے پھر برقہ طرابلس سے آگے جنوبی افریقہ ٹیونس الجیریا، مراکش وغیرہ کو فتح کر لیا۔ قسطنطنیہ کی طرف جنگ میں عبادہ بن صامت کی بیوی ام حرام شہادت پا کر جنت پہنچیں ادھر شمال اور مشرق میں روسی ممالک افغانستان خاران ومکران عثمان نے فتح کر لئے۔ چونکہ یہ ساری فتوحات اموی جرنیلوں نے کیں رعایا بہت امیر اور خوشحال ہوگئی۔

حضرت عثمان نے قرآن کی متعدد نقلیں کرا کر پوری اسلامی مملکت کو غازی اور قرآن خواں بنا دیا زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ تو ایک منافق عبداللہ بن سبا یہودی نے ایک نمک حرام حاسد جماعت تیار کی۔ اقربا نوازی دولت طلبی اور عیش پرستی کے جھوٹے الزام لگا کر ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ تلاوت قرآن میں عثمان کو شہید کر دیا جس سے امت بگڑ گئی پھر حضرت علی کو بھی پریشان کئے رکھا اور ۳ فرقوں میں بٹ گئی اور آج تک لڑتی آ رہی ہے خدا پناہ دے۔

☆☆☆

خاتمہ

حضرت علیؓ کے عقائد و اعمال کا خلاصہ

محترم بھائیو! مولائے مسلمین محبوب حبیب العالمین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہزاروں ارشادات آپ پڑھ چکے پھر غور سے آپ کے مذہب کو جانچئے اپنایئے اور ایک ہو جایئے۔ آپ مسلمانوں کی متفقہ محبوب اور خلیفہ راشد ہستی ہیں آپ کی یہ بڑی بے قدری اور حق تلفی ہے کہ ایک اقلیتی طبقہ یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کے پورے ۳۰ سال دور امامت میں۔ ۵۔ ۵۰ تک بھی صحیح امام ماننے والے مومن نہ تھے باقی عہد نبوت سے تا ہنوز لاکھوں کروڑوں اربوں، قرآن و سنت کا پڑھایا ہوا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پڑھنے والے مسلمان مومن نہیں جب تک کہ آپ کا نیا کلمہ ولایت نہ پڑھ لیں جو دنیا کی کسی کتاب میں لکھا ہوا تو نہیں۔ مگر ایک طبقہ نے صدیوں بعد بڑی قتل و غارت سے وہ چلا دیا ہے اور آج مطالبہ ہے کہ وہ سکولوں میں پڑھایا جائے۔ پھر اکثریتی طبقہ ان کی تکفیر کرنے لگے۔ میری ۹۵ + ۵ = ۱۰۰٪ دونوں الگ الگ کلمہ خوانوں سے گزارش ہے کہ وہ تفریق بین المسلمین کی یہ روش چھوڑیں ایک کلمہ ایک قرآن ایک کامیاب پیغمبر ہادی ایک خدائے وحدہ لاشریک لہ ایک قابل حساب یوم قیامت اور خدا کے

موعودہ خلفاء عادلین پر ایمان برقرار رکھیں نہ کسی قرآن وسنت اور اتفاق امت کے پابند مسلمان کو ایمان سے خارج ومنافق جانیں نہ اہل بیت کرام کے سچے تابعدار گروہ کو (معاذ اللہ) کا فرمانیں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

(اقبال)

اگر کوئی نیک افسران اور ہائی کورٹ وسپریم کورٹ کے جج صاحبان یہ میری دکھی آواز پڑھیں تو وہی وحدت امت وحدت ایمان و اسلام اور وحدت مذہبی وقرآن کی خاطر پاکستان کے ۵ فرقوں کے صرف ۴/۴۔ ۵ وقتہ نمازی باشرع علماء دین کو بلا کر پوری قوم کو ایک ہی مومن مسلمان اور محافظ پاکستان بنا دیں اور کوئی کسی کو ایمان و اسلام سے خارج نہ کرے تو بڑی خدمت دین ہوگی۔ کیونکہ قرآن میں ہزاروں آیات میں مومنین کافرین۔ ایمان لاؤ کفر نہ کرو کا تقابل و تضاد جگہ جگہ تو ہے مگر مسلمین مومنین کا مقابلہ کہیں نہیں ہے۔ کہ ایک طبقہ مومن کہلائے اور دوسرے سب مسلمانوں کو غیر مومن (کافر) و دوزخی جانے۔ (معاذ اللہ) یہ ہماری کتنی بدقسمتی کی تاریخ ہے کہ ہمارے عقیدہ میں خاتم المرسلین والنبین المعصومین تو تا قیامت دنیا کی سب قوموں اور ملکوں کے ہادی پیغمبر آخر الزمان ہیں۔ مگر ان کے دست حق پرست پر ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے برابر مومن مسلمان نہ مانے جائیں پھر اہلبیت علیؓ کے ۴ افراد کو ہی معزز مان کر اہل بیت نبوی۔ امہات المومنین بنات طاہرات سب دامادوں اور آل نبی مسلمان قریشی تمام اقارب رسول کے ایمان و احترام کا ہی انکار کر دیا جائے۔ حضرات خلفاء راشدینؓ اور بنوامیہ کے ملوک عادلین نے پہلی صدی میں ہی ۶۴ لاکھ مربع میل ایک دنیا فتح کر کے دی آج ۱۴ صدیاں بعد بھی تقریباً ۵۵ ان کے مفتوحہ ممالک میں مسلمان عزت سے جی رہے ہیں۔ پھر دوسری صدی میں ہی ہم نے فارس کے مجوسیوں سے یاری گانٹھی اور ابو مسلم خراسانی کو آلہ کار بنا کر لاکھوں فاتحین عرب کاٹے کہ آج تک

فتوحات رکی ہوئی ہیں ہاں ۴ چار خلفاء راشدینؓ کو ماننے والے۔ حنفی مقلد بادشاہ غوری غزنوی ایبک۔ مغلیہ۔ احمد شاہ ابدالی افغانستان کی سرحد سے اُٹھے۔ امریکہ کو خوش کرنے کے لئے جس سے آج ہم نے دشمنی ٹھانی ہوئی ہے۔ برصغیر فتح کر کے ۸ سو سال مسلم حکومت کر دکھائی۔ چین روس انڈونیشیا وغیرہ مشرقی ممالک بھی کچھ فتح کر کے دیئے۔ مگر آج ہم نے خلفاء راشدین کے دشمنوں کو خوش کر کے غیر مسلموں کو یہ ہدیہ دے دیئے ہیں۔ قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں آج بھی مسلمان جاگیں ایٹمی طاقت پاکستان میں قرآن وسنت اور خلفاء راشدین کا قانون اسلام لائیں۔ تو پھر سے فتوحات کر سکتے ہیں۔

﴿۱﴾ توحید اللہ وحدہ لا شریک لہ پر باب اوّل میں بیسوں آپ کے ارشادات پیش کر چکے ہیں کہ خدائے خالق نگاہ وفہم سے ہی وارا الوریٰ ہے مخلوق کے تقاضوں شبہ ونظیر سے بھی پاک ہے۔ وہی ہر چیز کا خالق مالک رازق مہربان۔ زندہ کرنے والا مارنے والا صحت و بیماری دینے والا ہے۔ وہی عالم الغیب ہر چیز پر قادر ومختار۔ کائنات کا محیط۔ ہر جگہ حاضر وناظر اور قیوم وکنٹرولر ہے وہی ہر ایک کی دعائیں سنتا مصائب ٹالتا اور دشمنوں پر فتح دیتا ہے وہی وہاب سب کچھ دینے اور لینے والا ہے مخلوقات فرشتے انسان جن سب اس کے عاجز بندے ہیں کوئی بھی اس کا نور۔ جزء وحصہ بیٹا بیٹی۔ بھائی شریک کار اور ایسی صفتوں والا نہیں ہے۔ آپ نے ابن سباء یہودی کے پڑھائے ہوئے غالیوں اپنے حبداروں کو زندہ جلا دیا۔ جو آپ کو۔ رب کارساز مشکل کشا حاجت روا مصائب ٹالنے والا اور دعا و پکار کے لائق جان کر مصائب میں غائبانہ پکارتے اور اے علی مدد گر نعرے لگاتے تھے۔

افسوس کہ انہی جلے ہوئے مرتدوں کا آج نام کے اکثر جاہل مسلمانوں نے ''آپ سے امداد مانگنے'' کا عقیدہ بنا لیا ہے گویوں ناچوں کو لاکھوں روپے نذرانے دیکھو یہ تو سیکھتے ہیں مگر ایاک نعبد وایاک نستعین ''اے اللہ ہم صرف تیری عبادت کرتے اور صرف تجھی سے مافوق الاسباب مددیں مانگتے ہیں۔'' خالص خدا کو پکارو اگرچہ کافر اسے پسند نہ کریں۔'' (پ۲۴ ع ۷) کا ترجمہ کسی نجفی قمی لکھنوی

اور سنی دیوبندی عالم سے نہیں سن سکتے امدادیں اور حاجتیں پوری کرنے کے لئے اماموں ولیوں کے نام پر نذریں مانتے۔ جانور ذبح کرتے دیگیں پکاتے علم اور تعزیوں مزاروں سے استمداد تو کرتے ہیں مگر موحد اعظم۔ مشرکوں کو جلانے والے۔ حضرت علیؓ کے یہ ارشادات ہرگز نہیں مان سکتے۔

﴿۱﴾ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا دوسرا خدا نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ جب تک وہ ہمیں زندہ رکھے۔

﴿۲﴾ میں اس کا بے اختیار بندہ اور اپنے نفس پر ظلم و جور کا خوگر ہوں...... خداوندا مجھے کوئی طاقت نہیں کہ کوئی شے حاصل کروں ہاں جو تو عطا کرے۔

﴿۳﴾ کسی چیز سے بچنے کی طاقت نہیں ہاں جس سے تو بچائے خداوندا تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ (نہج البلاغہ)

﴿۴﴾ اے بیٹو یقین رکھو کہ مدد و فتح خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔

﴿۵﴾ خدا کے بندو اسی سے فتح و کامرانی۔ کامیابی اور حاجت چاہو اسی سے سوال کرو اور بخشش مانگو۔ (نہج البلاغہ)

اب جو لوگ حضرت علی کے یہ ارشادات نہیں مانتے خود آپ کو خدا کا شریک بنا کر ہر وقت یا علی مدد پڑھتے لکھتے اور اپنی پہچان بتاتے ہیں وہ کیوں مشرک نہیں؟

۲۔ ختم نبوت المرسلین آپ پر نبوت اوصاف نبوت لوازم نبوت ختم ہیں دوسرے باب کے دسیوں ارشادات پھر پڑھ لیجئے۔

حضرت علیؓ کے مذہب میں نہ آپ کے بعد کسی پر حضرت جبرئیل وحی لائے نہ کتاب اتری۔ نہ کسی امام (نبیوں سے افضل) کا کلمہ تھا نہ ان کی امت تھی نہ کوئی معصوم تھا۔ نہ کسی کو جاننا ماننا فرض تھا نہ ان کا انکار یا ان سے اختلاف کفر تھا نہ ان کے معین نام آپ نے بتائے نہج البلاغہ میں ایسے آپ کے کوئی ارشادات

نہیں۔ نبوت سے متعلق ہی سب کچھ ہیں پھر پڑھ لیں حضرت علی فرماتے ہیں۔

﴿۶﴾ ا۔اے اللہ پاکیزہ رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں اپنے عبد اور رسول محمد پر نازل فرما جو خاتم النبیین ہیں۔ بند دلوں کو کھولنے والے (الخ) (خطبہ ۷۰ص ۲۲۹)

۲۔آپ کا توحید و رسالت والا کلمہ ہی پورے ایمان و اسلام والا تھا۔

﴿۷﴾ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو وحدہ لاشریک ہے اور یہ گواہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں اچھی باتوں کو اونچا اور نیک اعمال کو بلند کرتی ہیں جس ترازو میں انہیں رکھ دیا جائے گا اس کا پلہ ہلکا نہیں ہوگا اور جس میزان سے انہیں الگ کر دیا جائے گا اس کا پلہ بھاری نہیں ہو سکتا۔ (خطبہ ۱۱۲ص ۲۳۷۔ اور خطبہ ۱۱۳۔ص ۳۳۷ پر بھی توحید و رسالت کے کلمہ کو اسی طرح بھاری کامل الایمان بتایا ہے۔ ان میں تیسری شہادت امامت نہیں۔تو علی کا مذہب نئ امامت اور اس کے کلمے والا نہ تھا۔ کہ جو نہ جانتا ہو اس کا ایمان نہ ہو اور کافر جانا جائے۔

﴿۸﴾ قیامت کے متعلق سب مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اعمال کے محاسبہ کا ڈر رکھا جائے جاہل عوام خاص بناوٹی شرک و بدعت والی رسوم کرنے کی وجہ سے خود کو ناقابل حساب اور بخشا ہوا جانتے ہیں حالانکہ حضرت علی حساب سے ڈراتے ہیں۔

﴿۹﴾ اس دن کے لئے عمل کرلو جس کے لئے نیک کاموں کے ذخیرے جمع کئے جاتے ہیں اور راز فاش کئے جائینگے اس آگ سے بچو جس کی حرارت سخت ہے اور گہرائی بہت ہے جس کا زیور لوہا اور کھانے پینے کے لئے خون آلود پیپ ہے۔

﴿۱۰﴾ اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو اور موت سے پہلے اپنا ذخیرہ فراہم کرو۔ (نہج

البلاغہ خطبہ ۱۱۸ اص ۳۴۸ مترجم)

۵ عدل۔ گو توحید رسالت قیامت بنیادی عقائد کے ساتھ امامت کی طرح۔ عدل کو جوڑا اور پانچواں بنیادی عقیدہ بنایا گیا ہے۔ مگر یہ ایجاد بندہ اور فرقہ وارانہ حرکت ہے۔ عدل و انصاف کی طرح خدا کی اور سینکڑوں صفات بھی ہیں۔ ان کو کیوں عدل کی طرح بنیادی عقائد کے ساتھ نہ جوڑا گیا؟ قرآن میں لاتعداد آیات میں (سات باتوں توحید رسالت۔ قیامت کے ساتھ فرشتوں پر ایمان کتابوں پر ایمان مرنے کے بعد جی اُٹھنے (حساب دینے) اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لانے کا تذکرہ ہے یہ تو قرآن کی صریح مخالفت ہے کہ فرشتوں کتابوں۔ تقدیر پر ایمان تو اُٹھا لیا جائے۔ اور امامت۔ عدل کا خود اضافہ کر کے اپنے فرقہ کی علامت بتائی جائے۔

حضرت علیؓ نے اپنے کسی فرمان میں عدل کو اصول خمسہ میں ذکر نہیں کیا۔

۶۔امامت:

یہی وہ بنیادی مسئلہ ہے جس میں امامیہ کے سب فرقوں کی راہ مسلمانوں سے بالکلیہ الگ ہے وہ مسلمانوں کو کبھی مومن ایمان والا نہیں مان سکتے۔ اور نہ کبھی مسلمانوں کے کلمہ توحید و رسالت کو ایمان کا کلمہ مانتے ہیں اور نہ سب سے بڑے عمل نماز پنج وقتہ کو اپنے اپنے وقت میں پڑھتے ہیں۔ اسی امامت کی وجہ سے حضور علیہ السلام کو اپنے مشن ہدایت و تعلیم میں تبلیغ ناکام کہتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مکی مدنی ہزاروں آیات میں آپ کو حکم تھا کہ ''اپنے بعد امامت اور ولایت علی کا اعلان کرو مگر حضور (معاذ اللہ) ڈرتے اور جھجکتے تھے۔'' آخر خدا نے جو دھمکی دی'' اے رسول اتارے ہوئے حکم کی تبلیغ کرو اگر نہ کی تو خدا کا پیغام نہ پہنچایا اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔'' (پ ۶ ع ۱۴) تب حضور علیہ السلام نے گول مول الفاظ میں فرمایا۔ جس کا میں مولیٰ اور محبوب ہوں علی بھی اسی کے مولیٰ اور محبوب ہیں اے اللہ جو اس سے محبت کرے اس سے تو محبت کر اور جو اس نے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔ (حدیث غدیر خم) مگر آپ کے دو لاکھ شاگردوں کو اب بھی مسئلہ سمجھ

نہ آیا۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو امام وخلیفہ بلا فصل نہ بنایا۔ حضرت ابو بکر پھر عمر پھر عثمان کو بالاتفاق خلیفے بنایا تو یہ سب فیل اور معاذ اللہ ایمان سے مرتد ہو گئے۔

اور پھر غضب یہ ہے کہ خود علی کو بھی مشن ہدایت و امامت میں ناکام کہتے ہیں۔ ۳۰ سال دور امامت میں آپ کے ہاتھ پر دس بیس مومن بھی نہیں بتا سکتے البتہ دور خلافت میں لاکھ بھر کلمہ طیبہ پڑھنے والے مسلمانوں کے قتل عام پر فخر کرتے ہیں۔

سیدھی سی بات ہے کہ نبوت کی طرح امامت آسمانی عہدہ اور منصوص من اللہ ہوتا تو قرآن میں آتا۔ حضور علانیہ یہی سبق بار بار پڑھاتے پھر خدا بعد وفات نبوی حضرت علیؓ پر سب کو متفق کر دیتا۔ نہ مشن نبوت ناکام ہوتا نہ تمام صحابہ کا ایمان اور امامت کا خدائی اعلان غلط ثابت ہوتا۔ بالا حدیث کا سبب یہ ہے کہ ایک شخص نے (باندی رکھنے پر) حضرت علیؓ پر طعن کیا آپ نے محبوب ہونے کا حکم دیا چنانچہ آج ہر مسلمان آپ سے محبت کرتا تابعدار بنتا اور درود دعا سے نوازتا ہے جسے امام و اقتدار والا بنانے سے تعلق نہیں یہ مفہوم صدیوں بعد تراشا گیا اور ببانگ دہل قرآن وسنت سے حضورؐ کے پھیلائے ہوئے اسلام کو معاذ اللہ جھوٹا کہا گیا ہے۔ ضخیم کتاب نہج البلاغہ میں ایک جملہ بھی آپ نے ایسا نہیں فرمایا۔

''کہ میں خدا کا بھیجا ہوا امام ہوں جو مجھے نہ مانے وہ مومن نہیں ہے۔''

باقی ۱۱ آئمہ کا بھی نام تک نہیں لیا۔ ایسی بات بڑی شخصیت پر لگانا بڑا جھوٹ ہوگا۔ البتہ نہج البلاغہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انتخاب ابو بکر صدیقؓ کے وقت آپ امیدوار تھے۔ پھر شاکی رہے کہ میں داماد رسول کو کیوں نہ خلیفہ بنایا گیا پھر عمر و عثمان کے وقت بھی یہی آرزو رہی اور نہ بننے پر خفا رہے کہ ان دوسروں اور دوہرے داماد کو لوگوں نے کیوں بنایا مجھے کیوں نہ بنایا ہم نے دیانۃً اس شیعہ کتاب سے اپنے خلاف بھی بات نقل کر دی ہے۔ ورنہ اسی کتاب اور تاریخ سے بیسوں حوالے باب پنجم میں ہم حضرت علیؓ سے بخوشی خلفاء ثلاثہ کی بیعت و تصدیق کرنے پر نقل کر چکے ہیں۔ ذرا اپنے ہوش اور انتخاب کے اصول سے سوچیں کہ آج بھی جب ایم

پی اے ایم این اے اور صدارتی امیدوار کو ۵/۷ اپنے آدمی بھی ووٹ نہ دیں تو کیا وہ لوگوں کے سامنے اپنی غیر مقبولیت اور سبکی سے شرمائے گا نہیں اور منہ نہ چھپاتا پھرے گا۔؟ جبکہ اگر وہ کامیاب امیدوار کو ووٹ اور مبارک خوشی سے دیدے تو تمام ذرائع ابلاغ اس کو خراج تحسین پیش کرینگے۔

حالانکہ حضرت علیؓ نے نہ دعویٰ امامت کیا نہ ووٹ مانگے نہ اپنے کو خدا کا مقرر کیا ہوا بتایا۔ علم غیب تو خاصہ خداوندی ہے غیر طالب اور غیر مدعی کو از خود کوئی ووٹ نہ دے تو وہ مجرم اور ایمان سے محروم کیوں؟ درحقیقت غیروں نے حضرت علی کی عزت و مقبولیت پر یہ دھبہ لگایا ناسمجھ حبداروں نے اپنا مذہب بنالیا حضرت علی کی یہ بے عزتی اور غیر مقبولیت رضی نے یوں بیان کی ہے۔

﴿۱﴾ خطبہ ۲۶ ص ۱۶۵ کا ایک حصہ یہ ہے "میں نے (حضرت ابوبکر عمر عثمان کی بیعتوں کے وقت) غور سے دیکھا تو مجھے اپنے گھر والوں (حضرات حسنین و فاطمہؓ) کے علاوہ کوئی اپنا معین مددگار نظر نہ آیا (تو میں نے نہ امام و خلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا نہ ہاتھ بڑھا کر بیعت کی درخواست کی چھپی عزت برقرار رکھی) میں نے انہیں موت کے منہ میں دینے سے بخل کیا آنکھوں میں خس و خاشاک تھا مگر میں نے چشم پوشی کی اور گلے میں پھندے تھے مگر میں نے غصہ پی لیا۔"

﴿۲﴾ (ابوبکر متفقہ خلیفۃ المسلمین بن گئے عرب کے مشہور سردار ابوسفیان اموی علیؓ کو ابھارتے ہیں کہ تم اٹھو میں بیعت کرنے والے لشکر لا دیتا ہوں) تو حضرت علیؓ نے اس حامی چچا کو ڈانٹ کر کہا...... میرا اس وقت طلب خلافت کے لئے کھڑا ہونا۔ گندا پانی اور ایسا لقمہ ہے جو گلے میں اٹک جائے گا پھلوں کو پکنے سے پہلے (کچے) چننا اور دوسرے کی زمین میں کاشت کرنا ہے۔ (نہج البلاغہ مترجم مفتی خطبہ ۵ ص ۱۲۱ ط لاہور)

اس سے پتہ چلا نہ آپ کی خلافت منصوص تھی نہ آپ کے حامی و مددگار تھے۔)

ہم مسلمان حضرت علیؓ کی خلفاء ثلاثہ کی بخوشی بیعت اور اتفاق پر یہ دلائل دیتے ہیں۔

﴿۱۱﴾ امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے ۳ حامیوں (سلمان ابوذر مقدادؓ) نے بیعت علی کا انتظار کیا جب امیر المومنین مجبوراً آ گئے اور ابوبکر کی بیعت کر لی تو ان ۳ افراد نے بھی کر لی۔) شیعہ کتاب فروع کافی ج ۳ ص ۱۱۵) حضرت علیؓ پر مجبوری کی تہمت ہم نہیں مانتے۔

﴿۱۲﴾ نہج البلاغہ اقوال کے آخر میں ہے فرمایا حضور کے بعد مسلمانوں کے حاکم (ابوبکر و عمر) ایسے بنے کہ خود بھی شریعت پر ثابت قدم رہے اور لوگوں کو بھی شریعت پر ثابت قدم رکھا حتی کہ اسلام نے اپنا سینہ زمین پر ٹیک دیا۔ (مضبوط ہو گیا) نہج البلاغہ اقوال ص ۹۵۲)

﴿۱۳﴾ حضرت علیؓ نے قصاص چاہنے والوں کو غلطی پر جان کر جنگ تو کی مگر ان کو ایمان و اسلام سے خارج نہ کیا گشتی۔ مراسلہ میں ان کو پکے مسلمان بتایا ہے۔

﴿۱۴﴾ حضرت علیؓ نے اپنے غالی حبدار ابن سبا یہودی کو کافر جان کر جلایا یا سامری کی طرح جنگل میں پھینک دیا اور وہ درندوں کا لقمہ اجل بن کر جہنم پہنچا۔

﴿۱۵﴾ اور اس کے ۷۰ پیروکار نام کے اپنے مریدین و مومنین علیؓ نے زندہ جلا ڈالے۔ (عقائد الشیعہ از محمد حسین ڈھکو اور (اعلام خصال صدوق ص ۳۱۶)

﴿۱۶﴾ یہ ابن سبا حضرت علی کا خاص شیعہ اور شیخ صدوق کی کتاب حدیث من لا یحضرہ الفقیہ باب التعقیب کا خاص راوی ہے۔ (رجال کشی و نجاشی وغیرہ)

﴿۱۷﴾ میرے بارے دو گروہ ہلاک ہونگے۔ غالی حبدار۔ اور سخت دشمن۔ معتدل اکثریتی مسلمان ناجی ہیں تم ان کا مذہب اپناؤ۔ (اقوال نہج ص

۹۵۳)

﴿۱۸﴾ حسنینؓ کو وصیت فرمائی کہ شرک نہ کرنا اور سنت نبوی ضائع نہ کرنا یہ دو چراغ جلائے رکھو گے تو کبھی برائی نہ آئے گی۔ (خطوط)
(باب ششم۔ حضرت علیؓ کی خدا اور رسول اور مسلمانوں سے محبت)

﴿۱۹﴾ کتاب اللہ اور جماعت رسول کو جو نہیں مانتے ان کی خوب مذمت فرمائی۔

﴿۲۰﴾ سنت نبوی اور رسول اللہ کے بڑے محبّ تھے بدعتوں کی مذمت فرمائی۔ (خطبہ ص ۱۴۹ اص ۴۰۸)

﴿۲۱﴾ ایک کے بدلے سب قاتلوں کو مارنا جائز ہے۔ (خطبہ ۱۷۰ اص ۴۶۲)
طالبان قصاص تو صرف اصل (۹۔۱۰) قاتلان عثمان کو مروانا چاہتے ہیں سب اقرار قتل کرنے والے مفسدوں کو نہیں۔

﴿۲۲﴾ بدعتی لوگوں سے بچو سنت پر چلو دین میں (کار ثواب جان کر) نئی چیزیں بدترین ہیں۔ (خطبہ ص ۱۴۳ اص ۳۹۵)

﴿۲۳﴾ محمد رسول اللہ کی آل اور تابعداروں کے متعلق قرآن کی بہت نفیس آیتیں اتری ہیں۔

﴿۲۴﴾ جس کا ظاہر اچھا ہو اس کا باطن بھی اچھا ہوگا۔ (بدگمان نہ بنو) (خطبہ ۱۵۲ اص ۴۱۶

﴿۲۵﴾ بدعتی اور جاہل مذہبی پیشوا کی صفحہ ۱۴۲ میں خوب مذمت کی ہے۔ (خطبہ ۱۶)

﴿۲۶﴾ بدعت سے نظام شریعت بگڑ جاتا ہے۔ خطبہ ۵۰ ص ۲۰۶ کہ ایام محرم میں مشاہدہ ہے کہ شرک و بدعت تو کرتے ہیں مگر نماز سنت نہیں پڑھتے۔

﴿۲۷﴾ خدا سے ڈرو اس سے مدد یں مانگو آخر (خطبہ ۹۷ ص ۳۰۵)

﴿۲۸﴾ ریا دکھلاوا (مذہبی رسوم کی نمائش) بھی شرک ہے ایمان اور جھوٹ متضاد

چیزیں ہیں۔ (ص ۳۵۷)

﴿۲۹﴾ جاہل مولوی مجتہد اور قاضی کی خطبہ ۱۷ص ۱۴۳ تا ۱۴۵ خوب مذمت کی ہے۔

﴿۳۰﴾ جنگ صفین میں جب اپنوں نے شامیوں کو برا بھلا کہا تو اس سے روک دیا۔ خطبہ ۲۰۴ص ۵۸۲)

﴿۳۱﴾ انصار مدینہ کی خوب تعریف فرمائی۔ (اقوال ص ۹۵۲)

ان جنتی قدوسی صفات نے ہی اسمبلی ہال میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو چن لیا۔ ان کے اقدام کو برا کہنا حضرت علی کی توہین ہے۔

﴿۳۲﴾ اعلیٰ صفات والے مومنین وہ ہیں جو لگائی بجھائی نہ کریں کسی کے عیب نہ اچھالیں راز فاش نہ کریں ان پر اللہ رحمت کے دروازے کھولے گا۔ (خطبہ ۱۰۱ص ۳۱۰)

﴿۳۳﴾ اپنی جماعت کے منافقین کی مذمت میں خطبہ ص ۹۵ کے آخر میں اہل بیتؓ اور صحابہ کرامؓ کی خوب شان بیان کی ہے۔

﴿۳۴﴾ آپ کی زبان سے مذموم یہ بظاہر دوست وہی قاتلان عثمان تھے جو آپ کے بھی دراصل دشمن ضدی معاند تھے تبھی تو آپ نے ان کی مذمت کی۔

﴿۳۵﴾ خطبہ ۲۲۸ ص ۶۳۷ پر حضور علیہ السلام کی خوب تعریف کی اور ہادی انقلاب فرمایا انقلاب ہدایت صحابہ کے مومن ہونے کی دلیل ہے۔

﴿۳۶﴾ یہاں اصحاب رسول کو خوب خراج تحسین پیش کیا ہے۔ جیسے خطبہ ۹۵ میں جعلی شیعوں کی مذمت کے بعد صحابہؓ کی خوب تعریف کی ہے۔ (ص ۳۰۱)

﴿۳۷﴾ خطبہ ۲ص ۹۹۔۱۰۰ پر آل محمد کی شان اور ان کی دنیا سے کنارہ کشی کو خوب بیان فرمایا۔ (خطبہ ۱۰۷ص ۳۲۸)

﴿۳۸﴾ اسی طرح خطبہ ص ۲۳۷ص ۶۴۴ بھی تذکرہ خیر اہل بیتؓ سے لبریز ہے۔"

﴿۳۹﴾ اہل بیت کی اخروی زندگی بھی بے مثال ہے۔ (خطبہ ۸۵ص ۲۶۰)

﴿۴۰﴾ آل اور اہل بیت کا مصداق کون ہیں۔ قرآن و حدیث اور لغت سے خاص تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۴۱﴾ موت کے وقت حضرت علیؓ کی قرآن و سنت کو اپنانے اور تقویٰ کی وصیت نمبر ۲۳ ص ۶۸۱)

﴿۴۲﴾ حضرت علیؓ نے فرات کا پانی شامیوں کو بھی پینے دیا جبکہ انہوں نے سبائیوں سے حضرت عثمانؓ کو ۴۰ دن پیاسا رکھنے کے بدلے میں روکا تھا۔

﴿۴۳﴾ غیر حقدار کو مسلمانوں کا مال علی نے نہ دیا۔ (خطبہ ۲۳۹ ص ۶۳۷)

﴿۴۴﴾ جہاد میں صحابہ کرامؓ اپنے کافر باپ بیٹوں کو بھی قتل کر دیتے تھے۔ (خطبہ ۱۲۰)

﴿۴۵﴾ آفتاب رسالتؐ سے دنیا روشن ہوگئی خطبہ نمبر ۱۴۹ اسی دھوپ اور روشنی کو صحابہ مومنین کہتے ہیں۔

﴿۴۶﴾ متقی صحابہؓ نے دنیا سے بھی فائدہ اُٹھایا۔ (عہد نامہ ۲۷ ص ۶۸۹)

﴿۴۷﴾ حضرت علیؓ نے مہاجرین و انصار کی تعریف جبریل و میکائیل کے ساتھ کر دی۔ (خطبہ نمبر ۱۹۰ قاصعہ ص ۵۴۳)

﴿۴۸﴾ حضرت علیؓ امیر معاویہؓ اور اہل شام کو اپنے برابر ایمانیات والا جانتے تھے۔ (گشتی مراسلہ مکتوب ۵۸ ص ۷۸۳)

﴿۴۹﴾ حادثہ صفین پر حضرت علیؓ و معاویہؓ کے غمناک تاثرات۔ کتاب السنۃ امام احمد وغیرہ)

﴿۵۰﴾ حضرت علیؓ کی خدا و رسول اور مسلمانوں سے محبت والا باب ششم بھی خوب ہے۔

﴿۵۱﴾ باب ہفتم منافقین کی مذمت میں ہے۔ حضرت علیؓ کی بیعت خلافت سے لیکر صفین صفر ۳۷ھ تک بکثرت مومنین تھے۔ آپ جب بصرہ جنگ جمل کے لئے آئے تو اہل مدینہ نے ساتھ نہ دیا۔ تعداد کم ہوگئی۔ جمل کے بعد کوفہ سے شامیوں سے لڑنے جو لاکھ بھر کا لشکر آیا ان میں آدھے

مومنین اور آدھے سبائی قاتلین عثمان کے حامی منافق تھے۔ ان منافقین کی چالاکی ''کہ ان کی بات آپ کو پسند آتی ہے خدا کو گواہ بنا کر بولتے ہیں۔ مگر وہ ہوتے بدترین جھگڑالو ہیں (پ۲ ع ۹) آپ کو ماننی ہوگی۔ کہ جمل میں غدر کر کے ۱۲/۱۳ ہزار سوئے ہوئے کاٹے یہاں صفین میں مخلصین کو شامیوں کے آگے کرتے رہے اور خود پیچھے ہٹتے رہے۔ جب ۲۰ ہزار شامی اور ۵۰ ہزار عراقی آدھے آدھے لشکر شہید ہوگئے تو ان منافقوں نے اب جنگ بغیر جیتے بند کرا دی۔ پھر شامیوں سے لڑنے کا نام نہ لیا۔ اس باب ہفتم میں نہج البلاغہ اور تاریخ طبری سے ۴۰/۴۰ حوالہ جات ان ہی سبائی قاتلان عثمان کی مذمت میں ہیں جو بعد میں خارجی بھی ہوگئے۔

﴿۵۲﴾ آپ کے دوست نما دشمن (خطبہ ۹۵۔ص ۲۹۸ تا ۳۰۰)

﴿۵۳﴾ یہ منافق متفقہ خلفاء کے منکر تھے۔ (خطبہ ۱۷۹ص ۴۸۱)

﴿۵۵﴾ ان سے تنگ آ کر شب وفات میں حضورؐ کو خواب میں دیکھا پھر بددعا فرمائی خطبہ ۶۸ تو دور معاویہؓ میں زیاد نے ان کو ذلیل کر دیا۔

﴿۵۶﴾ اپنے عراقی ساتھیوں کی مذمت (خطبہ ۶۷ ص ۲۲۷)

﴿۵۷﴾ بگڑے ہوئے ساتھی خارجیوں کی مذمت (خطبہ ۱۲۵ص ۳۶۴)

﴿۵۸﴾ اپنوں نے حضرت علیؓ کو عثمانؓ کی طرح شہید کرنے کی دھمکی دیدی۔ (خطبہ ص ۳۵ ص ۱۸۹)

﴿۵۹﴾ اہل نہروان پر ناراضگی (خطبہ ۳۶)

﴿۶۰﴾ غدار منافقوں کو بددعائیں۔ (خطبہ ۱۱۷)

﴿۶۱﴾ منافقوں کی چالاک نشانیاں (خطبہ ۱۷۹)

﴿۶۲﴾ کچھ منافق خارجیوں سے جا ملے۔ (خطبہ ۱۷۹)

﴿۶۳﴾ شہر کوفہ اور اس کے منافقوں کو بددعا۔ (خطبہ ۲۵)

﴿۶۴﴾ اپنے ساتھیوں کی مذمت (خطبہ ۱۶۴)
﴿۶۵﴾ کاش تم کو نہ دیکھا ہوتا اور نہ تم سے جان پہچان ہوتی۔ (ص ۱۶۷۔۱۶۸)
﴿۶۶﴾ قرآن وسنت چھوڑنے سے دین برباد ہو جاتا ہے۔ (خطبہ ۹۶)
﴿۶۷﴾ جس امام کو تم نے دھوکہ دیا اس نے بڑا خسارہ پایا۔ (خطبہ ۲۹ ص ۱۷۲)
﴿۶۸﴾ مہاجرین وانصارؓ تمہاری مدد نہ کرینگے۔ (خطبہ ۱۹۰)
﴿۶۹﴾ کل تمہارا امیر تھا آج مامور ومحکوم ہوں۔ (خطبہ ۲۰۶)
﴿۷۰﴾ اپنے نافرمانوں کو ڈانٹ ڈپٹ۔ (ص ۴۶۸)
﴿۷۱﴾ مجھے تلوار کے ہزار وار کھانا بستر موت سے آسان ہے۔ (خطبہ ۱۲۱)
﴿۷۲﴾ خوارج سے کلام۔ (خطبہ ۵۸ ص ۲۱۳)
﴿۷۳﴾ ایک شبہ کا ازالہ کہ حضرت معاویہؓ خوارج سے برے نہیں۔
﴿۷۴﴾ آپ کی بیعت پر ان کا ہجوم اور خطرہ خطبہ (۵۴)
﴿۷۵﴾ حضرت علیؓ کے دور کا معاشرہ۔ (خطبہ ۲۳)
﴿۷۶﴾ ہلاک ہونے والے خوارج سرداروں کے نام۔ (نہج البلاغہ مترجم ط ۲۱۶ از مفتی جعفر)
﴿۷۷﴾ غدار و بے وفاؤں کے متعلق فرمایا۔ (خطبہ ۴)
﴿۷۸﴾ گاؤں گاؤں کے جعفری مفتی مجتہد کیا ہیں۔ (خطبہ ۱۸)
﴿۷۹﴾ مصر کے نکلنے اور محمد بن ابی بکر کی شہادت پر صدمہ مکتوب (۳۵)
﴿۸۰﴾ حضرت علیؓ کے غدار نافرمان موذی یہ منافق کون تھے۔ (ص ۲۵۹)

نہج البلاغہ کے علاوہ تاریخ میں سبائیوں کے کرتوت

﴿۸۱﴾ حضرت عائشہؓ عقیدت مند علی تھیں یہ ماں صلح کرانے آئیں لڑنے نہیں۔
﴿۸۲﴾ تاریخ سے ۶ مصالحت کے حوالہ جات
﴿۸۴﴾ حضرت علی طلحہ وزبیرؓ کی صلح پسندی۔ (طبری)
﴿۸۵﴾ حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف بھی پروپیگنڈہ ہے۔
﴿۸۶﴾ ابن سبا یہودی کی پارٹی اور ان کے فسادات۔

﴿۸۷﴾ اشتر نخعی کے مظالم
﴿۸۸﴾ سبائیوں نے کہا معاویہؓ ہماری حکومت آنے والی ہے ہم تم سے نمٹیں گے۔ (طبری)
﴿۸۹﴾ حج کے بہانے بلوائی عثمانؓ کو شہید کرنے اپنے شہروں سے نکل آئے۔
﴿۹۰﴾ تین شہروں کے گروہ بلسان نبوی لعنتی تھے۔
﴿۹۱﴾ ہر بات میں دھوکہ ﴿۹۲﴾ حادثہ شہادت عثمان
﴿۹۳﴾ بد اخلاق اشتر نخعی (بزبان علی)
﴿۹۴﴾ حضرت حسنؓ کا حضرت علیؓ کو بصرہ نہ جانے کا مشورہ
﴿۹۵﴾ اجراء قانون کے مطالبہ کی اہمیت
﴿۹۶﴾ جنگ جمل میں حضرت علیؓ کی تقریر اور امن پسندی
﴿۹۷﴾ اشتر کا حضرت علیؓ کو قتل کرنے کا ارادہ اور جنگ جمل میں غداری
﴿۹۸﴾ قاتلوں کا دھوکہ سے جنگ بھڑکانے کا خفیہ مشورہ
﴿۹۹﴾ ابن سبا یہودی نے یہ مشورہ دیا۔ ان میں ملے رہو باہم لڑاتے رہو۔
﴿۱۰۰﴾ آخری گذارش کہ ان تاریخی منافقوں سے اپنی جان چھڑائیں ان کو کسی مذہب کا ہیرو نہ مانیں۔
﴿۱۰۱﴾ (باب ۸) عبادات فرائض واجبات حضرت علیؓ کے وہی ہیں جن پر سب مسلمان عمل پیرا ہیں۔
﴿۱۰۲﴾ کلمہ طیبہ توحید رسالت والا ہے نماز اپنے اپنے وقت میں پابندی سے پڑھو۔ فرائض وواجبات کا نقشہ جو ۲۰ ہیں۔
﴿۱۰۳﴾ حج فرض ہے۔ ۵ نمازوں کے ۵ الگ الگ اوقات ہیں جن پر (فرقہ امامیہ کے سوا) سب مسلمانوں کا عمل ہے۔
﴿۱۰۴﴾ عید الاضحیٰ اور قربانی کا ذکر فرائض اسلام کے فوائد
﴿۱۰۵﴾ باب ۹ پند ونصائح اخلاق ۱۰ ایمان وتقویٰ اور دعوات ۱۱ مکتوبات

۱۲- اقوال و ارشادات پھر خاتمہ میں حضرت علی کے عقائد و اعمال کا خلاصہ یہی ہے۔ جو ۱۰۵ تک آپ نے پڑھ لیا ہے۔

خاص ۱۰ فقہی مسائل یہ ہیں۔

﴿۱﴾ ٹخنوں تک پاؤں دھونا ﴿۲﴾ ارکان اسلام سے کلمہ طیبہ

﴿۳﴾ اذان میں شہادتین ﴿۴﴾ نماز میں ہاتھ باندھنا یا لٹکانا

﴿۵﴾ جنازہ میں ۴ تکبیریں کہنا ﴿۶﴾ رمضان میں ۲۰ تراویح

﴿۷﴾ حرمت ماتم ﴿۸﴾ حرمت متعہ

﴿۹﴾ دو باہم محرم عورتوں سے نکاح حرام ہے۔

﴿۱۰﴾ تبرا اور بدگوئی حرام ہے

آخری اپیل و خاتمہ کتاب

☆☆☆

حضرت علیؓ کے مذہب کے خاص فقہی مسائل

جن پر آپ کے تابعدار اہلسنت مسلمان عمل کرتے ہیں۔

مسئلہ (۱)

وضو میں پاؤں دھونے کا قرآن میں ذکر ہے۔ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْن۔ چہرہ دھوؤ۔ کہنیوں تک بازو دھوؤ سر کا مسح کرو۔ اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔ دھونے والے اعضاء پر زبر ہے۔

کتب اہل سنت میں حضرت علی کے پاؤں دھونے کا ترمذی نسائی ابو داؤد مسند احمد مشکوٰۃ ص ۴۶ پر ذکر ہے۔

اور کتب شیعہ میں تہذیب الاحکام طوسی۔ الاستبصار طوسی امالی۔ کتاب الارشاد للشیخ مفید ۲۷۶ میں پاؤں دھونے کا ذکر ہے۔ فروع کافی ج ۱ ص ۱۹ باب شک فی الوضوء طلکھنو کی عبارت یہ ہے۔ ''اگر سر کا مسح بھول جاؤ کہ تم پاؤں دھو

بیٹھو۔ تو پھر سر کا مسح کرو پھر دونوں پاؤں دھوؤ۔ بحوالہ سیرت علی المرتضیٰ ص ۴۹۴
(از مولانا محمد نافع)

مسئلہ (۲)

ارکان خمسہ میں کلمہ طیبہ کا ذکر باب ہشتم، تلخیص نہج میں بیان کر دیا ہے۔ کہ اصول کافی ج ۲ ط ایران کتاب الایمان والکفر میں توحید و رسالت کی گواہی۔ نماز زکوۃ حج اور رمضان کے روزے (۵ ارکان اسلام) امام جعفر صادقؒ نے بتائے ہیں۔

مسئلہ (۳)

اذان میں ۴ دفعہ اللہ اکبر کے بعد دو/ دو دفعہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی کتب اہل سنت کے علاوہ ان کتب شیعہ میں مذکور ہے۔ ﴿۱﴾ فروع کافی باب بد الاذان والاقامہ۔ میں صرف شہادت توحید اور شہادت رسالت ہے۔ یہ امام محمد باقرؒ کی روایت تیسری شہادت سے خالی ہے۔ ﴿۲﴾ شیخ صدوق کی من لا یحضرہ الفقیہ باب الاذان ص ۱۸۸ ط ایران پر صحیح اذان۔ بغیر شہادت ولایت علی۔ یہی ہے لا یزاد ولا ینقص۔ اس میں کمی بیشی نہ کی جائے پھر چوتھی صدی میں یہ اضافہ کرنے والے فرقہ مفوضہ پر لعنت کی ہے اور کہا ہے بیشک حضرت علی اللہ کے دوست ہیں مگر یہ اذان میں داخل نہیں۔ ﴿۳﴾ لمعہ دمشقیہ شرح روضۃ البھیہ ج ۱ ص ۱۰۶ میں ہے کہ ان کلمات (ولایت علی والے) کا عبادات میں داخل کرنا صحیح نہیں بلکہ بدعت ہے جیسا کہ نماز میں ایک رکعت کا بڑھا لینا یا ایک تشہد کا اضافہ شرعا ناجائز ہے پھر شیخ صدوق کے حوالہ سے فرمایا کہ یہ فرقہ مفوضہ کی بناوٹ ہے جو (ملعون) غالی فرقوں سے ہے (غالیوں کو شیعہ توحیدی علماء مشرک کہتے ہیں) ﴿۴﴾ کتاب شرائع اسلام مقدمہ سابعہ کیفیت الاذان۔ اس کی شرح مسالک الافہام میں بھی اس اضافہ کو ناجائز کہا ہے۔ ﴿۵﴾ ان کے مفسرین نے واقعہ معراج کی آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کے تحت لکھا ہے۔ کہ آسمانوں پر جو

اذان حضور کے سامنے فرشتوں نے دی وہ بھی توحید و رسالت کی گواہی تھی۔ امامت کی گواہی نہ تھی۔ صافی ج ۱ ص ۵۹۶) قمی ص ۲۴۳ (بحوالہ سیرت علی ص ۴۹۹)

مسئلہ (۴)

نماز میں ہاتھ باندھنا اور کھولنا کتب اہل سنت میں حنفیہ کا مذہب حضرت علیؓ کے ہاتھ باندھنے والا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ''سنت نبوی یہ ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے دایاں بائیں پر رکھ کر ہاتھ باندھو۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۱۰) مسندات علی۔ سنن دار قطنی ج ۱ ص ۱۰۶) اور کتب شیعہ میں عورت کو پستانوں پر ہاتھ باندھنے کا حکم ہے فروع کافی ج ۱ ص ۱۹۸ تہذیب الاحکام طوسی ج ۱ ص ۱۶۱۔ حضرت علی کا تمام مکی۔ مدنی پھر کوفی زندگی کا عمل ہاتھ باندھنا ہی ہے کبھی لٹکا کر نماز نہ پڑھی ورنہ مذکور ہوتا اسے تقیہ کی نذر کرنا حضرت علیؓ کے تمام ظاہری اعمال کو مشکوک بنا دیتا ہے آپ راست گو اور راست کردار تھے آپ کی دورخی پالیسی ہرگز نہ تھی۔

مسئلہ (۵)

جنازہ میں ۴ تکبیریں کہنا۔

گو حضور نے پہلے کبھی جنازہ پر زیادہ تکبیریں بھی کہیں۔ مگر آخر میں ۴ تکبیروں پر عمل رہا جب منافقوں پر نماز جنازہ سے روکا گیا۔ تمام صحابہ کرام حضرت علی کی شمولیت سمیت حضرت ابومسعود انصاری کے گھر جمع ہوئے اور اس اجتماع میں یہ فیصلہ کیا کہ جنازہ میں۔

﴿۱﴾ آپ کا آخری عمل ۴ تکبیریں پڑھنا ہے۔ تو چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھو۔ بقیہ متروک و منسوخ ہیں۔ (چونکہ حضرت عمرؓ نے یہ اجتماع بلایا تھا۔ تو شیعوں نے ضد سے حضرت علیؓ سمیت تمام صحابہؓ کا فیصلہ نہ مانا) (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۳۷)

﴿۲﴾ محدثین کا ضابطہ یہ ہے کہ حضور کے عمل کی ۲ دو حدیثیں اگر مختلف ہوں۔ تو صحابہ کرامؓ کے اتفاق پر عمل کیا جائے گا۔ (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۲

کتاب الصلوٰۃ)

﴿۳﴾ حضرت علیؓ کا اپنا عمل بھی ۴ تکبیریں کہنا ہے کہ آپ نے یزید بن مکفف کا جنازہ ۴ تکبیروں سے پڑھا جنازوں میں آخر تک یہی عمل تھا کتاب الآثار لامام محمد ص ۴۷)

﴿۴﴾ حضرت امام حسنؓ نے علیؓ کا جنازہ پڑھایا تو ۴ تکبیریں کہیں۔ کتاب الاثار لامام محمد ص ۸۲۔۸۳ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۵ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۴۳)

﴿۵﴾ حضرت علیؓ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد کا (مدینہ میں) نماز جنازہ حضور نے ۴ تکبیروں سے پڑھایا (جمع الفوائد ج ۲ ص ۴۰۸) بحوالہ طبرانی کبیر واوسط)

﴿۶﴾ شیعہ کتب سے اس مسئلہ کا ثبوت یہ ہے کہ جب اللہ نے آپ کو (عمرؓ کی تمنا کے مطابق) نماز جنازہ منافقوں پر پڑھنے سے روک دیا۔ تو پھر مسلمانوں کے جنازہ پر۔ تکبیر اول کے بعد ثنا وتشہد۔ پھر درود۔ پھر مسلمان پر دعا پھر چوتھی تکبیر کہہ کر منہ پھیرنا اور دعا نہ مانگنا تھا۔ ۱۔ فروع کافی ج ۱ ص ۹۵۔ ۲۔ علل الشرائع ص ۳۰۳ باب ۲۴۴۔ ۳۔ تہذیب الاحکام للطوسی ص ۱۷۷ باب الصلوۃ علی الاموات) معلوم ہوا کہ جنازہ پر ۵ تکبیریں خود آپ نے ترک کر دی تھیں۔ جنازہ کے بعد پھر دعا بھی نہ مانگتے تھے۔

مسئلہ (۶):

نماز تراویح ورمضان شریف

حضور علیہ السلام نے آخری سال نماز تراویح پڑھائی تو مستقل سنت بن گئی۔ (صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۲۳۷۔ ۲۔ مشکواۃ شریف ص ۱۱۴ سن

کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶) یہاں صرف حضرت علیؓ کا موقف ہم ذکر کرتے ہیں۔

﴿۱﴾ ایک بزرگ حضرت عرفجہ راوی ہیں کہ رمضان میں حضرت علی مرد و زن کو فرماتے کہ وہ نماز تراویح کے لئے جمع ہوں۔ پھر مردوں عورتوں کے الگ الگ امام مقرر فرماتے۔ عرفجہ کہتے ہیں مجھے عورتوں کا امام بنایا میں ان کو تراویح بڑھاتا تھا۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۵۲) (المنتقی للذہبی ص ۵۴۲)

﴿۲﴾ حضرت علیؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ تم (مسجد نبوی میں) لوگوں کو ۲۰ رکعت تراویح پڑھایا کرو اور حضرت علیؓ (فرض) وتر کی نماز خود پڑھاتے تھے یہ کئی سندوں سے حضرت علی سے مروی ہے۔ (السنن الکبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶) (المنتقی للذہبی ص ۵۴۲)

﴿۳﴾ حضرت علیؓ کے ایک شاگرد شتیر بن شکل لوگوں کو ۲۰ رکعت تراویح اور ۳ وتر پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ باب رکعات تراویح)

﴿۴﴾ سوید بن غفلہ حضرت علیؓ کے مشہور شاگرد فرماتے ہیں کہ میں ۵ ترویحات میں ۲۰ رکعتیں پڑھاتا تھا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

﴿۵﴾ یہاں ان روایات سے معلوم ہوا کہ ۲۰ رکعت تراویح کا حضرت علیؓ نے حکم دیا۔ جیسے مصنف بن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳ میں بھی ہے۔

اور یہ حضرت عمرؓ کے دور ۱۴ھ سے متواتر۔ عہد عثمان و علیؓ سے چلی آ رہی ہے۔ ۲۰ رکعتوں میں بھی کمی بیشی نہیں کی گئی اسی پر امت کا تعامل ہیں۔ علماء محدثین فرماتے ہیں۔ کہ صحابہؓ کا تو ارث تعامل (اسی طرح پوری یا اکثر امت کا) دین کی بڑی دلیل قطعی حجت اور سنت ثابتہ ہوتی ہے۔ اس کا رد کرنا ممکن نہیں (فیض الباری ج ۲ ص ۴۲۵۴ از انور شاہ

کشمیری) اور حضور کا بھی فرمان ہے میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔
(تو آج ۲۰ رکعت تراویح کو بدعت کہنا گمراہی ہے۔)

کتب شیعہ سے نماز تراویح کا ثبوت:

﴿۱﴾ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام رمضان شریف میں عشاء کی نماز کے بعد نوافل (تراویح کی زائد نماز) میں اضافہ فرماتے پھر کچھ دیر نماز پڑھا کر گھر تشریف لے جاتے پھر گھر سے باہر آ کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اس طرح کئی بار (گویا ہر ۴ رکعت کے ترویحہ میں) نماز پڑھا کر گھر جاتے پھر آ جاتے امام صادق فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا عشاء کی نماز کے بعد رمضان شریف کے سوا نوافل (اجتماعی) نہ پڑھا کرو۔"

یہ روایات شیعہ کی ان ۳ اصولی کتابوں میں ہیں۔ ا فروع کافی ج ا ص ۳۹۶ باب ایزاد من الصلوۃ فی شہر رمضان ط لکھنو ۲۔ الاستبصار للشیخ طوسی ص ۲۳۱ ج ا ط لکھنو ۳۔ تہذیب الاحکام طوسی ص ۱۳۰ باب رمضان میں زیادہ نماز کا بیان) ط ایران۔

مسئلہ (۷)

حرمت ماتم اس پر ہماری دو سو صفحات پر مستقل کتاب ہے قرآن۔ احادیث نبوی اور احادیث اہل بیتؑ سے ڈیڑھ صد دلائل اور ۱۵ عقلی وجوہ سے حرمت ثابت کی گئی ہے۔ نام "مسئلہ عزاداری اور تعلیمات اہل بیت" ہے بار بار چھپتی ہے مگر کسی کروڑ پتی مجتہد و ماتمی کو جواب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اسپر اہل سنت کی ایک دلیل یہ حدیث نبوی ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے اپنے منہ پر (ماتم میں) طمانچے لگائے۔ گریبان بیان پھاڑا اور جاہلیت کے دور کی طرح واویلا کیا وہ ہماری امت اور

جماعت سے نہیں (خارج ہے) بخاری و مسلم و صحاح مشکوۃ ص ۱۵۰)

﴿۲﴾ حضرت نبی پاک نے فاطمۃ الزہراء کو وصیت میں فرمایا۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو منہ نہ نوچنا بال نہ بکھیرنا ہائے وائے کر کے بین و ماتم نہ کرنا اور نوحہ کرنے والی (میراثی عورتوں) کو نہ بلانا۔ شیعہ کتاب معانی الاخبار للشیخ صدوق شیعی ط ایران ۔۲۔ فروع کافی ج ۲ ص ۲۲۸ کتاب النکاح باب صفت مبایعۃ النبی للنساء حیات القلوب از باقر مجلسی ص ۸۵۲ باب ۶۳

﴿۳﴾ حضرت علیؓ نے بھی فرمایا لوگو یقین کرو کہ صبر کا ایمان میں وہی درجہ ہے جو سر کا مرتبہ بدن میں ہے۔ جب سر چلا گیا تو بدن ختم ہوگیا۔ اور جب صبر چلا گیا تو ایمان بھی چلا گیا۔ (۱۔ المصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۴ ص ۲ نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۵۴ ط مصر۔۳۔ شرح نہج البلاغہ لابن میثم البحرانی ج ۵ ص ۳۳ ط ایران

﴿۴﴾ حضرت امام حسینؓ نے میدان کربلا میں بہن زینبؓ کو فرمایا۔ اے پیاری بہن تجھے قسم دے کر کہتا ہوں کہ جب میں ظالموں کی تیغ سے عالم بقاء کو رحلت کر جاؤں تو میرے سوگ میں گریبان چاک نہ کرنا۔ چہرہ زخمی نہ کرنا۔ بے صبری اور واویلا نہ کرنا۔ کہ یہی وصیت ہمارے نانا جی نے ہماری اماں فاطمہؓ کو کی تھی (تاریخ یعقوبی شیعی ج ۲ ص ۲۴۴۔ جلاء العیون ص ۴۳۴ شب عاشورہ کے احوال ۔ ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۲۵۳ اخبار ماتم ص ۶۲۱ مجلس ۲۳ باب تلقین صبر بحوالہ سیرت مرتضی از نافع ص ۵۱۲)

بھائیو! پھر یہ حوالے پڑھیں۔ خدا رسول اور علی و اہلبیتؓ نے تو یہ ماتم و سینہ کوبی حرام اور ایمان ونجات سے محرومی کی دلیل بتائی ہے مگر ہمارے ذاکروں مجتہدوں نے گھنٹوں دنوں میں لاکھوں کی آمدنی کا ذریعہ۔ عوام نے جنت کا ٹکٹ اور نافہم افسروں نے خزانہ خالی کرنے کی دلیل بنا دی

ہے۔ پوری قوم وملک کی دولت وایمان لوٹا جارہا ہے۔ ماتمی جلوسوں میں قتل وغارت ہوتی ہے جو مسئلہ حق منبر پر بھی بتائے جیل ٹھونسا جاتا ہے۔ قاتلان حسین اس حادثہ پر خوش اور نازاں ہیں۔ مگر اسلام و اہل بیت دونوں مظلوم ہیں۔ کیا کوئی حاکم وافسر یہ ظلم بند کرانے والا ہے۔؟؟؟

مسئلہ (۸) حرمت متعہ:

طاقتور لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے یہ بھی شیعہ کا مایہ ناز مسئلہ ہے اس پر ڈٹے ہوئے ہیں ہم نے ایمانی دستاویز ۸۰۰ بڑے صفحات کی کتاب میں تقریباً ۵۰ صفحات پر قرآن واحادیث فریقین سے حرمت پر سیر حاصل بحث کردی ہے۔

مذہب شیعہ میں متعہ کی تعریف یہ ہے کہ غیر خاوند والی کوئی عورت کسی شخص سے وقت اور فیس مقرر کر کے۔ گواہوں اور ولی وارث کے بغیر۔ اپنی رضا سے جنسی تعلق قائم کرے (یعنی شیعہ کے ہاں صرف زنا بالجبر حرام ہے) یہ بڑا کار ثواب دوزخ سے نجات اور جنت کا ذریعہ ہے) اسے ہی عرف میں زنا۔ اڈوں کو چکلے کہتے ہیں۔ جو آج ایران کی بنام اسلام حکومت میں ہر ہوٹل وسرائے میں قائم ہیں۔ (معاذ اللہ) کوئی غیرت مند باپ بھائی افسر مجتہد مولوی اپنے گھر میں بلا گواہ واجازت اس عارضی فعل کو گوارا نہیں کرسکتا تو وہ دوسرے کی بہن بیٹی کے لئے اسے کیوں جائز کہتا ہے؟ شروع اسلام میں یہ باقاعدہ گواہوں کے ساتھ نکاح موقت جائز رہا پھر ہمیشہ کے لئے حرام ہوا۔ ارشاد ہے کہ مذکورہ محرمات کے علاوہ اور سب عورتیں حلال ہیں۔ بشرطیکہ تم مہر کے بدلے دائمی نکاح کے لئے لو محض پانی نکالنے کے لئے یہ کام نہ کرو۔ (پ۵ ع۱)

حضرت علیؓ نے ابن عباسؓ کو ڈانٹ کر کہا (جبکہ ان کو حرمت کا پتہ نہ تھا) کہ متعہ حرام ہے حضور نے خیبر کے دن متعہ اور گھریلو گدھوں کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔ (کتاب السنن سعید بن منصور ج اص ۲۱۰) مصنف عبدالرزاق ج ۷ ص ۵۰۱۔ طحاوی ترمذی مشکوۃ مسند احمد وغیرہ۔

حضرت علیؓ کے دور اور مذہب میں بھی متعہ حرام رہا ان کی معتبر کتابوں میں ہے ''کہ میں یہ چودہ کام بدلنا چاہتا ہوں جن میں متعہ بھی ہے مگر میں اسے بدلنے کا حکم دوں تو میرا لشکر مجھے چھوڑ دے'' (حکومت ختم ہو جائے) فروع کافی کتاب الروضہ ج ۳ ص ۲۹ ط لکھنو۔

۲۔ روضہ کافی بمعہ ترجمہ شرح فارسی ج ۱ ص ۱۹۶ ط تہران چونکہ شیعہ مذہب کی کوئی بات حضرت علیؓ کے دور حکمت میں آپ نے نہ ظاہر کی خلفاء ثلاثہ کے سارے مسائل و احکام نافذ کئے رکھے۔ تو یار لوگوں نے حضرت علی کی حکومت کو کمزور اور برائے نام بنا کر یہ روایات بنائی ہیں۔ مگر بڑا اعتراض یہی آتا ہے۔ کہ جو حکومت اسلامی فرائض و قوانین کما حقہ نافذ نہ کر سکے احیاء سنت۔ اقامت حدود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کر سکے وہ امام و حاکم حکومت کا اہل نہیں (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۰۲ تحت فریضہ الامام ط مصر۔ اب شیعوں پر ایک بات ماننا لازم ہے۔ یا حضرت علی کی حکومت و امامت کو ناجائز خدا کا قانون نافذ نہ کرنے والی جان کر ایمان سے ہاتھ دھولیں۔ یا پھر اپنے من گھڑت ۱۴ مسائل سے توبہ کر لیں مسلمان بن جائیں تو مذہب علی میں متعہ حرام تھا۔ حرام رہے گا تراویح .... وغیرہ پر سب مسلمانوں کا عمل رہا تا قیامت رہے گا۔

مسئلہ (۹)

دو باہم محرم عورتوں سے نکاح حرام ہے۔ دو بہنوں سے اکٹھا نکاح قرآن نے حرام بتایا ہے۔ کیونکہ اگر وہ بہن بھائی ہوئے تو حرام تھا۔ اسی طرح احادیث اور مذہب علی میں کوئی دو عورتیں اگر مرد و عورت مانی جائیں تو نکاح حرام ہوگا۔ تو پھوپھی بھتیجی، خالہ بھانجی وغیرہ کو سوکن بنانا تمام مسلمانوں کے ہاں حرام ہے۔ مگر شیعہ جائز کہتے ہیں حضرت علی اور تمام صحابہ کرام کے مذہب میں حرام ہے۔ کتاب الفقہ للمروزی ص ۷۸۔ احکام القرآن للجصاص حنفی ج ۲ ص ۱۶۲ الاجماع لابی بکر محمد بن ابراہیم نیشاپوری المتوفی ۳۱۸ ص ۸۵ میں ہے کہ یہ مسئلہ حضرت علی، ابن عباس، جابر ابن عمر، ابو موسیٰ اشعری، ابو سعید خدری، ابو ہریرہ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہم کے ہاں حرام ہے۔ خالہ بھانجی اور پھوپھی بھتیجی کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام ہے۔

مسئلہ (۱۰)

تبرا اور بدگوئی حرام ہے۔ سنی شیعہ کا بڑا فساد اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اماموں اور متعہ والوں کے سوا تمام اصحاب رسول مسلمان اقارب نبوی اور تمام مسلمانوں کو دشمن علی جان کر برا بھلا کہتے ہیں۔ حالانکہ نہج البلاغہ خطبہ ۲۰۴ ص ۵۸۲ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے لوگوں کو شامیوں کو بھی گالی دینے اور برا کہنے سے منع کر دیا تھا۔

آخری اپیل:

ہم نے الحمد للہ بڑی محنت شاقہ کے بعد حضرت علیؓ کے کلام جلی سے قرآن وسنت کے مطابق اور سب کو باہم محبوب بنانے والے ہزاروں ارشادات جمع کر دیئے ہیں۔ بھائیو! حضرت علیؓ کے مخالف مذہب افکار اور ایسی باتوں سے توبہ کریں سب مسلمان کفر شرک بدعت مسلم دشمنی چھوڑ کر حضرت علیؓ کے مذہب پر آ جائیں۔ (آمین) وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و اھل بیتہ و ازواجہ امہات المومنین و جمیع امتہ اجمعین۔

۱۴۳۳ھ بروز بدھ ۱۶/۵/۲۰۱۲ء

☆☆☆☆☆

مطالعہ کے بعد آپ کا فریضہ

☆...... اگر آپ علماء اور مذہبی اسکالر ہیں تو اپنی مضبوط تنظیم بنا کر اصل کتب سے فوٹو اسٹیٹ حوالہ جات کے ذریعے وفاقی شرعی عدالت، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ سے قرآن وسنت اور نظام خلفاء راشدینؓ کی روشنی میں شرعی فتویٰ طلب فرمائیں۔

☆......اگر آپ سرکاری ملازم اور انتظامی عہدیدار ہیں تو ہر فریق کی ہر قسم کی عبادت کو اس کی واحد عبادت گاہ، مسجد یا امام باڑہ میں محدود کرائیں فرقہ وارانہ جلوس بند کرادیں

☆......اگر آپ حاکم اعلیٰ ہیں تو فرقہ شیعہ کی صحیح مردم شماری کرا کر سرکاری ملازمتوں کا کوٹہ دیں۔ اہم کلیدی آسامیوں پر خلفاء راشدینؓ کے تابعدار سنی مسلمانوں کو فائز کریں۔

☆......اگر آپ نمبردار بااثر چوہدری اور خاندان کے سربراہ ہیں تو اپنے لوگوں کو فتنہ رفض سے بچائیں اور ان کی شر انگیز رسوم کو اپنی حدود میں پابند کرائیں باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا اسلامی جہاد ہے۔

☆......اگر آپ سیاسی سربراہ ہیں تو پارٹی منشور میں نظام قرآن وسنت اور خلافت راشدہؓ کے پُرامن عدل کی اولیت دیں اور کارکنوں کا انتخاب وتربیت اسی جذبے سے کریں۔

☆......اگر آپ عام سنی مسلمان ہیں تو نماز کی پابندی کریں۔ حرام کاموں اور روافض کی فرقہ وارانہ رسموں سے بچیں اپنی تنظیموں کو مضبوط کریں۔ ووٹ صرف اسلام اور خلافتِ راشدہؓ کا نظام چاہنے والوں کو دیں خدا آپ کا حامی وناصر ہو۔

محقق اہلسنت مولانا مہر محمد مدظلہ

کی صداقت اہلسنت والجماعت پر ایمان افروز اور شہرہ آفاق تصانیف

نمبر	کتاب	تفصیل	صفحات
1	قرآن وسنت اور اہلبیت کرامؓ کی نورانی تعلیمات	(۴۰۰ آیات، ۴۰۰ احادیث اور ۵۰۰ روایات اہلبیتؓ سے اتحادِ امت کا نقشہ)	۲۰۸
2	عدالت حضرات صحابہ کرامؓ	(عظمت صحابہ پر خاص علمی تحقیقی کتاب)	۴۰۰
3	سیفِ اسلام	(یعنی شیعہ کے ہزار سوال کا جواب)	۵۶۰
4	تحفہ امامیہ	(اسلام اور تشیع میں تمام اختلافی مسائل پر لاجواب کتاب)	۴۸۰
5	ہم سُنی کیوں ہیں؟	(۱۱۰ شیعہ سوالوں کا مدلل جواب) کمپوزنگ ایڈیشن	۳۵۲
6	حرمت ماتم اور تعلیمات اہلبیتؓ	(ماتم اور سینہ کوبی کی تردید پر ۲۰۰ دلائل)	
7	اہلسنت مذہب سچا ہے (کمپوزنگ)	(صداقت اہلسنت پر ایک کامیاب تحریری مناظرہ)	۱۶۰
8	حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت	سبائیوں کے کرتوت اور رافضیوں کے ۱۰۰ کفریات	۱۴۴
9	معراج صحابیتؓ	(رسالہ معیارِ صحابیت از بشیر بخاری کا مفصل جواب)	۲۴۰
10	تحفۃ الاخیار مع ۱۰۰ سوالات	شیعہ کے اعتراضات کا مدلل جواب	۱۱۲
11	ایمانی دستاویز بجواب تحقیقی دستاویز بتائید تاریخی دستاویز	تحقیقی دستاویز میں جو ۹۰۰ مطاعن اعداء صحابہ نے پیش کیے ان کا مکمل پوسٹ مارٹم ہے	۸۰۰
12	شیعہ اور عقیدہ ختم نبوت	ختم نبوت کے موضوع پر ایک بہترین دستاویز	۱۲۸
13	کلمہ طیبہ اور خلفاءِ راشدینؓ	قرآن وسنت اور ارشادات اہلبیتؓ کی روشنی میں (پاکٹ سائز)	۹۶
14	تلخیص نہج البلاغہ	شیعہ کی اس کتاب سے حضرت علیؓ کے ہزاروں ارشادات اصلاح معاشرہ اور وحدتِ امت کے لئے پیش کیے ہیں	۴۹۶
15	خوشبوئے نبوتؐ و اہلبیتؓ	ہزار بھر روایات کتب اہل سنت سے تمام اہلبیتؓ کی مدح کی گئی ہے	۵۱۲
16	شیعیت کا مقدمہ ایک اجمالی نظر میں مصنف: مولانا عبدالسنان معاویہ مدظلہ	جس میں ایک رافضی کی کتاب ''شیعیت کا مقدمہ'' پر تمام تلبیسات کا پردہ چاک کیا گیا ہے	۲۵۶
17	مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ پر یادگار خطبات	(عقیدہ حیات النبیؐ و عالم برزخ کے موضوع پر مختلف علماء کی علمی تحقیقی 11 تقاریر کا مجموعہ) (مرتب: محمد عمر فاروق صدیقی)	۴۳۲

ملنے کا پتہ: مکتبہ اسلامیہ حنفیہ بمقام بن حافظ جیؒ ضلع میانوالی 0321-5470972